بسم اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ

امام ضامن

عطر کی ٹکیان (جنکا حال صفحہ ۷ مین ہے) بطور امام ضامن ۱۹۰۴ء کے بازو پر بندہی ہین۔

لہذا میں بھی چار رجسٹری شدہ فنڈ پیش کرتا ہون جسکو آپ اپنے نام رجسٹرڈ کرالین وھو ہذا۔

پتلون فنڈ۔ اُن سعادتمند محمڈن کالج اور فدائیان قوم کو جو ولایتی کپڑے کے قیمتی پتلون گلے مین ڈالے پھرتے ہین چاہیئے صرف معمولی دیسی کپڑے کے فیشن ایبل پائجامے سے کام نکالین۔ اسمین بھی اگر اتنی ترمیم اور تخفیف کردیجائے تو مزید بچت ہوسکتی ہے کہ بجائے ایڑی تک پتلون نما پائجامون کے گھٹنے قدرے تنگ پہنا کرین اور اگر ہماری رائے مانین تو سچی قوم کی فدائیت اصلی حمایت تو جب ہی ہوسکتی ہے کہ قومی کام یا قومی ترقی۔ قومی ہمدردی۔ قومی امداد مین کسی قسم کا پس و پیش نہ کرین اور پتلون پائجامہ دونون کو خیرباد کہکر ستر پوشی کے لیے صرف لنگوٹی کافی بلکہ زائد از ضرورت ہے۔ مگر ایک اعتراض ہوسکتا ہے مخالفین کہہ سکتے ہین کہ فدائیت اب بھی مفقود ہے۔ سچا عشق تو وہی ہے کہ ستر پوشی کی خبر ہی نہ رہے۔ فکر بے سود۔ تکلیف مین تو جکڑے ہوے ہین اور زبان پر ہائے قوم وائے قوم اچھا عریانی کی بھی کیا حاجت ہے۔ ستر پوشی تو دونون ہاتھون سے بھی بوجہ احسن ممکن ہے۔ لیکن ہم کہتے ہین پھر ستر پوشی کی ضرورت ہی کیا

تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس

دونون ہاتھ قومی بھیک مین وقف رہین تو کون ہرج ہے کہ جب ایسے ایسے ہاتھ پھیلین گے تو کون ایسا سنگدل ہوگا جو نہ پسیجیگا ہین بہ سے گا ہین۔ اگر شک ہو تو بہی خواہان قوم آزما دیکھین سے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔

لیڈی فنڈ۔ یہ بھی ایک قابل قدر فنڈ ہے قوم کے تعلیم یافتہ جو یورپ کی بھی زیارت سے مشرف ہو چکے ہین ضرور اس طرف توجہ مبذول کرین۔ جہان تک ہوسکے لیڈی صاحبہ سے بجائے نصف الی و نصف الک کہنے کے یہ کوشش کرین کہ آمدنی کا کوئی حصہ دینا ہی نہ پڑے اور کام بھی نہ رُکے قومی مفاد کے لیے کوئی جھگڑا تصفیہ کرلینا کچھ بات نہین بلکہ داخل حسنات ہے اگر اسکے بعد نیچرل تقاضا سختی کے ساتھ شروع ہو تو صرف ایک لال بی بی مفید طور پر بغیر کسی مشورہ کرلیجا سکتی ہے۔ اُن سربرآوردہ حامیان قوم سے بھی اپیل ہے آیندہ سے بیگم صاحبہ کے فضول اور بیجا فرمائشون کی تعمیل سے بہتر ہوگا کہ بے اعتنائی سے کام لین ایسے قیمتی موقعون کو ہاتھ سے نہ جانے دین اگر اسپر بیگم صاحبہ تاک بھون چڑھائین تو ٹھنڈی میکے سوار کردیجائین "مامائین پروری" آیا تو انی چند اور مجرب نسخے معمولی شکایتون کے دفع کرنے کے لیے استعمال کئے جاسکتے ہین بقول شخصے مراعشق کم خرچ بالانشین ہے

اس حکمت عملی کو کم سے کم ایک سال تک برت کر دیکھنا چاہیئے اگر رقم کافی کی بچت نظر آئے تو علیگڈھ انسٹیٹیوٹ مین نذر کیجائے کہ کار رفاہ الگ ہے اور کفارہ گناہ الگ۔

گر آب چاہ نصرانی نہ پاک است
سگ مردہ ہمی شویم چہ باک ہست

گاڑی فنڈ۔ یہ بھی ایک چلتا نسخہ ہے اور ہماری بیمار قوم کا حکمی علاج ریل گاڑی کے نشست و سکنڈ کلاس مین سفر کرنے والے مہذب جنٹلمین حضرات کو لازم ہے کہ ہمیشہ تھرڈ کلاس مین جلوہ افروز ہوا کرین اور اپنی بیماری مگر نادار قوم کی بہبودی رفاہ ترقی کے دھن مین اس تنزل یا کسر شان یا تکلیف کی ذرا پروا نہ کرین مگر میرے خیال مین اس سے بھی زیادہ بہبودی جب ہی ہوسکتی ہے (بشرطیکہ سچی قومی ہمدردی ہو) کہ گوڈس ٹرین مین ردی کے تھیلون مین بند ہو کر لدے پھندے سفر کرین آخر یہ ہے کس کام کی نسبتاً زیادہ زحمت چڑھنے اُترنے کی بھی نہ کرنی پڑے گی اور اعانت قوم نفع مین۔ موٹر کار رلینڈ و، چرٹ، بگھی، فٹن طمطراق سے بیٹھکر سیر و تفریح کرنے والے افراد قوم کو بھی شرمانا چاہیے کہ قوم تو یون پستی مین ہو اور آپ لینڈو مین تشریف رکھین۔ آپ کے لیے اکے بہلی چھکڑون کا کیا کال پڑ رہا ہے کیا آپ کا بار نہین سنبھال سکتے جو خواہ مخواہ لینڈو ہی ہو گاڑی فنڈ صرف آپ ہی لوگون کی توجہ کا محتاج ہے اور قومی ترقی کی برق رفتاری اسی فنڈ سے وابستہ۔ وہ حامیان قوم جو رات دن فینسون وغیرہ مین پڑے پڑے آرام طلب سست یا کاہل الوجود۔ لیزی بڈل۔ اپاہج بن گئے ہین۔ اور بنے جاتے ہین کیا خدا نے انکو ٹانگین نہین دین۔ قومی بہبودی کے لیے وہ فدائیان قوم ضرور نیچر کی اس بخشش سے مستفید ہوا کرین بلکہ مزید ہمدردی کی سبیل یون نکل سکتی ہے کہ چلتے چلتے کسی درماندہ کو اپنی پیٹھ پر بھی لاد لیا کرین۔ بہرکیف ایسی ہر ایک رقم نہایت قیمتی سمجھی جائیگی اور محمڈن کالج بڑے شکریہ کے ساتھ اسکو قبول کریگا۔

گھوڑا فنڈ۔ کہان ہین وہ جوشیلے اور من چلے قومی شہسوار جو میدان ترقی مین سرپٹ جانا چاہتے ہین۔ آئین دوڑین اور گھوڑا فنڈ کی امداد کرین وہ مہذب مگر قوم کے سچے عاشق نئی روشنی والے جو ترکی تقلید کے دلدادہ ہین اور اسی استدلال پر ترکش کیپ ترکش کوٹ، شرعی پردہ چونکہ ٹرکی مین مروج ہے اوغیرہ وغیرہ کے مقلد و مرید ہین کیا گھوڑے کے بجائے اُس متحمل جفاکش۔ صابر۔ شاکر میونسپل کے نہایت جاندار اور بکار آمد قدیم الخدمت بڑے ہوش و گوش والے ممبر کو ٹیرو نائز نہین کرسکتے؟ اور اسی کی خوش خرامانہ امداد سے قریہ بہ قریہ وہ بد دھر کر

یا خود اپنے شہر ہی مین ٹھنڈی سڑکون اور مضافات شہر کی گلیون مین ہوا خوری نہین فرماسکتے؟ یہ تو ایک قسم کی مقدس رسم عرب کی تقلید ہے اور گویا ایک طرح گھر بیٹھے حج و زیارت کی تمہید۔

یہ چار فنڈ فی البدیہہ برجستہ ذہن نکتہ سنج مین قومی امداد کے ذریعہ آئے لہذا قلمبند ہوے۔ ہر فنڈ ایک رقم کثیر کی بچت کا ضامن ہے اور ہر فنڈ اتنے مدارج رکھتا ہے کہ بجائے خود چھوٹی چھوٹی بچت کا ایک خوشنما مسلسل زر نگار زینہ ہے اور ہر زینے کے پایۂ ادنیٰ و اعلیٰ کا دریافت کرلینا کسی عاقل پر چندان دشوار نہین ہے مین نے صرف بمصداق العاقل تکفیہ الاشارہ اشارون پر کفایت کردی ہے یکمن علم را دہ من عقل باید۔ اگر عملی عقل سے یارون نے کام لیا تو یقیناً ان چار فنڈون کے بعد چار دانگ ہندوستان مین ترقی خواہان تعلیم کو پھر باضابطہ گداؤن کی طرح صدائین کرتے پھرنے کی ضرورت واقع نہ ہوگی پھر طلسمی خاموش مگر پرجوش تحریک ادنیٰ اشارہ مین بلامبالغہ قارون کا خزانہ اُگل دیسکتی ہے اور محمڈن یونیورسٹی کی راہ مین جتنی بڑی بڑی مشکلات انکو آن کی آن مین نگل جاسکتی ہے۔

وہ ناصح اور ہونگے جنکا کہنا ٹل بھی جاتا ہے
اگر میری نہ مانوگے تو پچھتاؤگے نادانو

راقم۔ مولینا دکھتی

عید
اور
مرزا لاابالی کی اُبالی سوئیان

نئی عید کی ہین نرالی سوئیان — یکالی ہین ہمنے نیالی سوئیان
انھین پھینک دیجے یہ کس کام کی ہین — نہ دامن مین لیجے ردالی سوئیان
کھلایا ہے فطرت کے ہاتھون نے انکو — ہین آغوش نیچر کی پالی سوئیان
ابھی دودھ بھی انکا چھوٹا نہین ہے — لڑکپن مین ہین بھولی بھالی سوئیان
بھری کوٹ کوٹ انمین سب شوخیان ہین — مچلتی ہین کیا کیا یہ بالی سوئیان
نچاتی ہین سب کو گرہ انگلیون پر — تھرک کر بجاتی ہین تالی سوئیان
کبھی نور بانی کی کرتی ہین نقلین — شرارت کی سہتی ہین جالی سوئیان
کہین سوت کا منہ چڑھاتی ہین ہنسکر — الجھتی ہین میٹھی گالی سوئیان
کہین ہانک لیتی ہین اُشیالی تنسکر — اُشیرنا سی ہین چرخ والی سوئیان
کبھی خشک کرتی ہین یہ تیر و نشتر — بناتی ہین کو لھو گدالی سوئیان
کہین ہمسری کرتی ہین گیسوؤن سے — کہین سانپ ہین بچھو والی سوئیان
کہین قند سے ملکے وہ پھولتی ہین — کہ بنتی ہین شیرہ کی مالی سوئیان

کہین ناتوانی کے ہاتھون پہ چڑھکر ۔ ہین کہلاتی یہ شیر مالی سوئیان
کبھی باغ فطرت کی ڈالی لگا کر ۔ بنی جاتی ہین خاصی بلبل سوئیان
کہین قرص خورشید مین ہین یہ کرنین ۔ کہین چاند سی ہین ہلالی سوئیان
کہین فرط نسبت سے زینت ہے جیبا کی ۔ غضب ہے کہین ہین جلالی سوئیان
خطاب انکو بھی دیجیے سال نو کا ۔ نگہ مین یہ گر رہی نکالی سوئیان
بسنتوں کے سے ای ادا آئی ادائین کی ۔ زیر رنگ کی حالی موالی سوئیان
نہ دولہ و دولہا خطاب انکے لائق ۔ کہ انسے ہین بہتر مثالی سوئیان
وہین صحن فردوس مین مدتون تک ۔ وہان بھی تھین منگنا رہ سالی سوئیان
غرض یہ کہ کیونسے انکو ہو نسبت ۔ اسی کی ہین ناز نین پالی سوئیان
یہی گندمی رنگ انکا ہے آفت ۔ اسی چال سے تو ہین چالی سوئیان
نہین اچھتے یہ پیچ انکے کسی ڈھب ۔ وہ کیسی ہی ہون لاابالی سوئیان
پھر اسپر نصیحت ادائی کہ ہین یہ ۔ حسینونکی کا کلکی بالی سوئیان
انھین کی تو صحبت مین سیکھی یہ وحشت ۔ انھین کی ہین یہ لاابالی سوئیان
نہین آ تمین قابو مین کیا کیجیے گا ۔ غزل مین بندھین کیا غزالی سوئیان
نصیحت ہے یہ بھی نصیحت ہے شیرین ۔ نہین پڑھتین دیوان حالی سوئیان
منوا الومنوا خاک کیون اٹتے ہو ۔ نہ دیکھی کیا خاک ڈالی سوئیان

تمھین فکر کیا حضرت لاابالی
نہ بھیجے کی کیا تمکو سالی سوئیان

سنہ ۱۹۰۳ و ۴ء

مائی ڈیر پنچ۔ سلام ندارد۔ مولانا شہباز ملے اور متقاضی ہوے کہ سال نو کا کوئی مضمون لکھو۔ مجھے انکی اس فرمائش پر استعجاب ہوا کہ انکو اتنی بات بھی نہین معلوم کہ وہ زمانہ گا ذٖور دہوگیا کہ ہر سال سال بدلا کرتا تھا۔ تعجب ہے کہ مولانا جیسے روشنخیال اور پھر سائنس کے پروفیسر کو اتنی موٹی بات نہین معلوم۔ ابھی تک پرانی لکیر کے فقیر اور دقیانوسی خیالات مین گرفتار ہین۔ زمانہ کی حالت دیکھیے ڈھیلا غرارہ وا پائجامہ بدل کر تنگ موہری کا اور پھر پتلون قرار پایا۔ چوگوشیہ۔ دوپلی ٹوپیان منسوخ ترکی اور ہیٹ زیب سر ہوئی۔ کھینسلی زیر پائی کفش۔ سلیم شاہی سب ندارد۔ بوٹ براج رہے ہین چھکڑا اسکا ڑی۔ بہلی۔ منجھولی فنس تامجھام غائب ریل۔ چارون طرف دوڑ رہی ہین۔ خط کی جگہ تار۔ پرانے ڈیوٹ کی جگہ لیمپ۔ غرضکہ زمانہ ہو کہ بانسون ترقی کر رکھی ہے جو کل تھا وہ آج نہین جو آج ہے وہ کل نہین۔ جدھر دیکھیے پرانی باتین۔ پرانی چالین متروک۔ روز بروز تازہ بتازہ ایجادات نوبنو اختراعات لیکن تبدیل سال کے متعلق ابھی تک وہی پرانے خیالات ہین جو تیرہ سو اور اٹھارہ سو برس پیشتر تھے گویا ہم زمانے سے تیرہ سو برس پیچھے ہٹے ہوے ہین۔ وہی پرانے خیال سر مین جمے ہوے ہین کہ غرہ محرم سے سنہ ہجری اور یکم جنوری سے سال عیسوی بدلتا ہے یہ صرف پرانے لوگونکے خیالی پلاؤ ہین اور یہ بوسیدہ ہڈیان چچوڑ رہے ہین یہ سب دقیانوسی خیال کے لوگون کی من گھڑت ہے شاید تیرہ سو برس پہلے مناسب و موزون ہوگا جب زمانہ مین ترقی کا نام نہ تھا۔ اب تو صبح شام فیشن بدلتا ہے۔ سال گزشتہ کے بیچے سال حال مین ناکارہ ہوجاتے ہین کیا وجہ ہے کہ یہ پرانا خیال بالکل دماغ سے نکال کر پھینک دیا جائے۔ ہمین بتلائیے کہ کس کتاب مین لکھا ہے کہ ۳۶۵ دن کے بعد سال بدلے گا آیا قرآن مین ہے یا انجیل مین یا اور الہامی کتاب مین۔ یہ بھی حضرت انسان کا چال ہیا ہین کہ ہر سال بدلانے۔ کیا خدا کی طرف سے انکو کوئی مختار نامہ ملا ہے کہ ۳۱۔ دسمبر کی شام کو اچھے خاصے بھلے چنگے سوئے اور یکم جنوری کی صبح کو خواہ مخواہ یہ خبط سمایا کہ آج سال بدل گیا۔ کوئی انسے پوچھے کہ رات کو کیا آپ پر وحی ہوئی تھی آخر آپ نے کس بات سے سمجھا کہ آج سال بدلا کیا نئی بات دنیا کی آپ نے بدلی ہوئی دیکھی۔ ہمکو تو کوئی چیز بدلی ہوئی نہین معلوم ہوتی۔ اسی وقت مقرر پر آفتاب نکلتا ہے وہی بارہ گھنٹے کے بعد غروب ہوتا ہے۔ اسی طرح دن ہوتا ہے اور اسی طرح رات مسلط ہے۔ جاڑا گرمی۔ برسات اپنے اپنے وقت پر آتے ہین۔ مان کے پیٹ سے جو پہلے نو مہینے مین بچہ ہوتا تھا۔ وہی اب بھی ہوتا ہے۔ دسمبر مین جو کانفرنسین پہلے ہوتی تھین اب بھی ہوتی ہین بیوی صاحب جو ہماری سال گزشتہ مین تھین اب بھی ہین۔ نہ مرین نہ ایک بال برابر بدلین۔ پھر ہم کیسے کہین کہ سال بدلا اور ہمارے پاس اسکا کیا ثبوت ہے۔ یہ لوگون پر مالیخولیا سوار ہے اور جب خلق خدا کو دیوانہ بنا رکھا ہے یہ بھی ایک کھیل تماشہ ہے کہ ۳۶۵ دن گزرے اور جھٹ سے کہہ دیا کہ سال بدلا کہنے والون کا کیا۔ بگڑا۔ ملو تو ہمارا نکلتا ہے بچے دوڑے آئے کہ ابا عیدی دو۔ سال بدلا۔ بیوی مینچے جھاڑ کر پیچھے پڑین کہ نیا جوڑا بنا دو۔ سال بدلا۔ اخبار والے متقاضی ہوے کہ چندہ دو سال بدلا۔ غرض جسے دیکھو۔ دھر گھسیٹ مچی اور ہم جو دیکھتے ہین تو ہمارے حساب سال وال کچھ نہین بدلا سب جھوٹ ہے۔ بھلا سال بدلتا تو کم سے کم ہمارا حال ذرا تو بدلتا۔ تنگدستی سے فارغ البالی ہوتی۔ دبلے سے موٹے ہوجاتے۔ ایک جورو سے دو نہیں تو سوا ڈیڑھ تو ہوجاتی۔ مگر ہم تو بمصداق قطب از جا نمی جنبد جو تھے سو ہین۔ پھر ہم کیسے مان لین کہ سال بدلا۔ ساری خدائی کی طرح ہم بھی دیوانہ بن جائین۔ بھلا فرمائیے کہ پھر نیا سال نو کا مضمون کیا خاک لکھون۔ کیا مجھے بھی مالیخولیا ہے۔ ایک دفع ہو تنگ خاموش ہوجائین کہ خیر بھی جانے دو ہوگا۔ ہم تو برابر بیالیس برس سے یہی سن رہے ہین کہ سال بدلا۔ سال نو کی گرین کا جشن ہوا انکی گدی مل گئی یا حیدر آباد کی وزارت بحال یا ہوا انکی کہ بجلی سرکار نظام کے عہدہ دارون کی بدلی تھی کہ بہر وقت سر پر کھڑی ہے تو عمل مین آیا۔ اجی جناب یہ عمر الٰہی کارخانے ہین لاتبدیل لخلق اللہ۔ پھر کبھی بدلتی نہین ورکس آف گاڈ اور ورڈ آف گاڈ مین فرق نہین ہوسکتا یعنی خدا کا قول و فعل ایک ہوتا ہے۔ ہم کسی بات کے بلا ثبوت اور دلیل واضح نہ قائل ہوے ہین نہ ہونگے دیکھو معجزات قیامت۔ دوزخ۔ جنت۔ ملائکہ۔ شیطان آسمان سب سے ہمنے انکار کر دیا پھر کسی نے چاہا کہ کیا کر لیا۔ پھر فرمائیے محض خیالی پلاؤ سے سال کی بدلی کیسے مان لیجاے۔ اس روز کی تغیر و تبدلائی سے فائدہ اس سے ڈھلمل یقینی ثابت ہوتی ہے آدمی کو مستقل مزاج رہنا چاہیے اسلیے ہمنے فیصلہ کر لیا ہے اور ہم دنیا سے منوا کر چھوڑینگے کہ اب سال نہ بدلا کرے گا جو ہے سو ہے لہذا حکم ہوا کہ سنہ ۱۹۰۳ء مع جمیع برکات قائم و دائم رہینگے کیا ضرور ہے کہ ہمیشہ جنتریان تبدیل ہوتی رہین۔ آئے دن رمضان آکر روزہ داران پر مسلط ہو۔ بڑا دن ہوا مرا اور روز سالہا ڈالیان دلواتے دلواتے کچومر نکال دے یہی ایک سال قائم رہے تو مزے اور چین مین اول تو یہ سال مبارک کا روشنین کا آخر کچھ تو ہے دوسرے سالون پر برتری ہونی چاہیے۔ بھلا ہمیشہ نہین تو ۷۵۰ دن تو اسکو استحقاق رہنا چاہیے۔ بس ایسا سال مبارک جشن مین ایڈورڈ ہفتم تاجپوش ہوے ہین۔ لارڈ کرزن کی مدت کی توسیع ہوئی ہے تار کا محصول گھٹتا ہے۔ مع دیگر برکات اسطرح چپ چاتے کیسے جا سکتا ہے۔ حیدر آباد کی ریاست مین ایک سال چودہ مہینے کا ہوا تھا یا نہین جسمین دو مہر اور دو آبان کے مہینے آئے تھے۔ کہو کہ ہان تو پھر ہمارے لیے عملی نظیر موجود ہے۔ پھر کس دفتر نے اعتراض کیا یا کسی کے باوا کا کیا بگڑا۔ اور نظام عالم مین کیا فرق آیا کچھ بھی نہین پھر جب وہ چودہ مہینے کا سال لوگون کو پچگیا تو کیا وجہ ہے کہ ایک دیسی ریاست چودہ مہینے کا سال کرے اور برٹش گورنمنٹ جو سب سے بڑھی چڑھی ہوئی ہے جو چوبیس مہینے کا سال نہ کر سکے۔ کر سکتی ہے اور ضرور کر سکتی ہے اور ضرور کمال مہابلی اور خوشدلی سے پبلک اس تجویز کو منظور کرے گی۔ اسمین بڑے بڑے بیشمار فوائد ہین۔ اول تو یہ جھگڑا رفع ہوجاے گا کہ ہر بارہ مہینے کے بعد عمر کا ایک سال گھٹ جاتا ہے اور موت سے خلاف مرضی قریب ہوا جاتا ہے۔ عمر کا بند و بست استمراری ہوجائے گا۔ موت کے پنجہ سے فطرتاً بوجہ جوانی پناہ ملیگی۔ وہ شوقین مزاج

بھتے ہو جو بڑھاپے میں ایک چھوڑ دوسری جورو ڈھونڈھتے ہیں انکے واسطے سال دوامی کا قیام مفید ہوگا۔ وکلا کو ہر سال تبدیل سند کے لیے بطور فیس روپیہ نہ دینا ہوگا جیسکہ دعویداروں سے لیکے سال کے ختم ہوتے ہی تمام ہونگے دیسیر اسے کہ پیچ سالہ کبھی ختم نہ ہوگی۔ غرض ہمکو خدا بچی دسے ہزاروں طرح کے فائدے ہونگے لہذا ہمنے فیصلہ کر لیا ہے کہ سنہ ۱۹۱۲ء کو نہیں بدلا۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد اور بالفعل ۲۴ ماہ تک اسکے مبادلہ کا مسئلہ بابدولت کے زیر غور رہے گا۔ اسکے بعد اگر ضرورت ہوگی تو مشورہ ایجوکیشنل کانفرنس تبدیل کیا جاسکے گا۔ یہی قائم و دائم رہیگا۔ یہی وجہ ہے کہ بابدولت نے سال نو کا مضمون نہیں لکھا اور نہیں لکھنے کا۔ ممکن ہو کہ میری اس ایجاد پر لوگ ابد الآباد تک لعنت کریں۔ جیسا کہ ہمیشہ نئی بات پر نا سمجھ لوگ کیا کرتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ چند روز کے بعد سب کے سب اس بات کو بالاتفاق تسلیم کرلینگے کہ واقعی سالوں کی ادلا بدلی بیکار ہے

راقم ظریف الملک

نیا سال

حضرت ماعو یعنی خواہ مخواہ کی شاعری

نئے مہربان سے ملاقات ہوگی — نئے مہمان کی مدارات ہوگی
نئی سب زمانے کی اوقات ہوگی — جہان میں نیا دن نئی رات ہوگی

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

نئے سال کا یہ نیا رنگ دیکھو — کہیں صلح ہے اور کہیں جنگ دیکھو
کہیں ہے کہیں سبزۂ بنگ دیکھو — کسی بزم میں بربط و چنگ دیکھو

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

خریدار دل مہ جبیں ہو رہے ہیں — نئے دلربا دلنشیں ہو رہے ہیں
خراماں چمن میں حسیں ہو رہے ہیں — چمن رشک خلد بریں ہو رہے ہیں

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

نئی شوخیوں میں نیا ناز ہوگا — نرالا اداؤں میں انداز ہوگا
ہر اک ناز میں کچھ نہ کچھ راز ہوگا — ہر انداز میں کچھ چھپا ساز ہوگا

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

مہذب حسینوں کے ایجنٹ ہونگے — نئی روشنی والے مرچنٹ ہونگے
تعشق کے سب اس ایجنٹ ہونگے — طریقے نمائش کے پیٹنٹ ہونگے

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

نہ بیگم نہ خاتون ڈریس سے کھینگے — نہ ہوسہ نہ کچھ اسے کس کہیں گے
لگے زہر ہوا بھی گر بس کہیں گے — غضب ہے جو بھولے سے جس تس کہینگے

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

متانت سے تہذیب کی گفتگو ہو — ڈیرسی ڈیر جینٹ تھینک یو ہو
تنفر سے ہر عطر پر آخ تھو ہو — مگر سوٹ میں ہاں لونڈر کی بو ہو

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

مزہ آئیگا خوب ہی کورٹ شپ کا — ہے راتدن ہونٹ سے ہونٹ چپکا
لگے کس کا منہ پہ تیزی ٹپکا — مشرقی ہوش ہی ہے کس کا

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

تفرج کے ہونگے سب آئیں نرالے — تمدن کے ہوں سب قوانیں نرالے
مذاہب کے ہیں غیظہ مگر دیں نرالے — خیالات طرفہ دو وادیں نرالے

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

اگر خصتی جشن ٹی پارٹی ہو — تو صحبت وہاں بھی کسی بار کی ہو
مہذب ہر اک بال میں دلگی ہو — کوئی پورشیں اور کوئی پارسی ہو

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

یہ ممکن نہیں پھر کوئی بد سیر ہو — کہ صحبت سے مس لیڈیوں کو خبر ہو
جو وقت ذہن یان برانڈی بیر ہو — لبنا نہ ہو ان کم ان کم ہیر ہو

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

کر دست شانے میں کاکل بنیگی — بغل سر خوش عشرت گل بنیگی
دیا مشق شوق تقاد دل بنیگی — لجانے کی گت بے تال بنیگی

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

یہی گر ترقی اقوام کے ہیں — یہی فیصلے قومی حکام کے ہیں
یہی نسخے حکمائے با نام کے ہیں — جو اسکے سوا ہیں وہ کس کام کے ہیں

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

انھیں سے تو ہے پھیرل سب ترقی — انھیں کی بدولت ترقی ہے ہستی
قدم سے انھیں کے ہو دنیا کی ہستی — تنزل میں انکے نما ان ہے پستی

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

اسی نے تو پیرس کو دولہن بنایا — اسی نے تو لندن کو گلشن بنایا
اسی نے تو یورپ کو پر فن بنایا — ترقی کے گوہر کا معدن بنایا

نیا سال ہوگا نئی بات ہوگی

راقم میرزا لاابالی

اطلاع

اس ہفتہ ہم ہیلیوں کی نسبت تجویزوں اور انتظام کا اعلان نہیں کرسکتے۔ ہنوز کافی خطوط ہمارے مہربانوں نے نہیں بھیجے۔ ہم ایک ہفتہ اور انتظار کرتے ہیں۔

مینیجر

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند جالا۔ پروال غبار۔ سبل۔ سرخی پھولا۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنیکی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہے۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۵ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور (ملک پنجاب)

تازہ سندات
انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مکرم بندہ تسلیم۔ مین آپ کے قابل قدر میرے کے سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہون حقیقت مین جیسا آپکے اشتہار مین لکھا ہے اس سے بھی کئی درجہ بہتر ہے۔ مین نے ہمیشہ کا لگانا بالکل چھوڑ دیا۔ اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہون۔

راقم۔ رادھا کشن گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چوڑی گران۔

(۲) مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین انکو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے تجربے کے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون۔ ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ پانی آنے۔ دھند و خارش سرخی چشم کیواسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ اور سچ سچ آپ نے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب حضور نواب صاحب بہاولپور۔

تازہ سندات
انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۳) جنابمن۔ میری آنکھ مین ایک مرض ہے جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر و ڈاکٹر کیلب صاحب بہادر کے علاج سے کچھ فائدہ نہوا آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف و اور کم طاقتی بینائی چشم مین ہے اور ایکتولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پاس بھیجدین۔

دستخط۔ سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید اعلیٰ حضرت امیر فیض محمد خان صاحب والی ملک ترکستان

(۴) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھونکی بیماریونکے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھونکو ترو تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے آجتک کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ نواب محمد حیات خان بہادر۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایس سابق ڈویژنل و سشن جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند۔

(۵) جناب سردار صاحب تسلیم۔ مین نے آپکا میرے کا سرمہ استعمال کیا مین تصدیق کرتا ہون کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کیلئے بہت مفید ہے میری آنکھین بالکل کمزور تھین مین لگاتا ایک پہر کام کرنے سے معذور ہوجاتا تھا۔ اب میری یہ کیفیت ہے کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر لگاتار تمام دن اچھی طرح کام کر سکتا ہون

راقم۔ حافظ میان خورشید محمد خان خلف نواب یسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال

پانچ ہزار روپیہ انعام

جو کوئی شخص میرے سرمہ کی سندات میں سے ایک سند بھی فرضی ثابت کرے اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو کہ پنجاب بنک میں جمع کیا جاچکا ہے

خضر تو ہر اکرون! دیکھا لیوکو روکتا ہون نکالوں دانتنگ لال کا ذریعہ انتظام کرونگا تجربہ کیلیے اپنے ہاتھ سے مدد پکاؤنگا اور بار پرینچانہ میں سویا کرونگا

(۲) اپنی قوم میں بہت صاف گو آدمی ہون مناسب ہو کہ مین اپنے عیوب بھی بیان کر دون - مین کبھی کبھی بیوقوفی کے کام بھی کر بیٹھتا ہون - اور جب مین کالج مین پڑھا کرتا تھا تو لوگون نے مجھے احمق اعظم کا خطاب دیا تھا - میرے دوست میری اس کھلی چٹھی کو پڑھکر جسمین مین نے اپنے حقوق کا ذکر کیا ہے اور مجھے نمونہ از خروار سمجھا ہو کہ مین ٹرسٹی ہوکر کیا کیا کرونگا انصاف فرمائین کہ مین ارسطوے اعظم ہون - یا احمق اعظم

راقم - فدائے قوم احمق اعظم

پوشیدہ ہوئی رات نمودار ہوا دن
لو یار مبارک ہو تمھین آج بڑا دن

طویل اقامت دار السرور لانا اودھ پنچ درانا اللہ ناکھ۔ بڑے سے بڑا آداب دھول سے طویل تسلیم قبول فرمائی جاوے جی ہان آپ بڑے گون کے یار ہین بڑے اُستاد ہاتھ لانا ہا اک ذرا مجھے جینک آئی اور آپ لمبے لمبے پانون سے یہ جا وہ جا۔ گھوڑے تو کہین نام کیا معنی نشان تک نہین۔

بڑے بڑے پہاڑی کیک بڑی سی بڑی سیاہ سیاہ بھینس اونٹ کی طرح گردن اٹھا کر تلاش کر رہی ہین آپ گر کہان آپ جو بڑھے تو بڑھے - غیر حاضری کی شکایت کا دفتر سال تمام کی ردیون کے ساتھ جلا ڈالیے - اب کھوسٹ باتین اچھی نہین معلوم ہوتین اور نائی باتون سے بھی مجھے نفرت کلی ہے - جو بات کیجیے بڑی ہو - جی کیا مجھے یعنی اتنی بڑی ہو کہ بس بڑی ہو -

آنجناب فرشتہ صفات کو کیا خبر یہان کہ گھر گھر دون مین دھول دھپے کی ٹھہری ہوئی ہے اور صرف بات اتنی کہ بڑا دن ہے - ادھر ذرا سا میٹھا بسکٹ منھ مین رکھکر دو گھونٹ پی اور اُدھر دھم سے کسی نے ایک دھول لگادی - حسن کے قائل تو آپ ازل سے ہین وہ اُجلی اُجلی صورت - لال لال گال اور بھورے بھورے بال بھیر بھوری بھوری آنکھین - چہرہ بھی کتنا اچھا کہ ذرا غور سے کام لیجیے تو صاف دانہ دار ہے شراب کے نشہ نے اپسون کو آج ڈبل بیسہ اور بھی کر دیا کرتے پھرتے ہین - ابھی بڑے دن کی بڑی خوشی گھٹکر چھوٹی ہونے نہین پائی تھی کہ نیو ایر س ڈے کی آمد ہوگئی - اک خانساماں گرجے کی میدان مین مستانہ وار تھرک تھرک کے یون الاپ رہا ہے - ذرا کان لگائیے گا -

ہے نشہ مین کیا رات مجھے اور ہے کیا دن
کیونکر نہون خوش آج کہ آیا ہے بڑا دن

تھوڑا سی مین وھسکی بھی ملے اور روپے بھی
اب رات نہو ہوا ہون رہے یون ہی خدا دن

صاحب ہین اُدھر نشہ مین اور میم ادھر مست
کیا کیا نہین مجبور کو دیتا ہے مزا دن

ہوتی ہے سیاہی جو نہین زلف مین مِس کی
پوچھا کہ کہو رات ہو تو ہنس کے کہا دن

ہر سمت سے بو آتی ہے وھسکی بھری ستے کی
بتلا دیجیے یہ بڑا دن کہ سڑا دن

قہ قہ قہ قہ قہ - فقط

ابـــــتـــــسلم

لاحول ولا قوۃ

راقـــــم
وہی عرش - اڑگیا

ساقی نامہ نوبہار

یارچہ اودھ پہنچا - جی مین آیا تھا کہ ساقی نامہ نوبہار سے عاشقانہ آب ورنگ رنگیلے چھبیلے نوکیلے مضامین سے کام لیکر صفحہ کا صفحہ سیاہ کر ڈالون مگر معاف کرنا نشہ کے ترنگ مین وہ بات نہ آسکی نہ آپ عاشقانہ چیزون کے قدردان صرف تپک نا کجا - خیر دو چار شعر سُن لو -

پلا ساقی شراب ارغوانی　　سنا دے راجہ اندر کی کہانی
مبارک تجھکو ہو آئینہ سجا　　خدا کے واسطے تو کردے سرشار
پلا یارون کو اپنے بس وہی تو　　کہ اک چلو مین یہ ہو جائین الو
نہ فکر زر نہ فکر نوکری ہو　　نہ درد سے جہان کے دل بری ہو
نہ ہو طاعون کا کچھ خوف باقی　　نہ یاد مے نہ ہو کچھ یاد ساقی
نہ کچھ کھٹکا رہے انکو فضا کا　　نہ شکوہ لب پہ باقی ہو جفا کا

اودھ پنچ غزل گایا کرین وہ
اسی پر مرکے بس اکدن مرین وہ

راقـــــم
عرش - اڑگیا

آمد بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج
اُڑتی سی یہ خبر ہے زبانِ طیور کی

مسٹر پنچ! آپ نے کچھ دیکھا ہے خزان دُم دبا کر رفو چکر اور اسکی نحوست ہوا اب کیا ہی مزہ ہے ہم ہو اور چین ہی چین - نہ غم زدند نہ غم کالا عیش و نشاط کا بازار گرم تھا

بنوش بادہ کہ ایام غم نہ خواہد ماند

مہر الا پاچار ہاہی فرش مروین بچھے تھے چمن چمن جھوم جھوم کر کلیان بچاہیے تھے پھولون کی نازک نازک پنکھڑیان عطر کے ملے جاتے تھے باہر ہوئی جاتی تھین - ساقی کی بیٹھنے والی نا کتخدا کلیان مسکرا رہی تھین - شمشاد چپکا کھڑا تھا - سرو تصویر استادہ - سوسن نیلی کا لباس پہنکر کیا ناچ رہی تھی - نرگس ٹکٹکی لگائے تاک رہی تھی - باد صبا تو سن ہوا پر سوار ہو کر گشت لگا رہی تھی کہ بلبلان "خوش آمدید خوش آمدید" کا نعرہ ہوا - وناون سنا میان تیرے تکبیر اور پھر بصد جاہ و حشم شان و شوکت جناب گورنر کی رکاب پا تیرہ قاصد حضرت ۱۹۰۴ء کی تشریف آئی - مرحبا و مبارک السرطوب آئے

اے آمدنت باعث آبادی ما

آہا ہا ہا سہ　　بہار آئی ہے بھرے بادہ گلگوں سے پیمانہ
رہے لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ

ہان مولانا! ذرا انکے رستم نامہ نوشیروان سے بھی ملا لیجیے - بڑے کام کے ہین اور پورے تندو قوی فضلنا بعضکم علیٰ بعض کے کامل مصداق ہین - ہان لگے ہاتھون اقتران ریاست سے بھی ماشاء اللہ تعداد مین اخوان الشیاطین سے کسیطرح کم نہین انکا کیٔ دہائی نہین بلکہ سیکڑون کا حساب ہے - شمار کیا کتنے ہین - ؟ چھ سو اٹھارہ کم ایکہزار جیشم بندوق والخول - اللّٰہم زد فزد -

لیجیے اب تشریف کا ٹوکرا رکھیے اور باطمینان شیک ہینڈ کرکے تجھو تا کرتے جائیے - مگر خبردار - بہت ہوش و گوش سے سنبھل سنبھلکر اور آہستہ آہستہ قدم رکھ رکھکر - کہین پتلون و تلوار خراب شد تو لینے کے دینے پڑجائینگے - سمجھے - تو اچھا سنتے جائیے - یہ حضرت جو اسوقت کرسیٔ مسکین بے سرنگون بیٹھے ہین - یہ خاص الخاص فرعون کے چچا سنہ ۱۹۰۳ء ہین چارج سمجھائے ہین - کوچ کا وقت بہت قریب اور یہ ملک الموت کے چھوٹے نورچشم میرزا پلیگ بیگ خدا جانے کتنے بندگان الٰہی کو بلا مدد عنایت سوکھا پیکا مع مسلم سمجھکر چٹ کر چکے ہین - مگر اسپر بھی تلنے کا نام نہین لیتے -

اور منہا جی کے بغل ہی مین انکے باشمار قحط خان ہین یہ بھی منھ مین مین پٹا اڑے ہوا ہے - دیکھیے انکے راج مین مخلوق خدا کا کیا حشر و نشر ہوتا ہے اور یہ عینک چڑھائے ہوئے بڑی بڑی مونچھین اور رضائی والے خان بہادر آنریبل فقنس صاحب المعروف بہ فدائے قوم ہین جنکو دہ اصل اپنی دوزخ بھرنے کے سوا اور کوئی مرض نہین مگر بظاہر ہاتھی کے دو دانت کی طرح دکھلانے کے لیے قوم پر جان و مال فدا کرنے کو مستعد اور بھیک مانگنے کو تیار -

اور یہ بڑے بڑے جامہ اور آستین والے مولانا جعفادری عرف حضرت ریشائیل ہین جنکو ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلنے کی پوری مشاقی اور مہارت ہے - بہ رخ مبارک تو ڈیبا مین بندر رکھنے کے قابل

لیکن سہ　　داعظان کین جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چون بخلوت می روند این کار دیگر می کنند

اور پھر مزید بر آن بعشت انکی تلک - اور دونون انکے ٹھیکے مین

جاپان کے دوست کو جواب وس کا انتظار

جسکو چاہا جہنم کا ایندھن بنایا اور جس سے جی خوش ہوا جنت
بخشدی۔ بس فقط خوشبو شیخ علیہ السلام سے حصا فرمائیے
اور فوراً آگے بہشتی کا فتوی لیجیے۔
اور یہ شیر جی مانگ نکالے مستی کی دھڑی لگائے معشوق کے جامے میں
بکٹیٹ رئیس ہیں۔ معشوقوں کی طرح تحلیل ہو رہے ہیں مگر انکے فرشتوں کو
بھی خبر نہیں۔ کیا معنی کہ معیشت و ملکیت کا صفایا ہو رہا ہے۔ مہاجنوں کے
طوفان جلیسی کا حشر برپا ہے۔ جیسے جال کا دھاوا ہو رہا ہے۔
ذات شریف کو اپنے شغل و مذاق سے فرصت نہیں۔ ہائے تیری
حماقت و غفلت کی قوم میں یہ بھی فلان کی خیرخواہی کا پولندہ۔
اور یہ بڑی بڑی آنکھوں والی دوزخی حوریں ہیں۔ بصورت انسان
بہ مجسمہ شیطان۔ غارتگر دین و ایمان۔ لقاء صحیح مگر بباطن عوارض
وغیرہ۔ اور کل امراض سارہ کی جان یعنی؎

لبس قامت خوش زیر چادر باشد
چون بازکنی مادر مادر باشد

اور یہ حضرت عزرائیل کے خاص نائب افرزند احمد نسیم اربخان
عرف قابض الارواح ہیں جن سے آدمھکت سے کمی ہوئی یا
لین دین میں کچھ کج بحثی کی۔ اور فوراً قبل از وقت سبقت کر کے
خدا گنج روانہ کر دیا اور شہر خموشان میں بسا دیا۔ سمجھے حضور؟
الغرض ہر ایک نے اپنی اپنی حسب لیاقت ڈالیاں پیش کیں اور
خطاب دینے دیے کے سیاہ روئی حاصل کی۔ اسلیے اینجانب قدس سرہٗ
بھی روانہ ہوتے ہیں۔ پھر ملیں گے اگر خدا چاہا۔

راقم

شب ماہ تھی مے و جام تھا وہ صنم تھا لطف شباب تھا
کھلی آنکھ مرغ نے دی صدا کہ اٹھو اٹھو وہ تو خواب تھا

ابو المجدد۔ دلسوزی بہاری

نامۂ مسٹر بک بنام مسٹر ماریسن محمدن کالج

ڈیر ماریسن۔ سلام۔ شوق ملاقات۔ اپنے آنرایبل ہونیکی مبارکباد
لو اور آیندہ سی آئی ای ہونیکی دعا۔ تمہارے آنرایبل ہونیکی خبر سنکر بیحد
مسرت ہوئی خوشی کا سب سے زیادہ سبب یہ ہوا کہ تم لیجسلیٹو کونسل کے
ممبر ہوکر تم اس کالج کے لیے بہت کچھ کرو گے جس کالج کی خدمت میں نے
تمام عمر کی اور سچے دل سے کی اور بقول شخصے اسی کی چہار دیواری کے
اندر دفن ہوا۔ میرا گھر کہئے تو بھی کالج تھا اور اگر جائداد کہئے تو بھی تھی
تمکو یاد ہوگا کہ جب ہمارے آقا (سر سید احمد خان) دنیا سے چل بسے تھے
اسوقت کالج کی حالت نزع کی ہو رہی تھی۔ کیسا برا وقت آپڑا تھا۔ اسوقت
میں نے کیسی جانفشانی اور سچی خیرخواہی سے کام کیا تھا جب کالج کی
حالت سنبھل گئی تو میں نے بہتر سمجھا کہ میں اپنے آقا کی خدمت کرنیکو
اس دنیا میں پہونچ جاؤں اپنا جانشین میں نے تمکو مقرر کیا محض

اس خیال سے کہ تم میں اسوقت بہت سی ایسی خوبیاں موجود ہیں جو
اس کالج کے پرنسپل میں ہونا چاہیے تمنے کالج کا انتظام
بہت اچھا کیا۔ تمہارے عہد میں طلبا کی تعداد بھی دوچند ہو گئی
کالج میں نئی نئی عمارتیں تعمیر ہوگئیں۔ تمنے اپنا ذاتی وقار بھی بڑھا لیا
آنرایبل ہوگئے اور سی آئی ای کے امیدوار۔ واقعی کسی کالج
کے پرنسپل کے لیے آنرایبل ہونا کچھ تھوڑی عزت نہیں ہے۔ علیگڑھ
کی شہرت چہار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ تمنے بہت بڑا یالا مارا۔ اپنا
بھی فائدہ ہوا۔ ہماری گورنمنٹ کا رسوخ و اقتدار ایران میں
بڑھ گیا۔ مسلمانوں کے حق میں بھی کچھ کم نہیں کیا۔ ایرانی لڑکے
علم کے پیاسے بیچارے مارے مارے پھرتے تھے انکے لیے بھی کھوج
کر کے نکال ہی دیا۔ اگر کچھ نہ ہونگے تو سوٹ پہننا اور نکٹائی لگانا
تو ضرور سیکھ جائینگے۔ لیکن سنو میاں لڑکوں کی زیادتی اور کالج
میں روپیہ جمع ہونے سے تمہاری تعریف نہیں کیجا سکتی۔ شروع
شروع میں جب ہمارے آقا (سر سید) نے اس کالج کو قائم کیا اسوقت
مسلمان انگریزی پڑھنا گناہ کبیرہ سمجھتے۔ کالج کو ملحدوں مرتدوں
کا مدرسہ کہتے تھے۔ اپنے اپنے بچوں کو اسمیں پڑھنے کی اجازت
نہ دیتے تھے لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا گیا خیالات میں تبدیلیاں
واقع ہوتی گئیں۔ مسلمان انگریزی تعلیم کی ضرورت کو محسوس
کرنے لگے۔ آنکھوں سے تعصب کا پردہ اٹھتا گیا اور دن بدن اٹھتا جاتا
ہے۔ جب انکے خیالات درست ہوے تو نوبت بایں جا رسید کہ جگہ کے
نہونے سے بہت سی عرضیاں نامنظور کرنا پڑتی ہیں۔ پس اگر
تمہارے وقت میں لڑکوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو کوئی قابل تحسین
بات نہیں ہوئی۔ البتہ اگر کالج کی مشینری (کلوں) میں عمدہ
دیسی اور ولایتی پرزے لگائے گئے ہوتے اور اگر اسوقت کی
پیداوار میرے زمانہ سے زیادہ نفیس اور اچھی کوالٹی کی ہوتی
تو صرف میں ہی نہیں بلکہ ہر شخص تمہارے لیے نعرۂ آفرین بلند کرتا
جھوٹی تعریف کرنے کو جتنی کہو میں کر دوں۔ میرے زمانہ میں
کالج کا اسٹاف کتنا اعلی درجہ کا تھا۔ مسٹر آرنلڈ کو دیکھو ابتک
کالج کے نام پر جان دیتے ہیں۔ کالج کے ہر کام سے انکو دلی محبت ہے
انکو کون لایا تھا؟ اور خود تمکو ہی جو میرے بعد پرنسپل ہوے کون
لایا تھا؟ مولوی شبلی کا سا کوئی مولوی اگر چراغ لیکر ڈھونڈھو
تو بھی نہ پاؤگے۔ اگر میں مسٹر سدنس کے انتخاب پر فخر کروں تو
کیا بیجا ہوگا۔ یہ وہ شخص تھا جسکا نام کالج میں تا ابد نہ بھولیگا
اسنے کالج میں ایک ایسی چیز کی بنا ڈالی جس سے کالج کی زیب و زینت
دوبالا ہو گئی۔ ان لوگوں کے نام لینے سے دل بھر آتا ہے۔ ہائے
کیسا مبارک زمانہ وہ تھا جب یہ لوگ کالج میں لکچرار تھے۔ یہ وہ لوگ
تھے جو کالج سے سچے دل سے محبت کرتے تھے انکے دلوں میں
ہمارے آقا (سر سید) کی تعلیمیں جگہ کر گئی تھیں جسکا نتیجہ یہ تھا
کہ ریا اور مکر و ظاہرداری سے دور انکے قلب مثل آئینہ کے
چمک اٹھتے تھے جنکے اخلاق حسنہ کی برقی قوت نے تمام لڑکوں کے

دلوں کو مسخر کر لیا تھا اور کالج کے طالبعلم انکے بڑے ہوے
اخلاق کی شمع کے پروانے بنگئے تھے۔
لیکن تمنے سرکس کا پورا پورا سامان مہیا کر لیا ہے یا نہ اتفاقیہ
سے بڑی دور دور سے عجیب غریب مال تمنے بہم پہونچائے ہیں
لنگور بھی ہیں بندر بھی ہیں اور آلو وغیرہ وغیرہ اور طرفہ ماجرا
یہ کہ بندر کیسے ہورہے۔ لنگور کیسے چتلے جنکے رنگ میں نے
بھی کبھی نہ سنے نہ دیکھے لیکن میں نسل کے الو سے
ڈرتے رہنا اگر اسنے بولنا شروع کیا تو کسی کی خیر نظر نہیں آتی
لیکن انکے نچانیکے لیے مداری بھی کم سے کم بیف۔ اے پاس
ہونے چاہیں۔ تمنے ایسے ایسے جنگلی لاکے بھر دیے ہیں کہ جنکو
سالہا سال گزر جانے کے سلام کا جواب دینا بھی نہیں آتا
یاد رکھو کہ ایشیائی تہذیب کا درجہ ہماری تہذیب سے بہت
بڑھا ہوا ہے وہ لوگ تہذیب کے اعلی درجہ تک
طے کر چکے ہیں۔ انکے سلام کرنے کا طریقہ کیسا اچھا ہے لیکن اگر
اسکا جواب ایک انگلی سے دیا جاوے تو کیونکر نہ ناگوار گزرے۔
تم ہی انصاف سے کہدو مجھکو برا نہ معلوم ہوگا۔ تم لوگ انکے استاد
ہو انکے راہ دکھلانے والے تمہارا فرض یہ ہے کہ تم انکی تہذیب کو
اچھی طرح سے حاصل کرو اور اپنی تہذیب جسکا سیکھنا اس زمانہ میں ہندوستان
کے مسلمانوں کے لیے سیکھنا لازمی ہے اسکو بھی کامل آزادی اور
نہایت ہی خلوص سے انکو بتاؤ تمہارا برتاؤ لڑکوں کے ساتھ
استادوں کا سا ہونا چاہیے نہ کہ حاکموں کا سا۔ اسمیں کوئی
شک نہیں کہ آج تمہارا زمانہ ہے تم خدا کے فضل سے اپنے حاکم مقرر
کئے گئے ہو لیکن نہیں میں بغیر اسکے کہے نہیں رہ سکتا کہ تم لوگ
استاد ہو تمکو ملکی معاملات سے کیا تعلق۔ تمنے اپنے ذمہ کیسا اعلی
کام لیا ہے لیکن اسمیں بھی حاکم و محکوم کا لحاظ کرو تو کتنی بیجا بات ہے
تمنے مسلمانوں میں روشنی پھیلانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ میرا برتاؤ
کالج کے لڑکوں کے ساتھ بالکل دوستانہ اور عزیزوں کا سا تھا۔
کالج کے کمروں میں میں انکا پرنسپل تھا اور بنگلہ پر اور ریڈنگ کلب میں
انکا دوست۔ لڑکے مجھ سے محبت کرتے تھے اور میں لڑکوں کو۔
تم جانتے ہو کہ کرکٹ ہی ایک ایسی چیز ہے جسکے ذریعہ سے ہندوستانی
انگریزوں کی سوسائٹی میں شریک ہو سکتے ہیں لیکن تم نے اسکو ایسا
مٹایا کہ نشان تک نہ باقی رکھا اور اگر کچھ نشان باقی رہگیا ہے سو
وہ بھی چند روزہ۔ ہمارے کالج کی شہرت کیونکر چہار دانگ عالم
میں پھیل گئی۔ ہندوستان میں اور بہت سے کالج ہیں ہندو کالج
بنارس ہی کو دیکھو۔ سدیہ وہاں ضرورت سے زیادہ۔ عمارت
کے لحاظ سے کالج اسٹاف کے لحاظ سے غرضکہ کسی چیز میں وہ
تم سے کم نہیں معلوم ہوتا لیکن اسکا کیا سبب ہے کہ لوگوں کے
کان آشنا نہیں ہیں؟
یاد رکھو کہ کرکٹ ہی ایک ایسی چیز ہے جسنے کالج کے نام کو
تمام عالم میں مشہور کر دیا اور انکو تم مٹانا چاہتے ہو

افسوس صد افسوس۔ تمہاری اس کوتاہ بینی پر۔ میان جو کام کیا کرو صاف دل سے کیا کرو۔ کالج کے لڑکے تمہارے پاس آتے لرزتے ہین۔ کیا خاک وہ تمہاری تہذیب سیکھین اور کیا خاک وہ تمہاری سوسائٹی مین شریک ہون ہمارے زمانہ مین کالج کے طالب علم ایک ہی میز پر ہمارے داہنے بائین بیٹھکر بیچ مین شریک ہوتے تھے اور ڈنر پاس بیٹھکر کھاتے تھے۔ فی زمانہ تو انگلش اسٹاف کی میز کالے آدمیون سے دور رہتی ہے جہان ہندوستانیون کا سایہ نہ پڑ کر وہ تو کہئے کہ تم لوگ تعداد مین زیادہ نہین ہو ورنہ بیچارے ہندوستانیون کو بھی تم لوگ اپنے پاس جگہ نہ دو۔ کیا تمنے نہین دیکھا تھا کہ ایک مرتبہ اس بات کی کوشش کی گئی تھی کہ انگلش اسٹاف علیحدہ میز پر کھانا کھائے تو ہمارے آقا کسقدر ناراض ہوے تھے۔ سُنا ہے تمہاری یہ بھی رائے ہے کہ مسلمانونکو اپنی قدیم ایشیائی تہذیب نہ ترک کرنا چاہیے جسکے دوسرے معنی یہ ہوسکتے ہین کہ یوروپین تہذیب نہ سیکھین۔ مجھکو سخت تعجب ہوتا ہے کہ تم کیسے بغیر سوچے سمجھے ایک ایسی مہمل رائے کو پبلک کے سامنے پیش کردیتے ہو۔ آمین تو تم ہی خود اپنے لیے بلکہ تمام اپنی نسل کے لیے خار ہوتے ہو۔ تمہاری سمجھ اور دماغ مین نہ سمایا کہ اس سے ہماری تجارت کو کسقدر نقصان عظیم پہونچیگا۔ جب مسلمان ڈھاکہ کی مل مل اور کشمیر کی جامہ وار پہنین گے تو ہماری لیما شائر کی ملین کیا کرینگی۔ ڈاسن کے بوٹ کہان بکین گے اور انگریزی دکانون کا فرنیچر کیسکے ہاتھ بکے گا۔ آغا خوب نصیبی آغا نیل مشہور ہے کہ بال توڑی بیدھنگی چلی تھی لیکن خود ہی گشت کھاگئے البتہ عربی کے پھر زندہ کرنے کی اچھی سوجھی

سائنس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے

والمد اسکی داد دیے بغیر نہین رہ سکتا کبھی کبھی تمکو سوجھ جاتی ہے لیکن جاے استاد خالی۔ مگر

ایسے کے ہاتھ مین دیدیا کہ جنھون نے اپنی لیاقت سے بھانڈا پھوڑ دیا۔ تاہم مسلمانونکے وقت ضائع کرنے کے لیے کافی ہے اگر اس گلشن کی سیر مین پڑگئے تو جان کے لالے پڑجائین گے مرکے نکلین تو نکلین ورنہ یون نکلنا تو دشوار نہین بلکہ غیر ممکن ہوجائیگا لیکن یہ بھی یاد رہے کہ جس کھیت مین انکی کھاد ڈالی جائیگی وہ زہریلے اثر سے کسی چیز کو آگنے نہ دیگی چند یہ ایسی چیزین ہین کہ جنمین بہت زیادہ توجہ نہین درکار ہے تم جس وقت چاہو اپنی حالت تبدیل کرسکتے ہو لیکن یہ آخری حرکت تمہاری مجھکو پسند نہ آئی اور اسی نے مجھکو اس خط کے لکھنے پر مجبور کیا۔ جسوقت مسلمانون نے تمہارے آنرایبل ہونیکی خبر سُنی تھی۔ گھر گھر خوشیان منائی جارہی تھین سبکی آنکھین اسی کی آرزو مین تمہاری طرف لگی ہوئی تھین

لیکن افسوس کہ تمنے توقع کے خلاف کام کیا سب کی بڑھی ہوئی امیدون پر پانی پھیر دیا۔ اور مجھے اپنی ایسی کہنے لیکن یہ اونٹ اس کل بیٹھتے نظر نہین آتا۔ یہ تمہاری عزت یہ تمہارا وقار یہ سب تمہارا کالج کی وجہ سے ہے۔ پس جس کالج کی وجہ سے تم عیش کررہے ہو۔ بڑی شرم کی بات ہے اگر تم اسکے حق مین کچھ بھلائی نہ کرو۔ کالج کی اندرونی حالت کو درست کرو۔ لائق اور مہذب پروفیسر اور اسکے ناظر ولایت سے لاکر اس کالج مین رکھو۔ ذرا انکی ان ٹرسٹیون کی دیکھو کہ جو تمہارے ایمان پر اور اس اعتماد کی وجہ سے جو وہ رکھتے ہین تمکو کامل اختیار دیدیا ہے کہ اپنی ہی پسند سے تم پروفیسر لاؤ۔ جہان تک ممکن ہوسکے ایسے لڑکے اس کالج سے نکالنے کی کوشش کرو کہ جو پڑھنے سے فارغ ہوکر اسی کالج مین انگریزی لٹریچر کے پروفیسر اور ہسٹری کے لکچرار بن سکین۔ تملوگو نکے واسطے سیکڑون راہین ترقی کی کھلی ہوئی ہین۔ کیا اسی مین تمام قومی لحاظ و پاس ختم ہوجاتا ہے ارے میان تمنے جیسا وعدہ کیا تھا کہ ہم لوگ ہندوستانیونکو تہذیب و شائستگی سکھانے آئے ہین کیا اس قول کو بھول گئے کہین ہوس آف کامنس مین یا کہین کے سفیر ہوتے تو البتہ تمہاری ڈپلومیسی کام آتی۔ آخری نصیحت یا رائے میری پھر گوش گزار کرلو کہ تم بہت جلد ان خرابیونکو دور کرکے نیکی خبر لو۔ ابھی کچھ نہین گیا ورنہ اگر ایجیٹیشن ہوا تو بہت کچھ جلاکے چھوڑیگا۔

راقم یک از طبقہ چہارم

نے سالہا ہندوستان مین آیورویدین چاہے امتحان پاس کیے ہین) اپنے ۲۲ سال کے قیام کلکتہ اور دیگر مقامات مین اکثر امراض سخت اور پیچیدہ کا علاج کیا اور عوام کو فائدہ پہونچایا ہے۔ اب وہ وارد لکھنؤ مقیم حضرت گنج والی گلی ہین جن صاحب کو آپ سے ملنے کی خواہش ہو وہین ملاقات ہوسکتی ہے۔ آپکی قوت بخش نامردی کی دوا کبھی خطا نہین کرتی اور آپکے بے نظیر مقوی جنس ہونیکی شہرت ہے۔ دس تین روز مین عمدہ نتیجہ ظہور مین آتا ہے آپکے سریع التاثیر ہونیکا ثبوت آزمائش سے ظاہر ہوگا اور اسمین عوام کو موقع مایوسی ہرگز نہ ہوگا۔

پہیلی بوجھنے کا انعام

اودھ پنچ مین جو پہیلیان یا سوالات شائع ہوتے ہین انکے بوجھنے یا حل کرنیوالون کے واسطے حسب ذیل انعام مقرر ہین جو صاحب تاریخ مقررہ تک جواب مرحمت فرمائینگے انکے اسماء گرامی مع حل کے درج اخبار ہونگے اور سال کے ختم ہونے کے بعد انعام دیے جائینگے۔ صاحب انعام کو اختیار ہوگا کہ نقد یا اسی قیمت کی کتابین جنکا اعلان اسی زمانہ مین کیا جائیگا اودھ پنچ کی جانب سے بطور تحفہ قبول فرمائین۔

مگر شرط یہ ہے

کہ حل فرمانے والے صاحب اودھ پنچ کے سالانہ خریدار ہون باقی دار نہون۔ پس وہ حضرات جنکا نام نامی رجسٹر خریداران مین زینت بخش نہین تکلیف نہ فرمائین۔

خریداری پرچہ کے واسطے کسی زمانہ کی قید نہین جو حضرات جسوقت چاہین پیشگی سالانہ مرحمت فرماکر خریدار ہوسکتے ہین۔ چنانچہ سال گزشتہ کا ششماہی انعام اول نمبر کا جناب حاجی شیخ نظیر حسین خان صاحب تعلقدار کو بطور تحفہ نذر کیا گیا۔ اور مولوی محمد یوسف صاحب دلی کو نمبر ۲ کے انعام مین کتابین نذر کی گئین۔

جملہ اشخاص کیلئے مفید

یہ اشتہار عوام کے پھانسنے کیلئے نہین ہے

کوی راج دوارکا ناتھ سین بے (جو ایک ہی شخص ہین جنھون

چیمبرلین کا پین بام

چیمبرلین کے پین بام سے بڑھکر کوئی دوا ایسی نہین ہے جو ہر گھر مین ضروری اور ہر مطلب کیواسطے مفید ہو مثلاً کسی چیز سے کوئی عضو کچل جائے یا مضروب ہو تو فوراً چیمبرلین کا پین بام استعمال ہو اس سے بہت جلد اندمال ہوجاتا ہے۔ درد سر درد دندان اور دیگر اوجاع جو بدن مین ہوتے ہین سب کو فائدہ کرتا ہے۔ درد اگر ہو تو اس دوا کے مالش سے فوراً جاتا رہتا ہے علی ہذا پہلو یا سینہ کے درد مین ایکبار نفع کے استعمال سے شفا ہوتی ہے وجع مفاصل سے بہت جلد صحت ہوجاتی ہے پس چیمبرلین کے پین بام کی بوتل ہر گھر مین موجود ہونا ضروری ہے یاد رکھنا چاہیے کہ ایکبار نفع کے استعمال سے شفاء کلی حاصل ہوتی ہے قیمت صہ و عہ سب دوا فروش بیچتے ہین چنانچہ لکھنؤ مین ڈاکٹر محمد یوسف خان کی دوکان مین جو بمقام نظیر آباد ہے چیمبرلین کی سب دوائون کا ذخیرہ ہے۔

حل فرمانیوالون کی خدمت مین گزارش

جن مراسلت مین حل درج ہوچکا ہے اور کوئی فرمائش نہو۔ بعض حضرات جو پہیلیان مرحمت فرماتے ہین انکا دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے مگر افسوس ہو کہ پہیلی یا سوال کے ساتھ نام درج نہین ہو سکتا۔ اگر ضرورت ہوگی بروقت شمار حل کرنیوالے نام مین انکا نام بھی شمار کیا جائیگا۔

انعام نمبر اول

جو صاحب سنہ ۱۹۰۴ء کی پہیلیون اور سوالات کے حل سب سے زیادہ دفتر اخبار مین بھیجین گے انکو انعام دس روپیہ نذر ہوگا۔

نمبر ۲

جو صاحب سب سے زیادہ پہیلیون اور سوالات کے حل سنہ ۱۹۰۴ء مین دفتر اخبار مین بھیجین گے مگر نمبر اول سے کم ہونگے انکو پانچ روپیہ انعام مذکور دیا جائیگا۔

حل طلب پہیلیان

نمبر ۱

میعاد حل لغایت یکم مارچ سنہ ۱۹۰۴ء

اس سے کون اور کیونکر وہ شعر فارسی مراد ہے جسمین شاعر نے ایک کشورگیر کے جواب مین غلط بخشی کا اعتراف کیا تھا۔

اگر

نمبر ۲

اسکا حل یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء تک آ جانا چاہیئے۔

مصرعہ اردو

نمبر ۳

مصرعہ فارسی

میعاد حل ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

عاشقان

پرفیومری ٹیبلٹس

یعنے

عطر کی ٹکیان

حضرات ہمارے مشہور کارخانہ عطر معدن النسیم کے نام سے رجہ ۴۰ سال سے روز افزون ترقی کے ساتھ لکھنؤ مین جاری ہے غالباً آپ ناواقف نہونگے۔ اس کارخانہ مین ہر قسم کے ہندوستانی عطر تیار کیے جاتے ہین جنھون نے اپنی عمدگی و ارزانی کی وجہ سے عالمگیر شہرت حاصل کی ہے لیکن بعض نفاست پسند شائقین اور زمانہ حال کے تعلیمیافتہ حضرات اس امر کے شاکی ہے کہ ہندوستانی عطر سے بسبب دہنیت کے دھبہ پڑجاتا ہے اور اسی لیے ہندوستانی عطر کی جگہ انگریزی لونڈر کا استعمال شروع کر دیا لیکن محتاط لوگ جو اس امر سے واقف ہین کہ انگریزی عطر اسپرٹ (روح شراب) پر بنایا جاتا ہے اور نیز اسکی اصلی بو سے عالی دماغ حضرات پریشان ہوتے ہین انکا استعمال تو کجا چھونا تک گوارا نہین کر سکتے۔ خاص انہین حضرات کی رفع شکایت کی غرض سے ہزار کوشش و جانفشانی و صرف کثیر عطر کا ایسا نادر نسخہ تجویز کیا ہے جو سب نقائص سے بالکل پاک ہے یہ لاجواب ایجاد عطر کی ٹکیان ہین جو بصورت دل و دماغ بلکہ روح تک کو فرحت دینے والی ہین۔ انکے ملنے سے بڑان کپڑے پر بھی نام کو دھبہ نہین بس ایک عجیب مین گھر بیٹھے بغیر آپکے عطر کی شیشی کی ضرورت عطردانی کی حاجت اور لطف یہ کہ کم خرچ بالانشین یعنی ادنیٰ قیمت کی ٹکیان بھی ہر دل و دماغ کو معطر و معنبر رکھنے کو کافی ہین اسمین نہ کسی قسم کی دہنیت نہ کسی ممنوع و مشکوک شے کی آمیزش۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ بلاتکلف انکا استعمال کر سکتے ہین۔ ہماری تقلید مین دیگر حضرات نے بھی مختلف مقامات سے برائے نام عطر کی ٹکیونکے اشتہار دے رکھے ہین خریداری کے وقت یہ بات ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اور حضرات محض عطر کے ٹکیان تیار کرتے ہین اور چونکہ ہمارا خود عطر کا کارخانہ ہے لہذا ہم اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کے خاص عطر دینے۔ پس ہم اسقدر عرض کرنیکی جسارت کرتے ہین کہ آجتک جتنی ٹکیان بنی اور بکتی ہین انمین یہی ٹکیان سب سے اعلیٰ تو کہی جا سکتی ہین اور ایک ہی مرتبہ کے استعمال سے آپ بھی ہماری رائے سے اتفاق کرینگے

تفصیل قیمت

قسم اول	قسم دوم	قسم سوم
بکس خورد ۳ ٹکیان ۱۲؎	بکس خورد ۳ ٹکیان ۸؎	بکس خورد ۳ ٹکیان ۴؎
بکس کلان ۱۲ ٹکیان ۳	بکس کلان ۱۲ ٹکیان ۲	بکس کلان ۱۲ ٹکیان ۱

نوٹ۔ چھوٹے بکس مین ۳ مختلف قسم کی اور بڑے بکس مین ۱۲ مختلف قسم کی ٹکیان ہونگی۔ اگر کوئی صاحب کسی خاص عطر کی ٹکیونکے خواہشمند ہونگے تو انکی حسب مرضی اسی قسم کی روانہ ہو سکتی ہین۔

المشتہر

مصطفےٰ خان مرتضیٰ خان چوک سبز منڈی لکھنؤ

کا

انعام پانچ ہزار روپیہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہو کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار۔ سبل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہو اور عینک کے استعمال کرنیکی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہو۔ قیمت اسلیئے کم رکھی ہو کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہو مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہو۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۸ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔

مشتہر

پروفیسر میاں سنگھ اہلو والیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور (ملک پنجاب)

تازہ سندات

انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مکرم بندہ تسلیم۔ میں آپ کے قابل قدر میرے کے سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہوں حقیقت میں جیسا آپکے اشتہار میں لکھا ہے اس سے بھی کئی درجہ بہتر ہو۔ میں نے عینک کا لگانا بالکل چھوڑ دیا۔ اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہوں۔

راقم۔ رادھا کشن گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چوڑی گران۔

(۲) میں نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ نے بنایا ہو آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہو اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ سنار میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہو۔ میں نے اپنے تجربہ میں آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں انکو جنکی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہو انکے روز سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں۔ ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ پانی آنے۔ دھند۔ خارش۔ سرخی چشم کیواسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ اور سچ سچ آپ نے اسقدر سستے داموں میں یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہو۔ اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہو ضرور ہو کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب حضور نواب صاحب بہاولپور۔

تازہ سندات

انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۳) جناب من۔ میری آنکھ میں ایک مرض ہو جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثلی ڈاکٹر بیری صاحب بہادر و ڈاکٹر کیلب صاحب بہادر کے علاج سے کچھ فائدہ نہوا آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی بیماری چشم میں ہو اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط۔ سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب والی ملک کستان

(۴) میں نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہو استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھوں کی بیماریوں کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہو۔ آنکھوں کو تر و تازہ رکھتا ہو اور بینائی کو طاقت بخشتا ہو درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہو آجتک کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی۔

راقم۔ نواب محمد حیات خان صاحب بہادر۔ سی۔ ایس۔ آئی ایس سابق ڈسٹرکٹ و سشن جج ضلع جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند۔

(۵) جناب سردار صاحب تسلیم۔ میں نے آپکا میرے کا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہ سرمہ سکو بری ... بہت مفید ہو میری آنکھیں بالکل کمزور تھیں میں لگاتار ایک پہر کام کرنے سے معذور ہوجاتا تھا۔ اب میری یہ کیفیت ہو کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کرسکتا ہوں

راقم۔ حافظ میاں محمد رشید محمد خان خلف نواب یسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال

پانچ ہزار روپیہ انعام

جو شخص ثابت کرے کہ ... سرمہ کی سندات میں سے کوئی سند جعلی ہے اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ ...

... ۱۹۰۱ ...

آئے آئے

کون آئے۔ کیا لارڈ کرزن خلیج فارس کے دورے سے واپس تشریف لائے یا لارڈ لیمنگٹن جدید گورنر بمبئی تشریف لائے۔

جی نہین حکیم صاحب آئے۔

کون سے حکیم صاحب۔ آجکل حکیمون کی کیا کمی ہی خصوصاً پنجاب مین تو ہر عطار اور پنساری حکیم ہی۔

جی نہین۔ سلطنۃ الحکما جناب حکیم ...... صاحب۔

اوہو۔ وہ حکیم جی جو اشتہارون پر گزارا کرتے ہین۔ منہ چکنا پیٹ خالی۔ گھر مین نہ دوانہ مطب مگر اخبارون مین تو ایسا طومار ہوتا ہی کہ گویا لنڈن ہسپتال کا تمام کارخانہ انکی جاگیر ہے آخر وہ گئے کہان تھے

جی وہ گئے تو کہان تھے خدا معلوم مگر چند روز غائب ضرور تھے کوئی کہتا ہی کہ وہ کلکتے ہی تو ضرور ایکے گرد سے دب گئے تھے مگر وہ تو خود یہ کہتے ہین کہ وہ ...... رئیس کی طلبی پر ساڑھے ستر ہ ہزار روپیہ روزانہ اور ڈبل فرسٹ کلاس کرایہ ریل پر گئے تھے۔

جی ہان بیشک گئے ہونگے دنیا مین ایسے ہی نامرد اور احمق جنھین انکے اشتہارون کی چکنی چپڑی باتون پر کوئی بھولا بھالا رئیس لٹو ہو گیا ہوگا آخر کہو تو کہ جناب حکیم صاحب سفر مین کیا کر آئے۔

ا سے بھئی آسے کوئی نگا نگوڑ کا پورا رئیس مل گیا تھا مال تو ضرور مار لایا وہ کہتا تھا کوئی معجون مقوی و کشتہ استعمال کرا کے آیا ہون۔

جی ہان اب ہندوستانی رئیسون مین سوائے اسکے دھرا ہی کیا ہو کشتہ تو وہ ناحق ہی کھاتے ہین وہ خود بنفس نفیس کشتہ ہی ہین۔ سنا ہی کہ حکیم صاحب نے اس کامیابی کی خوشی مین اپنا گھر لٹا دیا۔ بیٹے کو عاق کر دیا۔ بیٹی کا نکاح شربت کے پیالے پر کر دیا جورو کو طلاق دیدی۔ سبحان اللہ کیا اظہار خوشی ہی۔ ارے میان وہ جیسا گیا تھا ویسا ہی واپس آیا ہوگا خواہ مخواہ یہ بھی وہ ڈینگ کی لیتا ہی کہ یہ ملا اور وہ ملا ملا ملایا خاک نہوگا رئیس نے سوکھا ہی ٹرخایا ہوگا بلکہ پولیٹکل ایجنٹ کو معلوم ہوا ہوگا تو معرفت پولیس کے چوبیس گھنٹہ کے اندر شہر بدر کرا دیا ہوگا کہ رئیس کو عیاشی سکھلانے آیا ہے۔

خیر جی ہمکو کیا خبر ہمنے تو جو سنا وہ آپ سے کہدیا دروغ برگردن راوی۔ مگر ایسے ہی اخبارون مین اشتہار دینے والے حکیمونکے جال مین آخر لاکھون بے مارے پھنس ہی جاتے ہین جب روز بروز ترقی ہی ورنہ سر دبانا ری ہوجاتی ابتو ایک صاحب نے سب کو مات کر دیا لو صاحب وہ خزانہ قارون لٹاتے ہین مفت دوا دیتے ہین۔ لوگون کو دن دہاڑے چوک مین لوٹتے ہین مگر ایک روپیہ داخلہ کا لیتے ہین چہ خوش یہ داخلہ کیسا کیا کوئی مدرسہ ہی یا امتحان کی فیس داخلہ لیجاتی ہی کیا لوگون کو اندھا گانٹھ کا پورا پایا ہی ارے اب زمانہ کیا اتنا بھی بیوقوف ہی کیا اتنا نہین سمجھتے کہ مفت مین دوا کون اٹاتا ہی داخلہ کے نام سے ایک روپیہ جو لیا جاتا ہے یہی دوا کی قیمت ہی بلکہ آٹھ آنے سے بھی بارہ آنے حکیم صاحب قبلہ کے ہین آپ کو چار آنہ کا نسخہ ہی پڑیگا آپ کو فائدہ ہو نہو انکی بلا سے سر دست تو اس دھوکہ مین ایک مہینے مین خدا انکو دے اگر پچاس بھی خواستین آگئین تو پینتالیس روپیہ حکیم جی کے پانچ روپیہ کی لستم پستم دوا گھر بابانی کچھ خاک دھول بنگا مین کے پھول آپ کی نذر ہو گئے۔ لوگون نے بھی کیا چال بازیان سیکھی ہین۔ اللہم احفظنا۔ فقط

راقم ظریف الملک

زمزمہ ہند و دکن

ڈیر اڈیٹر۔ یہ ایک کتاب ہی جسکا دکن مین بڑا غل ہے اگرچہ لی قاتی یہ کتاب مجھ تک بھی پہونچی۔ نہ زمزمہ ہی نہ ترانہ بلبل ہی بیت جھڑ مین پتون کی کھڑکھڑاہٹ ہی۔ کثافت پر مکھیونکی بھنبھناہٹ ہی۔ دعوی یہ ہی کہ میر اور سودا سے لیکر داغ اور حالی تک کوئی شاعر اپر انڈیا کا ایسا نہین ہے جسکے معجز کہنا اور لاجواب کلام کا جواب ڈاکٹر مائل نہ دیسکتے ہون مگر میرے خیال بلکہ ہر عاقل کے خیال مین میر کے مقابلے مین ایسا دعوی محض مالیخولیا ہی اور سودا کے مقابلے مین تو سودا۔ میر کے مقابلے مین ایک مقام پر استاد ذوق کے اس شعر کو لکھکر کہ

> نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
> ذوق یارون نے بہت زور غزل مین مارا

ارشاد ہی کہ ذوق قصیدہ گو تھے اور میر غزل سرا۔ قصیدہ گوئی اور غزل سرائی مین آسمان زمین کا فرق ہی یہی وجہ تھی کہ ذوق سے میر کا جواب نہ ہوسکا۔ مگر ڈاکٹر مائل تو ماشااللہ متغزل بھی ہین اور قصیدہ گو بھی۔ میر تو کیا مال ہین۔ خدا نے چاہا کچھ دنون مین خاصی طرح خدا کے کلام کا جواب دے سکین گے۔ گھبراہٹ مین ذوق کی اس مشہور لو ہا لاٹھ غزل (باغ سے دور اور شکستہ پر۔ چراغ سے دور اور شکستہ پر) کا بھی جواب لکھ مارا ہی اور ایک چھوڑ تین تین ذو المطالع غزل در غزل۔ لیکن ردیف مین اکثر بے پر کی اڑائی ہی چنانچہ مقطع مین فرماتے ہین۔

> مائل ہونہین فروغ سے دور اور شکستہ پر
> بے آب و دانہ باغ سے دور اور شکستہ پر

اور کچھ ہو یا نہو مائل نے جواب گوئی کا ایک ایسا آسان اور سلیس رستہ نکالا ہی کہ ایک طفل مکتب بھی اب تمام اساتذہ مسلم الثبوت کا فی البدیہہ جواب لیسکتا ہی۔ زبان کی بحث فضول ہے۔

> شرم سے غرق عرق کیون ہی تن سرخ ترا
> کیا اسی آب سے سینچا چمن سرخ ترا (ترا بجاے اپنا)
> ہر ہر کو یہ دھن ہی ادھر آئے ادھر آگئے
> وہ ایک ہی ہم لاکھ ہین کس کس کے گھر آگئے (ہر ہر بجاے ہر اک)
> ہر ہر کے گھر مین گرچہ تری بود و باش ہے
> پھر جسکو دیکھئے اسے تیری تلاش ہے (ہر ہر بجاے ہر اک)
> اگر ہر ہر کو پوجا کیا خطا کی (ہر ہر بجاے ہر اک یا
> کہ ہر صورت مین ہی صورت خدا کی یا ہر بت)
> وہ لوٹتے سنورتے ہین آئینہ خانے مین
> ہر دل یہ ایک ہاتھ رہے اس زمانہ مین (لوٹنے بجاے لوٹنے کو)
> سب سے چھڑا کر لائے اڑا کر کیا نہ رکھینگے دلمین چھپا کر
> رہنے سہنے چلنے پھرنے تمکو دینگے خدا کا گھر ہم
> (رہنے سہنے چلنے پھرنے بجاے رہنے سہنے کو چلنے پھرنے کو)
> لو ہوے حشر مین بھی ہم انا الحق منصور
> کیسی گڑ بڑ مین یہ ہین دھوم مچانے والے (گڑبڑ بجاے ہنگامہ۔ دکنی لفظ)
> بہت ڈھونڈا نہ پایا سیکڑون لاکھون ہزارون مین
> مری جان تجھ سا دلدار نہین تجھ سا جان ربا نہین
> (تجھ سا بجاے آپ سا یا اپنا سا)
> یہ کیا نگاہ پڑتے ہی دل پر اچٹ گئی
> وہ تیر ہی کہ جو بیٹھا نشانے مین (نشانے مین بجاے نشانہ پر)

انگریز۔ آؤ ساتھ ہی کھیلیں

تبت۔ ٹھہر جاؤ۔ سوچ سمجھ تو لیں

میلا سا تیل صاف کروسن کے سامنے
پروانہ ہے چراغ سے دور اور شکستہ پر

اُلّو عجیب چیز ہے۔ کھنڈرون مین خوش ہے
خورشید کے چراغ سے دور اور شکستہ پر

اشتغال دنیوی مین شاد دل سے داغ عشق
طاؤس ہے یہ داغ سے دور اور شکستہ پر

عارض کا تل جو اُس لب مسی گون سے دور ہے
تھی ہے اک ایاغ سے دور اور شکستہ پر

اپنا بھی ہے غبی طلبہ کا سا مرغ شوق
تحصیل سے فراغ سے دور اور شکستہ پر

بے بال شوق اُڑ نہ سکا طائر خیال
ہے اک قفس مین۔ باغ سے دور اور شکستہ پر

جو ذوق کا جواب دے ایسا ہے سودا
خفلی سبا کے باغ سے دور شکستہ پر

جدت کہتی ہے لگے ہاتھ ایک اور۔ مگر ذرا قافیے شگفتہ ہون
ہون آب دیدہ آب سے دور اور شکستہ پر
سادی ہون مین جناب سے دور اور شکستہ پر
ڈاڑھی ہون مین خضاب سے دور اور شکستہ پر
بڈھا ہون مین شباب سے دور اور شکستہ پر

ساحل ہون موج آب سے دور اور شکستہ پر
گرداب ہون حباب سے دور اور شکستہ پر

عاصی ہون مین عذاب سے دور اور شکستہ پر
پیاسا ہون مین سراب سے دور اور شکستہ پر

عاشق کی طرح رہتی ہین آنکھین کھلی ہوئین
کھڑکی ہون صحن باب سے دور اور شکستہ پر

مجموعۂ خیال مین مہمل بھرے ہین شعر
دیوان ہون انتخاب سے دور اور شکستہ پر

دھوکے مین بے حساب مری گون مین بھرے
بنیا ہون مین حساب سے دور اور شکستہ پر

کھانے مین دقت نہین آتا ہون حلق سے
روٹی ہون مین کباب سے دور اور شکستہ پر

کھٹ کھٹ سے میری مفت مین بہرے ہوئے ہین کان
مضراب ہون رباب سے دور اور شکستہ پر

ظلمت سے ہون گناہ کی دوزخ کی روشنی
کافر ہون مین ثواب سے دور اور شکستہ پر

غیرت ذرا مجھے نہین آتی رقیب پر
عاشق ہون اضطراب سے دور اور شکستہ پر

سمجھو سفید دُم کی نہ انکو گلہریان
مونچھین ہین یہ خضاب سے دور اور شکستہ پر

شاید کہ اسپ آکے بڑھاپا ہوا سوار
شاہد ہے شیخ و شباب سے دور اور شکستہ پر

دور آسکے غم سے رشتے سے گردن ہی پل رہی
گرگٹ ہون آفتاب سے دور اور شکستہ پر

کتنی ہی احتیاط کرون پھر بھی ہون نجس
پاخانہ ہون پیشاب سے دور اور شکستہ پر

اب کوئی رند مجھکو لگاتا نہین سے منھ
پیمانہ ہون شراب سے دور اور شکستہ پر

کسطرح کوئی آئے مرے ہمرہ رکاب
گھوڑا ہون مین رکاب سے دور اور شکستہ پر

شامت ہی جو نمرود کی یہ اسلام کے سوار
عالی ہون مین خطاب سے دور اور شکستہ پر

دروازے آفتو نکے ہین چوپٹ کھلے ہوے
مسرف ہون سد باب سے دور اور شکستہ پر

جوبن کی طرح سینے پہ آکر ہون پھٹ پڑا
محرم ہون مین نقاب سے دور اور شکستہ پر

صاحب کے ہاتھ روم مین دیکھو پڑا ہوا
کاغذ ہون مین کتاب سے دور اور شکستہ پر

ہی میرے دم سے بزم ترقی مین روشنی
بجلی ہون مین سحاب سے دور اور شکستہ پر

گمنام ہون بلا سے نہین لیک جیفہ خوار
عنقا ہون مین عقاب سے دور اور شکستہ پر

رنگینی طبیعت کہتی ہے ایک غزل اور مگر قافیہ مزاج معشوق کی طرح گرگٹ کے سے رنگ بدلتا رہے

غزل متلون القوافی

ہنڈیا ہون ٹوٹے چولہے سے دور اور شکستہ پر
ہون جانگھیا مین کولے سے دور اور شکستہ پر

پڑتی نظر مری نہین لوگونکے عیب پر
اندھا ہون لنگڑے لولے سے دور اور شکستہ پر

کٹ کٹ کے پھپٹیان مری اٹھی نہین کبھی
لکڑی ہون مین بھولے سے دور اور شکستہ پر

میلی سڑی سی ماماکی ہون گود مین پڑا
ہون شیر خوارہ جھولے سے دور اور شکستہ پر

اُڑتا نہین ہوا کے مین چکر مین آن کر
تنکا ہون مین بگولے سے دور اور شکستہ پر

اوپر ہے میرے کوٹ شکاری ڈٹا ہوا
پتلون ہون ازار سے دور اور شکستہ پر

غفلت ہوئی تھی نشہ مین شاید کہ گارڈ سے
انجن ہی ریل گاڑی سے دور اور شکستہ پر

خشکی مین یان تری کا نہین مطلقاً اثر
کھانسی ہون مین زکام سے دور اور شکستہ پر

نرگس کے پھول کسنے کہا ہو نہین باغ مین
آنکھین ہون نہین نگاہ سے دور اور شکستہ پر

چھچھڑا جو آکے بڑھاپے کا زور سے
دندان ہوے دہان سے دور اور شکستہ پر

گھوڑ دوڑ مین چولے کے گرا شہسوار کو
گھوڑا ہوا لگام سے دور اور شکستہ پر

منھ پر ہے صاف گرد یتیمی فی الدلی
بیٹا ہوا ہے باپ سے دور اور شکستہ پر

اتنی رعایتون پہ بھی بکتا نہین ہے مال
دوکان ہے اپنی چوک سے دور اور شکستہ پر

شاید کسی شکاری کی گولی ہے آ لگی
اک شیر ہے کچھار سے دور اور شکستہ پر

کسطرح اڑکے جاتا ہے مرغونکے حلق مین
تھنون کا رینٹ ناک سے دور اور شکستہ پر

موزون سخن بھی اپنا ہے موزونیت سے دور
کانٹا ہون تول ناپ سے دور اور شکستہ پر

طاعون ادھا نے اُڑائے ہین اپنے ہوش
ہون ڈاکٹر علاج سے دور اور شکستہ پر

راقم

وقت ٹفن مین لنچ سے دور اور شکستہ پر
ملک دکن مین پنچ سے دور اور شکستہ پر

غزل مین لطف ہی اب کیا ہی لیکن کچھ جو باقی ہے
سو تقلید ادائے غالب معجز بیان تک ہے

حال مین اسطرح کی ایک طرح پر اردوئے معلی مین مشاعرہ ہوا بڑی دھوم دھام کی غزلین لکھی گئین۔ آپ جانیے تعلیمیافتہ اور ڈگریان پائے ہوے شعرا اب اس موقع کو ہاتھ سے جانے دیتے۔ فوراً ہی فرمائش ہوئی۔ اور مسٹر اقبال اعجاز۔ نیرنگ نے اپنے اپنے اقبال کے مطابق اپنا اپنا اعجازی رنگ دکھایا۔ یہان بھی شوق چرایا کہ نمونہ کے لیے کچھ ایسے نمونہ کی طبع آزمائی ضرور کیجیے کہ اسیر ذیل کے اشعار قلمبند ہوے۔ اگر قبول ہون اخبار زینت طبع فرمائین۔ بقول عر

گر قبول افتد زہے عز و شرف

غزل

کہون کیا وصل کی آنکے مجھے چاہت کہانتک ہے
ابھی دے ڈالون جان اپنی مرے دلبر یہانتک ہے

قفس مین دیکھکر گل کو یہ چلاتا ہے کیون بلبل
چمن مین مٹ چکا اب تو نشان آشیان تک ہے

یہ راز عشق کیا جانین بھلا مسجد کے ملّانے
بہت لکھ پڑھکے علم انکا گلستان بوستان تک ہے

چھپا کر دیدیا نوٹس یہ خسب نخاس مین ہم نے
کہ رونق یان بھی گھر گھر کی قیام سمان تک ہے
بھلا اس کشمکش سے ہے تمھین کیا خیر سے حاصل
کہ تم بیزار ہو اس سے وہ تمسے تنگ جان تک ہو
دھرا ہے کیا تری صورت مین کیون ہم تجھپہ مرتے ہین
یہ نکتہ آج تک پنہان ہمارے رازدان تک ہے
کرا سوتے سوتے مین کسی کی دیکھ پاوٹ ہین
رسائی فکر کی خلوت سرائے لامکان تک ہے
انھین بھر لکھنے پڑھنے سے رہیگی عمر بھر وحشت
یہ کوشش پڑھنے والونکی خیال امتحان تک ہو
پلا کر آج ساقی نے کیا رندون کو خوش اتنا
کہ شور ہاؤ ہو انکا زمین سے آسمان تک ہے
بہت چھانا بہت دیکھا نہ پایا کچھ بھی اردو مین
وہ شوخی جدت مضمون کی سب طرز بیان تک ہے

راقم - پنجاب علی

اقوام محجوم النسب کی اصلاح

حضرت سلامت - آجکل جب نئی روشنی کے چراغ کی لو آسمان سے باتین کر رہی ہو تعجب ہو کہ مندرجہ عنوان اقوام کے حالات پر کیون غفلت کا اندھیرا چھایا ہوا ہو کوئی صاحب اس غارتگر صبر و ہوش فرقہ پر نئی تہذیب کی روشنی ڈالکر ظلمت عصیان کو مٹانیکی کوشش کیون نہین کرتے - میرے خیال مین رفاہ عام کا سب سے بڑا کام یہ ہوگا کہ اس گمراہ فرقہ کو چراغ ہدایت دکھایا جاوے - شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے تو جو شرع متین کے سختی سے پابند تھے وہ ڈھرا اختیار کیا تھا جس سے بہتر انکو گناہ سے باز رکھنے کا کوئی طریقہ ہی نہ تھا مگر افسوس شاہ عالم پناہ کو ان ارادون مین کامیابی نہوئی - یہ کمبخت فرقہ دریا برد کیے جانے پر بھی تہ مین پہونچکر ابھر آیا - اور برسات حشرات الارض کی طرح پھر تمام عالم مین پھیل گیا - اسکے بعد کسی کو انکی اصلاح کی طرف توجہ ہی نہ ہوئی - اس تجاہل عارفانہ اور تغافل دانستہ نے وہ ستم بپا کیا کہ ہزارون نوجوان زہد و تقوی کو چھوڑکر انکا فربتون کا کلمہ پڑھنے لگے اور برابر پڑھ رہے ہین - اب اس چودھوین صدی مین سرکار عالیہ بیگم صاحبہ بھوپال نے (خدا انکا بھلا کرے) عنان توجہ اسطرف معطوف فرمائی ہو - اور اپنی ریاست مین اس آزاد فرقہ کو نکاح کی زنجیر مین جکڑ دینے کا حکم دیا ہو - مگر افسوس یہ فرمان سعادت نشان انکی حدود ریاست تک ہی محدود ہے - اگر ہندوستان بھر کے لیے یہ آرڈر پاس ہو جاتا تو بڑے فائدے کی بات تھی - اس حکم مین بظاہر کوئی نقص نظر نہین آتا مگر بنظر تعمق دیکھنے سے ایک ذرا سی قباحت معلوم ہوتی ہو وہ بھی لگے ہاتھون سن لیجیے - جب اس بے مہار فرقہ کا نکاح ہو جائیگا تو عصمت اور پردہ نشینی کی تکمیل انکو کھلے بندون نہ پھرنے دیگی - اس سے یار لوگون کی تفریح طبع کا مشغلہ بالکل اٹھ جائیگا - غم والم کی حالت مین اپنے نصیبون کو رو بیٹھے اور منہ لپیٹ کر پڑ رہیے اگر اسمین اتنا سا تغیر و تبدل ہو جاوے کہ اس آزادی کے خواہان فرقہ کا نکاح ان آزادی کے دلدادون کے ساتھ کیا جاوے جو نئی روشنی روشنی کی تعلیم پاکر پردہ کو خیرباد کہہ چکے ہین تو پھر کیا کہنا - بڑا مزہ ہو نکاح کا نکاح رہے اور لوگ گھڑی بھر کو غم غلط بھی کر آئین - ایک پنتھ دو کاج کی مثل پوری ہو جاوے - مگر افسوس ہو ایسی باریکیان کسی کے خیال مین نہین آتین

راقم
انوکھا رفتار مرتعلم ضیا دہلوی

دریافت طلب مسئلہ

ناظرین اودھ پنچ مین سے مستند شعرا اور دیگر محققین خوب چھان بین کرکے لکھین کہ بلبل کا دہن اساتذہ متقدمین اور متاخرین مین سے ابتک کسی نے باندھا ہو یا نہین بصورت جواب مثال پیش کرین - بادی النظر مین تو یہ بات کچھ مہمل سی معلوم ہوتی ہو - منقار عندلیب بیشک صحیح ہو - جوابات اودھ پنچ کے ذریعہ آنے چاہئین - ہمارے کرم اڈیٹر صاحب شائع کرنیکی تکلیف ہماری خاطر سے گوارا کرین اور اپنی رائے صائب سے بھی اطلاع بخشین

راقم - نکتہ سنج -

جملہ اشخاص کیلئے مفید

یہ اشتہار عوام کے پھانسنے کے لیے نہین ہے

کوی راج دوارکا ناتھ سین نے (جو ایک ہی شخص ہین جنھون نے سارے ہندوستان مین آیورویدمین چار امتحان پاس کیے ہین) اپنے ۲۴ سال کے قیام کلکتہ اور دیگر مقامات مین اکثر امراض سخت اور ٹیڑھے کا علاج کیا اور عوام کو فائدہ پہونچایا ہے اب وہ وارد لکھنؤ مقیم حسن رائی گلی ہین جن صاحب کو آپ سے ملنے کی خواہش ہو وہ مین ملاقات ہو سکتی ہے - آپ کی قوت یعنی نامردی کی دوا کبھی خطا نہین کرتی اور اسکے بینظیر نفع بخش ہونیکی شہرت ہے - وہی تین روز مین عمدہ نتیجہ ظہور مین آتا ہے اسکے سریع التاثیر ہونے کا ثبوت آزمائش سے ظاہر ہوگا - اسمین عوام کو موقع مایوسی ہرگز نہو گا دوا قیمتی ہے یعنی دھاتون سے بنائی گئی ہو علاوہ محصولڈاک کے قیمت ایک ہفتہ کے واسطے ۳ ہے لیکن دوا کے فائدہ کثیر دریافت کرنیکی غرض سے ہر اول بعض سے پہلے دو ہفتہ کے لیے صرف ۳ عہ فی ہفتہ لیا جائیگا

لوکل علیہ السحاب

سردی کا تو خیر موسم ہی ہو - فلک پیر ادھر کئی دن ہوئے لحاف ابر اوڑھے پڑا رہا - جیسے جواں زنگی کی خشکی سے کبھی ریزش یعنی بوندا باندی کی نوبت آگئی - ہمارے سمجھے گزندہ بہار کی دم زری بہار دکھا گئی -

آپ جانیے دو سال سے جاڑون اور طاعون کا چولی دامن کا ساتھ ہو ہی گیا ہو جیسا سمجھے شہر میں بھی ۱۲ اپریل تک دامن کا کونا منہ رہی کیا - یعنی کہ کہین کہین اندھیرے جالے ٹھگون کی بڑھیا کی طرح طاعون صاحب نے کسی کی جبر منا لیا کرتے ہین مگر وہ چل پھر مار دھاڑ نہین جو گزشتہ سال تھی شاید تیغ بے نیام کشتون کی کثرت سے کچھ کند ہو گئی صاحب کا شعر پورا اترا -

شود ظالم ز ظلم خود خراب آہستہ آہستہ
رود از دست شہ و شباب آہستہ آہستہ

ہمنے افسوس دلی سے سنا نواب مہدی حسین فتح نواز جنگ بیرسٹر نے گزشتہ چہارشنبہ کو انتقال کیا - جب سے نواب صاحب دکن سے آکے شہر مین بیرسٹری کرنے لگے تھے - ہوشیاری معقولیت کارگزاری سے بہت کچھ ہر دلعزیز ہو گئے تھے گویا دکن کے فتح نواز جنگ نہین لکھنؤ کے بیرسٹر ہو گئے تھے - پولیٹکل خیالات مین بھی کسیقدر ترمیم ہو گئی تھی سکانگریس سے بھی مخالفت اور تنفر دلی ٹھنڈا پڑ گیا تھا حتی کہ لکھنؤ مین جس زمانہ مین کانگریس ہوئی ہو اندرون شہر ایک جلسہ بھی ہوئے تھے مگر افسوس ہو وضعدار خلق موت کسی سے درگزر کرنے والی نہین نواب صاحب انقلاب زمانہ ترقی و تنزل کے پورے تختہ مشق ہو چکے تھے اور قابل تعریف انکی یہ بات تھی کہ مثل اور دکن سے نکالے ہوؤن کی ہمت کے مضمحل نہو جانے کے بیرسٹری کے زرخیز مشغلہ مین زندہ دلی کے ساتھ مصروف رہتے تھے -

پہیلی بوجھنے کا انعام

اودھ پنچ میں جو پہیلیان یا سوالات شائع ہوتے ہین انکے بوجھنے یا حل کرنیوالون کے واسطے حسب ذیل انعام مقرر ہین جو صاحب تاریخ مقررہ تک ۔۔۔ مرحمت فرمائینگے انکے اسما گرامی مع حل کے درج اخبار ہونگے اور سال کے ختم ہونے کے بعد انعام دیے جائینگے ۔ صاحب انعام کو اختیار ہوگا کہ نقد یا اسی قیمت کی کتابین ۔ جسکا اعلان اسی زمانہ مین کیا جائیگا ۔ اودھ پنچ کی جانب سے بطور تحفہ قبول فرمائین ۔

مگر شرط یہ ہے

کہ حل فرمانیوالے صاحب اودھ پنچ کے سالانہ خریدار ہون ۔ باقی رہے وہ ۔ پس وہ حضرات جنکا نام نامی رجسٹر خریداران مین زینت بخش نہین تکلیف نہ فرمائین ۔

خریداری پرچہ کے واسطے کسی زمانہ کی قید نہین جو حضرات جسوقت چاہین پیشگی سالانہ مرحمت فرماکر خریدار ہوسکتے ہین چنانچہ سال گذشتہ کا ششماہی انعام اول نمبر کا جناب حاجی شیخ ظہیر حسین خان صاحب تعلقدار سگدیہ کو بطور تحفہ نذر کیا گیا اور مولوی محمد یوسف صاحب مہر بانی کو نمبر ۲ کے انعام مین کتابین نذر کی گئین ۔

حل فرمانیوالونکی خدمت مین گزارش

جس مراسلت مین حل درج ہو بجز اسکے اور کوئی فرمائش نہو بعض حضرات جو پہیلیان مرحمت فرماتے ہین انکا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے مگر افسوس ہے کہ پہیلی یا سوال کے ساتھ نام درج نہین ہوسکتا ۔ اگر ضرورت ہوگی بروقت شمار حل کرنیوالون کے نام مین انکا نام بھی شمار کیا جائیگا

انعام نمبر اول

جو صاحب ۱۹۰۴ء کی پہیلیون اور سوالات کے حل سب سے زیادہ دفتر مین بھیجین گے انکو انعام دس روپیہ نذر ہوگا ۔

نمبر ۲

جو صاحب سب سے زیادہ پہیلیون اور سوالات کے حل ۱۹۰۴ء مین بھیجین گے مگر نمبر اول سے کم ہونگے انکو پانچ روپیہ انعام مذکور دیا جائیگا ۔

حل طلب پہیلیان

نمبر ۴

مصرع فارسی

میعاد حل یکم فروری ۱۹۰۴ء

بینڈا سوال

نمبر ۵

میعاد حل ۷ ۔ مارچ ۱۹۰۴ء

ایک شخص دوسرے کو کھانا اور مٹھائی ۔۔۔ کے اشارہ سے اطلاع دینا چاہتا ہے کہ دہ ماہ قمری تو د ۔ یا کے کنارے تو پرن کا حملہ ہوگا ۔ کون کون چیز خوان مین بھیجے ؟

نمبر ۶

میعاد حل ۱۴ ۔ مارچ ۱۹۰۴ء

ایک چور ایک مکان مین گیا ۔ زور سے چھینک آئی اس گھر مین عورت جاگ اٹھی ۔ یہ رفوچکر دیوار پر جاتا تھا کہ نیچے سے ٹانگ پکڑ لی ۔

(۱) چور کیونکر چھینک ضبط کرتا ؟

(۲) ٹانگ کیونکر جلد چھڑا کے بھاگ جاتا ؟

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

پانچ ہزار روپیہ انعام

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہو کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار۔ سبل۔ سرخی پھولا۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہو اور عینک کے استعمال کرنیکی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہو قیمت اسلیے کم رکھی ہو کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہو مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہو۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور (ملک پنجاب)

تازہ سندات

انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) کرم جناب تسلیم مین آپ کے قابل قدر میرے کے سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہون حقیقت مین جیسا آپکے اشتہار مین لکھا ہے اس سے بھی کئی درجہ بہتر ہو مین نے چشمہ کا لگانا بالکل چھوڑ دیا۔ اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہون۔

راقم۔ سردار دھا کشن گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چرخی گران۔

(۲) مین نے میرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہو آپ خود اور بہت سے بیمارونپر استعمال کرکے دیکھا ہو اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریونکے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہو۔ مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا ہے جنکو آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہو مین انکو زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون۔ ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ پانی آنے۔ دھند و خارش سرخی چشم کیواسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ اور سچ پوچھ آپ نے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہو۔ اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہو ضرور ہو کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب حضور نواب صاحب بہاولپور۔

تازہ سندات

انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۳) جناب من۔ میری آنکھ مین ایک مرض ہو جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر و ڈاکٹر کیلب صاحب بہادر کے علاج سے کچھ فائدہ نہوا آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب حرف و اور کم طاقتی بیماری چشم مین ہو اور ایکتولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین۔

دستخط۔ سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف اکبر جناب امیر فیض محمد خان صاحب والی ملک ترکستان

(۴) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہو استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھونکی بیماریونکے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہو۔ آنکھونکو تر و تازہ رکھتا ہو اور بینائی کو طاقت بخشتا ہو درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید اور نادر شے ہو آجتک کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی۔

راقم۔ نواب محمد حیات خان بہادر۔ سی۔ ایس۔ آئی ایس سابق ڈسٹرکٹ و سشن جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند۔

(۵) جناب سردار صاحب تسلیم۔ مین نے آپکا میرے کا سرمہ استعمال کیا مین تصدیق کرتا ہون کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کیلیے بہت مفید ہے میری آنکھین بالکل کمزور تھین مین لگاتار ایک پہر کام کرنے سے معذور ہو جاتا تھا۔ اب میری یہ کیفیت ہو کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کر سکتا ہون

راقم۔ حافظ میان خورشید محمد خان خلف نواب نسیم محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال

پانچ ہزار روپیہ انعام

جو شخص ... سرمہ کی سندات بناوٹی ثابت کرے ... [illegible]

[illegible] ۱۹۰۱ء

ایک اور نیا پینٹ فنڈ

(پردہ فنڈ)

ڈیر مسٹر اودھ پنچ ۔ گڈ مارننگ ۔ کیسی ایرانی نکتہ سنج نے ٹھیک کہا ہے ۔ افسانہ از افسانہ می خیزد ۔ مولینا دکنی کے چند نیم پینٹ فنڈ پہلے پرچہ میں دیکھے ۔ آج میرے خیال میں بھی جھٹ سے ایک فنڈ آہی گیا ۔ از بسکہ یہ قومی رفاہ ہے دل نے چاہا کہ یہ عالم خیال ہی میں بند نہ رہے ۔

تعلیمی کانفرنس کی چھپی والی رپورٹ تو آپکی نظر سے گذری ہوگی اب دو سال سے اس رپورٹ میں ایک خصوصیت یہ پیدا ہوئی ہے کہ نسوانی پہلو تعلیم کا بھی ایک خاص خصوصیت کے ساتھ مدنظر رہتا ہے ۔ سب سے پہلے اس مضمون کو کلکتہ کے اجلاس میں بالکنایہ یہ چھیڑا گیا تھا ۔ بالکنایہ اسطرح کہ اس کانفرنس کے پریسیڈنٹ اس موقع پر جسٹس امیر علی تھے اسیطرح ظاہر ہے کہ وہ ایک ولایت دا خاتون کے شریک رنج و راحت ہونیکی وجہ سے خواہ مخواہ پردہ نسوان کے مخالف تسلیم کیے جا سکتے ہیں ۔ ڈپٹی نذیر احمد نے اپنے مذاق خاص کے مطابق اس موقع پر عورتوں کے شریک جلسہ نہ ہونے پر ابتدائے خطاب ہی میں اظہار تعجب کیا تو لوگوں نے بپاس خاطر بلکہ بایمائے جسٹس ممدوح انکو اس خوش گوار سلسلہ تعجب کے جاری رکھنے سے بزور روکا جسٹس امیر علی کو اتنا خفیف اظہار تعجب بھی ناگوار ہوا اور وہ اٹھکر بعذر رنگ چلے گئے ۔ مسٹر شجاعت علی بھی کلکتہ کے اجلاس میں شریک تھے شریک ہی نہیں بلکہ انھوں نے اس جلاس میں بہت بڑا عملی حصہ بھی لیا تھا ۔ بیگم مرشد آباد سے ان دنوں انکا تعلق خوشگوار تازہ تازہ پیدا ہوا تھا ۔ ہندوستانی حاسدوں اور ایشیائی بدگمانوں کے رفع بدگمانی کے لیے یورپین طریقے سے انھیں کچھ عملی تبدیلی کا رروائی کرنی لازم تھی ۔ رزولیوشن میں عورتوں کی تعلیم کے متعلق بیگم صاحبہ کی طرف سے انھوں نے کوئی خاص تحریک کرائی تھی اور مالی تائید کا وعدہ فرمایا تھا ۔ ایک اشتہار دلوایا تھا کہ جو شخص سب سے عمدہ کتاب حقوق نسوان اور طرق تعلیم نسوان پر لکھے گا اسکو حسب فیصلہ عمائد ارکین کانفرنس انعام مناسب دیا جائیگا چنانچہ وہ کتاب تصنیف ہوئی مستحق انعام قرار دیکر چھپی شائع ہوئی مگر کسی وجہ سے انعام ہنوز موعود ہی رہا ہے ۔

کلکتہ کے بعد جو اجلاس دربار دہلی میں ہوا اُسمیں تو ہز ہائینس آغاخان نے ڈنکے کی چوٹ کہدیا کہ پردے سے زیادہ کوئی وحشیانہ رسم نہیں ہو سکتی اور تاوقتیکہ اُسے نہ اُٹھا دیا جائے نہ تعلیم ترقی کر سکتی ہے نہ تہذیب ۔ اتنے بڑے جلیل المنصب امام مذہب کے قول کو جسقدر وقعت ہو سکتی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے گو دربار کی عظمت و جلال کے آگے اس خیال کی جلالت ذہنوں کی زیادہ خیال میں نہ آسکی مگر ایسے خیالات بتدریج اپنا کام کرتے ہیں اور یقینی اثر پیدا کرکے رہتے ہیں چنانچہ وہ اثر پیدا ہوا اور اب بمبئی میں اجلاس حال کے صدر انجمن مسٹر بدرالدین طیب جی کی پرزور وساطت سے انکے [illegible] لکچر کے پردے میں ظاہر ہوا تائید خیال کے لیے یہاں ایک مناسب موقع بات حاضرین کے دلوں پر اثر مطلوب پیدا کرنے والی یہ بھی تھی کہ خوشنما رنگ برنگی چلمنوں کی طلسماتی آڑ میں کچھ عالی خیال تعلیم یافتہ ہندوستانی خاتونیں بھی موجود تھیں جو بہادران مؤید تعلیم نسوان کے حوصلے اپنی دلفریب حاضری سے صراحتہً و کنایۃً بڑھا رہی تھیں ۔ بعض عالی خیال خاتونوں نے اپنے قلم اور دماغ سے کام لیکر ایک فینسی فیر کا مسودہ بھی پیش کیا تھا جسکی تائید میں لوگوں نے اپنی اپنی حیثیتوں کے مطابق اپنی [illegible] جیبوں سے مختلف چھوٹی بڑی رقمیں نکالیں جنمیں سے بعض بہت ہی چھوٹی رقمیں نیلام کے نوخیز زر نگار زینوں پر چڑھکر بڑی سی بڑی ہو گئیں ۔

غرض اس لنبی تمہید سے یہ ہے کہ ابکی اجلاس بمبئی میں باتفاق جمہور علما و اکابر قوم اسکا فیصلہ ہو گیا کہ عورتوں کو پردے کی ضرورت نہیں ۔ جو پردہ رائج ہے خلاف شریعت ہے عورتوں پر زبردستی کا ظلم ہے ۔ تعلیمی ضرورتیں بڑے زور سے اس کی متقاضی ہیں کہ عورتوں کو آزاد کر دیا جائے ۔ ہماری نسوانی بلبلیں اب زیادہ زمانے تک قفس رسم و رواج میں عصمت و عفت کے اڈے پر [illegible] نہیں رکھی جا سکتیں ۔ بمبئی تو آپ جانتے ہیں ایک ایسا شہر ہے جہاں عرب کی ہوا کے مخالف تہذیب اسلامی جھونکوں کے [illegible] شاداب و ترو تازہ ہو کر متصل و متواتر آتے رہنے سے پردہ رسمی نہ صرف اُٹھ ہی گیا بلکہ اُلٹا اڑ بھی گیا ہے جو پردہ دروازوں پر پڑا رہتا تھا دروازوں سے اڑ کر کہیں برقع کہیں نقاب کی صورت میں منھ پر آ رہا تھا ۔ ہاں یقین ہے کانفرنس کی اس قومی پر زور تحریک سے اب منھ پر سے بھی اڑ گیا ہوگا ۔ انتظار صرف اسکا ہے کہ وہ تحریک امواج بحر کی طرح چاروں طرف پھیلے اور سوسائٹی کے کناروں تک پہونچے ۔ کہ مبارک ہوگا وہ دن جبکہ اس تحریک مقدس مہذب کے اثر سے سوسائٹی سے وہ ذلت منحوس اداسی دور ہو جائیگی جو صرف ڈاڑھیوں اور مونچھوں کے زیر سایہ ہر وقت کالی گھٹا کی طرح چھائی رہتی ہے ۔ پیارے پیارے ایشیائی منھ حسن و عفت کے گلدستوں کی طرح میز کی جگہ نازک نازک [illegible] پر دھرے ہونگے ۔ اپنے تو اپنے غیر ذکی آنکھیں بھی اس [illegible] انسانی منظر کو دیکھکر ٹھنڈی ہونگی ۔ کالج اور اسکول باغ اور چمن بنجائینگے جنمیں ہر وقت طیور خوش الحان نواسنج رہینگے ۔ غیر مہذب تقریبات شادی و ختنہ وغیرہ کے مجمع تہذیب افروز انجمنیں اور مہذب کلب ہو جائینگے جنمیں ایک نامہذب اور تہذیب شور و غل و ہنگامے کے عوض دلکش جان نواز لکچر اور اسپیچیں سننے میں آئینگی ۔ ٹوٹے پھوٹے رقعے اور خط جواب بے ضرورت خیریت خیر صلاح کے استفسارات اور بیجا شوق ملاقات کے اظہارات اور لمبی چوڑی کبھی ختم ہونیوالی درازی عمر و اقبال کی نامستجاب دعاؤں کے رسالوں کی فہرستوں کے سوا کچھ اور نہیں ہوتی تہذیب و تعلیم کے اعجاز سے ابتدا میں کم سے کم کورٹ شپ کے مہذب عاشقانہ خطوط اور انتہا میں بڑھتے بڑھتے پرمعنی لذت انگیز دو دو چار چار موٹی موٹی جلدوں میں نہ سمانے والے ناول ہو جائینگے ۔

خیر وہ مبارک زمانہ تو بہت دور ہے ہماری قسمت ایسی کہاں کہ اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور اُسکے تمام عملی منافع سے مستفید ہوں ۔ ہماری تو بڑی خوش قسمتی یہی ہے کہ دروازوں پر سے وہ پرانے جا بجا سے پھٹی ہوئی ٹاٹ کے نامہذب پردے اُٹھ جائیں ۔ برقعوں کی نامہذب جالی دار آڑ جاتی رہے چار دیواروں کی فصیل ڈھ جائے ۔ گھونگھٹ کی بے قاعدہ فوج گھونگھٹ کھائے ۔ ایسا ہوتے ہی بڑی آسانی سے پردہ فنڈ کھولا جا سکتا ہے جسمیں تمام وہ سنگین رقمیں داخل ہو سکینگی جو پردے کی وجہ سے ہمیں خرچ کرنی پڑتی ہیں ۔ [illegible]

پردے کی رعایت کی وجہ سے کسقدر نامعقول [illegible]

اور بدنما ہوجاتا ہی۔ دُہرے دُہرے مکان بنوانے پڑتے ہین مردانہ الگ زنانہ الگ۔ پردہ اُٹھتے ہی یہ ضرورت اور اسکے ساتھ اور بہت سی ضرورتین ساقط ایک مکان بنا لیا حویلی محل وغیرہ نام نہ ہونگے جگہ ایک پاکیزہ مختصر سا مہذب نام بنگلہ یا کوٹھی رکھ دیا۔ قدرتی طور آپ صاحب ہوگئے اور بیگم صاحب ابھی زنانی بھاری بھر کم میڈم تھے اور بچے اور بچیان بابا لوگ اور ماما [illegible] آیا۔ خدمتگار ہوئے بیرا۔ خانساماں۔ بوائے درکار زنانے مردانے ایک ہوجانے سے ظاہر ہوگا کہ کتنی بچت ہوگی۔ اگر اور کوئی بچت نہ ہو تو صرف ڈولی کی ڈالوائی ڈولی سے محفوظ ہوجانا کیا کم ہی۔ ڈولی ہی کے ذیل مین میانے پالکی۔ رتھ بہلی وغیرہ سواریونکو بھی داخل کرو۔ نہین معلوم اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس مد مین لوگ کتنا صرف کرتے ہین۔ نقل و حرکت کی صرف مقامی نہین بلکہ سفری مصارف بھی جیسے محصول ریل۔ اسٹیمر وغیرہ بہت کم ہوجائینگے۔ اور یون قومی طور پر ایک ایسی کثیر رقم کی بچت ہوگی کہ خاصی طرح علیگڈھ کی یونیورسٹی بھی صرف اس رقم سے قائم ہوسکتی ہی اور ایک خاص یونیورسٹی عورتون کے لیے بھی نئے سرے سے تیار ہوسکتی ہی۔ کہان ہین فارمران قوم آئین اور اس فنڈ کو پورے زور اور پوری قوت کے ساتھ قائم کرین۔ اور ایک چھوڑ متعدد یونیورسٹیان قائم کردکھائیں پہلی قسط اس رقم کی آسانی سے یون وصول ہوسکتی ہی کہ تمام مہذب اور روشنخیال حضرات اپنی بیویون اور دیگر نسوانی اراکین خاندان کے نقاب اور برقع اور گھونگھٹ اور دروازونکے پردے اور چک اور چلمنین اور پردہ دار گاڑیان اور ڈولیان اور پالکیان اور رتھین اور بہلین اور دیگر پردہ دار نامہذب سواریان بشرح مناسب بیچ ڈالین بلکہ بیچنا اگر دوبھر معلوم ہو تو بجنسہ [illegible] اراکین انتظامی ایجوکیشنل کانفرنس کے پاس بھیجدین۔ وہ آپ اپنی خوش سلیقگی سے کسی قومی زرخیز طریقے سے نیلام کرکے معتدبہ اور معقول وصول کرلینگے ہم غریبون کے ہان کیا دھرا ہی۔ بیوی کا جہیز کے زمانے کا پرانا دھرانا ایک برقع البتہ ہی۔ وہ جب چاہین اور جو صاحب چاہین منگوا لیوین۔ ہم بسر و چشم روانہ کردینگے۔

راقم۔ مصلح الملک

ٹرخالی! عید کی نیچ۔ دو نقطے!!

تم بھی کچھ تھوڑا سا اکہتے ہین بیان روز عید
سنئے مجھسے بھی ذرا اب داستان روز عید
ہے بڑی شیر و شکر شیرین زبان روز عید
حلوہ ذیلے دودھ سے سب روداد روز عید

ہم بھی تھے محو تماشائے جمال میزبان
ہم بھی تھے صرف نگاہ میہمان روز عید
بیخودی مین کہ اُٹھے بیساختہ ہی خالہ جان
لڑکھڑانے مین گرایا پاندان روز عید
بوسۂ رخسار کے بدلے لیا شیشی کو چوس
اور بیتابی مین توڑا عطر دان روز عید
بوکھلاہٹ مین ہمین تو اور کچھ سوجھا نہ پھر
شیر و شکر ساتھا مگر یہ ارمغان روز عید
اضطرابی مین کیا یون عذر واعظ سے مگر
آپ ہین قبلہ کہ یعنی کسر شان روز عید
مین نہون تو آپ ہین کس کھیت کی مولی گزر
مین نہون تو آپ ہون شایان شان روز عید؟
توبہ توبہ کیجئے کچھ کوئی کھوٹے بھی نہین
بندہ پرور آپ کیا ہین مین ہون جان روز عید
آپ میرے ہان مگر ہین پیر و مرشد تو ضرور
آپ میرے ہان مگر ہین مہربان روز عید
آپ ہی نے تو مجھے زانو پہ بٹھلایا تھا کل
آپ ہی تو کل بنے تھے نردبان روز عید
آپ ہی نے کل مجھے گلدستہ لاکر تھا دیا
آپ ہی غنچہ دہن ہین باغبان روز عید
ڈگڈگی تو آپ ہی نے میلے مین دلوائی تھی
آپ ہی تو لائے تھے تیر و کمان روز عید
آپ کی خاطر مجھے ہے اسقدر مدنظر
کر رہا ہون بیقراری مین زیان روز عید
اب تواضع کیا کرون مین آپ ہی کا گھر ہے یہ
بیٹھئے جوتون مین بنکے پاسبان روز عید
حسرت اے ہان کوئی لین رہ نہ جائے شوق سے
آئیے کر لیجئے امتحان روز عید
شرم خفت یا خجالت چاہیے جو سے لیجے
بند کرتا ہون مین حضرت اب دکان روز عید

راقم۔ میرزا لاابالی۔

سنہ ۱۹۰۴ء کے چند نئے مزیدار اور خوشگوار میوے

سنہ ۱۹۰۴ء خیر سے ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش مگر

سالیکہ نکوست از بہارش پیداست

زمانہ کی ترقی نے ابھی سے قدم چومنے شروع کردیے۔ ہمین بذریعہ ٹیلیفون ایک نئے ولایتی درخت کے دریافت ہونیکی اطلاع ملی ہی جسکا فوٹو مع مختصر حالات ہم ذیل مین چھاپتے ہین۔ یہ درخت برفستانی ملکون مین نشو و نما پاتا ہی جو بحر منجمد کے لگ بھگ آباد ہین تخم ریزی ہونے سے بعض وقت ۷۔۸۔ اکثر ۹۔ ۱۰۔ کبھی کبھی دس مہینے بعد انھین بیخ بستہ زمینون سے اسکی دو سوئیان نمودار ہوتی ہین۔ رفتہ رفتہ یہ دونون سوئیان دو لہلہاتی شاخون یا تنون کی شکل مین ترقی پذیر ہوکر کچھ دور پر آپس مین مل جاتی ہین پھر کچھ اوپر جاکر ایک ایک تنہ سے الگ ہوجایا کرتی ہین اور بعد اجد ابابرآور ہوتی ہین پھر ان دونون کے درمیان سے ایک وسکول نکلتی اور کچھ پر گانٹھ گوبھی یا ناریل کی صورت اختیار کر لیتی ہی اسمین صرف دو ہی پتے آتے ہین اور کسیرو کی طرح اسپر کچھ بھورا بھورا یا سندر کی پشم کیطرح سنہری سنہری ریشہ بھی نکل آتا ہی یہ ایک بین دلیل ہی کہ یہ ایک ہی درخت بیسیون مختلف الذائقہ متفرق اللون۔ ممیز الوجود۔ متضاد الامزجہ پھل دیتا ہوگا ہر ایک موسم مین پھلنے پھولنے کے قطع نظر انتقال مقامی بھی بہت سہولت سے کرسکتا ہی اور بڑا لطف یہ کہ اسکا قلم جو دوسرے ملکون کے درختون مین لگایا گیا ہی وہ مذکورہ بالا صفات مین اس سے کہین بڑھ چڑھکر تیز۔ سریع الاثر کثیر الاثمار ثابت ہوا۔ گو اسکے اوصاف لاتعد۔ اسکی خوبیان لاتحصے ہین جو بشری امکان سے بہت پرے حیز فکر سے کوسون دور مگر آپ جانئے حضرت انسان نے کسے چھوڑا بعض بعض صاحبون نے خامہ فرسائی کی بھی اور بزعم خود اپنی فہم مین کامیاب بھی ہوے مگر ہنوز دلی دور است کے مصداق ہی رہے۔ مشتے نمونہ از خروارے ایک صاحب اپنی ہمہ دانی کے نشہ مین فرماتے ہین

چیست دانی بادۂ گلگون مصفا جوہرے
حسن را پروردگارے عشق را پیغمبرے

پھر تو یہ درخت سراپا عجائب و غرائب سے مملو نظر آتا اور کچھ عجیب نرالے تماشہ دکھلاتا ہی۔ وہ دل آویز حرکات کرتا ہی کہ بس دیکھا ہی کیجئے۔ اسی لیے اسکی پرورش اسی جوہر سے کیجاتی اور اسی آبپاشی کی وجہ سے یہ بمصداق "ایک تو کریلا دوسرے نیم چڑھا" ہوجاتا ہی۔ یہی اور فیاض درخت بھی ضرور سا ایک بہشتی درخت ہی کیونکہ جسطرح جنت مین سنا جاتا ہی کہ جب کوئی کسی میوے کے کھانیکی خواہش کیا کریگا بمجرد خواہش اُسکے منھ تک خود بخود وہ میوہ دار درخت ہی اُس میوے کو پہونچا دیگا اور کھاتے ہی بدستور اُسی جگہ پھر ویسا ہی میوہ پیدا ہوجایا کریگا اسی طرح اس درخت کی بھی حالت ہی کہ خواہشمندون اور مستحقین کو یہی ہی کل میوہ خواہش یا استحقاق پیدا ہوتے ہی ان لوگونکے منھ تک پہونچا دیتا اور پوری پوری سیری کردیتا بلکہ منھ تک چھلکا دیتا ہی مگر کرم دانیار پر بھی اسکا ہر ایک پھل تنا ہی رہتا ہی اور کم ہونے نہین آتا ہیچ ہی جتنا خرچ کرو اتنا ہی فراوان تر ہی۔ کہ زر زر کشد در جہان گنج گنج

زمانے کی بھول بھلیوں کا کھیل

ہین تو ایک ہی خانے مین مگر دیکھئے ٹکراتے بھی ہین

ابھی انکے چیتے پھل دریافت ہو سکے ورنہ مختصر صفات و خواص وغیرہ کے ذیل میں ہیں۔

بوٹ - یہ پھل اس غریب پرور درخت کے دونون تھنون کی جڑ مین لگتا اور پرورش پاتا ہے شکل و شباہت مین تقریباً ہندوستانی پھوٹ سے کچھ ملتا جلتا مگر کھانے والے حضرات بڑے وثوق کے ساتھ فرماتے ہین کہ ذائقہ مین اس سے بدرجہا بہتر و شیرین - لطیف - خوش ذائقہ اور اتنا خوشگوار کہ انسان کھانے کے بعد گھنٹون ہی تو ہونٹ چاٹا کرے پہرون ہی منہ مین تھوڑا سر دھنے ایسا لذیذ کہ ایک مرتبہ کھالینے پر برسون چٹخارے لیا کرے جب کبھی مزہ یاد آجائے تو وجد کی سی حالت طاری ہوجائے پھر اعلیٰ درجہ کا مفرح قلب - مقوی دماغ و جگر - محرک حرارت غریزی - غرض سیکڑون خواص عجیب و غریب سے پر ہونے کے علاوہ مجرب بھی مانا گیا ہے ذائقہ چشیدہ حکما اپنی تشخیص مین اسکا مزاج تیسرے درجے مین گرم و خشک اور دوسرے درجے مین تر بتلاتے ہین - اسکا سب سے بڑا جوہر امتیازی اسکی اصلی خاصیت جسکی متعدد تجربہ کار اور بڑے نامی گرامی حاذق حکیمون - ڈاکٹرون - بیدون - سناسیون کے علاوہ ہزارہا ان قلیون - شکرون - ساکھیون اور اور شاگرد پیشہ لوگون نے بھی خاص طور پر بعد تجربہ تصدیق کی ہے یہ ہے کہ کیسا ہی بند یا بگڑا ہوا زکام ہو کھانے کے ساتھ ہی تو ریزش شروع ہوجاتی اور آن کی آن مین سب جھڑ جھڑا کر بالکلیہ استیصال ہوجاتا ہے - گران سری یکدست موقوف پھر برسون ہی نزلے یا درد سر کی شکایت نہین ہوتی - کبھی کبھی مراقی یا مخبوط الحواس - مالیخولیا والے اشخاص پر بھی اسکا تجربہ بجد مفید ثابت ہوا وہ صحت یاب مریض جنکے حق مین یہ علاج اکسیر یا تیر بہدف ہوا فرماتے ہین کہ اسکے نوش جان کرتے ہی سارا مراق - خبط - اور مادہ سودا ہی ناک کی راہ بصورت نکسیر نکل جاتا اور باعث شفا مرض ہوجاتا ہے - شاید بعض بعض حضرات کے منہ مین پانی بھر آیا ہو بلکہ رال بھی ٹپک پڑی ہو تو عجب نہین مگر اسکے کھانے یا حاصل کرنے کے لیے کوئی بڑے خطاب مثلاً سر - آنریبل - کے سی - ایس آئی - سی - ایس - آئی - یا نائٹ ہڈ وغیرہ وغیرہ یا جنگ - دولہ ملک یا کوئی بڑی علمی ڈگری جیسے شمس العلما - پروفیسر - منشی فاضل - مولوی عالم - ایم اے - بی اے ڈاکٹر وغیرہ وغیرہ یا کسی منصب جلیلہ - وزارت امارت - شاہانہ جاہ و حشم - تزک و احتشام کی ضرورت نہ حاجت بلکہ اُن اصحاب کو بھی تاوقتیکہ وہ اسکے اہل یا اس خاص امتحان مین پورے اتر کر ڈاکٹری نہ حاصل کرلین اسکا ملنا دشوار بلکہ محالات سے ہے - اے جناب - حلوا خوردن را روے باید - اسکے حاصل کرنے کو بھی ایک خاص قسم کی اسٹڈی تک ودو - جد و جہد

لازمی رہا بھی ہے جب تک انسان ایک مدت مقررہ تک پوری توجہ الی اللہ دہی سے تزکیہ نفس یا ریاضت شاقہ کرکے کامیاب نہوے اس فیاض غریب پرور درخت کی بخشش عامہ سے ضرور محروم رہیگا - ریاضت کے نام سے شاید بعض زاہد و عابد صوفیان میمون خصلت یا جوگیان دشت پیما ضرور دہن پرآب یا بہت ہی خوش اور خود کو مستحقین سے تصور کرکے اس نخل بہشتی کی بخشش و نوازش وعطا کے نہایت آرزو مند و مشتاق ہوگئے ہونگے مگر نہین یہ سراسر غلط فہمی ہے اس ردکھی سوکھی فاقہ کشی یا یون ہی مارے مارے پھرنے سے خاک ہوتا ہواتا نہین -

کتب عشقم نکان دیگر ست
این معلم را زبان دیگر ست

اسکو تو بڑا اگلا جاہیے -

یا استحقاق کوئی ایجوکیشنل کانفرنس کی ممبری ٹھہرا ہے کہ جا دو دیے اور جھٹ سے ساے زنی کے لیے جٹ گئے یا بحث و مباحثہ کرنیکا حق حاصل اعتراض جڑنے کو مستعد - چاہے لیاقت کے خانہ مین صفر ہی کیون نہ جبک تا ہو -

یہ استحقاق کوئی آجکل کی ایشیائی شاعری یا اردو دانی ٹھہرا ہی ہے کہ چاہے کوئی دکنی مرہٹہ ہو پنجابی سا نگڑا ہو یا مدراسی اردو بنگالی چاول گو رکھا ہن مانس گجراتی بیل - کابلی گدہا جلی کا شہزادہ لکھنو کا سردہ یار نگیلا ہو یا کہین اور کا آزاد کوئی قوم فاختہ ہو غرض کہین باشند مگر بی اے یا ایم اے یا کم سے کم انگریزی شُد بُد جاننے کے ساتھ ہی اسے بہت سی انگریزی پوئٹری یاد ہون بس کیا تھا رئیس الشعرا - زبدۃ الشعرا فخر الشعرا ملک الشعرا سب کچھ بن سکتا اردو زبان کا فاضل عالم - پورا پورا ماہر بہت بڑا زبان دان - گویا وہی میر و مرزا کے خاندان کا چشم و چراغ وہی میر انیس و مرزا دبیر کے گھرانے کا گوہر یکتا نام روشن کرنیوالا ہے اقلیم سخنوری مین اُسی کا ڈنکا بج رہا ہے -

یہ استحقاق کوئی دکنی ملازمت کے بستہ ضرور یہ سے تھوڑا ہی ہے کہ جس نے یہان کسی بیگم صاحبہ کی بغل گرمائی یا کسی عماد سلطنت کا بہنوئی بن بیٹھا یا کسی مقتدر جنگی حاکم کے سالے ہونیکی عزت حاصل کرلی اور بیٹھ سے ملکیون مین داخل ہوگیا تھا ملازمت کے ڈھیر چاہے پھر وہ کہین کا کیون نہو مگر وہ ملکی اسکا باپ دادا ملکی بلکہ چودہ پشتین ملکی یا جس نے چھنا چھنی کی مالا جپی بس پیڑہ پار وہ ملکی اسکی سنز پیڑھی بہتر پشتین ملکی اور سوا ڈیڑھ ملکی بلکہ وہ ملکیون کا بھی ابا - یا وہ شخص ملکی جو اپنی چکنی چپڑی باتون یا روغن قاز کی مالش سے کسی معتمد یا بڑے رکن سلطنت کی جملری کی خدمت حاصل کرلے اور سات دن بیٹھا مسکہ لگایا کرے ڈھیر کرتا

پانچون گھی مین اور سر کڑاہی مین ملازمت ... آیا اور فی الفور ڈپٹی جاب قلم پکڑنا بھی نہ آتا ہو - یا وہ مہذب شریف النفس بھلا مانس جو ریاست ملک ہندوستانیون - خاص الخاص اوہر ہیلکھنڈیون پر تبرا کہا کرے بس اسکی تو نوکری ہی یہ ہے ایسون کا استحقاق ملازمت سب پر مرجح رہے گا - یا وہ امیدوار خوش قسمتی سے پارسی قوم سے ہو مگر اسکے ساتھ ہی کوئی ایک بہنین یا سالیان یا بیٹیان خوبصورت خوبصورت نوجوان دو شیزہ حور طلعت حسن کی دیبیان رکھتا ہو یا خود اسکی بی بی ہی ابھی قسمت سے کمسن - پری پیکر غنچہ دہن - مشک تن - سرو قد - خورشید خد - گل اندام - کیک خرام ہو پھر تو کسی شوت کسی سفارش کسی استحقاق کسی امتحان کسی شرط کسی گنجائش یا کسی خلوے جائداد وغیرہ وغیرہ کی پرسش ہو نہ ضرورت بس چین ہی چین لکھے مین - یا وہ کوئی صاحب بہادر ہون کہ جنکی بوٹ کی نوک پر بڑے بڑے سر پڑے ٹھوکرین کھایا کرین -

یہ استحقاق ان سب سے بڑا چڑھا اور بڑی ٹیڑھی کھیر ہے اسکے اصول موضوعہ اسکے علوم متعارفہ ہی کچھ انوکھے دنرالے ہین ہر کس و ناکس کا کام نہین کہ اپنے ایسے لطیف و متبرک میوے بلا حصول استحقاق کھالے پھر کھانے پر یہ جملہ ایک اور مہم اور نہایت سخت اٹل مہم یہ نظام سرکار کا ملک برابر نہین کہ غیر یا در کی طرح بیچ جاے یا خوشیہ بیگم نہون کہ ہضم کرجاے اور ڈکار تک نہ لو اجی توبہ کرو تو یہ ثبت کی مشن کا کامیاب ہوجانا اک بات منہ کا نوالہ مگر اسکا ہضم کرنا کاسہ دار و دہان کابل شریف کر ڈکار جانے سے کم گلیم آباد کا عدم آباد سے رجعت قہقری فرما کر لڑکی کی مخالفت پر کمر باندھنے سے کم نہین ہرگز ہرگز کم نہین یہ وہ تقبیل بلکہ اٹل میٹھی جو بلا استحقاق بغیر ایک خاص قسم کے چورن کی استعمال کیے جسکا نسخہ ہم ایک ... حضرات کی باضابطہ درخواستین آنے پر اپنے خاص ہجنٹ کے ذریعہ مہیا کر سکتے ہین کبھی ہضم نہین ہوسکتا مگر ہان بڑے خوش نصیب اور مبارک ہین وہ لوگ جو پردہ کی مخالفت پر مردانہ اڑے ہوے شاہدان طناز - دلبران سراپا ناز کو جبلہ عصمت سے باہر لانیکی فکرون مین دن رات لگے ہوے ہین اور اپنی کوششون مین ایک نہ ایک دن کامیاب بھی ہوکے رہین گے -

مابدولت و اقبال انکی اسی کارگزاری کے صلے مین صرف یہی ایک میوہ انھین مفت کھلانے کا انتظام ... کرلیا ہے مگر تاوقتیکہ اینجانب انکی اس کارروائی سے مستفید نہولین انھین پورا استحقاقی سارٹیفکٹ نہین دیسکتے تاہم نسبتاً انکے استحقاق مین شبہ نہین کیا جاسکتا لہذا ایسے حضرات کو بشرطیکہ کسی اپنے مقامی معزز رئیس یا کسی وثیقہ ... تصدیق اس مضمون کی پیش کرتے

مصدقہ جناب اسسٹنٹ ایگزامنر صاحب بہادر نمبر

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں والیان ریاست
اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ
اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے
ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند جالا پروال غبار سبل۔ سرخی
پھولا۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور
حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال
کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کے
استعمال کرنیکی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ
یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ
اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا
سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہے۔ خالص ممیرہ فی ماشہ
بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر
پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور (ملک پنجاب)

تازہ سندات
انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مکرم بندہ تسلیم۔ مین آپ کے قابل قدر ممیرے کے
سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہوں
حقیقت میں جیسا آپکے اشتہار میں لکھا ہے
اس سے بھی کہیں درجہ بہتر ہے۔ میں نے عینک کا لگانا
بالکل چھوڑ دیا۔ اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی
لکھ پڑھ سکتا ہوں۔
راقم۔ رادھا کشن گورنمنٹ پنشنر بمقام دہلی
محلہ چوڑی گران۔

(۲) میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے
بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے
دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں
کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام
بیماریوں کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ میں نے اپنے تجربہ میں آجتک
کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں انکو جنکی
آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے تجربے کے طور سے
استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں۔ ہر طرح پر مفید
اور فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ پانی آنے۔ دھند و خارش
سرخی چشم کیواسطے تمام انگریزی ادویات سے
زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ اور سچ سچ آپ نے
اسقدر سستے داموں میں یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک
اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ
الفاظ میں ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام
لوگ آپ کے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائیں
اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں
راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب حضور
نواب صاحب بہاولپور۔

تازہ سندات
انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۳) جناب من۔ میری آنکھ میں ایک مرض ہو گیا تھا
علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور شل ڈاکٹر بیری صاحب
بہادر و ڈاکٹر کیلب صاحب بہادر کے علاج سے کچھ فائدہ
نہوا آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب ضعف
اور کم طاقتی بیماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سرمہ
بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔
دستخط۔ سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الصدق
جناب امیر فیض محمد خان صاحب والی ملک ترکستان

(۴) میں نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ
جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا
نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھوں کی بیماریوں کیلیے اکسیر کا حکم
رکھتا ہے۔ آنکھوں کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کی طاقت
بڑھاتا ہے در حقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے
نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے آجتک کوئی دوا اس
سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی۔
راقم۔ نواب محمد حیات خان بہادر۔ سی۔ ایس۔ آئی
ایس سابق ڈسٹرکٹ و سشن جج قسمت جالندھر ممبر کونسل
گورنر جنرل ہند۔

(۵) جناب سردار صاحب تسلیم۔ میں نے آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال
کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کیلیے
بہت مفید ہے میری آنکھیں بالکل کمزور تھیں میں لگاتا
ایک پہر کام کرنے سے معذور ہو جاتا تھا۔ اب میری یہ کیفیت
ہے کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ
تمام دن اچھی طرح کام کرسکتا ہوں
راقم۔ حافظ میاں محمد رشید محمد خان خلف نواب
نسیم محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال

پانچ ہزار روپیہ انعام

ایک یونیورسٹی نرا نیلام

مسٹر پنچ۔

۵ جنوری کے پیسہ اخبار میں "بمبئی ایجوکیشنل کانفرنس کا ایک دلچسپ نظارہ" کے عنوان سے ایک مضمون نظر پڑا جسمین چانز بیگم صاحبہ کے انگریزی دلچسپ مضمون کے آخر مین ایک استدعا کا ذکر کرتے ہوے اڈیٹر نے اس نئے نیلام کا بھی ذکر کیا ہو جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے ایجنٹ صاحب کے چندہ مین دئے ہوئے ایک روپیہ اور مس سوسی سہرابجی صاحبہ کے ۵ روپیہ کا ہوا تھا گو یہی تو وہان کالج اور ہمدردان قوم اُس انصاف نرا بے پروائی کی پاداش کے ضرور مستوجب ہین جو انسے ایسے قیمتی موقع پر وقوع مین آئی۔ پوچھئے کیا! وہ یہ کہ جب ایجنٹ صاحب اور مس صاحبہ کا عطیہ نیلام پر چڑھا گیا تو کیا معنی کہ ایجنٹ صاحب کا بھی نیلام نہ پکارا گیا کیا وہ اس قابل نہ تھے ؟ تھے اور ضرور تھے۔ اس مفید عام نیلام سے کیا کچھ رقم نہ جمع ہو سکتی تھی روپیون کے انبار لگجاتے کیونکہ برائی کی بات نہ تھی۔ جہان اتنا کچھ قومی جوش ہمدردی نیاگرا کی طرح جوش زن ہو وہان ایک ایجنٹ صاحب کی سمائی نہو سکتی تھی ہوتی اور سچ کہیت ہوتی بلکہ یہی کانفرنس ہوتی بہت سی خریداریان چاہتین کہ ایجنٹ صاحب میرے نیلام مین ہی لگے رہین یہ قومی ترقی کی بیل میرے ہی منڈھے چڑھے اور عجب نہ تھا جو ایجنٹ صاحب کو کئی ایک کے حصہ مین آنا پڑتا کیونکہ جوش ہمدردی اور برادرانہ حمیت مین کئی کئی بولیان مساوی ہی ہوتین اور یون ایجنٹ صاحب دس بیس کے نہیں تو پانچ سات کے تو ضرور کہلاتے۔ ہماری رائے مین بھی ایجنٹ صاحب ہین تو ڈبیا مین بند کر رکھنے کے لائق۔

واللہ نہوے بادولت ورنہ یہ زرین رزلیوشن تو ضرور ہی پاس کرا چھوڑتے۔ خیر یا زندہ صحبت باقی۔ اگلے سال پھر کانفرنس ہو ہی گی بس دیدہ خواہد شد۔

راقم۔ مولانا دکنی

ڈاکٹر مائل اور انکا ایک شاگرد رشید

(ڈیرہ و سب نمبار د) واہ اڈیٹر صاحب واہ آپ بے سوچے سمجھے ہر کس و ناکس کا مضمون چھاپ دیتے ہین خطرہ یہ کہ کسی کی شان و شوکت لیاقت و فضیلت کا بھی آپکو خیال نہین۔ بتا کیا معنی کہ ۱۱ جنوری کے اودھ پنچ مین ایک طول طویل مگر عنوانضا سے حلوا انصاف سے دور سٹ دھرمی سے چکنو۔ ارے میان وہ تو خیر گزری۔ دو میرے دم کو دعائین۔ ورنہ استاد والاستاد حضرتنا مولینا من العلم والفضل اولینا بلبل دکن دکیا عزیز کرون ان قافیون نے زچ کر رکھا ہو نہ موقع دیکھین محل ہر جگہ پیچھے ہی پڑتے ہین اطوطی شیرین زبان فرد کامل یعنی حضرت ڈاکٹر مائل قدس اللہ سرہٗ و دماغہ تو کبھی غصہ لاتے ہی نہیں مگر ہم جیسے خیر خواہ کیا کم ہین ایک سے ایک لائق لاکھون کرورون مین فائق۔ قلم ہاتھ مین لین تو پیچھے اڑا دین۔ ہندوستانی دال کا پانی آئے دہان سے گھمارنے لنترانی ہم تو جب جاہین تب بلا امداد اس پیٹنٹ طلسمی مشین کے جو استاد نے ایجاد نہین کی بلکہ یون ہی بیٹھے بیٹھے اگل دی ہو۔ ایک غزل تو بہت بڑی بات ہے ایک شعر بلکہ ایسی سنگلاخ زمین مین ایک مصرعہ ہی استاد کے مقابلہ کا کہدین۔ بندۂ پرور سب شاعری دھری کی دھری دال دلیہ مین پل جائے مضمون نگاری کا زعم ناک کی راہ بہجائے پھر معلوم ہو حقیقت جواب دینا تو جواب دینا کبھی برسون جواب کا خیال بھی تو نہ آسکے۔ جواب بھی لکھتے ہین اعتراض بھی کرتے ہین اور پھر مقلد اور شاگرد بھی ہوے جاتے ہین۔ کہ انھین کا نام لیکر انھین کے بتائے ہوے گر سے کام لیتے اور کھٹا کھٹ شعر ڈھالتے ہین اچھا ٹھہرو استاد نے وہ خدمت کی ہو کہ تم صدیون ہی تو یاد کرو غصہ نہ آئے تو کیون نہ آئے دیکھو تماشا ادھر تو شاگردی قبول کی اور ادھر لگے آئین بائین شائین بکنے۔ کچھ کرتے دھرتے نہین بن پڑتی۔ خدا کی شان استاد مائل کی غزلون کا ایسے ایسے صمدود الخیال والبیان جواب دین۔ گدھون کو زعفران کی کیا قدر وہ تو وہ مین بھی ایسون سے مخاطب ہونا کسر شان سمجھتا ہون تو بہتر ہی سمجھتا ہون۔ البتہ آپ سمجھین اور التماس کرین کہ استاد کا کلام معجز نظام کوئی معمولی عام فہم کلام ہی واہی حضرت کرامات کشف جادو کیا چیز ابھی نرے انجان ہو نری بسیط نری بار فہم و فراست کی کھیلیا ہو وہ کیا سمجھے اندھے کے آگے رونا اپنے دیدے کھونا کیا ہو۔ استاد کوئی داد یا قدردانی کے لحاظ سے تھوڑی ہی کہتے ہین اور پھر انکے کلام کی داد۔ یہ کوئی جانی۔ واہ امیر جلال سیا نگر شاعران ماضی و حال نیا شد گنواردن کی لٹھ کی طرح چارون طرف سے داد کی بوچھار کا کہ خاصی بھرمار ہو ہی ہے اور یہ مین کہ پھولے جاتے ہین۔ دل تو استاد کے کلام کی داد ہی نابود کیونکہ جو اسکی نکات و معانی سمجھے وہ داد دے۔ سمجھے کون۔ سمجھے کو لیاقت اور دماغ کی ضرورت۔ اور یہان یہ مفقود۔ دوسرے اگر کبھی کبھار کسی نے انھین کے شاگردستے انکے کلام کی کچھ خوبیان سن پائین ذہن نشین کر لین اور گھس پیٹھ کر جا داد دی تو بمصداق

صائب دو چیز می شکند قدر شعر را
تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس

استاد اس سے متاثر ہی نہین ہوتے یہان تک کہ انکو ناگوار اور بہت ناگوار گزرتا ہو۔ یہ سمجھے کہ استاد ہماری داد سے ابھر گئے۔ سمجھا کرین یہ رازو نیاز کی باتین تو کچھ ہمین عقیدتمند خوب جانتے ہین۔

گو آپکے زٹل نگار صاحب نے استاد کے مقابلہ مین قافیہ پیمائی کی ہے مگر جاے استاد خالی "بابا ہنوز دلی دور است" خیر استاد کے مقابلہ مین تو وہ بیچارے بھلا کیا خاک سرسبز ہونگے اور کیا غزل در غزل دو المطالع لکھینگے لگے ہاتھون اپنیجانب نے بھی استاد سے اجازت لیکر فی البدیہہ کچھ نیچرل تصوفانہ رنگ مین خامہ فرسائی کی مگر کچھ تو بلحاظ بے ادبی اور کچھ بخیال کہنگی آن پڑانے توالی سے درگزر فرمایا ہی خیر سے وہ اسی کا جواب دے لین۔ بیجئے سر دست سن بھی لیجے

" الہی شوخی برق دکن گردان زبانم را "
" قبول خاطر مائل کلامان کن بیانم را "

آمین سخن کے کچھ اور نہلہاتے تختون پر زٹل نگار مطلع ہو تو کیسا چھا!

مین اونٹ ہون مہار سے دور دو شکستہ پر
اور ہون گدھا مہار سے دور دو شکستہ پر
مین عقل ہون حمار سے دور دو شکستہ پر
جوتا ہون مین چمار سے دور دو شکستہ پر
ہندوستان ہون نار سے دور دو شکستہ پر
مین زار ہون ہزار سے دور دو شکستہ پر
[illegible] مین انار سے دور دو شکستہ پر
جاڑا ہون مین بہار سے دور دو شکستہ پر

چٹنی ہوں میں اچار سے دور و شکستہ پر
میں تین ہوں کرچار سے دور و شکستہ پر

بیکار ہوں میں کار سے دور و شکستہ پر
گارا ہوں میں تغار سے دور و شکستہ پر

ہو پھلجھڑی انار سے دور و شکستہ پر
چرچا ہو ننھ تار سے دور و شکستہ پر

بڑھیا ہے کیوں مدار سے دور و شکستہ پر
منصور کیوں ہے دار سے دور و شکستہ پر

رنڈی ہو اپنے یار سے دور و شکستہ پر
طبلہ ہو کیا ستار سے دور و شکستہ پر

میں سونہیں سنار سے دور و شکستہ پر
پر ایک ہوں لوہار سے دور و شکستہ پر

گاہک ہوں میں اُدھار سے دور و شکستہ پر
پیشاب جیسے دھار سے دور و شکستہ پر

دہا رہوں میں بار سے دور و شکستہ پر
ہوں میں دکن برار سے دور و شکستہ پر

نزلہ ہوں نزلہ دار سے دور و شکستہ پر
تربوز گویا تار سے دور و شکستہ پر

مینڈک ہوں آبشار سے دور و شکستہ پر
برسات میں پکار سے دور و شکستہ پر

میں نشہ ہوں خمار سے دور و شکستہ پر
کسرہ ہوں حرف جار سے دور و شکستہ پر

یہ تو پہلا وزن تھا اب دوسرا وزن لاحظہ فرمائیے۔

بہنوئی ہوں میں سالے سے دور و شکستہ پر
ہوں حاشیہ رسالے سے دور و شکستہ پر

پھل گر پڑا ہے جالے سے دور و شکستہ پر
مچھلی پڑی ہے نالے سے دور و شکستہ پر

سرو روان ہے آلے سے دور و شکستہ پر
کنجی ہے گنجی تالے سے دور و شکستہ پر

بلشن رہے رسالے سے دور و شکستہ پر
مسجد رہے شوالے سے دور و شکستہ پر

چمچہ نہو پیالے سے دور و شکستہ پر
پنجہ نہو نوالے سے دور و شکستہ پر

بنیا نہو دیوالے سے دور و شکستہ پر
گیہوں نگر ہو رالے سے دور و شکستہ پر

چلتے چلتے تیسرا وزن بھی سن ہی لیجیے۔

میں سیر ہوا ہوں چول سے دور و شکستہ پر
درماندہ ہوں دخول سے دور و شکستہ پر

ہے گلستان ببول سے دور و شکستہ پر
اور باب ہیں فضول سے دور و شکستہ پر

رد تا ہے عرض و طول سے دور و شکستہ پر
دامن تہی حصول سے دور و شکستہ پر

عنقا ہوں میں ؟؟ دل سے دور و شکستہ پر
پرواز خاک دھول سے دور و شکستہ پر

زاہد ہے زا غلول سے دور و شکستہ پر
واعظ بھی اس شمول سے دور و شکستہ پر

بلبل ہوں میں بھی پھول سے دور و شکستہ پر
اپنی ہی چوک بھول سے دور و شکستہ پر

یہ چوتھا اچکتا ہوا وزن بھی حاضر ہے

بندر پڑا اطویلے سے دور و شکستہ پر
ناچے مداری بیلے سے دور و شکستہ پر

سیپی ہے ہینجھیلے سے دور و شکستہ پر
لوٹ ہے ریلے پیلے سے دور و شکستہ پر

واہیل اپیلے اپیلے سے دور و شکستہ پر
بیکل ہو کولا اکیلے سے دور و شکستہ پر

توڑی ہے سختی جھیلے سے دور و شکستہ پر
آنے سے پیسے دھیلے سے دور و شکستہ پر

پڑیا ہے بھینسے بیلے سے دور و شکستہ پر
کیوں نیم ہے کریلے سے دور و شکستہ پر

گو سائیں جی ہیں چیلے سے دور و شکستہ پر
پھرتے ہیں کیا اکیلے سے دور و شکستہ پر

پانچوان بھی اک نیا وزن ہے۔

گستو ہوں میں کیواڑے سے دور و شکستہ پر
پستو ہوں اردھاڑے سے دور و شکستہ پر

بھڑ بھوجا ہو نہیں جاڑے سے دور و شکستہ پر
اور تاڑ یہ ہوں تاڑے سے دور و شکستہ پر

ہوں پہلوان پچھاڑے سے دور و شکستہ پر
جھاڑ رہوں پھونک جھاڑے سے دور و شکستہ پر

صاحب تو ہیں پہاڑے سے دور و شکستہ پر
مس اُنکی سخت ہاڑے سے دور و شکستہ پر

ذرسی چھٹا بھی تو دیکھئے۔

نائی ہوں گھر سے گھاٹ سے دور و شکستہ پر
دھوبی ہو راج پاٹ سے دور و شکستہ پر

کھٹمل الگ ہے کھاٹ سے دور و شکستہ پر
لٹھ سے الگ ہوں لاٹ سے دور و شکستہ پر

دلی ہو یوں ہی لاٹ سے دور و شکستہ پر
کونڈی ہو جیسے کاٹ سے دور و شکستہ پر

لونا ہوں لونا پاٹ سے دور و شکستہ پر
چونا ہوں سب کی چاٹ سے دور و شکستہ پر

سنجلی ہوں عیش و رنج سے دور و شکستہ پر
ناخن ہوں میں کنج سے دور و شکستہ پر
راقم

ضمیر گرگہر دارم قرین ابر نیسانی
سخن را مستمع خواہم کہ چون دریاکند گوشے
درین مجلس کہ کس نام و سلام کس نمیگیرد
نیاز عرضۂ خواہم اگر پرواکند گوشے

پڑھے لکھے آدمیوں سے خدا بچائے

بات کا بتنگڑ سوئی کا بھالا تو اہل الرّائے کا کام ہے جس سے خوش ہوئے تاریخ فلسفہ۔ وہی۔ دلیل عقلی و نقلی۔ ہر طرح سے اسکی خوبیوں کا ثبوت حاضر۔ اور اگر خدانخواستہ مزاج برہم ہوگیا اسکے برابر دنیا میں کوئی بد سے بد تر بد ترین نہیں۔ پھر آپ جانیے اس افراط و تفریط سے خلط مبحث کے سوا نتیجہ ہی کیا نکل سکتا ہے ایک صاحب زمین کی فرماتے ہیں دوسرے آسمان کی گاتے ہیں آج کسی بات کی تعریف ہے تو پل باندھ دیے انبار لگا دیے کل وہ مذمت کہ دونوں جہان میں مٹی خراب۔ کہیں ٹھکانا نہیں چنانچہ اس تحقیقات عالمانہ اور رائے زنی مدبرانہ کے پیچھے جب ساری دنیا آگئی تو بیچارے اخبار نویس کہاں بھاگ کر بچ سکتے تھے۔ ابھی یہ تو آئے دن کا پیش پا افتادہ مضمون ہے پھر سلامتی سے گلوگیر اس بلا کا کہ جیتے جی کیا معنی مع مبالغہ اور بلا مبالغہ جسطرح سمجھیے مرنے کے بعد تک جان چھوٹنا محال ہے حضرت عزرائیل سے تو سنتے و دستنٹ سابقہ رہتا ہے پھر وہ اپنی راہ یہ اپنی راہ لو ہا جانے لوہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے مگر ان صاحبوں کے ہاتھوں تو بعد خرابی بصرہ ہی جان بچتی ہے۔ آخر پھر اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ لوگوں نے اسپر بھی سارے زنی شروع کر دی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دنیا میں صرف اخبار ہی ذریعہ شہرت اور عزت ہے اُن اڈیٹر صاحب کو دیکھو کسقدر شہرت پائی۔ فلاں منیجر اخبار کو دیکھو غور کرو۔ دنیا تو دنیا اسد صاحب کے ہاں کی ویکلی رپورٹ میں نام درج ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ اخبار کیا ہے عزت و آبرو بڑھانے کی کل ہے۔ اخبار کیا نکالا۔ آم میں قلم باندھا۔ ادھر اڈیٹر صاحب ادھر اخبار دونوں نے ملکر مجموعی طاقت کا ایک مرکز پر اجماع کیا لاؤ عزت پکے آموں کی طرح گدا گد ٹپکنا یا اس زمانے کے نیچر دوں کی طرح دمکا ہی ٹکسال سے کھٹا کھٹ نکلنا شروع ہوئی خیر صاحب یہ رائے تو آپ نے ایک فریق کی سُنی
اکثر آدمیوں کے نزدیک اخبار صاحب ڈھنڈا ماٹ

مہم تبت اور راہ کی دشواری

تیلیوں کا حساب بھی ناحق درمیان آ گیا تو سبب تھا کہ بیتی اولاد کو لیکر بڑے پنڈال میں کھلے منہ بیٹھیں آخر تمھارے تماشہ کے گرو گھنٹال نے اپنی تقریر میں اسکو حلال طیب قرار دے ہی دیا ہے۔ ہماری تو یہ رائے ہے کہ مذہب اور اسلام کی چول ابھی نہیں کیوں چھینٹتے ہو۔ اگر مذہب تمہارے سالم رہیگا تو یہ شرم کا آگ بھی نہ کسی کی اولاد کو گھروں سے نکلنے دیگا نہ تم مزا لوٹ سکو گے اسیے بہتر ہے کہ اسکو تو کرو الغط پھر منہ سے دہرناؤ۔

قوم کی اماجان بیٹیوں کی خبر لینے جب پہونچیں تو پہلا سوال یہ ہوا کہ۔ ایک اچھا مال اگر آپ دیکھنا چاہیں تو دکھلاؤں؟ یہ شکرہ وہ کھیاری جب اوپر بالاخانہ پر پہونچی تو یہ دیکھکر آنکھوں ٹھنکی اور کلیجے ٹھنڈک ملی کہ اسکی اولاد دوسری قوموں کی بہ نسبت شرم و حیا سے اپنا کام چلاتی ہے۔ چنانچہ بڑے فخر و ناز سے یہ امر جلسہ میں بھی ظاہر کر دیا۔ وان میں یہ ذکر کرنا بھول ہی گیا کہ جب اسنے اپنی حیادار شرافت آمیز جگہ میں قدم رکھا ہے اور ایک شخص نے یہ سوال کیا تو وہ سمجھا کہ گو بڑھیا کے خط و خال دلکش نہیں ہیں صورت سے نحوست لذاتسے وحشت باتوں سے حماقت ظاہر ہے مگر ممکن ہے کہ ابھی جوانی کی ترنگ و شباب کی اُمنگ باقی ہو اور کسی نوخیز کے شوق میں بیچاری آئی ہو تو اسنے پھر یہ سوال کیا ورنہ اُسے کیا معلوم تھا ......

اودھ پنچ۔ اب سارا بوجھ بیچاری اسی کے سر پر آ پڑا ہے مگر بڑھیا ہے ایسی تندمزاج۔ شریر طبیعت کہ اس قسم کی سپوت اولاد کے واسطے دوسروں سے لڑی مرتی ہے اور آئے دن یہی شور و غل مچائی رہتی ہے کہ نگوڑے میری اولاد کو گھور گھور کر کھائے جاتے ہیں ان کل موہنوں کو خدا سمجھے یہ ہمیں میرے بچوں کو پنپنے نہیں دیتے۔ مہدی بیگم اور دوسری بڑھیوں نے سمجھایا بھی کہ بوا تمھاری باتیں بڑی کڑوی اور ناگوار ہوتی ہیں اس کوسنے کاٹنے سے کام نہ چلیگا۔ اپنا سونا کھوٹا پرکھنے والے کا کیا قصور۔ کیا ہمیں تمھارے بچوں کی مامتا نہیں ہے تو بہ تمہیں رونے پیٹنے سے کام چلتا ہے۔ نوج تم سا کوئی بدزبان ہو۔ بیگم سے تمھارے حواس ٹھکانے نہیں رہے۔ دل کو ذرا قابو میں رکھو مگر بھلا بدحواس قوم کی اماجان پر ان باتوں کا کیا اثر ہو سکتا تھا تف ہے ایسی بےحیائی اور شرم اور ڈھٹائی پر۔ سو وہان سے واپس آنیکے بعد ہمدرد مجلس بڑھیوں سے جو باتیں ہوئی ہیں وہ سننے کے قابل ہیں۔

آج میں ذری اپنی بچیوں کے دیکھنے کو چلی گئی تھی۔ میری آنکھوں کو بہت ٹھنڈک ملا اور دیکھ دیکھ کر بلا چلتے خوش ہو جاتی ہیں۔

(۲) بہن تمھاری اولاد بڑی سعادتمند ہے ذری حافظ جی سے کہو جب تک بیچی ہیں ایک آدھ روز وعظ سنا آئیں اور یہ تو گا تو اپنی کمائی میں سے دو چار پیسہ بچا کر بچوں کے مدرسہ ہی کو دیدیا کرینگے۔

اری توبہ کرو نگوڑیاں کمانے جاتی والیاں ہیں دیکھو میں تو انکی ماں بہن اللہ جانتا ہے کہ آخر کس کس مصیبت سے پالا پوسا کس قلق سے کوئی لاکھ منتیں کیں اُنہیں کچھ چند دے ڈالو۔ مل ذرا بھیجی ہوں۔ اُلٹا انگلیوں پر نچانے لگیں جنھجھلا دی ہوا آخر اپنا سا منہ لیکر چلی آئی

اے ہے یہ مجھ نگوڑی سے نہیں کہا۔ ایسے میں سر پکے جاتی ایک ایک سے سارے ڈیل کا زیور اُتروا لیتی۔ دلّی کے تماشہ میں تم نے دیکھا نہیں کتنا کموا دیا دھینگا مگر تم تو بڑے وہیں مشائخ کو جیسے چوری خود ہی نکل بھاگیں ان چھلے ہماری بہن (ایک طرف اشارہ کرکے) مولویوں سے تو دریافت کرو کہ ایسی کمائی کا روپیہ حلال بھی ہے۔ لامذہب کی حلتہ ولا حرج فی مصارف التعلیم المسلمین

اودھ پنچ۔ یہ ہیں کرتوت ان شہدوں کی جو مذہب اور اسلام کی جڑ کاٹنا چاہتے ہیں جو علانیہ مسلمانوں کو اپنی بہو بیٹیوں کو کھلے بندوں نکالنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ بمبئی کی سیر میں قوم کی اماجان کے اور بہت سے کارنامہ ہیں جنکو پھر کبھی سُناؤنگا

راقــــــــم
گھر کا بھیدی۔ ادھن۔ مرادآبادی

توکل علیہ الجاڑا

ہمارے شہر صاحب مرحوم بر دیجو نکی الفت میں ہاتھ پاؤں سمیٹے چاقو بنے ہوئے ہیں۔ ادھر کئی دن سے ہولے سر کھولتے تھا بالکل ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔

اس عام سرد مہری کے زمانے میں میاں طاعون کی ٹھٹھی گرمیاں دیکھیے کہ آپ نے میدان جو خالی پایا پر سال کی طرح گرگانہ کاروائی شروع کردی۔ مادر بچہ کے دس بارہ بچے کبھی کبھی اس سے کم و بیش بھیڑیے کی طرح اُٹھا لیجاتا ہے۔ دیہات کا بھی دورہ کر لیتے ہیں دیہات کے لوگ بھاگ بھاگ کے شہر میں آتے جاتے ہیں۔ خیر یوں بھی اس اُجڑے شہر کی رونق کی بات ہے

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

اسی زمانہ میں حضور لفٹننٹ گورنر بہادر کی سواری گذشتہ چارشنبہ ۲۰ کو تشریف شریف لائی ہے سنا ہے ۱۰ ماہ حال تک رونق افزائے شہر رہیگی۔ یقین ہے بیرونجات سے اودھ کے تعلقہ دار صاحبوں کا مجمع اچھا ہو۔

جملہ اشخاص کیلئے مفید

یہ اشتہار عوام کے جاننے کیلئے نہیں

کری راج دوارکا ناتھ سین نے دھنوں نے سارے ہندوستان میں راجوں رئیسوں میں چالیس ہزار پاس کچھ زیادہ اپنے ۴۴ سال کے تمام کلکتہ وغیرہ میں اکثر امراض مخت کا علاج کیا ہے اب ۵۰ وار دلکھنؤ مقیم ہمقتہ والی گلی میں جن صاحب کو خواہش ہو وہ مل سکتی ہیں۔ آپ کی قوت یعنی نامردی کی دوا کبھی خطا نہیں کرتی دوہی دن وہیں نتیجہ ظہور میں آتا ہے۔ ثبوت آزمائش سے ہوگا مایوسی نہ ہوگی۔ دوا قیمتی بیش قیمتی دھاتوں سے بنائی گئی ہے۔ علاوہ محصول ڈاک کے ایک ہفتہ کے لیے ۔ لیکن دوا کے فائدہ کیلئے دریافت کرنیکی غرض سے ہر اول مریض سے پہلے دو ہفتہ کیلئے ۔ فی ہفتہ لیا جائیگا۔

محترم قدردانان اودھ پنچ

اپنے عالی دماغ عالی ہمت ناظرین کی فیاضی اور سخاوت کے شکریہ میں اسکا اظہار ضروری تصور کرتے ہیں کہ جناب حاجی شیخ نظیر حسین خاں صاحب تعلقدار گدیہ کی خدمت میں جو انعام سیلاب کے بوجھے کا بطور تحفہ پیشکش کیا گیا تھا اسکو آپ نے ازراہ کرم میر فرزند علی صاحب گدیہ ضلع بارہ بنکی کو عطا فرمایا چنانچہ مطبع سے بھیجدیا گیا۔ اسی طرح اودھ پنچ کے قدیم قدردان اور محسن جناب سید محمد مہدی صاحب عرف ننھے صاحب رئیس محسن آباد ضلع فرخ آباد نے بیس جلدیں ناول (حاجی بغلول مصنفہ اڈیٹر اودھ پنچ) کی مطبع سے خرید فرماکر پھر مطبع کو سپرد کردیں جسکو شوق ہو اور عدم استطاعت سے نہ خرید سکتا ہو اسکو مطبع مفت بلاقیمت تقسیم کردے چنانچہ اعلان دیا جاتا ہے کہ جو صاحب ناول مذکور بقیمت خرید کرنیکی استطاعت نہ رکھتے ہوں مطبع میں ارمحصول کا ٹکٹ ارسال فرمائیں کتاب بھیجدیجائیگی۔

اسی طرح ہمکو امید ہے اور ذی استطاعت باہمت قدردان اودھ پنچ کو بھی سال بھر کے واسطے خرید فرماکے کم استطاعت طالبین کو مرحمت فرمائینگے۔ درخواستیں دفتر میں اس قسم کی آتی رہتی ہیں مگر دفتر معذور رہتا ہے اگر کوئی عالی ہمت سعادتی قیمت سے پیشگی سال بھر کی مرحمت فرمایا کرینگے اور طلبا اور غربا کے نام پرچہ جاری کرنیکا حکم دینگے تو برابر پرچہ بھیجدیا جایا کریگا اور ایسے لوگ خریدار متصور ہونگے مگر میعاد ختم ہونیکے بعد پرچہ بند کردیا جائیگا۔

اگر ہمارے قدردان اس سخاوت کی جانب متوجہ اور مائل

معلوم ہوے تو دفتر میں ایسے خواہشمندوں کی فہرست تیار رکھی جائیگی للہ در صورت طلبی ایسے فیاض حضرات کی خدمت میں ارسال کر دیجائیگی۔

اودھ پنچ کے انعام

اودھ پنچ میں چھپے ہوے سوالوں کے حل کرنیوالوں کے واسطے سہ ماہانہ انعام مقرر ہیں۔

(۱) جو سال میں سب سے زیادہ حل بھیجیں گے انکو ۵ روپیہ
(۲) جو اُنسے گھٹکے اور باقی سب سے زیادہ بھیجیں گے انکو صہ روپیہ

اسکا ایک حساب اور شمار ہر سنہ انگریزی کے ختم پر کیا جائیگا اور انعام دیا جائیگا۔

لیکن اختیار ہوگا کہ کوئی صاحب اپنے راہ فیاضی رقم انعام جس شخص کے نام چاہیں بھیجنے کو تحریر فرمائیں مطبع ادا کر دیگا یا اسی قیمت کی کتب جو اسی زمانہ میں مشتہر کیجائینگی بھیجدیگی لیکن

مگر شرطیہ ہی

کہ خوش معاملہ خریدار اودھ پنچ ہوں باقی دار نہوں۔ خریداری کے واسطے کسی زمانہ کی قید نہیں جب جی چاہے قیمت پیشگی بھیج کے پرچہ جاری کرا سکتے ہیں

حل کرنیوالوں کی خدمتمیں گزارش

جس مراسلت میں حل ہو اسمیں بجز اسکے اور کوئی فرمائش نہو

سوالات بھیجنے والوں سے عرض

جو حضرات پہیلیان یا سوالات مرحمت فرماتے ہیں انکا شکریہ ادا کیا جاتا ہو مگر سوال کے ساتھ نام نہیں درج ہو سکتا ہاں انکا نام حل فرمانیوالوں میں شمار کیا جائیگا۔

اطلاع عام

اودھ پنچ میں اپنے خریداروں کی دلچسپی کے واسطے یہ اہتمام کیا گیا ہو۔ ورنہ وہ حضرات جو اودھ پنچ کے کسی طرح خریدار نہیں انکی بھیجی ہوئی پہیلیان یا سوالات نہ درج ہونگے نہ حل کرنیوالوں میں نام شمار ہوگا۔ نہ انعام کے مستحق ہونگے۔

پہیلی کا حل

نمبر ۴

(مطبوعہ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء)

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

حاجی شیخ نظیر حسین خان صاحب تعلقدار گدیہ۔

محمد یوسف صاحب مہرونی۔
اعجاز علی صاحب اعجاز
محمد عاشق صاحب تاجر بانس لکھنؤ۔
کنور بیر سنگھ صاحب دیرہ دون۔
ٹھاکر شیر سنگھ صاحب کیناری۔

حل طلب سوالات

نمبر ۸

(میعاد ۱۵۔ فروری سنہ ۱۹۰۷ء)

الفاظ ذیل سے کون شعر کس شاعر کا بنتا ہے

۴ (من + تو + شدم) + ۲ (م + ی) + جان + تن + کس ـ گوید + بعد + از ین + ۲ + دیگر

نمبر ۹

(میعاد حل ۱۵۔ فروری سنہ ۱۹۰۷ء)

الفاظ ذیل سے کون اور کسکا مشہور شعر بنتا ہو

این ـ سگ ـ چو آن دربان غریب یافت ـ
اند ـ دامن گریبان گرفت ـ و

نمبر ۱۰

(میعاد ۲۳۔ فروری سنہ ۱۹۰۷ء)

(۱) ذیل کے مصرعے کن شاعروں کے ہیں (۲) انکے دوسرے مصرعے کیا ہیں (۳) انمیں ہر ایک کا کون مضمون ہو۔

ع ہے آبی در یہ ٹین لچکے کی گوٹ
ع کنھیا کے ابرو پہ جیسے گلال
ع رنگین شتاب بستک پیلان کو ہسا
ع کسی میں خوبی ہماری کسی میں خوبی تیری

سفوف ... رقت ... کے ... ازبسکہ رقت بنا دیتی ہو مریض کو ... اس ... کردیتی ہو ... درست ... ہوتی ہو ... جالیس ... پیلان ... روغن ... دس برس ... امتحان ... استعمال سے ... ولایت ... یونانی ... مفصل ... ہو سکتی ہے ... قیمت فی تولہ ...

مرزا سجاد حسین مالک دواخانہ یونانی چوک لکھنؤ

پرفیومری ٹیبلیٹس

یعنی

عطر کی ٹکیان

حضرات ہمارے کارخانہ عطر معدن النسیم کے نام سے رجوع ۲۰ سال سے روز افزوں ترقی کے ساتھ تنوع میں جاری ہو غالباً آپ ناواقف نہونگے۔ اس کارخانہ میں ہر قسم کے ہندوستانی عطر تیار کیے جاتے ہیں جنھوں نے اپنی عمدگی و ارزانی کی وجہ سے عالمگیر شہرت حاصل کی ہو لیکن بعض نفاست پسند شائقین اور زمانہ حال کے تعلیمیافتہ حضرات اس امر کے شاکی تھے کہ ہندوستانی عطر بسبب دہنیت دھبہ پڑجاتا ہو اور اسی لیے ہندوستانی عطر کی جگہ انگریزی لونڈر کا استعمال شروع کر دیا لیکن محتاط لوگ جو اس امر سے واقف ہیں کہ انگریزی عطر اسپرٹ (روح شراب) میں بنایا جاتا ہو اور اسکی ابتدائی بو سے عالیا یہ حضرات پریشان ہوتے ہیں انکا استعمال تو کجا چھونا تک گوارا نہیں کرسکتے خاص انھیں حضرات کی رفع شکایت کی غرض سے ہمنے انکو کوشش و جانفشانی زر کثیر صرف کر کے عطر کا ایسا نادر نسخہ تجویز کیا ہو جو سب نقائص سے بالکل پاک ہے

یہ لاجواب ایجاد عطر کی ٹکیان ہیں جو بہر صورت دل و دماغ بلکہ روح تک کو فرحت دینے والی ہیں۔ انکے ملنے سے ہر اق کپڑے پر بھی نام کو دھبہ نہیں آتا بس ایک ٹکیا جیب میں رکھ لیجیے پھر نہ آپکو عطر کی شیشی کی ضرورت نہ عطر دانی کی حاجت اور لطف یہ کہ کم خرچ بالا نشین یعنی دو ہی قیمت کی ٹکیان بھی ہر وقت دل و دماغ کو معطر و معنبر رکھنے کو کافی ہیں اسمیں کسی قسم کی دہنیت یا کسی ممنوع و مشکوک شے کی آمیزش ہر مذہب و ملت کے لوگ بلا تکلف انکا استعمال کرسکتے ہیں۔ ہماری تقلید میں دیگر حضرات نے بھی مختلف مقامات سے بڑے نام عطر کی ٹکیوں کے اشتہار دے رکھے ہیں خریداری کے وقت یہ بات ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اور حضرات معمولی عطر کی ٹکیان تیار کرتے ہیں اور چونکہ ہمارا خود عطر کا کارخانہ ہی لہذا ہم اعلی سے اعلی درجہ کے خاص عطر بناتے۔ پس ہم اسقدر عرض کرنیکی جسارت کرتے ہیں کہ آجتک جتنی ٹکیان بنتی اور بکتی ہیں انمیں یہی ٹکیان سب سے اعلی کہی جاسکتی ہیں اور ایک ہی مرتبہ کے استعمال سے آپ بھی ہماری رائے سے اتفاق کرینگے

تفصیل قیمت

قسم سوم	قسم دوم	قسم اول
بکس خورد ۶ ٹکیان ۴ر	بکس خورد ۶ ٹکیان عہ	بکس خورد ۶ ٹکیان ۳ر
بکس کلاں ۱۲ ٹکیان عہ	بکس کلاں ۱۲ ٹکیان سے	بکس کلاں ۱۲ ٹکیان ۳ر

نوٹ۔ چھوٹے بکس میں چھ مختلف قسم کی اور بڑے بکس میں ۱۲ مختلف قسم کی ٹکیان ہونگی اگر کوئی صاحب کسی خاص عطر کی ٹکیوں کے خواہشمند ہونگے تو انکی حسب منشا اسی قسم کی روانہ ہو سکتی ہیں۔

المشتہر

مصطفےٰ خان ارتضےٰ خان چوک سبزمنڈی لکھنؤ

مہم تبت کا خرچہ ہندوستان کے سر تو نہ پڑیگا

اضافہ ہو پولیٹکل ایجنٹ اور ریذیڈنٹوں کی مداخلت زیادہ ہو سکا اعلیٰ حضرت کے مشیر خاص رپورٹوں کو اپنی حد سے باہر قدم نہ رکھنے دیں ہو۔ ڈرو دم دھاری مقربان بارگاہ ہوں خلعت منصب حق کو بالکل لے۔ اہل علم جو تیاں چٹخاتے پھریں جہل پاس گدائی کریں۔ نوکری منتہا ہو جائے مسلمانوں کو تجارت میں ترقی نہ ہو۔ دیگر اقوام سے کوسوں پیچھے رہیں۔ رمضان میں روزہ صبح سے شام تک منہ بند ہے۔ بنگالی کا اعتبار ... عید میں سویاں ضرور پکیں خواہ ابلی ہی ہوں۔ بقرعید میں بکرے کٹیں۔ شب برات میں حلوا پوری گھر گھر تیار ہو۔ آتشبازی دنادن چھوٹے۔ محرم میں مسلمان خوب روئیں پیٹیں اور اسی کے ساتھ سنہ ۱۳۲۳ھ شروع ہو۔ بہت سے ذکی کو اے بی سی ڈی کے خطاب ملیں دس پانچ خان بہادر دو ایک شمس العلماء ہوں۔ خریداران نامہ نگاران اور کارپردازان مطبع اودھ پنچ باستثناء باقی وارث اور دہم نوش وخوش وخورسند رہیں۔ سایۂ دولت و اقبال اپنی کملی میں مگن رہیں۔ والسلام۔ ظریف الملک

جاڑے نامہ

چلو نہ ہوا گرم تو بیکار ہیں جاڑے
معشوق نہ ہو پاس تو آزار ہیں جاڑے

مجرم ہیں اگر غریب و بے کس تو ستمگار ہیں جاڑے
اک لاکھ خطاؤں کے سزاوار ہیں جاڑے

تکیے ہوں بہت نرم بچھے ہوں بہت گرم
یعنی اگر ہوں تو مزیدار ہیں جاڑے

کہتے ہیں انہیں اور ان کو تو خرچ جاڑے
درد اصل غبار ہیں مکار ہیں جاڑے

ہو جاتے ہیں ہر شب کسی عاشق کو حوالے
کمسن کیلئے سانپ کی پھنکار ہیں جاڑے

پان میں بس اک مل کے مزا دو آتشہ گر سو ڈالے
ہر اک سی تو بگلو نہیں مزیدار ہیں جاڑے

گر تہ ہو ا ایک کا ٹھہرے صندلی ہو نہ دھسا
پھر ایسے طرہ کہ ستمگار ہیں جاڑے

تب جاڑے کی گرمی ہو تو دیکھے کوئی ہو برستی
اس بانسے طاعون کی غمخوار ہیں جاڑے

چل چل کے سناتا ہو زمانہ انہیں باتیں
ایمان کی یہ ہو کہ شب خوار ہیں جاڑے

منہ پر پڑے بات نہ دہن بس کہ ٹھٹھر جائے
ہم جیسے منچلے سے بیزار ہیں جاڑے

طاعون سے کنوؤں سے بہر حال ہیں بہتر
یوں لاکھ بلا دشمن طرحدار ہیں جاڑے

بس انکا چلے کاش تو تا حشر رہا جائے
برسات کڑی ہو تو ناچار ہیں جاڑے

اک حال پہ قائم نہ جیئے نہ رہیے
کہتا ہے بھلا کون وضعدار ہیں جاڑے

مفلس کے وفا اصل میں ہیں جان کے دشمن
اور صاحب ثروت کے تو سیار ہیں جاڑے

ابو المضحکہ حضرت وفا مدظلہ

مسٹر زاغ لول کی اوپچ

جناب اڈیٹر صاحب۔ غالباً آپ کو معلوم ہوگا اور اگر نہ معلوم ہو تو معلوم ہو کہ صاحب باغ ایک جگہ ہے جو مدرستہ العلوم علی گڑھ

کی اور ترقیات وابستہ تاریخی مقام ہو۔ یہیں اک فرانسیسی جنرل تھا جو سیندھیا کی فوج کا سپہ سالار تھا اور انگریزوں نے علی گڑھ کے قلعہ پر اسکا قبضہ کیا۔ یہ باغ اسی نے بنوایا تھا۔ مرہٹوں کی شکست اور پیرن کی تباہی کے ساتھ یہ بھی تباہی میں آگیا۔ مدت دراز سے ویران پڑا ہے۔ اک کوٹھی کا ڈھانچ وسط باغ میں کھڑا ہے چھتیں گر گئی ہیں۔ دیواریں چھلنی ہو گئیں۔ پھاٹک کی عمارت اور چہار دیواری کی بھی قریب قریب وہی حالت ہے۔ باغ ویران جنگلی درختوں کی جابجا جھاڑیاں نکلی ہیں۔ یہ باغ عرصہ سے الوؤں کا مسکن ہے۔ بعضوں کی رائے ہے کہ اسکی تباہی نے الوؤں کو بسایا ہو لیکن بعضوں کا یہ خیال ہے کہ الوؤں کی بدولت یہ تباہی آئی ہے۔

اصلیت کچھ ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ الو اسمیں نہایت فراغت اور چین سے بسر کرتے تھے۔ کوئی اس شاخ پر ہوتا کوئی اس ڈالی پر۔ ادھر اک شگاف سے کوئی بڑی بڑی آنکھیں نکالکر جھانکتا کوئی اُدھر گوشہ میں دبکا ہوتا۔ گرمیوں میں دوپہر کیوقت کوٹھی کے اندر دھماچوکڑی مچی رہتی ایسا معلوم ہوتا کہ لڑکوں نے آنکھ مچولی انہیں سے سیکھا ہے۔ کوئی پھڑ سے اس کونہ سے اڑکر اُدھر جا چھپتا۔ اک۔ دو۔ تین اُدھر آجاتے پھر سب ملکر بھاگتے اور کسی اوٹ میں دبکتے۔ دن بھر تو یہ کھیل تماشے ہوتے۔ راتوں کو نعرہ یا ہو بلند ہوتا۔ ایک دوسرے پر آوازے کستا۔ مگر اس عیش و فراغت کو شاید نظر لگ گئی۔

مدرستہ العلوم قائم ہوا۔ دلوں میں خوشی کے ولولے پیدا ہوئے راتوں کو اور کبھی کبھی دن کو بھی بول چال رہا کی۔ مگر نتیجہ برعکس نکلا۔ سید صاحب اور بک صاحب کی موت نے امید دلائی تھی اور اسٹریچی ہال کے ارد گرد افتادہ عمارتوں کی ویران حالت ڈھارس دے رہی تھی۔ کبھی کبھی اُدھر گذر ہو جاتا۔ راتوں کے سناٹے میں چہ میگوئیاں ہوتیں۔ کوئی کسی صاحب کا بھوت سمجھکر ڈر جاتا۔ کوئی جانتا یونین کلب میں ڈبیٹ ہو رہا ہے۔ وہ عمارت بنگلے اور رہی سہی آس ٹوٹ گئی مگر ستم یہ ہوا کہ الٹے کالج کے لڑکوں کو صاحب باغ پسند آگیا۔ پہلے تو چوری چھپے دو گی کیلیے آتے۔ اب دن دہاڑے پڑے رہتے ہیں۔ امتحان کا زمانہ آیا کہ الوؤں کی موت آئی۔ گوشہ گوشہ کونہ کونہ ڈالی ڈالی پتہ پتہ انھوں نے گھیر لیا۔ جن جھاڑیوں میں لومڑیاں دن کو دبکتی تھیں اب ترکی ٹوپی کا عمل ہو۔ الو موں کے کچھ نہیں لومڑیوں کے کبھی دار دُم کا دھوکا کھاکر بھٹکے ان جھاڑیوں میں جا بیٹھتے بہت آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے۔ کبھی لومڑی سمجھتے کبھی بندر جانتے حیران ہو کر بھاگتے۔ دیواروں میں جہاں کسی ٹوٹے الو کی کمیں گاہ ہوتی کسی طالب علم کو وہی تنہائی پسند آتی۔ غرضکہ درختوں پر فصیلوں پر جھاڑیوں میں۔ جنگلوں پر۔ نیچے اوپر جدھر دیکھئے اب بجائے الوؤں کے ترکی ٹوپی دکھائی دیتی ہے۔ بیچارے

الوؤں نے اکثر تو غریب الوطنی اختیار کرلی اور جو بچے رہ گئے ہیں دن بھر تو دم نہیں مار سکتے اور اب رات کو بھی کم بولتے ہیں۔

اک دن کا ذکر ہے کہ ہر طرف سے درختوں سے جھاڑیوں سے ڈراڑوں سے کچھ غیر معمولی بھن بھناہٹ کی آواز آرہی تھی گویا کہ الو بول رہے ہیں۔ پھر کیا تھا دوڑ پڑے۔ چاروں طرف سے قائیں قائیں شروع ہو گئی۔ اگرچہ ترکی ٹوپیوں نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر بہت کوے ہنکائے مگر وہ سر ہو گئے گویا انہیں یقین نہ آتا کہ یہ مدرستہ العلوم کے طلبہ ہیں۔ الونہیں ہیں۔ اس تاریخ سے اک بڑا گروہ کووں کا جمع رہنے لگا اور اب تو بسیرا کرلیا ہے۔ پہر دن رہے سب کے سب آ ڈٹتے ہیں۔ دن بھر تو لڑکوں کی ٹائیں ٹائیں ڈراتی ہے اور آدھی رات تک کووں کی قائیں قائیں ہراسان رکھتی ہے۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔

اکثر کی رائے ہے کہ کووں کی ماہواری پولیٹکل بال ہے تاکہ رفتہ رفتہ بیچارے الوؤں کا صاحب باغ سے قلع قمع ہو جائے اور کالج کا تسلط اور بڑھ جائے۔ اور ثبوت میں یہ دلیل پیش کیجاتی ہے کہ کالج کی طرف سے اک بہت بڑا وقیع ڈپوٹیشن کووں کے پاس بھیجا گیا تھا۔ انپر یہ اچھی طرح ثابت کرادیا گیا کہ ہرگز شائستگی عالم طیور میں نہیں پھیل سکتی جب تک کہ کووں کو مشرقی اور مغربی دونوں فنون نہ سکھائے جائیں اور بہتر ہوگا ان علوم کے حاصل کرنیکے لیے مدرستہ العلوم علی گڑھ ہے۔ چنانچہ ممبران ڈپوٹیشن کی پند و تقریر کا نہایت عمدہ اثر ہوا۔ کوے ہندوستان سے جوق جوق کو سوانی گاڑی میں بھر بھر کر منگائے جارہے ہیں۔

ارمغان عید یعنی اسلامی عیدکارڈ

عیدین کے مبارک موقع پر دوستوں عزیزوں خوردوں حاکموں اور بزرگوں کو عید مبارک کہنے کے لیے چھوٹے بڑے اکہرے اور دوہرے مختلف نقشوں اور اشعار و احادیث و آیات قرآنی سے مزین رنگین اور سنہری عیدکارڈ چھاپے جاتے ہیں اور ساتھ مکتوب الیہ دونوں کو ایسا لطف دیجاتے ہیں کہ بیسوں روپے میں بھی حاصل نہو اور اسی لیے ہر دفعہ پہلے سے زیادہ مقبولیت تعلیمیافتہ پارٹی میں پاتے ہیں انکے مندرجہ ذیل مجموعے سٹ منیجر عیدکارڈ لاہور اندرون دہلی دروازہ سے بہت جلد طلب کیجئے

(۱) تین ڈبلی کیٹ۔ ۵ بڑے اکہرے مع لفافہ اور ۱۲ چھوٹے۔ رنگین و سنہرے — ایک روپیہ

(۲) ۲ ڈبلی کیٹ ۳ بڑے اکہرے معہ لفافہ ۵ چھوٹے رنگین و سنہری — نو آنہ

(۳) ایک ڈبلی کیٹ ایک بڑا اکہرا لفافہ دار اور تین چھوٹے رنگین سنہری — پانچ آنہ

ورنہ ایکبارگی اتنے اور اتنا جلد نہ آتے۔ اور چونکہ کوے نہایت ناشائستہ۔ جاہل محض اور وحشی تھے کوئی علم سیکھنے کی قابلیت نہ تھی اسوجہ سے انکی زبان ڈھٹنے کیلئے انکو پہلے پہل عربی شروع کرائی گئی ہے۔ صبح و شام جو قائیں قائیں کا ہنگامہ برپا رہتا ہے [illegible] سبق [illegible] اور چونکہ اس قسمت کشیدہ کی تعلیم سے [illegible] نادان ہیں اسواسطے بہرے اور بڑے بڑے فاسق [illegible] سے پائیں گے

کریب آپنے یہ پوچھا ہوا تھا کہ مدرستہ العلوم سے اور کوڈیپوٹیشن سے کیا سروکار ہی اسکا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ مدرستہ العلوم سے ایسے واقعات بعید از قیاس نہیں بلکہ قرین قیاس ہے اور ثبوت میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ آخر یا ستوا جین۔ فارس میں۔ مصر میں ڈیپوٹیشن جاتی ہیں اگر کوہستان گیا تو کیا بعید از قیاس ہے۔ یہی نہیں بلکہ انکو خفیہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اسسال کوئی ڈیپوٹیشن چیلا ہوروں کے [illegible] جانیوالا ہے۔ اس بات کا سبب نہیں بتایا جا سکتا

رموز مملکت خویش خسروان دانند

مگر مدرستہ العلوم کو فائدہ کیا ہے؟ یہ پوچھو تو گردن ہلا کر دم ہلا کر آنکھیں نکال کر جواب دیتے ہیں۔ ہر شخص فلاسفر نہیں ہوتا نہ ہر شخص ریفامر۔ کوے اگر شائستہ ہو جائینگے تو بڑا کام دینگے۔ یہ تعلیمیافتہ کوے گھر گھر کالج کا اشتہار دیتے پھرینگے۔ یہ تھوڑا فائدہ ہے۔

مگر دوسرا فریق باوجود ان دلائل کے اس بات کو باور نہیں کرتا کہ اندنوں جو کوون کی بھرمار ہے اسکو کالج سے کوئی تعلق ہے چونکہ یہ فیصلہ باہم طے ہوتا نظر نہیں آتا اسوجہ سے پبلک کی توجہ اسطرف مبذول کیجاتی ہے کہ وہ اپنی قیمتی رائیں دیں کہ آیا آجکل مدرستہ العلوم میں انکی زیادتی کیوں ہے۔ صاحبان اخبار سے استدعا ہے کہ جس پرچہ میں پبلک کی رائے اس مسئلہ پر ظاہر کیجائے وہ پرچہ صاحب باغ کے پھاٹک کے داہنے ہاتھ کے سب سے اونچے سوراخ میں دن میں کسی وقت رکھوا دیں۔

راقم۔ زاغ لول

مسلمان اور انکی للی گھوڑیاں

یوں تو مسلمانوں کو بہت دنوں سے ڈفالی بننے کا شوق چرّا اٹھا تھا کہ آنکھیں مانگنے بہرائچ پہونچیں۔ کمنپو رجا میں یا راہ ہی میں لی میاں کا جھنڈا لیے۔ علی گڑھ۔ پنجاب۔ بمبئی میں بھٹکتے پھریں یا قریب ہی کے گانوں۔ دیہاتوں میں قومی گیت بے تال سُر گلا پھاڑ پھاڑ کے چیخیتے چلاتے رہیں۔ مگر آجکل یہ اوپچ کی سوجھی ہے کہ للی گھوڑیوں کا طویلہ کا طویلہ دراغ کر لیا ہے۔

چنانچہ پہلی گھوڑی۔ اسکا نام مسلمانوں کے پولیٹیکل حقوق کی دلالت ہے۔ خدا کی عنایت سے اسکا چہرہ اور گردن ہنوز نہ کاغذ کی دفتی یا کاٹھ سے بنا ہے نہ کسی رنگ سے رنگا گیا ہے بلکہ آنکھیں اور کنوتیاں تک نہیں نکالی گئی ہیں صرف مٹی کے ڈھونڈے اور ٹوپی کے پیچھے (دُم) کے سہارے کام چلایا جاتا ہے۔ ارادہ ہے کہ ایک دن گھوڑ دوڑ کے میدان میں دوڑ کے بازی لیجائیں گے۔ اگر خیر و عافیت سے کھاتی پیتی [illegible] گھوڑ [illegible] کوس پیشتر [illegible] تک جیت لیں صرف [illegible] اسکی [illegible] اگر سر یعقوبی [illegible] کی طرح کوئی پیچھے سے شکار ہی رہا کھنڈر ہوجائے تو مل گیا تو کسی ڈفالی صاحب کو خدا کے فضل نے سوا [illegible] کی طرح اپنے پانوں سے دوڑنیکی زحمت بھی نہ اٹھانی پڑے گی۔ پانوں خود ہی اٹھ جائینگے۔

للی گھوڑی نمبر ۲۔ اسکا نام تعلیم عربی ہے اور چہرہ بھی نجد کے عربی گھوڑے کے سانچے میں ڈھالا گیا ہے۔ [illegible] جیسی گردن ویسی دُم ولایتی کمانی سی پانو میں ہوئی۔ بات یہ ہے کہ اس گھوڑی کو انگریزی کاریگرنے بنایا ہے بلکہ انگریزی چوبی گھوڑی کی طرح پانوں تلے ولسگنڈ مے (حصہ دائرہ) ایسے لگا دیے ہیں کہ اگر اسکیٹینگ رینک یا راگنگ چیر کی طرح خفیف اشارہ سے متحرک ہوجائے تو تعجب نہیں پھر ایسی صورت میں انگریزی یا ویلر گھوڑونکی طرف توجہ کرنیکی ضرورت ہی کیا۔ ڈفالی صاحب میدان [illegible] ناتے کے ترانے اور لمبی دم والے گھوڑے کی بیٹھکار [illegible] لطافت اٹھاتے رہانے کی جگہ بیٹھ جاتے ہیں

میں اپنا سب مطالب اپ ہی سوار کو سونپا
بے سُرے گاتے چلے جائیں گے۔

للی گھوڑی نمبر ۳۔ اسکا نام آزادی نسوان ہے اسکی پاپیجز پردے کے خار دار دہانے سے کاٹ کر ٹکلی ہوتنک پٹی بنائی گئی ہیں مگر اب نہ کوئی لگام ہے نہ تعضی۔ نہ ناتے یا بیل اور بھینسے کیطرح نکیل چھوٹے بڑے پانچ انکی عوض سایہ تو گویا ابتدا سے تیچر یا کاریگر نے انہیں کیواسطے تجویز کردیا تھا۔ اندھیاری کا باریک نرشا ہوا چمڑا ہیں بمبئی تعلیمی کانفرنس کی ٹوٹی ہوئی چلمنوں سے مشابہ ہے۔ اس گھوڑی میں کلکتہ اور بمبئی کے کاریگروں نے دستکاری اور طباعی دکھانے کو بڑی بڑی استادیاں صرف کی ہیں۔ منہ میں ایک کمانی ایسی لگا دی ہے جسکو دبانے سے زبان باہر نکل آتی ہے۔ مینا بازار کے فقرے معصیتیاں حیاپرسلنز نہایت شیریں آواز میں سنائی دیتے ہیں یعقل پوری اصل دکھانیکی غرض سے کاریگروں نے مغرق چاندی سونے کی رکاب سے آراستہ بھی دیا ہے مگر جب چاہے ڈفالی کو اپنی پیٹھ پر لادنا گوارا ہو تو خدا سے امید ہے زردوزی کام اور منقش والے زین پوش کی چاٹ میں بہتسی خوشی قبول کریگا اور بہرائچ پہونچنے سے قبل ہی آنکھیں [illegible] تھوڑاسی گھڑی میں نکل جائینگی کہ اسکو بلا تکلف و بیدون مشورہ بی ڈفالن صاحبہ چہرہ مطلق نظر نہ آئیں گے۔

للی گھوڑی نمبر ۴۔ اسکا نام مدرسہ گھوڑوں ہی ہے مگر گردن نہ ہو بیت جتانے کے واسطے اسکو محترم اور معزز شدہ گھوڑوں کہنا شروع کیا ہے اسکے چہرہ پر بجائے انڈیانوں کے مہترک نہایت نگھی داڑھی لگا دی گئی ہے۔ لمبے لمبے کانوں پر سبز عمامہ عجب مقدس صفت پیدا کرتا ہے۔ اسکا ڈفالی انکو عید پرسپاہ حضرت ڈال کے اور فقہ اور دینداری کا زیر بند رہے کے رقص دپریشان کرتا نکلتا ہے۔ اسکی دم بھی نہایت عیاری کی قیمر کی طرح سیاہ ہے جس سے مطلب یہ ہے کہ دنیا کے سیاہ پیچ پس پشت ڈال دیے گئے ہیں۔ کاریگرنے بہادری کی طرح شمر گھلا بنایا ہے تا کہ ظاہر ہو ہر وقت دانے چارے کی تلاش ہے۔ انکی دم کے پیچھے ایک ٹوکری بھی بندھی ہے تا کہ جو کچھ فضلہ جسکو ایسے ڈفالی تصداً کھیں گے) نکلے اور بیٹھانے کے [illegible] جمع ہو۔ [illegible] غریب [illegible] قسطوں [illegible] آنسو [illegible] ہو رہے ہیں وہاں گرمی پیدا کرسکے مگر ہنوز یہ ٹوکری خالی ہے اور نہ امید کہ کبھی نومن تیل ہو اور رادھا ناچیں۔ فاقہ مست اگر ایسی ہی جلدی میں ہیں تو بوقت فرصت آنکے فاتحوں کو دعوت شیراز کردیجائیگی۔

غرضکہ سرمست ڈفالی انہیں گھوڑیوں کو نچانیکی دھن میں اسی طرح خوش اور مگن ہیں کہ جسطرح سب للی پا کے نیچے خوش ہوتے ہیں آگے سمجھدار ہو کے جانیں گے کہ بھوک کے دھچکے ان گانوں پر جلب داری کرنا مقدم ہوتی ہے۔

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب
پانچ ہزار روپیہ انعام
پانچ ہزار روپیہ انعام
تازہ سندات
اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے
معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں الیانِ ریاست
اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ
کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت
تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار سبل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی
موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے
اور ادویہ کے آنکھ کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔
چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کے
استعمال کرنیکی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ
یکسان مفید ہے۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے
فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ
ممیرہ کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہے۔ خالص ممیرہ فی ماشہ
بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ہم خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔
المشتہر
پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور (ملک پنجاب)
تازہ سندات
اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے
(۱) مکرم بندہ تسلیم۔ میں آپ کے قابل قدر ممیرے کے سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہوں حقیقت میں جیسا آپکے اشتہار میں لکھا ہے اس سے بھی کئی درجہ بہتر ہے۔ میں نے چشمہ کا لگانا بالکل چھوڑ دیا اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہوں۔
راقم۔ رادھا کشن گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چرخی گران۔
(۲) میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرہ کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا۔ میں ان سب کو جنکی آنکھوں میں کسی قسم کی شکایت ہے بڑی زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں جو ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا سیاہی آنے دھند و خارش سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ اور سچ ہے آپنے اس قدر سستے داموں میں یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے ضرورت ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔
راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب حضور نواب صاحب بہاولپور۔
(۳) جناب من۔ میری آنکھ میں ایک مرض ہے جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب بہادر و ڈاکٹر کیلب صاحب بہادر کے علاج سے کچھ فائدہ نہوا آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی بیماری چشم میں ہے اور ایکتولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب بارسل بھیجدیں۔
دستخط۔ سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب والی ملک ترکستان
(۴) میں نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرہ کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال پر نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھوں کی بیماریوں کیلیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھ کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید اور نادر تحفہ ہے آجتک کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی
راقم۔ نواب محمد حیات خان بہادر کے۔ سی۔ ایس آئی سابق ڈویژنل جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند۔
(۵) جناب ارحمنا تسلیم۔ آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کے لیے بہت مفید ہے۔ میری آنکھیں بہت کمزور تھیں میں لکھنا پڑھنا ایک بیکار کام کرنیسے معذور ہو جاتا تھا۔ اب یہ کیفیت ہے کہ صرف چار روز کے استعمال سے میں بہتر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کر سکتا ہوں۔
راقم۔ حافظ میاں ارشید محمد خان خلف نواب یسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست

مدرستہ العلوم کی ٹرسٹی شپ

مسٹر پنچ! اڈیٹر سرا! مسلمان اب ہنس تو خیر مگر الو کی دم فاختہ ضرور کہلاتے۔ اگر انھون نے حضرت بوم شوم کی درخواست منظور کر لی ہوتی بھلا خیال تو کیجئے مسلمان نہ ہوئے نرے جانور ہی ہوے۔ دائرۂ انسانیت بالکل خارج ہی مان لیے گئے۔ لاحول ولا۔ کیا بحیثیت آدمیون کا ہیچ مار گیا ہی؟ کیا انسان صفحۂ ہستی سے ناپید ہوگئے؟ زمانہ خالی ہوگیا؟ یا جہلت ولت۔ بوم و دم کے سوا کوئی بشری صورت نظر ہی نہین آتی؟ اور آپ ہین کہ اپنے ایسے حیوانون کی درخواستین زیر نظر رکھتے ہین۔ ویا تاکہ قوم تنزل کے گڑھے مین گری جاتی ہی۔ فرسپتی و گمنامی دین و دنیا کی ہی ہے۔ دریا سے جہالت مین غوطے کھا رہی ہو۔ سچے بہی خواہان قوم کا نام و نشان بھی نہین۔ اصلی اور حقیقی ریفارمر اٹھ گئے۔ کالج کے ہمدرد ولیامنٹ ہوگئے۔ تاہم کیا کلی مونگری ڈھیلے ہوتے بھی گئی؟ یا کوئی کانا اندھون مین راجہ بننے سے بھی رہا؟ ہین کیون نہین۔ اب بھی مسلمانون نہین ہم جیسے رخدا ہمکو تا قیامت سلامت رکھے) چند نفوس متبرکہ۔ قدسی صفات۔ آثار قدیمہ سے ایسے باقی ہین جو بنی نوع بشر پر حیوان کی سرپرستی کسی پہلو نہین گوارا کر سکتے۔ میان حق اعظم تو خیر حق ہی ٹھیرے شتر بے مہار کی طرح جل کھڑے ہوے حجت سے میدان خالی پاکے درخواست دھر تالی۔ مگران حضرت بوم صاحب نے یہ دن دہاڑے کیون نغمہ سرائی کی لی؟ انکے قدوم نحوست لزوم نے کیون پانون پھیلانے؟ انسے کوئی پوچھے تو انھون نے ٹھیک دوپہر کو کیون اپنا اڈا چھوڑا ہی؟ یہ اندھیر نہین تو اور کیا ہی؟ بھلا غور تو کیجئے ایک تو گروہ انسان پھر ادھر سے خاصکر مسلمان۔ انکی اندھے کی لکڑی یہ ایک ہی قومی کالج۔ ترقی کا معدن۔ بہبودی کا مخزن پھر تعلیم و تربیت کا معاملہ جس سے کرورون مسلمانون کی تمنائین وابستہ۔ ایسے تو ضروری مقاصد۔ ایسے تو اہم معاملات۔ انکے سرپرست کون نہین۔ میان حق اعظم؟ خدا کی شان! خیر یہان تک بھی خیریت تھی مگر وہ جو کہتے ہین

کہ کہین ایک مینڈک شریف نے گھوڑے کی نعلبندی ہوتے دیکھ لی بس اپھر گئے۔ لگے شور و غوغا کرنے۔ ہمارے بھی نعل ٹھونک دو۔ لگا جو ایک ہتوڑا تو پھر نہ تو میان مینڈک ہی تھے اور نہ وہ انکی زبردست قلعہ شکن ٹانگین۔ الخ۔ خدا کی قدرت کہ حضرت بوم شوم بھی ادبار بار منقار کھولین۔ قومی راگ کی زمزمہ سرائی شروع کرین۔ ا ہو واہ رے چونا بھگاہر بہگر کھی ہی کھاؤ۔ بھئی واللہ کیا زمانے کا الٹ پھیر ہے کہ جس کرسی پر کسی زمانے مین آنریبل ڈاکٹر سید۔ آنریبل مسٹر محمود۔ اور منشیر نگ بسے نامی گرامی روشن خیال۔ لیاقت جنکے پانون دھو دھو پی کی ترقی جنکے قدم لیتی تھی۔ جلوہ افروز رہتے تھے۔ یا اب بھی نواب محسن الملک۔ عالیدماغ۔ وسیع الخیال۔ مدبر ضروریات زمانہ سے واقف۔ ریفارمر قوم۔ زینت بخش ہین انکے بجا ہی کون رونق بخش ہونگے؟ میان حق اعظم! اور پھر لکچررون کی رنگ آمیز پھلجھڑیان بھی ضرور۔ گل افشانی کرینگی۔ اپیچون کے دھوان دھار نالے بھی ضرور اپنا زور دکھا دینگے۔ ایک ایک فقرہ حضرت کا چھچھوندر سے کم تھوڑا ہی ہوگا۔ ہر لفظ آتش بار ہر حرف شرربار۔ پھر ایسے لکچرار کی حاضری یا اُس لکچر ہال مین چشم بد دور سامعین کون کون ہونگے۔ مسٹر پٹیا نے مولینا مہتاب۔ آنریبل مسٹر چھچھوندر وغیرہ۔ ادھر بس ہوائی بی تو نیڑہ می صاحبہ وغیرہ بھی چلمنون یا ٹٹی کی آڑ سے اپنا سرا پا ناز و ادا دکھائے بغیر نہ رہینگی۔ ایسی اجی! استغفراللہ شدہ خیال۔ روشن دماغ پارٹی مین پردہ کا کیا ذکر مذکور۔ ایسی تاریک الخیالی سے تو یہان تن بدن مین آگ لگجاتی ہے۔ بس اسی نے تو مسلمانون کو ترقی سے محروم رکھا۔ دیکھو نا۔ چین مین قطعی پردہ کا رواج نہین کیا کچھ اور کیسا کچھ اوج ترقی پر شُترخاب پر لگائے اڑ رہا ہی۔ گویا فلک چہارم پر پہنچ رہا ہی۔ تبت کو دیکھو وہ بھی اپنی حیثیت بموجب ترقی کے ہمالیہ کی چوٹی ہی پر معلق جلوہ گر ہے۔ سیام۔ آنام اور ملاکا۔ جہان پردہ سے گویا دشمنی ہی کس مستعدی سے ترقی کے دنگل مین رستا نہ ڈنٹر پیل رہے ہین۔ مصر کو لو۔ گو وہان بھی نقاب و برقعہ نے ترقی کی

دم مین نمرہ باندھ رکھا ہی جو بام ترقی پر چڑھ جانے سے مانع ہے۔ بار نہمہ ترقی کے زینے تو ضرور کھلے۔ بہبود کے ساستے کھلے ہوے ہین۔ ایران کو لیجئے جہان پر مجوسیون کو پردہ سے دلی نفرت ہی۔ کیا پوری پوری آزادی سے میدان ترقی مین سرپٹ جا رہے ہین۔ کھائی دیکھتے ہین نہ خندق۔ نیلہ خاطر مین لاتے ہین نہ پہاڑ۔ عرب۔ شام۔ ٹرکی کو ملاحظہ فرمایئے وہان بھی کیا کچھ ترقی کی کھیتیان کھڑی لہلہا رہی ہین کیسی کیسی گھنگھور ترقی بار گھٹائین جھڑی برس رہی ہین کہ واہ جی واہ غرض تمامی تنزل پستی افلاس۔ نکبت اور جہالت کی اگر علت غائی ہو۔ تو محض پردہ جس دن وہ نامبارک گھڑی آئیگی کہ اب سے دورہ میان حق اعظم کو قوم اور بہی خواہان قوم یا معاونین کالج نے ٹرسٹی شپ کی خدمت دیدی۔ پھر کیا تھا تمام نسوانی نسخے۔ ٹٹّے۔ تماسے۔ انار دانے ود رہ زمین زمانین زمین زمن زٹ کی لین گے کہ چلتے دبلے مسلمان ہین کہ عرش اعظم کے اور نہین تو نیچے ضرور ہونگے۔ وہین کہین معراج کمال حاصل ہوگی۔ ہر ایک پہلو سے قوم ترقی کرے گی کیا بحیثیت تجارت۔ کیا بلحاظ صناعت۔ اور کیا باعتبار تعلیم و تہذیب۔ غرض دنیا بھر کی ترقیان قوم مین حلول کر جائینگی۔ مردم شماری مین وہ حیرت خیز تعجب انگیز اضافہ ہوگا کہ کوئی زمین کو ہندوستان مین (خدا اچھوت نہ بلوائے) ایک انچہ زمین بھی مشکل دستیاب ہو سکے گی۔ مردم شماری کا کام ہزار گونہ بڑھجائیگا۔ کرایہ پر بھی مکان تو مکان ایک کرسی کی جگہ نہ میسر ہوگی کرایہ دارون کو وہ وہ منافع ہونگے کہ فرط خوشی مین مکان مسمار کر دین تو تعجب نہین۔ پھر اردو زبان یا ہندوستانی گرامر سے لفظ "بانجھ" کو لازمی طور پر نکال دینا پڑیگا۔ "لاولدی" کے ناگوار اور تلخ خطاب کو مسلمانون کی ہسٹری مین کہین جگہ نہ مل سکے گی۔ خلاصہ یہ کہ کوئی لیڈی یا صاحب ایسا بدنصیب نظر نہ آئیگا۔ جسکے گھر گئے گزرے حال پر بھی دو چار ننھے ننھے جیتی بوٹے نہ کھیلتے دکھائی دین۔ لو فرضنا اگر کوئی صاحب نیچر کی اُس بیش بہا بخشش یا فطرت کے اُس جوہر لطیف سے عاری یا محروم ہونگے بھی تو بیگم صاحبہ کا اول سب سے بڑا فرض یہ ہوگا کہ کسی نہ کسی پہلو اسکی تلافی کرین۔ مانگے تانگے سے کمی کی تکمیل کرین۔ اور اس فطرتی بدنما داغ کو کالے صاحب کے چہرہ سے مٹائے چھوڑین۔ یہ صورت پردہ کی عدم موجودگی ہی مین بوجہ احسن ممکن ہوسکتی ہی اور یہین ایک بہت بڑے گروہ قوم کو کتمان عدم سے عالم ظہور مین لایا جا سکتا ہی۔ اس سے بڑھکر اور کیا خاک ترقی ہو سکتی ہی یا وہ تعلیم یافتہ روشنخیال نوجوان تو شیر دخانا تو ہین۔ خالق نہین بلکہ سین۔ یا یون کہو کہ وہ ترقی کی مجسم چلتی پھرتی پتلیان یا وہ طلسمی برق رفتار شینین جو قومی بادۂ ترقی سے سرشار۔ قومی بہبودی کے نشہ مین چُور

چیمبرلین کے قولنج ہیضہ و پیچش کی دوا

پیچش قولنج ہیضہ اسہال کروپ اور پیٹ کے درد کیواسطے دنیا بھر کی دواؤن مین یہ دوا تیر بہدف ہے ایک مشہور ڈاکٹر نے حال مین لکھا ہی کہ تمام امراض شکم کیواسطے جتنی دوائین مجھے معلوم ہین ان سب سے مؤثر چیمبرلین کے قولنج ہیضہ و پیچش کی دوا ہی اور اکثر مین نے ہیضہ مین دی ہی نہایت فائدہ کیا ہی خاصکر شکایات اسہال مین قابل استعمال ہی اور اگرچہ متلی آتا ہو تو بہت فائدہ کرتی ہے ہیضہ کی ابتدائی حالت مین اگر بروقت ضرورت دیجاے تو درد اور عارضہ کی سخت تکالیف کو بہت کم کردیتی ہے بس کوئی گھر چیمبرلین کے قولنج ہیضہ اور پیچش کی دوا سے محروم نہ رہنا چاہیے آج ہی خرید اسکے ذریعہ سے جان کی حفاظت ہوتی ہی قیمت صرف ۱۲؍ و ۱؍ ہر جگہ سب دوا فروش بیچتے ہین چنانچہ لکھنؤ مین ڈاکٹر محمد یوسف خان کی دوکانین جو بمقام نظیر آباد ہے چیمبرلین کی سب دواؤن کا ذخیرہ ہے۔

پہلی بسم اللہ غلط

پہلی لڑائی مین روس کا جاپان کے ہاتھون نقصان

وڈبا ہو جاتا ہی۔ وہ ادھر سے جھانکتے ہین۔ تین اُدھر سے کچھ روز رہے ہین۔ کچھ لٹکے ہین۔ غرض یون بھی ناک مین دم ہے۔

معشوق بچہ کش ہو تو یارب خدا بچائے
کیا اضطراب ہوتا ہی کل بل کو دیکھ کے

جوانی کے سبب ایک اور آفت یہ رہتی ہی کہ خواہ مخواہ دل مین رشک کے مارے بدگمانیان پیدا ہوتی ہین۔ چلمنین اور پردے اور برقع اور قناتین اور اسی طرح کی نہین معلوم کیا کیا غیر مہذب آڑین اور رکاوٹین پیدا کیجاتی ہین۔ تاکہ نظربازی اور نظارہ بازی کا موقع نہ ملے۔ ہر عورت پر کٹنی اور دلالہ کا گمان ہوتا ہی۔ اور ہر مرد رقیب اور حریف چھٹا ہوا پاک شہدہ نظر آتا ہی۔ کوئی پیشگار پہ کھانستا یہان گمان ہوا اشارے سے بلا رہا ہی۔ کسی نے تان لی خیال ہوا اشارہ ہی۔ خلاصہ یہ کہ خرابیونکی انتہا نہین۔

بخلاف اسکے بیوی اگر بڑھی ہوئی تو پھر کچھ پوچھیے نہین۔ کسقدر آرام ملتا ہی پہلے تو ٹرٹا نا مال۔ تھوڑے دامون مین ہاتھ آجاتا ہی گویا چٹ منگنی اور پٹ بیاہ کی مثل ان ہی کیلئے بنی ہی۔ مین تو سمجھتا ہون ایسے معاملے مین قاضی اور وکیل اور دو گواہون کی بھی ضرورت نہین۔ دو دل راضی کیا کرے گا گانؤن کا قاضی۔ چوٹی کے جوڑے انھین درکار نہین۔ زیور دان سے انھین مطلب نہین۔ مستی جب آئے کہ دانت مون نہان پیٹ مین آنت بھی نہین۔ دانتون کا کیا مذکور۔ کھانے پینے کی رغبت بالکل ساقط۔ ایک ایک دن کا کھانا دو دو دن چھاتی پر سکھار رہتا ہے۔ رقیبون کا کیون ڈر ہو۔ ایسی بڑھی کو کوئی کیون گھورنے آئیگا۔ اور گھوریگا تو اپنے کیے کی سزا پائیگا۔ السبی بے نقط سنائی جائینگی کہ بچا کو چھٹی کا دودھ یاد آجائیگا۔ لڑکے جننے سے انکو کیا غرض۔ جسقدر جننا تھا جن چکین۔ اب پنشن کے دن ہین۔ توالد و تناسل کی ریل گاڑی خالی ہی شنٹ ہو رہی ہے خانہ داری جلانا اسے بہتر کون جانے گا۔ دس بیس گھرون کا خون کر چکی ہین۔ ہر چیز کو موقع سے اُٹھاتی ہین۔ سودی خاین جنس کا انبار لگ رہا ہی۔ بکس مین کھچا کھچ اشرفیان بھری پڑی ہین۔ سیونگ بنک کے ایک چھوڑ چار چار حساب کھلے ہوے ہین۔ بنگال بنک سے جدا نامہ و پیام ہو رہے ہین لائف اشیورنس کمپنی سے الگ گرما گرم خط و کتابت ہے خلاصہ یہ کہ ایک بوڑھی بیوی جنت کا میوہ ہی۔ جسنے کھایا جیتے جی تمام قسم کی تکلیفون اور زحمتون سے بری ہو گیا۔ پرسون عید ہے اور رات شب برات۔ خدا یہ عیش سب مسلمانون کو نصیب کرے آمین آمین۔ اللہم آمین۔

راقم
مصلح الملک

غزل بے بدل

مین آئینہ سے سد سکندر کو توڑ دون
حیرانی نگاہ سے جوہر کو توڑ دون

مین بت کی ٹانگ چیر دون مندر کو توڑ دون
ناقوس پھوڑ دون سر کافر کو توڑ دون

زنار رنج تاج کے سب پھینک چھانٹ دون
نوک تبر سے تیشۂ آذر کو توڑ دون

ضرغام بنکے آہوے وحشی کو داب لون
شہباز بنکے بال کبوتر کو توڑ دون

بن جاؤن عندلیب تو پژمردہ ہو نہ گل
پرواز پر سے سامعہ صرصر کو توڑ دون

اس سنگدل کے پہلو مین سوز شرر بنون
دل موم کر دون غیر سے دلبر کو توڑ دون

ہر پارۂ جگر مرا الماس کاٹ دے
مین آب اشک گرم سے گوہر کو توڑ دون

یاقوت خون تھوکے دل لخت لخت سے
مین رنگ لب سے برگ گل تر کو توڑ دون

کہتی ہے آہ پھونک دون نار جحیم کو
کہتا ہے نالہ گنبد اخضر کو توڑ دون

ہر ایک موے تن مرا فوارہ چھوڑ دے
نوک رگ جنون سے مین نشتر کو توڑ دون

گر بھول کر پلائے حریفون کو ایک بوند
ساقی کے سر پہ شیشہ و ساغر کو توڑ دون

دام خیال مین جو کوئی آکے پھنس رہے
پائے ہما سے تار کبوتر کو توڑ دون

واعظ ذرا چرچون کرے داڑھی نہ کھینچ لون
عمامہ سر سے پھینک دون اور سر کو توڑ دون

گر جوشش جنون مین، مین آجاؤن بات پر
ناطورۂ خیال کے پیکر کو توڑ دون

پھر ہستی عدم سے نہ آئے وجود مین
لوح طلسم عشق مکرر کو توڑ دون

سب منقطع ہو جور و جفا کا یہ سلسلہ
وحشت مین دست و پائے ستمگر کو توڑ دون

صورت دکھائے اپنی جو بیتابی جنون
آئینہ بندی دل ابتر کو توڑ دون

ہون دل شکستہ یاس سے حسرت تو دور ہے
حسرت رجا کو بھی دل مضطر کو توڑ دون

میرے حضور گر کرے نغمہ سرائیان
بلبل کی دم اکھیڑ لون ہر پر کو توڑ دون

پائے مگس ہو۔ گردن پشہ ہو۔ دست مور
مین پیل زور بازوؤن سے اکثر کو توڑ دون

لاتون سے پیٹ پھوڑ دون خود سر حباب کا
اور اپنی ایک مشت سے مچھر کو توڑ دون

گاجر کا توڑنا تو ہے غصہ مین ایک بات
مین لال ہون اگر تو چقندر کو توڑ دون

گو دیکھکر دمیدہ کو مین ہانپنے لگون
پر زور مار مار کے آخر کو توڑ دون

پاپڑ کو یا بتاسہ کو تنہا تو خیر کیا
ہان شرکت صنم سے بستر کو توڑ دون

کہتا ہون سچ کہ جھوٹ کی عادت نہین مجھے
گالے سے لیکے تختہ مرمر کو توڑ دون

ہے تار عنکبوت قلب شہ کی لاٹ تو
مکڑی کی ٹانگ لاؤ برابر کو توڑ دون

پتھر کی توڑ پھوڑ تو مزدورون کا ہے کام
مین ضرب ہائے گرز سے کنکر کو توڑ دون

چندیا نے غیر کی تو یہ توڑے ہین میرے بوٹ
سر پہ تمھارے بھی تو سلیپر کو توڑ دون

کالج مین پڑھکے مین بھی نہ بجاؤن خالہ مان
جو رہی ہیے قواعد نیچر کو توڑ دون

لگ جائے میرے ہاتھ گر اپریل فول مین
سایہ پہ اودھ کے طرف لنڈر کو توڑ دون

راقم
میرزا لاآبالی

ارمغان عید یعنی اسلامی عید کارڈ

عیدین کے مبارک موقع پر دوستون عزیزون خوردون حاکمون اور بزرگون کو عید مبارک کہنے کے لیے جو چھوٹے چھوٹے انگریزی اور اردو کے مختلف نقشون اور اشعار احادیث و آیات قرآنی سے مزین رنگین اور سنہرے عید کارڈ چھاپے جاتے ہین اور کاتب مکتوب الیہ دونو کو ایسا دیکھاتے ہین کہ بیسون روپے مین بھی حاصل نہو اور اسی لیے ہر دفعہ پہلے سے زیادہ مقبولیت تعلیمیافتہ پبلک مین پاتے ہین۔ انکی مشتہرہ ذیل قیمتون کے سٹ منیجر عید کارڈ لاہوری دروازہ دہلی سے بہت جلد طلب کیجیے

(۱) تین ڈبلی کیٹ ۵ بڑے انگریزی مع لفافہ اور ۲ چھوٹے رنگین و سنہرے } ایک روپیہ

(۲) ۲ ڈبلی کیٹ ۳ بڑے انگریزی مع لفافہ ۵ چھوٹے رنگین و سنہری } نو آنہ

(۳) ایک ڈبلی کیٹ ایک بڑا انگریزی مع لفافہ اور تین چھوٹے رنگین سنہری } پانچ آنہ

تحفہ قدردانان اودھ پنچ

ہم ... کی فیاضی اور ... تشکر ... نصرت ... بجا ... شیخ نظیر حسین خان صاحب تعلقدار گدیہ نے خدمت میں چالیس ... بطور تحفہ پبلسٹی کیا تھا ... آپ نے ازراہ دریادلی یہ فرمایا ... صاحب گدیہ ضلع بارہ بنکی کو عطا فرمایا چنانچہ مطبع سے بھیجدیا گیا اسی طرح اودھ پنچ کے قدیم قدردان اور محسن جناب سید محمد مہدی صاحب عرف اچھے صاحب رئیس شمس آباد ضلع فرخ آباد نے بیس جلدین ناول حاجی بغلول (مصنفہ ایڈیٹر اودھ پنچ) مطبع سے خرید فرمائین۔

اسی طرح ہمکو امید ہی اور ذی استطاعت باہمت قدردان پنچ کو بھی سال بھر کیواسطے خرید فرماکے کم استطاعت طالبین کو مرحمت فرمائین گے۔ ورنہ اسوقت دفتر مین اس قسم کی آئی رہتی ہین مگر دفتر معذور رہتا ہی۔ اگر کوئی عالی ہمت رعایتی قیمت ۱۳ روپے پیشگی سال کی مرحمت فرمایا کرینگے اور طلبا اور غربا کے نام پرچہ جاری کرنے کا حکم دینگے تو برابر پرچہ بھیجا جایا کریگا اور ایسے لوگ خریدار متصور ہونگے تا میعاد ختم ہو چکنے کے بعد پرچہ بند کردیا جائیگا اگر ہمارے قدردان اس سخاوت کی جانب متوجہ اور سائل معلوم ہوے تو دفتر مین ایسے خواہشمندونکی فہرست تیار رکھی جائیگی اور درصورت طلبی ایسے فیاض حضرات کی خدمت مین روانہ کردیجائیگی۔

اودھ پنچ کے انعام

اودھ پنچ مین چھپے ہوے سوالونکے حل کرنیوالونکے واسطے سالانہ انعام مقرر ہین۔

(۱) جو سال مین سب سے زیادہ حل بھیجین گے انکو ۵ روپے
(۲) جو اسے گھٹکے اور باقی سب سے زیادہ بھیجین گے انکو ۳ روپے
اور جوابون کا حساب و شمار ہر سنہ انگریزی کے ختم پر کیا جائے گا اور انعام دیا جائیگا۔

لیکن اختیار رہیگا کہ کوئی صاحب ازراہ فیاضی رقم انعام جس شخص کے نام چاہین بھیجنے کو تحریر فرمائین مطبع ادا کردیگا۔ یا اسی قسم کی کتب (جو اس زمانہ مین مشتہر کیجائینگی) خرید کرلین۔

مگر شرط یہ ہے

کہ خوش معاملہ خریدار اودھ پنچ ہون باقی دار نہون۔ خریداری کے واسطے کسی زمانہ کی قید نہین ہے جب جی چاہے قیمت پیشگی بھیجکر پرچہ جاری کرا سکتے ہین۔

حل کرنیوالونکی خدمت مین گزارش

جنہی مراسلت مین حل ہو انمین بجز حل کے اور کوئی فرمائش نہو

سوالات بھیجنے والونسے عرض

جو حضرات پہیلیان یا سوالات مرحمت فرماتے ہین انکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے مگر جس سوال کے ساتھ نام درج نہین ہوسکتا ان انکا نام حل فرمانیوالون مین شمار کیا جائیگا۔

اطلاع عام

اودھ پنچ مین اپنے خریدارونکی دلچسپی کے واسطے یہ اہتمام کیا گیا ہے۔ ورنہ وہ حضرات جو اودھ پنچ کے کسی طرح خریدار نہین انکی بھیجی ہوئی پہیلیان یا سوالات نہ درج ہونگے نہ حل کرنیوالون مین نام شمار ہوگا۔ نہ انعام کے مستحق ہونگے۔

پہیلیون کا حل

نمبر ۸

(مطبوعہ ۴۔ فروری سنہ ۱۹۰۴ء)

۴ (من + تو + شد) + ۲ (م + ی) + تن + جان - کس - گوید + بعد + ازین + ۲ - دیگر
= ۴ من تو شد + ۲ م ی + تن + جان + کس - گوید + بعد + ازین + دیگر
= من تو شد من تو شد من تو شد من تو شد م ی م ی + تن + جان + کس - گوید + بعد + ازین + دیگر دیگر
= ان سب الفاظ کو بترتیب معانی جمع کرنے سے یہ شعر نکلتا ہی

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

محمد عاشق صاحب لکھنو
شیخ نظیر حسین خان صاحب تعلقدار گدیہ۔

حضرات ذیل نے حل لکھنے مین شرائط کی پوری پابندی نہین کی اور عمل جبر مقابلہ سے جواب ثابت نہین کیا۔

کنور رنبیر سنگھ صاحب ڈیرہ دون۔
محمد سعید صاحب مرزاپور۔
شیخ تہور علی صاحب حیدر گڑھ۔
سید محمد مہدی صاحب شمس آباد۔
ٹھاکر شیر سنگھ صاحب کٹیاری۔
عبد الحق صاحب غربت کلکتہ۔

نمبر ۹

(مطبوعہ ۴۔ فروری سنہ ۱۹۰۴ء)

ان الفاظ سے بترتیب معانی یہ شعر شیخ سعدی کا نکلتا ہی۔

سگ و دربان چو یافتند غریب
این گریبان گرفت و آن دامن

محمد عاشق صاحب لکھنو۔
شیخ نظیر حسین خان صاحب تعلقدار گدیہ۔
کنور رنبیر سنگھ صاحب ڈیرہ دون۔
محمد سعید صاحب مرزاپور۔
شیخ تہور علی صاحب حیدر گڑھ۔
سید محمد مہدی صاحب شمس آباد۔
ٹھاکر شیر سنگھ صاحب کٹیاری۔
عبد الحق صاحب غربت کلکتہ۔

حل طلب پہیلیان

نمبر ۱۲

میعاد ۸۔ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء

اشعار فارسی

دواخانہ یونانی چوک لکھنؤ

۱-۲-۴   ۱-۷-۴

روغن

دس برس سے آزمایا ہوا ہے صد ہا شفایاب ہوئے بچپن کی غلط کاریوں شباب کی بیہودگیوں سے اعصاب کی سستی ایک تولہ استعمال سے بلا سوزش و تکلیف دفع ہو سالکی استعمال - ہر موسم مین

قیمت فی تولہ ۱۰ے

سفوف مسیحا

(دافع ضعف)

جڑی بوٹیوں سے تیار کیا گیا ہے کام گوشت دردونکا درست کرتا ہے پیشاب کا آنا اسکی لذت ختم ہونا زائل ہو جانا - اولاد نہ ہونا - درد ہتھیلیوں اور تلوونکا جلنا ... دوران سر سستی کو دفع کرتا ہے - کثرت خون خالص پیدا کرتا ہے اور تمام اعضا کو محفوظ رکھتا ہے - دوبارہ قوت نوجوانی دکھاتا ہے قیمت ...

مرزا سجاد حسین مالک دواخانہ یونانی چوک لکھنؤ

جملہ اشخاص کیلئے مفید

یہ اشتہار عوام کے پھانسنے کیلئے نہیں ہے

کوئی علاج دوا کا نام حسین رضی جنہون نے سارے ہندوستان مین ایلوپیدیہ مین چار امتحان پاس کیے ہین (اپنے ۲۴ سال کے قیام کلکتہ و قصبہ مین اکثر امراض سخت کا علاج کیا ہے اب وہ وارد لکھنؤ مقیم

ہفتہ وار کلی ہیں جب صاحب کو آزمائش ہو تمہیں ملاقات ہو سکتی ہے آپ کی قوت یعنی نامردی کی جو دوا کبھی خطا نہین کرتی دو ہی تین روز مین نتیجہ ظہور مین آتا ہے - ثبوت آزمائش سے ہوگا - مایوس نہ ہونگی دوا قیمتی ہے قیمتی دھاتون سے بنائی گئی ہے - قیمت علاوہ محصول ڈاک کے ایک ہفتہ کے لیے ۶ر لیکن دوا کے فائدہ کثیر دریافت کرنے کی غرض سے پہلے دو ہفتہ کے لیے عہ فی ہفتہ لیا جائے گا -

---

۱۸-۳-۳   ۱۸-۲-۴

بمبئی برودہ سنٹرل انڈیا وراجپوتانہ ریلوے کمپنی

ٹھیکہ بنابر خرید شہتیر لٹھے

چونکہ ڈپٹی اسٹور کیپر صاحب راجپوتانہ ریلوے اجمیر کو بکار کمپنی خرید نا سال کے لٹھونکا منظور ہے - لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ جسکو ٹینڈر لینا منظور ہو وہ فوراً درخواست اپنی صاحب دفتر صاحب موصوف مین معہ ایک روپیہ قیمت ٹینڈر فارم کے روانہ کرے - ٹینڈر فارم مین شمار و تشریح شہر معہ شرائط ضروری کے موجود ہے - ٹینڈر تاریخ ۶ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء قبل دو پہر کے دفتر صاحب موصوف مین پہونچ جانی چاہئیں اور کل لٹھے ۳۱ - اگست سنہ ۱۹۰۶ء تک دیدینے ہونگے -

ٹھیکہ داروں کو بعد ارسال ٹینڈر معہ زر بیعانہ اپنا اسٹاک لٹھونکا معائنہ کرانا ہوگا تب ٹینڈرون پر غور کیا جاویگا - ٹینڈرونکے لفافہ پر یہ الفاظ انگریزی مین لکھیں -

"Tender for supply of ... Timber logs."

اور اسکے ساتھ مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور بیعانہ بذریعہ کرنسی یا پرومسری نوٹ مین روانہ کرنا چاہیے ورنہ ٹینڈر پر کچھ لحاظ نہ کیا جاویگا - اگر پرومسری نوٹ روانہ کیا جاوے تو بنام ایجنٹ صاحب بی بی اینڈ سی آئی وراجپوتانہ ریلوے منتقل کیا جائے جس کسی کا ٹھیکہ منظور کیا جاوے اور وہ عہد نامہ کمپنی پر ٹکٹ چسپان کرکے دستخط کرنے سے انکار کریگا تو ایک ہزار روپیہ زر بیعانہ اسکا ضبط کیا جاویگا اور جسکا ٹھیکہ منظور ہوگا اسکا زر بیعانہ کمپنی کی تحویل مین بطور ضمانت تا اختتام ٹھیکہ جمع رہے گا اور اگر ٹھیکہ دار لٹھے مہیا نہ کرسکیگا یا کوئی بدمعاملگی ظہور مین آویگی تو ٹھیکہ اسکا فوراً منسوخ کرکے زر ضمانت ضبط کیا جاویگا - ٹینڈر کے کھولے جانیکی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر بابت منظوری یا غیر منظوری ٹھیکہ کے اطلاع دیدیجاویگی - ایجنٹ صاحب کو اختیار ہے کہ بنرخ کمی یا بیشی جسکا ٹھیکہ چاہین منظور اور قبول کرین - فقط

(دستخط انگریزی)

Ag. Mg: ... ... R. M. Ry.

۸ - ۲ - ۱۹۰۶

۲-۲-۱۸   ۲-۲-۱۸

پرفیومری ٹیبلٹس

یعنے

عطر کی ٹکیان

حضرات ہمارے کارخانہ عطر معدن النسیم کے نام سے (جو ۲۰ سال سے دن افزون ترقی کے ساتھ قنوج مین جاری ہے) غالباً آپ ناواقف نہونگے - اس کارخانہ مین ہر قسم کے ہندوستانی عطر تیار کیے جاتے ہین جنہون نے اپنی عمدگی اور ارزانی کی وجہ سے عالمگیر شہرت حاصل کی ہے لیکن بعض نفاست پسند شائقین اور زمانہ حال کے تعلیمیافتہ حضرات اس امر کے شاکی تھے کہ ہندوستانی عطر سے بسبب دہنیت دھبہ پڑجاتا ہے اور اسی لیے ہندوستانی عطر کی جگہ انگریزی لونڈر کا استعمال شروع کر دیا لیکن محتاط لوگ جو اس امر سے واقف ہین کہ انگریزی عطر اسپرٹ (روح شراب) پر بنایا جاتا ہے اور انکی ابتدائی بو سے عالیدماغ حضرات پریشان ہوتے ہین انکا استعمال تو کجا چھونا تک گوارا نہین کرسکتے - خاص انہین حضرات کی رفع شکایت کی غرض سے بہزار کوشش و جانفشانی و صرف کثیر عطر کا ایسا نادر نسخہ تجویز کیا ہے جو سب نقائص سے بالکل پاک ہے یہ لاجواب ایجاد عطر کی ٹکیان ہین جو بہر صورت دل و دماغ بلکہ روح تک کو فرحت دینے والی ہین انکے ملنے سے براق کپڑے پر بھی نام کو دھبہ نہین آتا بس ایک ٹکیا جیب مین رکھ لیجئے پھر نہ آپکو عطر کی شیشی کی ضرورت نہ عطردانکی حاجت اور لطف یہ کہ کم بالانشین یعنی ادنی قیمت کی ٹکیان بھی ہر وقت دل و دماغ کو معطر و معنبر رکھنے کو کافی ہین اسمین نہ کسی قسم کی دہنیت نہ کسی ممنوع و مشکوک شی کی آمیزش ہر مذہب و ملت کے لوگ بلا تکلف انکا استعمال کرسکتے ہین ہماری تقلید مین دیگر حضرات نے بھی مختلف مقامات سے ... نام عطر کی ٹکیونکے اشتہار دئیے ہین خریداری کے وقت یہ بات ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اور حضرات اصلی عطر سے ٹکیان تیار کرتے ہین یا نہین چونکہ ہمارا خود عطر کا کارخانہ ہے لہذا ہم اعلی سے اعلی درجہ کے خاص عطر سے پس ہم بقدر عرض کرنیکی جسارت کرتے ہین کہ آجتک جتنی ٹکیان بنتی اور بکتی ہین انہین یہی ٹکیان سب سے اعلی کہی جاسکتی ہین اور ایک ہی مرتبہ کے استعمال سے آپ بھی ہماری رائے سے اتفاق کرینگے -

تفصیل قیمت

قسم سوم	قسم دوم	قسم اول
بکس دو ٹکیان ۶ر	بکس دو ٹکیان عہ	بکس دو ٹکیان ؁
بکس ۱۲ ٹکیان ۶ر	بکس ۱۲ ٹکیان ۱ے	بکس ۱۲ ٹکیان ؁

نوٹ - چھوٹے بکس مین دو ٹکیان ... اور بڑے بکس مین ۱۲ مختلف قسم کی ٹکیان ہونگی - اگر کوئی ... عطر کی ٹکیونکے خواہشمند ہونگے تو انکا سب ... عطر کی ... ہین -

المشتہر

... لکھنؤ

اپیل خبنا ملکہ درخواست نظر ثانی

اب جگر تھامکے بیٹھو مری باری آئی

ناظرین پنچ کو میرے لقب سے تو ضرور ہی آگاہی ہوگی مگر افسوس ہے مجھے کسی نے ٹرسٹی شپ کے لیے پروپوز نہ کیا۔ نوبت بایجا رسید کہ تاریخ ۳۱ جنوری کو اسکا تصفیہ بھی ہو چکا۔ خیر قہر درویش برجان درویش۔ اب بھی مجھے تم نے فیاضون سے بہت کچھ امید ہے۔ اگر لوگ خیال کرین تو اسکا ہونا کوئی امحال نہین ہے حالانکہ مین خوب جانتا ہون کہ مین اس عہدۂ عظیم کے قابل ہرگز نہین۔ مگر تاہم قسمت آزمائی کرتا ہون آیندہ جو اللہ کو منظور ہو۔ لوگ سیکڑون روپیہ لاٹری مین کھوکے قسمت کا اندازہ کرتے ہین۔ اگر مین نے تو مرے سامنے اپیل پیش کی تو کیا برا کیا۔ کھو گیسی کہی ہے اگر خدا نخواستہ تقرری نہ ہوئی تو دل ٹھنڈا کرنے کے لیے کافی ہے۔

قسمت تو دیکھئے کہ کہان ٹوٹی ہے کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا

آدمی وہی جو کہ عالی خیال ہو طبیعت کا تیز ہو۔ ورنہ دنیا مین اسکا وجود محض بیکار۔

زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہین

بحد الیقین سمجھئے کہ صانع قدرت نے میری طبیعت کچھ عجیب بنائی ہے ہر معاملہ مین آغاز کے قبل اسکا نتیجہ سوچکر راے قائم کر دیتا ہون سیر حالانکہ یہ کام کچھ آسان نہین۔ صرف طبیعت کی تیزی اور تجربہ سے ہے مین کیا عرض کرون۔ بچپن ہی سے میرے مزاج مین غایت درجہ کی چالاکی ہے۔ ہر معاملہ مین چاہے وہ کیسا ہی دقیق ہو ہان مین ملایا کرتا تھا۔ اور اب بھی مجھ مین دخل در معقولات کا مرض ہے اور اس پوسٹ کے لیے اسکی نہایت ضرورت معلوم ہوتی ہے اگر آپ لوگ ذری غور سے کام لین گے تو معلوم ہو جائیگا کہ بندہ کہانتک درست عرض کرتا ہے۔ قوم کی بہبود میرے دل مین کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور اسی کی وجہ سے مین نے انگریزی پڑھی اور خدا کے فضل و کرم سے اسقدر ترقی کر لی ہے کہ دن مین دو ایک جملہ نئے اپنی ایجاد سے گڑھکر بول لیتا ہون۔ وہ ایسے سخت ہوا کرتے ہین کہ اچھے انگریزی خوان کے بھی سمجھ مین نہین آتے۔ مختصر یہ کہ فرنیر کی ڈکشنری مین بھی پتہ نہین لگتا۔

میری اسپیچ کا یہ حال ہے کہ سامعین بیٹھے بیٹھے ہنسنے لگتے ہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ مین اچھا بول لیتا ہون۔ تقریر کی بھی مہارت مین نے دست خود دہان خود سے پیدا کر لی ہے۔ گھنٹون سبجکٹ کے باہر بولا کرتا ہون۔ تاوقتیکہ کوئی مجھے ٹوک نہ دے۔ مجھے خیال ہی نہین رہتا کہ کیا بولتا تھا۔ بولنے مین اسقدر تیزی ہے کہ میل ٹرین بھی گرد ہے۔ خوشامد کا مادہ بھی مجھ مین بہت در رو شو سے ہے بغیر کہے لوگون کی خوشامد کرتا چلا جاتا ہون۔ یہان تک کہ اکثر لوگ ناراض ہو جاتے ہین۔ اس سے زیادہ اور کیا چاہیے آدمی مین یہی صفتین درکار ہین۔ وہ بندے مین موجود ہین پھر کیون نہین آپ لوگ میرے لیے کوشش کرتے۔ آپ کو ٹرسٹی شپ کے لیے کوئی فرشتہ تو ملنے ہی نہ جائیگا۔ واللہ مجھے اب غصہ آرہا ہے۔ اچھا نہ ہوگا۔ صاف جواب دیجئے بہت دروازے پڑے ہین کچھ آپ لوگون پر تھوڑے ہی تکیہ لگا کر بیٹھا ہون۔ کیا خوب آدمی نہ ہوا ایسا ہوا۔ شاید یہ خیال کیا ہوگا کہ کتا بھونکتا ہے سبھی نے سمجھانے دماغ پراگندہ ہو گیا۔ ایک تو مجھے خود ہی ایسی باتین منظور نہ تھین مگر یاردوستون کے سمجھانے سے مین آمادہ ہوا تھا۔ یہ بھی میری خوبی قسمت کہ مین اسقدر منت سماجت کرون اور آپ لوگ کان مین تیل ڈالے بیٹھے رہین۔ بہر تقدیر اپنا فرض ادا کیے دیتا ہون آگے جو راے عالی ہو۔ مگر خیال رہے اگر آپ نے مجھے منظور نہ کیا تو عمر بھر کے لیے پچھتائین گے۔ پھر کوئی تدبیر کارآمد نہ ہوگی۔ مین تو کہین بھی مزدوری کرکے کما کھاؤنگا اور آپ لوگ دست تعابن زانو پر مارینگے اور مجھے یاد کرینگے مگر مین پھر ہرگز نہ سنونگا۔ ابھی سے کہے دیتا ہون۔ اللہ نے ہاتھ پیر سب ہی اس بندہ گنہگار کو عطا فرمائے ہین۔ کسی کا محتاج نہین بلکہ لوگ میرے محتاج ہین۔ قطع کلام ہوتا ہے معاف کیجیے گا اگر مین اس عہدہ پر مامور ہوا تو انشا اللہ تعالیٰ۔ کالج کی یہ صورت بھی باقی نہ رہیگی۔ از سر نو بنیاد قائم کرکے اپنے طریق سے بنواؤنگا۔ اگر خدا نے کیا میری طبیعت ایسی ہی برقرار رہی تو کسی کی راے تک نہ لونگا۔ اور اس جوش و خروش سے کام ہوگا کہ آپ لوگ دیکھتے رہجائین گے۔ ایسا نہ ہوگا کہ مسجد مین برسون سے کام جاری ہے اور کچھ کام معلوم ہی نہین ہوتا۔ برکت ہی نہین ہوتی۔ لوگ مفت پیسہ کھاتے ہین۔ میرے وقت مین کوڑی ادھر کی ادھر نہ ہوگی۔ ہر ایک کا پیسہ الگ الگ رہا کریگا اگر ترقی کرکے نہ دکھایا تو میرا نام خبنا۔ اسکی وجہ تسمیہ سُن لیجئے۔ یہ صاف دلی کا باعث ہے ورنہ کوئی کسی کو بتلاتا ہے

غ = خبطی
ب = بیوقوف
ن = نالائق
ا = احمق

} کھو کیسی کہی

چلتے چلاتے ایک چھوٹا سا پولیٹکل اکانمی کا مسئلہ سنتے جائیے کالج مین جسقدر روٹیان بعد کھانے کے پھینک دیجاتی ہین اسکو مفت مین کوئی گدھا اور کتے کھا جاتے ہین حالانکہ مین بنظر غور دیکھتا ہون مگر کسی سے کہتا نہین کہ نقصان ہو رہا ہے۔ جس روز کہ مین پانچون سوارون مین داخل ہو جاؤنگا بخدا مین وعدہ کرتا ہون کہ سب روٹیون کو اکٹھا کرکے غیر ملکون مین فروختگی کے لیے بھیجونگا اور جو رقم کثیر ہاتھ لگے گی اسکو کالج فنڈ مین جمع کرادونگا کہ وقت پر کام آوے ابھی اور بہت سی باتین اس سے زیادہ امپارٹنٹ ہین جو کہ بعد تقرری کے بتلاؤنگا۔

والسلام
خاکسار
Z.A.Z.L
علیگڑھ

تندرست سائل کو نکال دو

جناب اڈیٹر صاحب۔ مین نے ایک خط دیکھا جو معزز شخص نے ایک معزز شخص کو پرائیوٹ طور پر لکھا تھا اسمین ایک کرہ مولوی حالی صاحب کی رباعی کا تھا جو منع خیرات کے متعلق ہے اگر سائل توانا ہو۔ جو ریمارکس کاتب خط نے کئے ہین وہ مجھکو پسند آئے۔ مکتوب الیہ کی اجازت سے مین اس حصہ خط کی نقل آپکی خدمت مین بھیجتا ہون اگر آپ بھی پسند فرمائین تو اپنے پرچہ مین جگہ دین۔

"بھائی صاحب آپکی بھی کیا شوخ اور بچپن طبیعت ہے۔ مین خوش ہو گیا کہ حالی کی رباعی کی تعبیر انھین کے فریق کے مخالف آپ نے کی۔ سچ ہے یہ رباعی چندہ دینے والونکو دھمکی جاسے دے دے کے جنھون نے مانگنا سکھلایا ہے"

حضرت حالی ایک اچھے خاصے معلم ہین۔ استاد بھی کہے جا سکتے ہین انکی بندش عموماً پھیکی اور ڈھیلی ہوتی ہے لیکن بڑا افسوس

چیمبرلین کا پین بام

تو یہ ہو کر ہین انکے دھڑلکے بیخ سے ہمدردی نہین کر سکتا۔ قوم سے کہنا کہ توانا سائل کو بھیک نہ دو اُن صدہا باتون مین سے ایک بات ہی جس سے قوم مین تفرقہ پڑتا ہی۔ ایک دوسرے کہ گاڑی پسینے مین ہمدردی نہین رہتی۔ دو چار سائل نکالدیے گئے تو کیا وہ مڈل پاس کرلینگے کیا بی۔اے ہوجائینگے۔ کیا صنعت و حرفت کا اسکول انکے لیے کھلیگا کیا قلی کا کام کرنے لگین گے جو انکو نہین آتا۔ اس نصیحت کا کچھ فائدہ نہین اگر نصیحت کرو بھی تو یہ ہو استغنا ہو کہ لوگون سے کہو کہ سوال ذلت ہی محنت کرین۔ دو چار سائلون کو پھیر کر قوم کیا۔ دیپہ بچائے گی۔ کیا وہ روپیہ تعلیم یا خیرات مین زیادہ عمدگی سے صرف ہوگا۔ توانا سائل کو نکال دو نا توان خود نہ پہونچ سکے گا سب لئے یہ بالکل بیکار۔

پھر آپ سائل کو کیا بہت زیادہ دیدیتے ہین کیا وہ اسی سے بھر سکتا ہی۔ بندگان خدا کے اندرونی حالات کیا معلوم ہین در دیس برا جیز ہے بدہ۔ در دیش را جیز ہے گو بر عمل کرنا کیا دشوار ہی۔ واعطی المال علی حبہ ذوی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل وفی الرقاب۔ پر نظر کیون نہین ہے۔

مولوی حالی صاحب بوڑھے شخص ہین۔ تعلیم دیا کئے ہین انکی نیک نیتی مین شک نہین ہی لیکن غامض نظر نہین رکھتے اور آئینہ کیا ہی اکثر اس دھوکے مین پڑے ہوے ہین اور اُن اثرات کے دقائق کو نہین سمجھتے جو قومی مجموعے پر پڑ رہے ہین۔ مولوی حالی صاحب یش مولانا نذیر احمد صاحب۔ مولوی سید علی صاحب یا مولانا شبلی صاحب کے مذہبی یا تاریخی کتب کی طرف کیون نہین توجہ فرماتے۔ مولانا نذیر احمد صاحب نے قرآن مجید کا ترجمہ فرما کر قوم پر بیحد احسان کیا ہی۔ سچ یہ ہی کہ اسلام کا حق ادا کیا ہی۔ مولانا شبلی نے اپنی تصنیفون سے بزرگان اسلام کا نام روشن کیا ہی۔ سچ کہا ہے جسنے کہا ہے۔

شبلی کا قدم علم کی منزل پہ جما ہی — رفتار پہ نازکے قلم اُسکا تھما ہی
چمکی ہوئی بیہ بزم سلف اسکے بیان سے — روشن ہے یہ معنی کہ وہ شمس العلما ہی

رپورٹر

کارنامۂ خروس

اے عزیزان نادر پرورده
لاکھ ہو بانگ بانگ بے ہنگام
جانو آنکھون مین تم نگہ اسکو
یہ نہ سمجھو کہ مین ہون شہرون مین
مین دنیا مین جان عالم تھا
دھوم تھی میری جاہ و حشمت کی
رات دن عیش خیز مستی تھی
مانتا تھا مری جہان سارا

اے بزرگان سر برآورده
پھر بھی ہی شاہین ہوش کو جام
گوش رغبت مین دو جگہ اسکو
سُن تو لو پہلے میری گذری ہوئی
مین بھی جم جم، قباد اور جم تھا
تو یہ شہرت تھی رعب و عظمت کی
گھر بہ عشرت پڑی برستی تھی
کانپتے تھے سکندر و دارا

بات میری کہین نہ نیچی تھی
دو میرا تھا موج دریائی
اس دلیری سے جنگ کرتا تھا
کون مجھ سے مقابلہ کرتا
داد دیتے تھے سب شجاعت کی
الغرض اک جہان مین شہرہ تھا
میرا لوہا تھا سب نے مان لیا
رو برو کوئی ہو نہ سکتا تھا
کوئی مجھ سے نہ سر کشی کرتا
لطف دنیا کا سب میسر تھا
لعل و گوہر سے پُر خزانہ تھا
مرغیان ڈربے بیچ تھین لاتعداد
پھر ہر اک کو مین خوش ہی رکھتا تھا
تھا کسی کو نہ مجھ سے کچھ بھی گلہ
سب کو اک آنکھ سے مین دیکھتا تھا
عدل و انصاف میری تھا خو مین
گو بہت سی تھین بیگم و خاتون
خوش و خرم سب ایک رہتی تھی
کبھی آیا نہ تھا حسد دل مین
کچھ لڑائی کبھی نہ جھگڑا تھا
سب کو رہتا تھا اپنے کام سے کام
وہ ترقی کے سازوسامان تھے
تھی ترقی ہماری سب سے سوا
گو نہی روشنی نہ پیدا تھی
یان نہ اسکول تھے نہ کالج تھے
کب بڑھاتا تھا ہسٹری کوئی
کب یہ جغرافیے سے مطلب تھا
کچھ نہ سائنس کی ضرورت تھی
ہندسہ کا نہ کوئی تھا شائق
الغرض سب پرانی باتین تھین
گو زمانے نے رنگ بدلا ہے
پر ہماری تو ہی وہی اوقات
گو زمانہ نے چھوڑا راج نہین
اب گئی گذری پر یہ حالت ہی
ڈر کسی کا نہ کچھ اخر ہمیں سر
ایسا فیشن ہمین پسند نہین
کوٹ جاکٹ نہ کوئی سایا ہے
اور لڈی ہے تمام آرائش
میز و کرسی کا بھی نہین دستور
ہم کو اسکا ذرا خیال نہین

باتون تقدیر وطن پہنچتی تھی
جب پہ جھٹکے گیا۔ خلف پائی
سام و رستم کو تنگ کرتا تھا
کون مجھ سے مجادلہ کرتا
قدر کرتے تھے سب جسارت کی
غلغلہ تھا سمک سے تا بسما
سب نے تھا خوب مجھکو جان لیا
شور تو شوہرون نہ کرتا تھا
دم محبت کا ہر کوئی بھرتا
ایک تردد مین یون نگون سر تھا
بے بہا ایک ایک دانہ تھا
نوبت خوش غیرت شمشاد
نیک بد کو سدا پرکھتا تھا
کوئی کرتا نہ تھا مرا شکوہ
ہر طرح سے خیال تھا سب کا
راستبازی مہکتی تھی بو مین
کوئی رہتی نہ تھی کبھی محزون
رشک سے دور رہتی سہتی تھی
تھی کسی سے کبھی نہ کد دل مین
قصہ تصفیہ کا تھا نہ کچھ چرچا
تھا کسی کو نہ کاف لام سے کام
سب قبیلون مین ہم نمایان تھے
تھا تمدن ہمارا سب سے جدا
پھر بھی تہذیب ہم پسند تھی
نہ تعلیم کے مدارج تھے
کب سکھاتا کیمسٹری کوئی
تھی نہ ہیئت نہ علم کوکب تھا
فلسفہ تھا نہ کوئی حکمت تھی
سر سری مین نہ کوئی تھا لائق
ایسی چالین نہ ایسی گھاتین تھین
سارے عالم نے ڈھنگ بدلا ہر
طرز تعلیم کی وہی سب بات
پھر بھی سر سے لیا یہ تاج نہین
وہی عادت رہی طبیعت ہی
جیسی تھی ہی نہین کسی سے نظر
یہ ترقی بھی سودمند نہین
تیرا بلر نہ گھر مین آیا ہے
دو گھنٹی مین بیٹھنی ہی آسائش
کوچ و صوفہ کا بھی نہین مذکور
ایسی پستی کا کچھ ملال نہین

وپے آرام سے غرض مطلب
مرغیان سب ہین گرچہ طاؤس
قوم کی بہتری ہے منظر
خیر یہ تو ہے ایک راج کی بات
یعنی پردہ کے ہم مخالف ہین
ہم مین پردہ کا کچھ رواج نہین
مرغیان ساتھ ساتھ رہتی ہین
کہتی ہین ہر طرح صلاح کی بات
ہر مہم مین مشیر ہوتی ہین
جب یہ تقریر کرتی ہوتی ہین
لکچرون مین وہ پھول جھڑتے ہین
ہوا انہین کے قدم سے سب چہل پہل
ورنہ دنیا مین لطف زیست ہی کیا
ہر جگہ انسے ہی تو رونق ہے
پردہ مین یہ رہین تو سست رہین
کنج خلوت مین یہ فسردہ رہین
بزم خلوت مین کھلکھلاتی ہین
سیر گلشن مین ہی بہار انسے
ہے مزہ اس سے زندگانی کا
انکی دوری مین ایک پل ہی برس

لکار پیرا ہین ہم اسی پر سب
مرشد لطف نے یہ سب ہی آبا و
فکر قومی ہے سب کو آٹھ پہر
اور سنیے گا اک رواج کی بات
نقص ہے اسکے خوب واقف ہین
انکی پابندیون مین لیا ہمیز
ایک دبیات سنتی کہتی رہتی
ہمکو بتلاتی ہین فلاح کی بات
سلطنت کی وزیر بنتی ہین
مونسون سے لڑی بے پردگی ہین
مردہ دل بھی تو جھوم جھوم اٹھتے ہین
انکے دم سے ہی ہین آباد تو گل
کوئی تنہا جیا تو خاک جیا
جو مخالف ہو پورا احمق ہے
سیر و تفریح مین ہی چست رہین
زندہ در گور نیم مردہ ہین
شکل بلبل کی چہچہاتی ہین
گل تو گل ہو شگفتہ خار انسے
لطف آئین ہی نوجوانی کا
اگر نہون ساتھ یہ چمن ہے قفس

راقم۔ فردوس الدولہ
بقلم۔ مرزا لاابالی

ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا

مولانا اودھ پنچ۔ اول تو اخبار انجمن ہند اُسپر باید ولت اقبال سا ذیل مین لکھا ہوا ایلو یہ سونے مین سہاگا یا رنگ مین کھٹائی بس زینت ہوگئی۔ جیسے آسمان کی زینت تاردن سے۔ ہاتھ کی افشان سے دست معشوق کی حنا۔ انگلیون کی انگوٹھیون عورت کی زیور گھوڑدن کی سانسے۔ گدھے اور خچرون کی حاجیونکی سواری سے اسی اخبار انجمن ہند کی اینجانب علیہ الرحمہ کے ایلو یہ سے۔

۱۱-۲-۴م — ۱۱-۲-۴م

شرح قانون انتقال جائداد ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء

معہ ترمیم لغایت ۱۹۰۲ء — صفحہ دو ہزار نظائر مفصل دفعہ وار ہر چہار ہائیکورٹ و پریوی کونسل و چیف کورٹ صدر دیوانی آگرہ و چیف کمشنر اودھ جو حال تک صادر ہوئین مع چند فہرستون کے طبع کرائی گئی ہی جو بقیمت للعہ روپیہ کے مولف سے مل سکتی ہی

المشتہر۔ محمد زکا من الدین وکیل بجنور

جاپان شہسوار

جیسا بٹھا دیا ہے بیٹھے ہین

آپ جانتے ہیں ابدولت کو اخبار بینی کا شوق تو مدت سے بڑھا ہوا ہے پنچ ہند کو دیکھتے ہی کاغذ گیر کی طرح لوپج بیٹھا۔ پہلا ورق گشت زعفران نظر آیا۔ دوسرے ورق کی ردگردانی کی سالنامہ کی بے کے نیچے ایک نقطہ۔ تیسرا ورق پلٹا۔ بزغالی خیالی جیم خالی جو پیٹ میں تین نقطے۔ غرض پہ کما زہاسے بسم اللہ تا تائے تمت ایک ایک حرف ایک ایک نقطہ دیکھ ڈالا۔

عدیم الفرصتی کا برا ہو یہ ایسی پیچھے پچھاڑ کے پیچھے پڑی کہ اخبار کو چار ناچار حوالہ ردی خانہ کرتے ہی بن پڑا۔

چونکہ اس پرچہ کے دیکھنے سے ایک خاص قسم کا اثر دل پر پڑا تھا لہذا آج صبح سویرے بجز دم اسکے اظہار کرنے یا راے لکھنے بیٹھا ہوں یقین ہے وقت کے لحاظ سے پنچ ہی پنچ قلم سے نکلے۔

یہ اخبار ۳۰ وضع حمل کے زمانے یا ۳۴ سال سے دنیا کی آنکھوں میں چکاچوند بجاتا یا یوں کہیے کہ خاک دھول جھونکتا ہے مضمون پر آب و تاب سے پرسیمیون کی مہربانی اور سب سے زیادہ پریس کی بندہ نوازی سے محض رضار ہوں۔ بنیون وغیرہ کی دقت رفع کرنیکے واسطے ہفتہ وار عالم جاودانی سے عالم فانی میں چالان ہو آتا ہے۔

اگرچہ جسم مقدس کی تعمیر کے واسطے صرف کاتب صاحب کا مٹھیا قلم اور سادے کاغذ پر حرفوں کا پلاسٹر لگانیکے واسطے ایک عدد پتھر اور پریس کا بیلن کافی تھا مگر معلوم نہیں کن وجوہات سے تعمیر کا بار ٹھیکہ دار کی گردن پر رکھا ہے اور ٹھیکہ داری کی معرفت آپ گلگشت دنیا کو تشریف لاتے ہیں۔

اب مطلب کی بات سنئے صفحہ اول میں سپاس بیقیاس خبریہ مطلق کے بعد تو اصل اخبار میں جنمین حصہ چہارم میں لوکل اور منقولات کا درج ہونا تحریر ہے۔ مگر عجب بات ہے کہ ورق الٹتے ہی بی لوکل صاحبہ دکھائی دیتی ہیں۔ معلوم نہیں کہ یہ الٹ پلٹ پریسمین کی لاعلمی ہونیکی وجہ سے ہو جاتا ہے۔ حصہ اول آرٹکل کا تھا اور آرٹکل لکھتے لکھتے خانہ دماغ خالی ہو گیا اسی وجہ سے خدا نخواستہ ترتیب کی احتیاج نہ سلسلے کی ضرورت باقی رہی بقول مشہور حاضر میں حجت نہیں غائب کی تلاش نہیں۔ حوالہ قلم کیا گیا۔ چاہے پیوند لگے نہ لگے لوکل خبر تو پوری ہوگئی۔

اس اخبار میں پولیٹکل یا سوشل مسئلہ کا تلاش کرنا کوہ کندن و کاہ برآوردن ہوگا۔ کیا وجہ کہ پولیٹکل معاملات سے نہ تو دلچسپی ہے نہ عمر بھر سابقہ رہا نہ طبیعت کو مناسبت نہ ضرورت حاجت سیکڑوں اخبار اسی بحث میں نکلتے ہیں اگر کوئی صاحب قدردانوں میں سے پولیٹکل مسائل کے دلدادہ ہوں دوسرے اخبار دیکھ لیں۔

سوشل معاملات میں کچھ کہنا سننا فضول ہے۔ اسباب اور سیاست مدن کی ہزاروں کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اخبار کو کیا گئے نے کاٹا ہے کہ بیکار بیفائدہ خدا واسطے تضیع اوقات کرے اور دوسروں کو کیا جنون ہے کہ وہ اپنا دماغ پریشان کریں۔

اب ہمارے اردن کے خیالات انکی کمی نہیں۔ خدا کے فضل سے اخباروں کا نمبر سیکڑوں کیا بلکہ ہزاروں تک ہے سو اخبار کھولا اور مضمون پر نشان کرکے حوالہ کاتب کیا مناسبت غیر مناسبت سے بحث نہیں۔ مطلب تو صرف اسقدر ہے کہ ۱۲ صفحے سادے شائقین کی خدمت میں نہ جائیں۔ خواہ مخواہ کسی مضمون کی تلاش میں دماغ سوزی کرنے کے واسطے کسی کو نوکر رکھنا بالکل فضول بلکہ میں یہاں تک کہتا ہوں کہ کفر ہے

اگر بڑھ کے لات ماری گئی کبھی کوئی دو حرفی مضمون بھی ہوا تو اسکا سمجھنا کار دارد۔ فکر رسائی کی ضرورت ہوتی ہے تو وجہ کیا کہ شدت لیاقت سے اس درجہ لبریز ہوتا ہے کہ جبتک کوئی شخص اسی لیاقت کا نہ ہو کچھ نہیں سکتا ہے۔

بعض پرچوں میں خبریں البتہ نہایت ریاذ کی سے جی کھول کے لکھی جاتی ہیں اور وہ بھی ایک نرالی دھج نئے انداز کے ساتھ۔ چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے درج ذیل ہیں۔

"بالائے سندھ کا حصہ بلوچستان سے ملا دینگے"

تھان ہے تھان ذری شہب خامہ کی باگین لیے ہوے۔ کون صاحب ملا دینگے ارشاد تو ہو۔

"جلیبو میں بعض پنجابیوں نے ایک لیڈی کو گھوڑے سے گھسیٹ کر اسپر ناجائز حملہ کیا"

اس جملہ میں بعض کا پیوند بھی بہت اچھا لگایا۔ کیوں نہو۔

"بیگم صاحبہ بھوپال بخیریت مصروف حج ہیں محرم میں واپس آئینگی"

بجا ارشاد ہوا۔ ۳۴ برس تک متواتر سلسلہ کے ساتھ کرتے کہا کریہ بھی نہ معلوم ہوا کہ حج کب اور کس مہینہ میں ہوتا۔ ذیقعدہ میں حج کی ایک ہی ہوئی۔

"لندن کے تمام اخبارات انگلستان کو تیار رہنے کی تاکید کرتے ہیں"

صحیح ہے قصور معاف یہ بھی معلوم ہو جاے کیوں اور کس واسطے یا یہ وجہ بعد کو بتائی جائیگی۔

"ویسراے کی مجلس لیجسلیٹو کونسل میں مسودہ سیاہ اور مسودہ عدالتہائے دیوانی وصوبجات متوسط غالباً ابکی پاس ہو جائیگا"

کیوں صاحب یہ ابکی سے کیا مراد ہے

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

راقم۔ م۔ ب۔ علیہ الرحمۃ

دہن بلبل کی تحقیق

پرچہ اخبار مطبوعہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۱ء میں ایک سوال متعلق فن درج ہوا تھا اسکا جواب ہمارے ایک مہربان نے کسیقدر شوخ و شنگ لہجہ میں بھیجا تھا مگر اسوجہ سے درج نہ کیا گیا کہ اسمین کسی قدر سختی و مخالفت کی بو آتی تھی۔ اسکے بعد فتنہ کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ہمارے مکرم دوست اور شاعر نازک خیال جناب جلیل کے کلام پر دراصل وہ اعتراض تھا فتنہ نے اپنے ذاتی رسم اور اعتقاد کی وجہ سے اعتراض اٹھانیکی کوشش کی پروا نہ کی اپنی تحقیق و سند سے پبلک کو فائدہ پہنچایا نہ اعتراض رفع کیا اور ہمارے کرم صغیر حسین صاحب ضیا دہلوی کو پھر بھی شک و شبہ باقی رہا خیر اس ہفتہ ہم اپنے نیک دل مہربان حضرت ضیا کے خط کا خلاصہ درج کرتے اور اپنے نامہ نگار صاحب کے جواب کا بھی خلاصہ لکھکے اس گتھی کو سلجھائے دیتے ہیں غالباً دہن بلبل اور منقار بلبل کا جھگڑا ختم ہو جائیگا اور تحقیق پسند حضرات کو بھی تشفی ہو جائیگی۔

تحریر حضرت ضیا دہلوی

فیض صبا یہ ہے کہ جو گذری قریب سے
پھر پھول جھڑ گئے دہن عندلیب سے

یہ مشہور مطلع اس بے مثل شاعر کا ہے جو اپنی قادر الکلامی اور نازک خیالی کے سبب اسوقت کوس لمن الملکی بجا رہا ہے جب یہ غزل درج عطر فتنہ ہوئی تو مجھے مندرجہ عنوان مطلع کی صحت میں شک ہوا تھا جیسا کہ میں نے اپنے قدیمی محسن حکیم برہم صاحب اڈیٹر فتنہ کو لکھا اور ادھر ایک مختصر سا نوٹ اودھ پنچ میں دیا جو اجمالاً میرے منشا کو ظاہر کرتا تھا۔ ناظرین اودھ پنچ نے ابھی کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ۳ فروری کے فتنہ میں حکیم برہم صاحب نے ایک مختصر نوٹ دہن عندلیب کے متعلق میری فہمائش کیلیے شائع فرماکے ممنون احسان کیا۔

اگرچہ حکیم صاحب قبلہ نے میری تشفی کے لیے اپنا بیش قیمت

ارمغان عید یعنی اسلامی عید کارڈ

عیدین کے مبارک موقع پر دوستوں عزیزوں خوردوں حاکموں اور بزرگوں کو عید مبارک کہنے کے لیے جو چھوٹے بڑے ابھرے اور دوہرے مختلف نقش و نگار اور اشعار احادیث و آیات قرآنی سے مزین رنگین اور سنہرے عید کارڈ چھاپے جاتے ہیں اور کاتب سے لکھوا لیے دو دو آنے والے ایسے دیے جاتے ہیں کہ جیسوں روپے میں بھی حاصل ہوں اور اسی لیے ہر دفعہ پہلے سے زیادہ مقبولیت تعلیم یافتہ پبلک میں پاتے ہیں ... سٹ نیچے عید کا رد اول ... درج ہے۔ ... دیا ہے

(۱) تین ڈبلی کیٹ ۵ بڑے ابھرے مع لفافہ اور ۱۲ چھوٹے رنگین و سنہرے } ایک روپیہ

(۲) ڈبلی کیٹ ۳ بڑے ابھرے مع لفافہ ۵ چھوٹے رنگین و سنہرے } نو آنہ

(۳) ایک ڈبلی کیٹ ایک بڑا ابھرا لفافہ اور تین چھوٹے رنگین و سنہری } پانچ آنہ

سرمے کا
مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب
تازہ سندات
انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے
معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون الیانِ ریاست
اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ
کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہی ضعف بصارت
تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار۔ سبل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی
موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائی
اور ادویہ کے آنکھ کے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین۔
چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہی اور عینک کے
استعمال کرنیکی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ
یکسان مفید ہی۔ قیمت اسیلے کم رکھی ہی کہ عام وخاص اس سرمہ سے
فائدہ اٹھا سکین۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہی مبلغ دو روپیہ
ممیریکا سفید سرمہ اعلی قسم فیتولہ مبلغ تین روپیہ ہی۔ خالص ممیری فی ماشہ
بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ علاوہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔
المشتہر
پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور (ملک پنجاب)

جانبرالاہے مگر، اُنکا گھر غیروںکے پاس " جو کمر باندھے ہوئے بیٹھے ہین پہنے دھوتیان
تمنے غیروںسے اُڑایا غیر تمسے لے اُٹھے یہ تو چلتی چھانئے ہے جب کل وہان تھی آج یہان
قصر ویران ہون مبارک تم کو بے بنیاد گھر عقل کے بندے بہت ہونگے ہین بے خانمان
بھول جاؤ جا ہونگے جو تیار اُسکے جانشین سیم و زر کی جن کشودن تو یہان بہائین ندیان
ہونگے تنبلر اور بیرے اُنکے اب قائم مقام لادے پھرتے ہین سرون پر بیچو لفظی ڈگریان
اے گدھو اپنی زاغ و زغن سے غافلو!! تمکو رخصت یہ لگاؤ جیفہ سگ بانگان
پھر وہ کو شرھتا جب دیکھ کر اپنے پہ ناز ہین تمہاری عیش و عشرت کی یہ سب ضیافتیان

"ہے یہ قانون الٰہی جو کبھی ٹلتا نہین"
گو یہ ٹل بھی جائین سب اللہ میانکی گھوڑیان

(بہ قلم "میرزا لاابالی")
(نہار بہی روڈ - بمبئی)

ہجری نیا سال اور نیا چاند

سو سو رتون سے چرخ پہ بن ٹھن کے چڑھا چاند — اُس شوخ کی نظرونسے مگر گر ہی پڑا چاند
شرمایا نہ کچھ تف ہے فلک سر پہ چڑھا چاند — منہ اپنا دکھاتا ہے اُسے روز کھڑا چاند
رخ چاند جبین چاند، کڑا چاند، چھڑا چاند — ان چار پہ صدقے کیا یہ تیرا اسرا چاند
کس سانچے مین ڈھالا ہے یہ کس کل کا گھڑا چاند — کھیرا، نہ رکابی، نہ تغاری، نہ تگھرا چاند
اُس ماہ کے کل در پہ جو اک تارا اڑا چاند — یہ چمکا وہ یہ کڑکا تھا بس بھاگ پڑا چاند
اُس ماہ کے کہنے پہ یہ کیون دن کی لی تھی — آیا نہ ترے سامنے اب بول پڑا چاند؟
کل شب جو مقابل کیا چھو مرے فلک نے — ہر شکل سے ہر بات مین اُسکا ہی بڑھا چاند
لے اس سے لگاوٹ کی نہ یہ سے ہی اڑیگا — لے ان کہا، دیکھ یہ یون سر پہ چڑھا چاند
پرکالہ آتش کو مرے چھیڑا جو اُس نے — جھلا کے دہن زور سے اک منہ پہ جڑا چاند
جرکا دیا رخسار پہ ایسا کہ پڑا داغ — پھر پائے خجالت کے کبھی منھ نہ چڑھا چاند
اچھا فلک پیر یون ہی تول لے تک لا — سو بیچ کو نہ پاسنگ، بنا اب نہ دھڑا چاند
اور یون تو کبھی مجھ سے یہ میزان نہ بیٹھے گی — میرا یہ بڑا چاند ہے تیرا وہ بڑا چاند
یہ ہاسگلے کا ہو تو وہ پاؤن سے لپٹے — خورشید بنے طوق تو بنجائے کڑا چاند
تارے تو بہت تونے شب ہجر مین توڑے — اے نالۂ نارس نہ مگر تجھ سے جھڑا چاند
الّی کے کنارے پہ تو کھٹانہ یون لکھا تو — اے چرخ نہ ہو یہ کہ کھٹائی مین پڑا چاند
چڑھکر لب بام اُسنے رکھا ہاتھ جو سر پر — ہم تاڑ گئے اور عدو سے نہ تڑا چاند
تھا وعدہ شب مین بھی شب ماہ کا پردا — کہائی یہ تارے، اُسے فلک ٹوٹ پڑا چاند
شرما کے کہا وصل مین بیٹھ ہون ترے دیے — "یہ آج اسی گھر پہ ہے کیون آکے گڑا چاند"
کانون مین نہ معلوم کہ کیا غیر نے پھونکا — جیٹھ یا جو گٹی خوب، تو بجلی سے لڑا چاند

جلکر مرے اشعار کو جھٹ آگ بت دی
یہ رشک ہے مطلع مین بھی اسنے نہ پڑھا چاند

راقم - میرزا لاابالی
(رچ بائی - بمبئی)

فرمان شاہی نیچر
بنام
مرزا طاعون بیگ جابر الملک

تمہاری رپورٹون اور نیز ماہ دولت کے مخبرون سے تمہاری کامیابی کی برابر خبرین پہونچ رہی ہین کہ تم ہوش دگوش سے اپنے فرائض منصبی کو انجام دیرہے ہو اور نہایت چستی و چالاکی سے رات دن گشت لگاتے رہتے ہو حتی کہ ایک شیر خوار بچے کی جان لینے اور ایک غریب دکھیاری عورت کے بیکس و بیوا بنانے مین تامل نہین کرتے ہو۔ اور نہ کسی کے خانمان برباد کرنے مین توقف کرتے تم خوشامگی ہاے ہوے پر تم معلق التفات کرتے ہو جس سے تمہاری مستعدی و کاسدالی کا پورا ثبوت ملتا ہی شاباش و مرحبا۔ بیشک۔ ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔

بالفعل تمکو جابر الملک کا خطاب و رسکنڈ درجے کا اختیار دیا جاتا ہے اور آیندہ کیلئے تمکو ایک سال کی مہلت دیجاتی ہی کہ تم بہت جلد اتنی مدت مین پوری پوری دانست اور واقفیت اور نیز کامل تجربہ پیدا کرکے اپنے پدر بزرگوار (ملک الموت قابض الارواح) کی جگہ حاصل کر لو کیونکہ وہ اپنی ہونہار اولادون مین تم ہی کو منتخب کرتا ہی اور اپنی جگہ پر بحال کرنا اور اپنے کل عہدے تمکو دینا چاہتا ہی ہان پارلیمنٹ کائنات سے حکم دیا جاتا ہی کہ ابھی تعداد اموات مین نصف کی کمی ہی اور غالباً تمکو معلوم ہوگا کہ اب موسم تحصیل قریب الاختتام ہی اسلیے بہت عجلت سے کام کرنا کی کو جلد پورا کیجیے اگر تم سے اکیلے انجام نہ پا سکے تو تمکو اختیار کامل دیا جاتا ہی کہ اپنی ماتحتی مین اور طبیبون ڈاکٹرون اشتہار والے دوا فروشون کو انتخاب کرکے اضافہ کر لو۔ اور ابر و باد و بارش کو اپنی نیابت مین تمکو حکم ثانی کا انتظار نہ کرو۔ وقت بہت کم ہی۔ جلدی کرو۔ تاکید جانو۔ فقط

بقلم - ابوالمجد دردیسنوی بہاری

غزل بے بدل

تالی بلعم باعور خدا کی قدرت — آپ ہین عقل سے معمور خدا کی قدرت
سو کھکر ہوگئے انجور خدا کی قدرت — ہم بنے پھرتے ہین عصفور خدا کی قدرت
ابہان سا ہمہ شربت گلاب و قند است — زاغ کی چونچ مین انگور خدا کی قدرت
حق تعالیٰ نے دیا ہے گدھونکو خشکہ — پہلوے حور مین لنگور خدا کی قدرت
ہے ہمسے منوش کو حاصل ہو اقرب مولے — شیخ جنت سے رہا دور خدا کی قدرت
نوکری کرنیسے ہی مانگ کے کھانا بہتر — ہمسے اچھے رہے مزدور خدا کی قدرت
دیکھتے جاکے وہان علمی تھیٹر کے مزے — ایسی تھی نہ بہت دور خدا کی قدرت
بدنصیبی کا برا حال ہو نہ یہ ارمان نکلا — ہاے ہم ہوگئے معذور خدا کی قدرت
کی تھی درخواست جو ملق نے ترشی کیلئے — کہتے ہین ہوگئی منظور خدا کی قدرت
رند کے کہنے سے زاہد نے چھڑک لی جو شراب — اور ڈاڑھی ہوئی پرنور خدا کی قدرت
شاہد ناز کے کوٹھے کی یہ عزت افسوس — لوگ کہتے ہین اُسے طور خدا کی قدرت
اس صدی مین ہوئین مشہور انوکھی باتین — عسل دینے لگی زنبور خدا کی قدرت
شوق دیدار جوانان پری پیکر تھا — لیڈیان ہوگئین مجبور خدا کی قدرت
تیلیان توڑکے سنتے ہین نکالی حسرت — ہوئین دیدار سے مسرور خدا کی قدرت
جمع ہوتی ہین جو ارواح خلائق آمین — کوئی زنبیل نہین اصور خدا کی قدرت
بعد مرنیکے ہوئی رندونین عزت انکی — شیخ جی ہوگئے مغفور خدا کی قدرت
واہ کیا شان نکل آئی ہی مینوشی مین — پس کے میخوار ہوے حور خدا کی قدرت
زاہد خشک تو جنت مین کرے گرم بغل — اور ہم پائین نہ ایک حور خدا کی قدرت

[illegible]

یورپ کے سامنے روس

دغا۔ دغا۔ دیکھتے جائیے۔ یون مل دونگا۔ سانس پیٹ مین سما لے

دہن عندلیب

فیض صبا ہی کہو گو دری قریب سے
کچھ پھول جھڑ گئے دہن عندلیب سے

جملوں تحقیق نہیں کہ بلبل منہ سے گاتی ہی یا چونچ سے یا اور کسی جگہ سے ہمیں بات کو تو ڈاکٹر صاحب بتا سکینگے۔ ان کو بی چونچ کو چیز اٹھانے پھرتی ہی (منہ میں نہیں) تو کہتے ہیں چونچ میں یا منقار میں لیے پھرتی ہو۔

بے مہری ہو بلبل چونچ میں گل
کئی دفعہ شعر کا تم کو بھی منقار سے منسوب کرتے ہیں۔

منقار سے ہزار شفقت سے پر تھے
یا رب نہ یہ خبر ہے صیاد پر کھلے

کسی استاد کا مطلع ہے۔ انسان میں تو منہ اور زبان اور دانت وغیرہ سب ملکر کام دیتے ہیں صرف ہونٹوں کو لیجئے تو یہ اسکی چونچ ہو۔ (کیا لوگ اسی سے کہتے ہیں آپ بھی عجیب چونچ ہیں) گانے میں منہ اور زبان اور دانت اور تالو سب کام آتے ہیں۔ سچ پوچھئے تو منہ ان سب کا مجموعہ ہی بلکہ اور بہت کچھ کہتے ہیں۔ منہ نہ دکھائیے یہ مطلب نہیں کہ منہ کھولکر نہ دکھائیے۔ منہ سے گاتے ہیں زبان سے گانا بے جوڑ سا معلوم ہوتا ہی۔ دانت سے گانا کہیے تو کہا جاسکے کہ آپ عجیب چونچ ہیں۔ ہونٹوں سے گانا چڑیوں کی نقل اتارنی ہو۔ نقر کے معنی آواز کے ہیں جو انگلیوں سے پیدا ہوتی ہو۔ منقار اسم آلہ آلہ دانہ چیدن بھی اسکے معنی ہیں۔ بلبل منقار سے دانہ اٹھاتی ہو پھر نہ معلوم پیٹ تک پہونچانے میں کن کن اعضا کا عمل ہوتا ہے اظہار معنی میں محاورات کا اتباع کیا جاتا ہو۔

اگر محاورہ مخصوص اور مستقل نہیں تو وہ لفظ استعمال کیا جاتا ہی جو معنا حسن و ادراک سے زیادہ قریب ہو اور یہی خوبی کلام ہو کبھی ضرورتاً ایک زبان کے لفظ کا ترجمہ دوسری زبان میں کر دیا جاتا ہو زبان کل کی بھی لیتی ہو تو فصاحت سے ایک جیب فرق ہو جاتا ہو بلبل کا کیا منہ ہی جو تمہارے سامنے زبان کھولے۔ اسکی جگہ کہئے کہ بلبل کا کیا دہن ہو کہ تمہارے سامنے زبان کھولے تو اچھا معلوم

لیکن اسی محاورات کے لپیٹ میں الفاظ موزون کے ساتھ اسکی بحث ہو جاتی ہی۔ میر تقی صاحب کا فرمانا۔ ع
اے عندلیب گلشن تیرا لب و دہان ہیچ

اسی میں حامل جو معنی کی خوبی نے سستی نظم پر پردہ ڈالدیا ہی عندلیب کہنا کافی تھا گلشن تکمیل ارکان کے لیے ہی۔
اگر گانے یا دانے کا خیال ہو تو منقار ہی زیادہ موزون ہی جو سندیں پیش کی گئی ہیں وہ صریحاً نغمہ سنجی یا دانہ چیدن کی نہیں ہیں تنا گیا منہ ہی۔ اسکا ترجمہ میر صاحب کا مصرع
یا منہ میں عندلیب کے تھے برگہای گل
صاف ہی۔ یہان گانے کے معنی تو ہیں نہیں۔ بلبل چونچ میں برگ گل لیے تھی۔ حافظ صاحب نے فرمایا۔ ع
بلبلے برگ گل خوش رنگ در منقار داشت
میر صاحب نے فرمایا عندلیب کے منہ میں برگ گل تھے یہ تو آپ کہ نہیں سکتے کہ حافظ صاحب والا بلبل جو چونچ میں پھول لیے تھا اس سبب سے اخون نے منقار فرمایا۔ میر صاحب والا بلبل منہ میں

پھول لیے تھا۔ اس سبب سے میر صاحب نے منہ فرمایا یعنی میر صاحب والا بلبل پیٹو تھا زیادہ اندر کی طرف لیگیا تھا لہذا منہ کہا گیا یہی کہنا پڑیگا ایک ہی بات ہی منہ سے بات نکلی تو زبان سے زبان سے نکلی تو منہ سے بات نکلی ایسے محل میں امتیاز ضروری ہو خبردار زبان نہ ہلائیے گا خبردار منہ نہ ہلائیے گا" دہن بلبل غلط کیون ہونے لگا۔ دہن منقار زیادہ قریب المعنی اور مناسب لفظ ہی۔ منہ عام ہو بہ نسبت منقار کے مخصوص خاص ہو تو خاص لفظ زیادہ مظہر معنی ہوتا ہو۔ حضرت ضیا نے شعر زیر بحث کے یہ معنی سمجھے ہیں کہ عندلیب جو قبر عاشق پر کچھ پھول لیے بیٹھی تھی صبا کی عنایت سے وہ پھول دہن عندلیب سے نکلکر تربت عاشق پر گر گئے جسکے لیے وہ صبا کا احسانمند ہوا اور اسی کے احسان کا اظہار شعر میں کرتا ہو۔

حضرت ضیا نے یہ معنی بیان فرمائے اور کسی نے اس سے انکار نہیں کیا تو یہی معنی ہونگے۔ لیکن ایک مجھ سے شخص کو جو شعرا کے مذاق اور ترتیب تصویر سے بہت کم آگاہی رکھتا ہو اور جو

میکاڈو شاہ جاپان

وزیر جنگ جاپان

سلسلہ واقعات پر یوں نہیں نظر کرتا ہو جسطرح کہ وہ نیچرل طور پر واقع ہوتے ہیں اس معنی کے قرار دینے میں نہایت دشواری ہے حافظ شیرازی نے تو بلبل کے منقار میں ایک برگ گل ملاحظہ فرمایا میر صاحب نے ہندوستان میں اسکے منہ میں ایک سے زیادہ پتیان دیکھیں ایک مستانے پورا پھول اسکے چونچ میں دیکھا۔ لیکن اس شعر کے مصنف نے عندلیب کے منہ میں ایک نہیں دو نہیں بلکہ ایک گلدستہ پھولوں کا ملاحظہ فرمایا۔ ہوا چلی تو سب بدل نہیں گئے کچھ پھول جھڑ گئے۔ دہن عندلیب سے یہ قیاس چاہتا ہی کہ کم سے کم پانچ پھول تھے تین پھول گر گئے دو رہ گئے۔

نیچرلسٹ تو تحقیق ہوگی کہ بلبل منہ سے کسقدر بوجھ اٹھا سکتی ہی اور اسکے منہ میں پھولوں کے گرفت کرنیکی وسعت ہی لیکن میں خیال کرسکتا ہون کہ بلبل چار پانچ پھولوں کو ایک ساتھ

چیمبرلین کے قولنج ہیضہ و پیچش کی دوا

پیچش قولنج ہیضہ اسہال کرواہٹ و پیٹ کے درد کیواسطے دنیا بھر کی دواؤں میں بہترین دوا ہے بعد وقت ایک مشہور ڈاکٹر نے حال میں لکھا ہو کہ تمام امراض شکم کیواسطے جتنی دوائیں مجھے معلوم ہیں ان سب سے موثر چیمبرلین قولنج ہیضہ پیچش کی دوا ہی اور اکثر میں نے ہیضہ میں دی ہو نہایت فائدہ کیا ہے خاصکر شکایات اسہال میں قابل استعمال ہو اور اگر جی متلاتا ہو تو بہت فائدہ کرتی ہو ہیضہ کی ابتدائی حالت میں اگر بر وقت ضرورت دیجائے تو دو۔ دا و عارضہ کی سخت تکالیف کو بہت کم کر دے پس کوئی گھر چیمبرلین کے قولنج ہیضہ اور پیچش کی دوا سے محروم نہ رہنا چاہیے آج ہی خرید و اسکے ذریعہ سے جان کی حفاظت ہوتی ہو قیمت صرف صہ ہر مقام سب دوا فروش بیچتے ہیں چنانچہ لکھنؤ میں ڈاکٹر محمد یوسف خان کی دوکان میں جو بمقام نظیر آباد ہی چیمبرلین کی سب دواؤں کا ذخیرہ ہے

اٹھانا اسکا بہت دشوار نہیں ہوسکتی اس نازک جانور کو ضرور دقت پیش آتی ہوگی۔ اگر کہئے کہ کوئی گلدستہ اٹھا لیگی تب بھی مین کہونگا کہ بہت بوجھ ہوگا۔ اور بلبل کو ایسی جفاکشی سے کیا فائدہ اور یہ بیہودہ حرکت وہ کیون کرنے لگی۔ دو ایک پھول سونگھنا مضائقہ نہیں مگر مٹھون کے لیے ایک مسلم پھول سہی۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ شاخ گل کو صاف کر دیے اسکے آگے بڑھیے تو نہین سمجھ مین آتا کہ وہ قبر عاشق پر کس غرض سے اپنی چونچ کی گود مین یہ پھول انکا خرمن لیے ہوے بیٹھی تھی اگر عاشق کے قبر پر پھول چڑھانے گئی تھی تو وہان پہونچکر اسکو کیا خبط ہو گیا کہ گم صم ہو کر بیٹھ رہی نہ چمن کا خیال نہ عاشق کی راحت کا خیال کشمکش مین بار کو زیادہ کر رہی ہو اور بوجھ سنبھالے ہوے اور گردن تانے ہوے بیٹھی ہو یہانتک کہ ہوا بھی چلی اور تب بھی اُسنے دو ایک پھول چونچ مین دبا رکھے۔ کیونکہ کچھ پھول بکھر گئے سب نہین۔

یہ مفہوم نہین ہوسکتا کہ بلبل کو عاشق کے عشق مین کچھ معلوم ہوتی لہذا اُسنے باقی پھول نہ گرائے۔ اگر یہ فرمایئے کہ بلبل کو قبر عاشق کی پروا نہ تھی وہ تو اپنے کسی طرف جا رہی تھی راہ مین دم لینے کو بیٹھ گئی تھی۔ بوجھ بھاری تھا۔ تو مین کہونگا کہ اول تو چمن سے اسقدر پھول چرا کر بھاگنا اور اس اہتمام سے منزل کا طے کرنا ایسی ایکطفلی کا کام ہو نہ کہ بلبل سے نفیس طبع جانور کا دوسرے یہ کہ کسی درخت پر بیٹھ جاتی۔ ممکن یہ ہوسکتا ہو کہ قبر زیر درخت ہو لیکن ایک تیسری دقت اور ہو حافظ صاحب تو فرماتے ہین ایک برگ گل بلبل کے منقار مین تھا۔

بلبلے برگ گلے خوش رنگ در منقار داشت
واندران برگ و نوا خوش نالہاے زار داشت

یعنی وہ اپنے کار عاشقی مین مشغول تھی۔ حافظ صاحب کی بلبل کے منقار مین ایک پتی تھی اسکو لیے ہوے بھی نالہاے زار ہوسکی ہونگے یہان تو اسقدر پھول تھے کہ نالہاے زار کیا معنی بوجھ کے مارے سانس لینا مشکل ہوگا اس بات کا سمجھنا مشکل ہو کہ اس عندلیب نے کیون کار عاشقی ترک کر رکھا تھا بیشک یہ کہا جا سکتا ہو کہ کیا سب بلبلین ایک ہی مزاج کی ہوتی ہین یا ہر وقت ایک ہی سا مزاج رہتا ہو۔ یہ بلبل اپنے آشیانہ کی طرف جا رہی تھی وہان پھولونکو رکھتی پھر دم لیکر فراغت و اطمینان سے گانا وانا شروع کرتی۔ شاید ایسا ہی ہو لیکن بہت ہی بعید القیاس ہو عاشق کی طرف سے اظہار احسانمندی کا مضمون بھی صاف ہو اور صبا نے کون اچھا کام کیا کہ عاشق سے یعنی بلبل سے اُسکے معشوق کو یعنی پھولون کو چھین کر قبر پر گرا دیا۔ صاحب قبر پھول کے عاشق تو تھے نہین ہان کچھ تفریح ہوئی ہوگی۔ صاحب قبر بڑے خود غرض ثابت ہوتے ہین کہ ذرا سی تفریح کے لیے عاشق کا لٹوانا پسند فرما کر صبا کے شکر گذار ہین اور صبا کو آیندہ کیلیے ایسے ظلمون کا شوق دلاتے ہین۔

الغرض مجھکو تو اس معنی کے تسلیم کرنے مین بہت تامل ہو لیکن

شہنشاہ نکولس روس

مین کیا اور میرا قیاس کیا۔ مین اقرار کرتا ہون کہ میری نکتہ چینی طالب العلمانہ ہو اور یہ کہدیا جا سکتا ہو کہ "شعر مرا بمدرسہ کہ برد" خیر مین تو اول نظر مین شعر کے یہ معنی سمجھا تھا کہ ہواے بہار کا جھونکا بلبل کی زمزمہ سنجی کا باعث ہوا۔ آئی ہوئی بات کہی بات۔ کچھ پھول بکھر گئے سے یہی معنی کہ بلبل کو جوش آ گیا اُسنے کچھ زمزمہ سنجی کی اگر کہیے کہ ہواے بہار کا لفظ تو شعر مین ہے نہین پھر آپ یہ معنی کہان سے لے اُڑے تو مین عرض کرونگا کہ قبر کا لفظ تو شعر مین بھی نہین پھر آپ نے یہ معنی کہان سے کھود نکالے۔ یہ معنی تو اس مطلع پر گران تر مین بہ نسبت پانچ پھولون کے منقار بلبل پر۔

مین تسلیم کرتا ہون کہ بلحاظ ان دونون معانی کے مطلع اپنی ترکیب مین نہایت سست ہو پھول بکھر گئے بھی عجب بندش ہو۔ حضرت ضیا کے معنی کے لحاظ سے گر جانا چاہیے۔

میرے ریمارکس اگر صحیح ہین تو اسکی ذمہ داری حضرت ضیا پر نہین ہو بلکہ خود مطلع کے الفاظ پر ہو ممکن ہو کہ مصنف نے کچھ اور معنی رکھے ہون۔ اور مین حضرت ضیا سے کہونگا۔

اے صبا مایہ سودا نہ تو داری در سر
بوے آن زلف چلیپا نہ تو داری با من

مین ممنون نہین ہون حضرت ضیا نے تحریر فرمایا ہو کہ کوئی اور بھی کچھ لکھے لہذا بحیثیت خادم پنچ یہ چند سطرین گذارش کی گئین چونکہ معنی پر بحث ہو کچھ انبساط طبع ناظرین کی امید ہو اور اس خیال سے پنچ کی شان کا بھی لحاظ رکھا گیا ہو۔ اگرچہ مطلع درحقیقت اچھا نہین ہو اور مصنف استاد مین تو اس مطلع سے یا ایسے دس مطلعون سے انکی استادی مین خلل

الگزیف

نہین پڑ سکتا۔ مولانا دکنی کی تحریر مین یہ فقرہ کہ "دل نیسے لاابالی کو ہمہ تن گوش بنائے ہوے ہو" نہایت ہی لطیف اور عمدہ ہے۔

ریویورٹر

وزیر جنگ روس

روس کے ساتھ آنکھ مچولا

تجنیس تقلیب و تصحیف

زروئے یار خواہم ضد شرقی

ضد شرقی مغربی ہوا۔ غربی سے تجنیس عربی ہوا۔ عربی سے تصحیف ربیع ہوا۔ ربیع یعنی بہار۔ بہار تجنیس نہار ہوا۔ نہار یعنی روز۔ روز یعنی یوم۔ یوم بہ تقلیب موے ہوا۔ موے یعنی شعر (بال) شعر بہ تجنیس شعر ہوا۔ شعر یعنی بیت۔ بیت یعنی خانہ (مکان) دار۔ دار بہ تقلیب راد ہوا۔ راد سے تجنیس زاد ہوا۔ زاد یعنی توشہ۔ توشہ بہ تصحیف بوسہ ہوا۔

اور مطلب یہ قرار پایا کہ از روئے یار بوسہ می خواہم۔

یہ شعر اور اسکی توضیح اسقدر مشہور ہے کہ اسکا اعادہ ویسا ہی ہے جیسا کہ ندوۃ العلما کے ہر سالانہ جلسہ میں کسی نہ کسی ری کا وعظ علم کی فضیلت پر یا کسی نو مشق مضمون نگار کا مضمون اتفاق کی خوبیوں پر جسمین بادشاہ اسکے سات بیٹوں اور چھڑیوں کے بنڈل کی حکایت ضرور ہوتی ہے کہ بنڈل ان ساتوں سے نہ ٹوٹ سکا لیکن علیحدہ علیحدہ ہر ایک نے ایک ایک چھڑی کو بہ آسانی توڑ ڈالا۔

ان تو بیان یہ کرنا ہے کہ شعر مندرجہ عنوان کا لطف چونکہ کثرت استعمال سے جاتا رہا تھا اسلیے ہماری قوم کے باغ کے ایک نونہال غنچہ یعنے اڈیٹر رسالہ عصر جدید نے اسی انداز کا ایک جدید فقرہ تصنیف فرمایا ہے۔

اس موقع پر شاید یہ اعتراض کیا جائے کہ فقرہ کے ساتھ تصنیف فرمایا کیا معنی رکھتا ہے تو مین بڑی سنجیدگی کے ساتھ التماس پیرا ہوں کہ چونکہ مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ کو شاعری سے قطعی نفرت ہے اسلیے انھون نے اپنے خیال کو نثر ہی مین ظاہر کیا لیکن مضمون اس فقرہ کا گہرا بلکہ بہت گہرا ہے یہان تک کہ وہ شاعرانہ نازکخیالی کی حد سے بھی گذرا ہوا ہے اسلیے اسکے ساتھ تصنیف ہی کا لفظ مناسب ہے۔

اصلاح زبان اردو کے متعلق فرمایا ہے کہ اردو کی امداد کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اردودان قوم کی حالت درست کیجائے۔

"قوم کی حالت" اور "درست کیجائے" کے درمیان ایک فقرہ بذریعہ "اصلاح تمدن" محذوف ہے اور اہل دانش پر پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ امر اس فقرہ کی کمال بلاغت پر روشنی ڈالتا ہے۔

مفہوم اس فقرہ کا یہ ہے کہ اصلاح تمدن کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ خیرات بند کر دیجائے۔ جب خیرات موقوف ہوگی تو لوگون کے پاس اس مد کا روپیہ ضرور کچھ نہ کچھ جمع ہوگا اور جب روپیہ جمع ہوگا تو ممکن ہے کہ انھین مدرسۃ العلوم علیگڑھ مین چندہ دینے اور اپنی اولاد کو وہان تعلیم دلانے کی خواہش پیدا ہو اور ممکن ہے کہ یہ خواہش عملی صورت اختیار کرے اور چند نوجوان علیگڈھ مین تعلیم پانے لگین اور ممکن ہے کہ نئی روشنی دماغونکو منور کر دے اور انکی دلی قومی ہمدردی سے لبریز ہو جائین۔
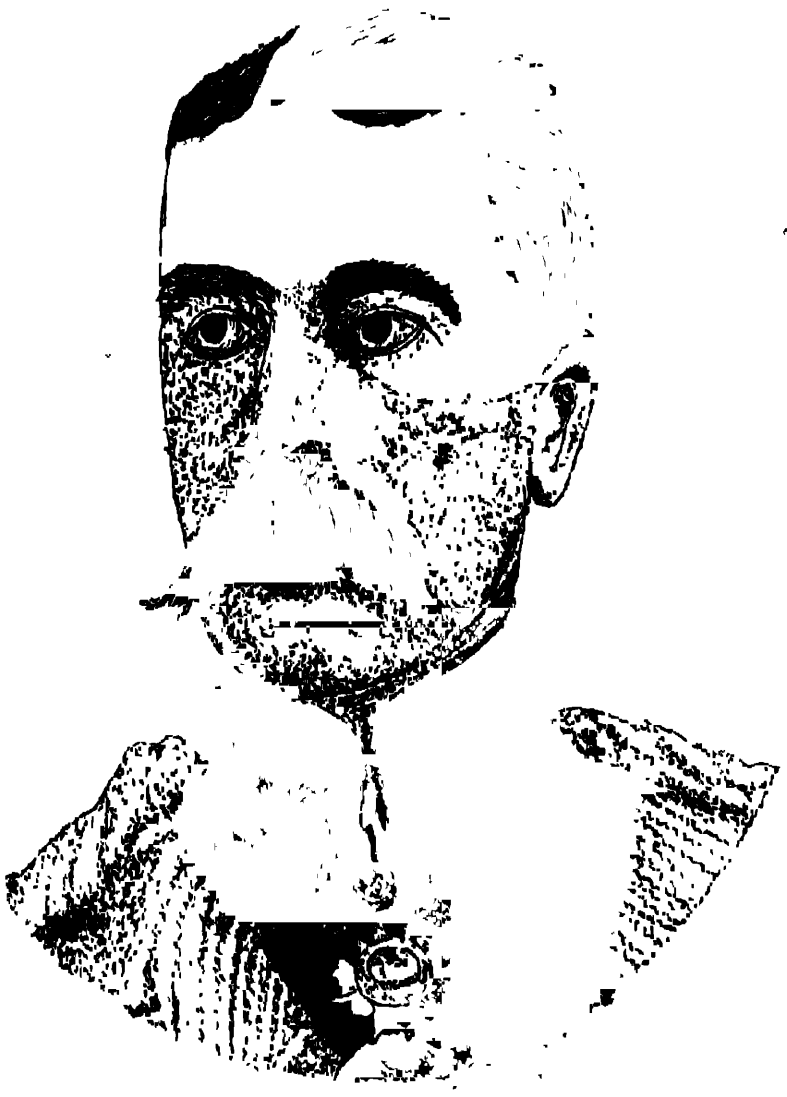
ہِز ایکسیلنسی ہوراشیو ہربرٹ کچنر بیرن کچنر میر عسکر افواج ہند جی۔سی۔بی۔ کے۔سی۔ایم۔جی۔

اور جب قوم کا درد دل مین موجود ہوگا تو ممکن ہے کہ انکو اپنی قومی زبان کی جانب بھی توجہ ہو اور ممکن ہے کہ انکی توجہ شوق کے درجہ تک پہونچکر عملی صورت اختیار کرے اور وہ چند اخبارون اور رسالون کے خریدار بنجائین۔ لیکن چونکہ نئی تعلیم انکے دل و دماغ پر پورا قبضہ پا چکی ہوگی اسیلیے وہ اخبارون مین اودھ پنچ اور رسالون مین اردوئے معلی تو خریدینگے نہین کیونکہ انمین کبھی کبھی شعر و شاعری و گل و بلبل کا بھی ذکر ہوتا ہے جنسے انکو کلی نفرت ہوگی۔ اسلیے ضرور ہے کہ اخبارون مین البشیر اور رسالون مین عصر جدید کے

روس — مین خشکی ہی کا بھالو نہین - تری کا مگرمچھ بھی ہون

پہیلیون کا حل

نمبر ۲

مطبوعہ ۲۱ جنوری ۱۹۰۴ء

(۱) چوہا دم کو ڈنک کے اپنی ناک ہاتھ سے دبا لیتا۔
(۲) کتنا ہائے ہائے ٹانگ کا پھوڑا ٹوٹ گیا ہاتھ صورت واشد
دل بستا شوہوتا۔ ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑجاتی اور ٹانگ
چھوٹ جاتی۔ چور بھاگ جاتا۔

محمد یوسف صاحب مہرلی۔
محمد عاشق صاحب لکھنؤ۔
مگر ان دونون صاحبون نے پہلے حصے کا جواب جو بہت سہل تھا
صحیح دیا ہے باقی دوسرے حصے کا جواب غلط ہے۔
شیو سنگھ صاحب کیتاری "جواب مین یہ شعر موزون فرماتے ہین
ناک چٹکی سے دبا تا دم چور ٹانگ جھٹکے سے چھڑاتا دم چور"
مگر افسوس ہے شرائط مقررہ کی روسے ہم کسی کا حل صحیح نہین
شمار کر سکتے۔

پولیٹکل سوال

مندرجہ ہفتہ گزشتہ

تحفہ بھیجنے مین روس نے جاپان سے اشارتاً کہا کہ بیرنگی طرح
آتشبازی کا تماشا دکھانے چھچھوندر کی طرح کرنے کوتنے دوڑنے
اور نمائشی حملے قلعو نپر کرتے پھرو۔
جاپان نے اشارتاً جواب دیا تم بھی نادانون کی طرح بیجان
چینی اور جرمنی کی بودی نمائش اور فرانس کی صرف
دل خوش کرنیوالی امیدون انگریزی تڑاتے دارمٹھائیون
سے جی بہلاؤ۔
اسکا جواب بجز ایک تلنگے مہربان لال بجھکڑ کے کسی نے
نہین دیا جسکو ہم حسب وعدہ شائع کرنے پر مجبور بھی ستھے۔
نہین معلوم روس اور جاپان اپنی کارروائیون سے دنیا کو
اسکا جواب کب دیدیتے کہ بوجھنے والے منہ دیکھتے رہجاتے

دو احمقون کا تکبر

روس۔ ہم بڑے ہین ہماری بات بالا رہتی ہے ہم جو چاہینگے
وہی ہوگا۔
جاپان۔ ہم بڑے ہین آج کسی کی مجال نہین کوئی آنکھ ملا سکے
روس۔ ہمارے سامنے تم کیونکر بڑے ہو سکتے ہو۔ ہم بڑے ہین
جاپان۔ واہ ایسے بڑے کہ ابھی ہم نے جلتے ہین۔
روس۔ اونٹ جبتک پہاڑ کے نیچے نہین آتا جانتا ہے
مجھسے بڑا کوئی نہین۔ ارے بڑے ہم ہین۔
جاپان۔ چہ خوش۔ اس بھروسہ پر نہ رہیئے گا۔ بڑا
ہونے پر آؤن تو پھول کے گدھا۔ ذرا سے چینسا ہاتھی
بمنہ سوا لرس۔ ٹیلہ۔ پہاڑ بلکہ ہمالیہ کا سلسلہ
ہو جاؤن۔ کہین دہی کے دھوکے کپاس نہ کھا جایئے گا۔
ارے بڑے ہم ہین۔ بالفعل بھی ہین اور بالقوۃ بھی ہین۔
بات ہماری بڑی ہمت اور جودت ہماری بالا بلکہ بول بالا۔
روس۔ اسے تو جانتا ہے ہم حماقت مین بھی بڑے ہین۔
جاپان۔ ۔۔۔ آ اسمین کمبخت ذرا کم ہون ہوتے اپنی حماقت
دکھاؤن تو آپ کا شمار ہے آلو ہو جائین۔ ساری بڑائی
فاختہ کی طرح آپ کے گلے مین حلقہ بنجائے۔
روس۔ فاختہ تو آپ ہے اگر کہ تو نہرے آلوون کو بھی نام
گنا دون جنکی تو دم بنا ہوا پھرتا ہے۔
جاپان۔ بے اس کی سی حماقت بتاؤن مین ایسا ویسا
دم بریدہ احمق نہین ہون۔ مین جب حماقت پر آتا ہون
تو بالکل عقل جھاڑ کے یکبارگی ٹوٹ پڑتا ہون بلکہ بقول
بھانڈون کے بھربھرا پڑتا ہون۔ شکار بکا ہکار بجا تا ہے
اسکے ہاتھ تک طوطے ساری دنیا مین ٹین ٹین کرتے پھرتے ہین
روس۔ اور یہان کی حماقت دیکھو تو تمھارے حواس
خود بہ بکھرتے آ جائین۔ پہلے تو آلو کی طرح چپ چاپ
آنکھین لگائے بیٹھے رہتے ہین۔ مخالف سمجھتا ہے
کاٹھ کا الو بنا کے ڈرانے کو بیٹھا دیا ہے پھر گھات پر حوا ہر
درست کرکے چونچ سے ایسا زخم لگاتے ہین کہ گلا ڈاک
کی گرفت ساونٹ کی بکر میمین بول جاتی ہے دنیا ادھر
کی ادھر ہوجائے
(مین جنبد زان جنبد جنبد ازجا نمی جنبد)
جاپان۔ اچھا اپنی اپنی حماقت کی کارروائی کے تماشے
یہ احمقستان یعنے پالکی نہ دیکھ ہی لے گا کہ دن گئے
کے راتین۔
روس۔ اگر حماقت ہی کا مقابلہ ہے تو دیکھ لینا
تمکو دم بنا کے نہ چھوڑا ہو تو آلو نام نہین ہم اسمین بھی
تجھسے بڑھے ہوے ہین۔
جاپان۔ اگر یہ ہے تو فاختہ کوئی اور ہونگے جو آگے
ترقی کرکے لقمہ اور لوٹن کبوتر بنجاتے ہین۔ اگر آج
جسامت مین کم ہین تب بھی چند ضرور ہین کیا معنی
دنیا کی ویرانی نحوست مین بڑے آلو سے رتی بھر ادھر مین
کم نہین۔
روس۔ اچھا دیکھے لیتے ہین نا۔
انسان۔ ارے بھئی تم دونون برابر سہی۔

یہ انمول کتب قابل قدر ہین

عدد التاریخ۔ معروف بہ تفصیل تاریخی تین عدد سے دو ہزار
بیس تک کے تاریخی الفاظ۔ فقرات۔ نوادرات۔ ضرب الامثال
آیات۔ حدیث۔ نام وغیرہ جمع ہین کئی لاکھ موزون۔ ہر قسم کے
تاریخی مادے۔ تحفہ روزگار۔ عہ
گنج شائگان۔ معروف بہ ٹکسال۔ قدیم شاہان ایران سے
لیکر آجتک کی دنیا بھر کی بادشاہتون۔ ریاستون وغیرہ کے سونے
چاندی۔ تانبے کے سکون کے دونون رخ کی اصلی تصویر بالـ
وزن۔ مالیت۔ تاریخی دنیا مین قابل یادگار ہین۔ عہ
تاج ونشان۔ المعروف بہ تاج الملوک۔ قدیم شاہان ایران
سے لیکر آجتک کے بادشاہتون اور ریاستون وغیرہ کے تاج و
مارک وغیرہ کی اصلی تصویر بحال۔ قابل دید و یادگار عہ
تائید الاسلام۔ روبحیر مین قابل دید۔ ۶/
وقف بغیہ کا فیصلہ۔ جسکی دھوم مچی ہوئی ہے۔ ۲/
دکھی کی پکار۔ پُر درد مناجات۔ وظیفہ کے قابل۔ ۱/
فیصلہ۔ مقدمہ علی کی سنوار۔ قابل دید ۱/

المشتہر

منیجر نیر اعظم بک ایجنسی مراد آباد روہیلکھنڈ

گورنمنٹ انڈسٹریل اسکول لکھنؤ اودھ

نئے قاعدہ کے مطابق اب لڑکے اس اسکول مین داخل ہوسکتے ہین انکو
لکڑی اور لوہے کا کام اور عام تعلیم مثلاً انگریزی نقشہ کشی وغیرہ
سکھائی جائیگی جو کہ کاریگر سکھائے جانیوالے اور ضروری معنا مین
مین اعلی قسم کی مہارت حاصل کرنیوالے لڑکون کے لیے مناسب ہوتی ہے
جس سے کہ وے اپنی ذاتی محنت سے ایسے اعلی عہدے مثلاً فورمین وغیرہ
کے حاصل کر سکین اس واسطے پر ایسے لڑکے ان معمولی مستریون سے جنکو ایسی
تعلیم نہین دیگئی ہے کہین بڑھکر ہونگے خاص لیاقت کھانیوالے لڑکے
ہر سال رڑکی کالج بھیجے جاتے ہین جو کہ وہان کے کارخانہ مین ایک خاص قسم
کی تعلیم پاتے ہین۔ اسپیشل ڈرائنگ کورس مین وے لڑکے بھرتی ہوسکتے
ہین جو کہ اپر پرائمری کلاس پاس ہین۔ نقشہ کشی اور نقشہ سکھانیکا
طریقہ اچھی طرح بتلایا جاتا ہے اور ڈرافٹ مین ڈرائنگ ماسٹری کشیدہ
کا کام لڑکون کو سکھایا جاتا ہے۔
جو حاضر باش لڑکے اپنے کام مین ترقی کرتے ہین انکو وظیفہ دیا جاتا
ہے اور سالانہ انعام بھی دیے جاتے ہین۔ وظیفہ معمولی قاعدے اور طریقہ تعلیم
و صنعت و حرفت وغیرہ کی بابت قواعد کو دیکھو جو اس صوبہ کے
جملہ ضلع اسکولون کے ہیڈ ماسٹر سے مل سکتے ہین
ایس سی۔ سوین جاٹ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ انڈسٹریل اسکول لکھنؤ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب
پانچ ہزار روپیہ انعام
تازہ سندات
اسنے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے
معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں ناموشفاکٹروں الیان یاسنات
اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ
کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہو ضعف بصارت
ککرے چشم دھند جالا پڑوال - غبار سبل - سرخی پھولا - ابتدائی
موتیا بند ناخنہ - پانی جانا خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم سجاری
اور راد ویہ کے آنکھ کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں -
چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہو اور عینک کے
استعمال کرنیکی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ
یکسان مفید ہو - قیمت اسیلے کم رکھی ہو کہ عام وخاص اس سرمہ سے
فائدہ اٹھا سکین - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہو مبلغ دو روپیہ
ممیر ا کا سفید سرمہ اعلی قسم فیتولہ مبلغ تین روپیہ ہو - خالص ممیرئی ما قسم
بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار -
المشتہر
پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور (ملک پنجاب)

بچون کا کھیل

(ہدایت اس دورے کی بابت جانب ٹیک لگی ہے ورنہ.....)

روس جاپان کی ٹکر

زبان کا زخم نہیں ہے وار ایسا | کہ جسکا نہین زخم بھرتا ہے اصلا
جو ہو بات سیدھی تو عالم ہو سیدھا | زبان کج اگر ہو تو ہے ملک ٹیڑھا

زبان کام کرتی ہے تیر و تبر کا
زبان ہی سے ہوتا ہے خون اچھا جگر کا

ہین قدرت کے بھی کیا عجب راز پنہان | سمجھتی نہین جسکو کچھ عقل انسان
ہمارے نہین سبب منھ مین دندان | زبان پر کبھی رہتی ہے تیغ بران

جو بتیس دانتون مین رہتی زبان ہو
بڑھے اپنی حد سے یہ طاقت کہان ہو

سکوت زبان ہے عبادت مین داخل | ہے بیہودہ گوئی سفاہت مین داخل
زبان کھولنا کم ہے حکمت مین داخل | بہت کچھ بولنا ہے ندامت مین داخل

خموشی بھی کیا لطف کی ہے زبان کی
دہن پر ہو صادق مثل چیستان کی

ہے شیرین زبانی بھی قند مکرر | زبان تلخ ہے زہر قاتل سے بڑھکر
سخن نرم سے موم ہوتا ہے پتھر | کڑوی بات سے چوٹ لگتی ہے دل پر

بزرگون کی عادت ہے شیرین مقالی
جو ہین بد زبان وہی دیتے ہین گالی

خلائق مین یکتا زبان بشر ہے | کہ کم مرتبہ جس سے لعل و گہر ہے
زبان پر جو قادر نہین سر بسر ہے | اُسے زندگانی مین خوف و خطر ہے

نہین جسکو دنیا مین قابو زبان پہ
تو کب رحم پاتی ہے اُسکے جان پہ

خدا نے زبان مین بھرے خوب جوہر | دہن کی صدف مین ہے انمول گوہر
زبان کو جو کچھ جانتا تھا یہ ذکر | کیا عرض خدمت مین ای بندہ پرور

بدن بھر مین چیز اس سے بڑھکر کہان ہے
بُرائی کرے کسکے منھ مین زبان ہے

یہ تقریر سنکے یہ بولے سلیمان | زبان سب سے بڑھکے بیشک ہے انسان
تری عقل سے مین ہوا خوب شادان | زبان سے ہر اک کام لیتے ہین انسان

کیا جسنے قابو مین اصغر زبان کو
اسی نے کیا فتح دونون جہان کو

راقمہ - اصغر

ایک آفت سے تو مر کے ہوا تھا جینا
پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

۷-۸-۹ محرم کو بمبئی مین کیا کیا فتنے برپا ہو چکے ہین اب دسوین تاریخ کا حال سُنیے الامان الحفیظ - صبح ہوئی نہین اندھیرے لوگون کا جم غفیر دو ٹانگی کی طرف علم اُٹھائے چل نکلا - سات بجے کا وقت آگیا مگر حضرات شیعہ (ہندوستانی) کا تعزیہ نہ آیا پر نہ آیا - آٹھ بج گیا - رات کو تو خیر آفت تھی - پولس نے ابتک انتظام نہین کیا تعجب ! - اور یہان یہ کیفیت کہ پولس والے کہتے ہین اٹھاؤ جلدی اٹھاؤ مگر حضرات شیعہ ہین کہ تاش کے آنے کی طرح اینٹھے جاتے ہین جبتک اہل سنت نہ اٹھائینگے ہم بھی نہین اٹھاتے جس امام کے وہ ماننے والے ہین اُسی کے ہم بھی ماننے والے ہین - نہین سر راہ ملتوی کی اجازت دیجیے ہم ابھی اٹھاتے ہین الا بلا - بگر دن ملا - خدا نخواستہ کچھ ہو گیا تو ہم ذمہ دار نہین - گویا گیارہ بجے تک یہی گڑبڑ رہی مگر حضرات شیعہ نے نہ اٹھایا پر نہ اٹھایا اب دوپہر ہو چکی حضرت آفتاب بخط مستقیم اہل زمین پر حرارت و تپش کے تیر برسا رہے ہین اور ادھر صاحب چھینے پھرنیوالون پر قیامت کی آفت ڈھا رہی ہین کہ ایک طرف سے شور ہوا چل گئی چل گئی چل گئی یا اللہ خیر - اے جناب ایک بوہرے کو کسی نے اٹھا قتیل کر دیا - ڈاکٹر اسٹریٹ مین لاش پڑی ہے حقیقت مین دیکھا ایک نوعمر بیس پچیس سالہ بوہرہ خون مین لت پت بے حس و حرکت چارون شانے چت پڑا ہے گورنر صاحب کے باڈی گارڈ کے چند سوار گھوڑا کودائے اِدھر اُدھر لوگون کو منتشر کر رہے ہین - تخم سر مین لگا ہے چھاتی کٹی ہوئی ہے پولس نے علاج خانے پہونچایا - بقول بمبئی سماچار (روزانہ گجراتی اخبار) وہ اُسی وقت عدم آباد کو پہونچا - قاتل کا پتہ نہین لگا اندر محلہ مین دو ہوٹلون کا صفایا ہوا - بدمعاش اچکون نے نقدی و اسباب کا خاتمہ کر دیا - اتنے مین سنا گیا کہ بھنڈی بازار مین نادر شاہی ہو گئی - بوہرون کے ہوٹلون اور مٹھائی کی دکانون پر نزلہ گرا - اب کوئی پانچ بج چلے ہین - حرارت آفتاب پر اہل زمین کی آہ و بکا نے وہ اثر ڈالا کہ جرائم ناحق پر کف افسوس ملتے ہوئے جناب رب العزت کی درگاہ مین پشت نیاز پر بلہ روخم کیے ہوئے ہین سندو علیٰ بریل روڈ سے بھنڈی بازار پہونچے -

دس دس بیس بیس لونڈے چار چار قدم پر لٹھ لیے کھڑے تھے - یا اللہ معاملہ کیا ہے لوگ کیون جان کے دشمن ہو رہے ہین - اتنے مین ایک ٹرام آئی - لڑکون نے بڑھکر آواز دی روکدے ٹرام - غریب نے روک دی - سب کے سب چڑھ گئے اور ایک ایک شخص کو دیکھ رہے ہین کہ کہین کوئی بزرگ (بوہرہ) تو نہین دھرے ہوے ہین - اگر خدا نخواستہ کوئی بوہرہ مل گیا تو گھسیٹ کے سڑک پر دھڑام سے پھینک دیا - اور لکڑیان برسنے لگین

بار سبوہی اٹھالے جسپر فضل مے فروش ناہد خشک بھی کیا بوجھ ہے جانماز کا
خاک بہت سی چھان کر دشت و جبل سے ہم پھرآئے
شاد پتا ملا نہ آہ قافلۂ حجاز کا

ذرا مطلع ملاحظہ ہو عشق کی تعریف کرشمہ ساز - یہ شاد کی خانہ ساز ترکیب ہے - خشت بابر نہند اگرچہ گندہ لیکن ایجاد بندہ آخر شاد کا مطلب کیا ہی - جان کی طلب تو حسن کو ہوتی ہے جان کی بہانہ بازی سے حق نہ ادا ہوا تو حسن کا عشق پہ حق یہ تھا کہ حسن کو جان دے - مگر شاد کی ترکیب معکوس نے شعر مین مضمون کا وہ لطف دکھایا جو قلابازی میں نٹ دکھاتا ہی کہ ٹانگین اوپر سر نیچے - اسی مطلع کے دوسرے مصرعے مین آپ فرماتے ہین شکوہ کرین تو کیا کرین - اسکا مفہوم صحیح یہ ہی کہ شکوہ نہ کرین مگر جان کی بہانہ بازی کا شکوہ ضرور ہی آپڑا ہے یہ زبان کی ناواقفیت ہی کہ محاورے کو کھپانا چاہا مگر نہ کھپ سکا حالانکہ سیدھا سادہ محاورہ ہی - خیر صاحب شاد بھی کیا یاد کرینگے ہم صحیح کئے دیتے ہین - وہ اس اصلاح شدہ مطلع کو اپنے دیوان مین لکھ لین -

اصلاح شدہ مطلع -

حق جو ادا نہ ہوسکا حسن کرشمہ ساز کا
عشق کے لب پہ ہی گلہ جان بہانہ باز کا

دوسرا شعر - ماشاء اللہ کیا مضمون ہی اور کتنی نفاست ٹپک رہی ہی - اس دعوی سخندانی پر ایسا لچر شعر - امین رازؔ کی گرمعت بھی کسی اناڑی بڑھئی کی گرمعت سے کم نہین ہی - بیرازؔ کا قافیہ اس زمین مین ذرا کٹھن نظر آیا - شاد سے صاف نہ بندھ سکا - آخر بیچارے کیا کرتے - تک بندی ہی کی ٹھہرا دی - بات یہ ہی کہ یہ شعر کا قافیہ ہی - کچھ بھیڑ بکری تو ہی نہین کہ چھکے سے بندھ جاے یہ شعر تو قابل اصلاح بھی نہین ہی -

تیسرا شعر - المعنی فی بطن الشاعر ہمت کی تعریف سر فراز مگر بوسہ سنگ آستان نہ مل سکا - ایسی ہمت زرافے کی گردن کہی جاے کہ ہی تو سرفراز مگر زمین تک نہین پہونچ سکتی - دوسرے الفاظ مین اس شعر کا مطلب یون ادا کیا جاے کہ ٹوپیٹ کا قد بلی ہمت صاحب کا مگر ایک فٹ کی بلندی پر پاؤن نہ پہونچ سکا - ہی تو عجیب بات! واہ میان شاد - خوش رہو - یارون کو ہنسا تو دیتے ہو - حضرت - اس شعر کے معنی تو بہت ٹھونک پیٹ کے یون بٹھانے پڑینگے جیسے دوار قیدی کو بیڑی پہناتا ہی - ایسے مہمل اشعار کی اصلاح بھی فضول ہی اس سے تو نیا شعر کہدینا آسان ہوتا ہی -

چوتھا شعر - واہ جی واہ "ہمکو بھی نام یاد ہی" آخر اس جملے کو مصرع اول سے کیا ربط ہی و دل مضطرب نے کب نام یاد کیا ہی جسکے مقابلے مین میان شاد بول اٹھے کہ ہمکو بھی نام یاد ہی اس شعر کا پچھلا مصرع صاف تھا مگر شاد زبان پر قابو نہین رکھتے ہین اول مصرع ٹھیک نہ لگا سکے - شاد برا نہ مانین -

عموماً جتنے اناڑی زبان اور بول چال کے نکات کو نہین سمجھتے وہ سرزمین سخن پر ایسی ٹھوکرین کھاتے ہین - خیر اوپر کا مصرع ہم جوڑے دیتے ہین -

ذکر صنم پہ اسقدر ناز ہی برہمن کو کیون
ہمکو بھی نام یاد ہی اپنے خدائے ناز کا

پانچوان شعر - سبحان اللہ - کیا کہنا - تو کر خدا کو مان - ہائے ہائے خنجر کی دھار بھی اس پھر لیتا ہی - وہ دیتے کس چیز کے منتظر ہین - آیا عذر کے پاجان نکلنے کے - یہ کوئی شاد ہی سے پوچھے - یہ پوچھتے ہین کرتے تو شعر کہتے وقت کسی مضمون کو بھی اپنے خیال مین جما لیتے ہین یہ نہین - خیر جما تو لیتے ہین مگر زبان کے قصور سے جب بندش ٹھیک نہین بن پڑتی تو وہ اسطرح الفاظ کو جوڑتے ہین جسطرح کوئی اناڑی درزی گدڑی گانٹھے

چھٹا شعر - چشم بد دور کچھ پانچوین شعر سے بھی بڑھا ہوا ہی مطلب تو یہ ہی کہ عاشق سے ولولہ نہ پوچھئے حسن کی طرف دیکھ جسکا جلوہ اس ولولے کا سبب ہے - مگر بندش نے شعر برباد کر دیا - شاد بیچارے حوصلہ تو کرتے ہین مگر وہی زبان کی بیچیدانی انکو ٹھوکر کھلا دیتی ہی - بھلا محاورے کا صاف کہجانا کچھ آسان نہین ہی مصرع اول مین تو کچھ پتا چلے ہی نعوذ باللہ عاشق کو پاکباز کہا تو آخر پاکبازی کی رعایت اس شعر مین کیا ہی - کچھ نہین - اگر یہ نہین ہی تو صرف حسن پرستی پاکبازی کی دلیل نہین ہوسکتی - شاد ان نکات شاعری کو جانتے ہی نہین - کیا کرین - مجبور ہین - مگر ستم تو یہ ہی کہ دعوی سخندانی زبانداں انکے دماغ مین بھرا ہوا ہی - خیر صاحب اس شعر کو بھی ہم صحیح کیے دیتے ہین

آئینہ رکھ کے سامنے صحف رخ کی شان دیکھ
ولولہ پوچھتا ہی کیون عاشق پاکباز کا

ساتوان شعر - المعنی فی بطن الخیال "بیرنغان معجزے سے دیکھو جلی ہو نا عطوف" یہ پہلا مصرع ہی - آخر وہ معجزے کیا ہین ؟ خاک نہ دھول - بکائن کے پھول - ایک معجزہ بھی تو بتایا ہوتا - یہ عجیب سخن سرائی ہی کہ دعوی مبہم یا یون کہیے کہ ادعائے باطل کی دلیل لاکے جوازی کا حکم دعوے سے چاہا جاے - ایسے مہمل شعر کی اصلاح بھی بے سود ہی -

آٹھوان شعر - دوسرے مصرع سے چوپٹ ہو گیا ہی - پہلا مصرع تو سیدھا سادہ تھا یعنی سبو کا بوجھ وہی اٹھالے جسپر مے فروش کا فضل ہو - اب دوسرے مصرعے مین شاد صاحب طنزاً کہتے ہین کہ او زاہد خشک کیا یہ بھی جانماز کا بوجھ ہی ؟ آخر یہ خبط و بے ربطی چہ - شاد جانماز کو کاندھے پر لادے پھرا کرتے ہونگے - ہان تو مطلب اس شعر کا کیا ہی - اگر کھینچ تان کے میان شاد کی بکر فکر کو معنی کا لباس پہنا بھی دیا جاے تو لطف ہی کیا پیدا ہوگا - کیا یہ مطلب ہے کہ سبو کا بوجھ کچھ جانماز کا بوجھ نہین ہی کہ جسکا جی چاہے وہ اٹھالے یا یہ کہ زاہد خشک

اٹھالے - واہ حضرت واہ - کیا کوٹ کوٹ کے اس شعر مین لطافت بھر دی ہے -

نوان شعر یعنی مقطع - اسکا ما حصل بھی کسقدر پاکیزہ ہے کہ جنگل اور پہاڑ کی خاک چھان کر میان شاد پھر آئے - قافلہ حجاز کا پتا نہ ملا کیسی سپاٹ شاعری ہے کہ خدا اچھا ہے تو ہزار کوششین کیجائین مگر شعر مین لطف پیدا ہی نہو - شاد دشت و جبل کی ٹھوکرین کھانے کیون گئے - ریل کا ٹکٹ لیکے بمبئی پہونچ جاتے - ایک قافلہ کیا جتنے قافلے انکو ملجاتے تاکہ جیسے گئے تھے ویسے ہی پل پھر کے آگئے - سچ قسمت مین نہ تھا حضرت پنچ - اب مین غزل کہے دیتا ہون شاد بھی کیا یاد کرینگے سنیئے

غزل حضرت پنچ

گل نقاب اٹھی گال کا - طرۂ دراز کا | نرگس نیم خواب نام دیدۂ نیم باز کا
عذر حنا غلط غلط - خون کیا کیا نگار ہاتھ کسی کے چڑھ گیا دل کسی عشقباز کا
سحر سے چھینی دل کسی مست کو بیخودی ہے | روز نیا کرشمہ ہی چشم کرشمہ ساز کا
دل سے نکلے لب کا عرش بھی سر ہی | نشتر کسی طرح چبھ گیا ناوک فراز کا
لاش کی میری امت سیر دیکھنی مین | عذر خانہ لائے ہین - وقت یہی نماز کا
گرمی عرق کا ولولہ انکو نہو کہین گلہ | آج سے مئے بدلے کبھی پاس ہی ارشاد کا
پاس اگر وفا کا ہو خوف اگر خدا کا ہو | کام کسی گدا کا ہو - نام گدا نواز کا
دختر زاہد آج ہی پاک ہے | ظرف وضو ہو ظرف مے - فرش ہی جانماز کا

کل ہی شیخ بت پرست - ساکن کوے دیر تھا
آج بنا ہے پیشرو - قافلۂ حجاز کا

راقم

در مہر جگرے ہست خراش سخن ما
الماس تراش است تراش سخن ما

روس کی ذمہ داری

کہتے ہین تبت روس کے بھرے پر سرکار سے بگڑا تھا اب دارالعوام مین اسکا حال کھل گیا ہوگا -

مگر ہم کہتے ہین روس اب بھی مشہور حکایت کے مطابق ذمہ داری سے انکار نہ کریگا - یہ تو روس کی بخشی ہوئی گھاتیان ہین - شیر علیخان کا معاملہ تبت کو بھول گیا ہوگا ؟

زعفران زار

یعنے

ان لاجواب مضامین نظم و نثر کی کتاب جو لکھنؤ کے آزاد و ظریف اخبار اودھ پنچ کے ساتھ سنہ ۱۸۹۶ء مین شائع ہوے تھے اور جو ظرافت کی جان اور لٹریچر کی روح روان ہین - مردہ دلون کے ساتھ مسیحائی کرنا - روتون کو ہنسانا - ہنستون کو لوٹن کبوتر بنانا اس رسالہ کا ادنی کرشمہ ہے - قیمت ۴ -

دفتر اودھ پنچ سے مل سکتا ہے -

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم که نازنینی
(جاپان کا استقبال خشکی پر)

شاعری زنانہ

آجکل میری بہنین یعنی مائی ڈیئر مسز نصیر الدین حیدر تیموریہ اور مسز کیوان (انکے تو اللہ رکھے کئی بچے بالے ہین) لیڈیز مشہور ہیہ قومی کامون مین زیادہ حصہ لے رہی ہین۔ خصوصاً مسز نصیر الدین حیدر نے تو وہ کام کیا ہے اللہ کر رہی ہین کہ ہمدردان قوم کو تا ابدالآباد انکا ممنون احسان ہونا چاہیے۔ گو تسنے مجھے من حیث الوجوہ تو اختلاف نہین مگر ان طرق معاونت ہمدردی و قوم مین کچھ یونہی سا خلاف ہے۔ فی الوقت صرف ایک دو آمیز و رنت خیز غزل بھیجتی ہون۔ تیہ کا بدل تصور فرما کے اشک شوئی سمجھے ہ یہ غزل حضرت اوج صاحب (مرتے کیون خدا انھیں تاقیامت سلامت رکھے) کی غزل پر مین نے قلم برداشتہ پلنگ پر بیٹھے بیٹھے لکھدی ہے جو کبھی جریدۂ روزگار نامی اس مین شائع ہوئی تھی۔

غزل فراقیہ

کب یہ پہلے درد دل تھا چشم تر کاہے کو تھی
ہائے پہلے کاوش سوز جگر کاہے کو تھی

تھی تو پہلے ہی سے خفگی اپنی پر کا ہیکو تھی
قتل پر میرے کبھی باندھی کمر کاہے کو تھی

باتون باتون مین ہوا کرتی تھی یونتو چھیڑ چھاڑ
یہ غضب کاہیکو تھا ایسی نظر کاہے کو تھی

اسطرح کاہیکو تھا مجھسے کلام سخت و سست
اسطرح ہر بات پر تیغ و تبر کاہے کو تھی

ہم پہ آوازہ تیرا اے رعدیہ کاہے کو تھا؟
ہم پہ چشمک زنی اے ابر تر کاہے کو تھی؟

کب میرے نالے یہ جاتے تھے فراز عرش تک؟
آہ میری اے فلک یون بے اثر کاہے کو تھی؟

خون رلائیگی وفا یہ کیا ہے مجھے معلوم تھا
جان لے گا ذوق غم اسکی خبر کاہے کو تھی

یون تو پہلے بھی خلش تھی حسرت دیدار کی
استدر کاہے کو تھی اتنی اثر کاہے کو تھی

ہو بہو کسدن طبیعت کو تھا اتنا پیچ و تاب
ایسی یہ حالت پریشان سر بسر کاہے کو تھی

کب مری رسوائی کا تھا ذکر گھر گھر بیشتر
بات میری کوبکو کب دربدر کاہے کو تھی

عرض مطلب نے گھٹا دی داستان طول غم
حضرت دل کی کہانی مختصر کاہے کو تھی

کب کسی پر کوئی مرتا تھا کبھی اے ولولۂ عشق
کب کسی کی جان وقف توصہ گر کاہے کو تھی

چشم تر، نفتہ جگر، دل ہم بسمل، جان حزین
ہائے اللہ یہ مصیبت پیشتر کاہے کو تھی

راقمہ مسز چشتیہ گورگانیہ

ترقی کی راہین

اُستاد اودھ پنچ! اگر مین ایک گوشہ نشین ہون اور میری اس گمنامی و خلوت گزینی کے باعث میرا نام لال بھی ہین ریح نعوسگر مین اپنے نیچر کا ایسا ہی معتقد ہون جیسے آجکل کے جہال اپنے پیر و مرشد کے۔ یا عوام لاکے۔ یا نیم نیچر تعلیم یافتہ مسلمان قوم کے اور اسی وجہ سے جب مین انکی اولوالعزمیون اور آئے دن انکی تجاویز و مقاصد کو سنتا ہون تو باچھین کھل جاتی ہین اور پتلون سے باہر ہو جاتا ہون کیونکہ میرا بھی یہی ایمان کامل ہے کہ اجنہ قوم وحشی ہے ہین۔ شیاطین قوت بہیمیہ کا نام ہے۔ فرشتگان قوت ملکوتیہ کو کہتے ہین پیغمبر کی وقعت ایک ریفارمر سے زیادہ نہین۔ کرامات و معجزات خلاف فطرت۔ دوزخ و بہشت حشر و نشر خلاف نیچر۔ حور و غلمان آجکل کے مولویون کے ڈھکوسلے ہین۔ نماز کیلئے رکوع و سجود کو نشست و برخاست اور صوم کیلئے دن بھر کی فاقہ کشی یکدم لغو و لچر ہے۔ بس اسلام اسی کا نام ہے کہ کھاؤ پیو کھیلو کودو۔ اور روزانہ دن ترقیان کیا کرو۔ چاہے کسی صورت اور کسی حالت سے ہو۔ اسلیے کہ مین بھی مدتون سے اس مرض مین مبتلا ہون۔ رات دن اسی غوض و فکر مین پڑا رہتا ہون کہ کسطرح اور قومون کی طرح میری مرحوم قوم خواب خرگوش سے بیدار ہو۔ اور سر افرازی و اعلیٰ ترقی کی کوئی راہ نکلے چنانچہ الحمد للہ والمنہ مدتون اس کشمکش پیچ مین گرفتار رہنے کے بعد بطور الہام کے یہ باتین القا ہوئین جو بغرض حصول ثواب فی الدارین زیب صفحہ ہوتے ہین۔ ملاحظہ فرمائیے

(۱) برسوں سے کالج مین تعلیم کے لیے ایک الگ عمارت قائم کرنیکی کھچڑی پک رہی ہے اور طرح طرح کے منصوبے تیار ہو رہے ہین۔ لیکن مجھ سے حقاً و ایماناً پوچھو۔ تو سرے سے اسکا مخالف ہون یہ ہرگز مفید و بکار آمد نہین۔ اور نہ دوسری عمارت بنانے کی ضرورت ہے بلکہ تعلیم نسوان کے لیے بھی وہی پرانی عمارت بخوبی کافی ہے "ہم خرما و ہم ثواب" کے علاوہ وہ ایک کثیر رقم بھی محفوظ رہے گی۔

(۲) یہ خیال بھی بالکل غلط ہے کہ تعلیم نسوان کے لیے اُستانیان تلاش کیجائین۔ یا از دست رفتہ پرانی ہڈیون کو زحمت دیجائے بلکہ وقت ضرورت وہی گرگ باران معلم۔ وہی اُستاد وہی ٹیچر وہی پروفیسر کافی ہین۔ اس سے بے پردگی کا عملی ثبوت ہوگا اور آہستہ آہستہ شرم و حجاب بھی دفع ہوگا اور اس کے ساتھ خرچ کا ایک فنڈ بھی بچے گا اور جو قوم مین سرخروئی ہوگی وہ مزید برآن۔

(۳) اٹھنا۔ بیٹھنا۔ کھانا۔ پینا۔ سونا جاگنا۔ چلنا پھرنا۔ کھیلنا کودنا ۔۔۔۔۔۔۔ سب ایک جگہ ہو۔ اور نوکر چاکر۔ بہرا خانساماں بھی وہی سب ہون اور وہی اسکول کی وردی پہنانے والے بھی ہون۔

(۴) لباس انکا بالکل میمون کا ایسا ہو اور اگر بتقاضائے انکی نفاست و نزاکت پسندی انکے زنانی لباس کی متحمل نہو تو آب روان تک کی عام اجازت دے دینی چاہیے۔

(۵) رات کے اوقات مین کچھ وقت اسکا بھی دیدینا چاہیے کہ وہ دلچسپی کا لطف حاصل کرین۔

(۶) ہوسکے۔ تو اسکی بھی پوری کوشش ہونی چاہیے کہ کالج ہی سے کورٹ شپ کرا کر رخصتی ہو۔ ان سے جو نسلین تولد ہونگی وہ ہونہار اور مایۂ ناز و فخر ہونگی۔ آیندہ کی ترقیون مین کوئی رکاوٹ نہوگی۔

یہ چند تجویزین ہین اگر قوم نے پسند کین تو باقی اور الہامات لکھیدہ خواہد شد والسلام۔

راقم
ابوالحمید دیسنوی بہاری

پوتے کا دادا اسلمہ کے نام خط

آپ جانیے ترقی زمانہ۔ انقلاب کی فصل۔ جہات ستہ سے ترقی کا یلغار حملہ ہو رہا ہے۔ اگر تحت سے فوق۔ کیطرف ترقی کا رخ ہو جائے تو اچنبھے کی بات کیا ہے اسی سبب سے بچے بابا لوگ ہوے۔ چنانچہ ایک ہونہار پوتے نے جو خط اپنے دادا کو لکھا ہے درج ذیل ہے

برخوردار دادا جان نور چشم من طول عمرہٗ
آپ جانتے ہین اگلے زمانہ مین بڑون کیواسطے ایسے الفاظ رائج تھے۔ انشا کی کتابون مین انھین کی تاکید و ہدایت بھی تھی۔ مگر وہ زمانہ ایسی ترقی کا نہ تھا جیسا اب ہے اور انشاءاللہ قانون قدرت کی رو سے اس سے بھی زیادہ ہو جائیگا کیا معنی کہ یہ بات بدیہیات مین ہے کہ نیچر کا قدم آگے کو بڑھتا ہے۔ پس کوئی سبب نہین کہ القاب مین نیچر کی ترقی ملتوی ہو اور ہمارے دادا جان اُس سے محروم رہین۔ دوسرے یہ ہے کہ اب آپ مین اور آپ کے اس پوتے مین بجنسہ وہی نسبت (کئی اعتبار سے) موجود ہو گئی ہے جو میری بچگی مین تھی جسطرح میکزور و نحیف سکم عقل و فہم تھا۔ اور آپ توانا۔ طاقتور۔ قوی عقیل۔ فہیم تھے اسی طرح آپ ضعیف اور آپکا پوتا قوی ہے بلکہ زمانہ نے اس پھیر بدل مین جو ترقی کی وہ مزید برآن جسطرح ننہالی پر بیٹھے بیٹھے سو دودھ پیا کرتا اور پیشاب پاخانہ پوتڑون پر کیا کرتا تھا اور آپ بھلے چنگے کھٹ پٹ چلتے پھرتے

رہے گے چنے تک ہضم کر سکتے تھے بجنسہ اب آپ میرے گھوارے اور نہالچے۔ پوتڑون کی زیب و زینت ہین - اور مین رہے کہے چنے بے تکلفی سے درد رچبا سکتا ہون - پس جب آپ میری جگہ مین اور مین آپ کی جگہ تو ایک بے جوڑ سی بات ہو کہ آپ برخوردار نور چشم کہے جائین - برخوردار کے معنی پھل کھانیوالا یعنی جو خود اسمہیا کرنیکے واسطے دوسرون نے مشقت کی ہو اسکا ثمرہ اٹھانیوالا - اور نور چشم کے معنی آنکھون کی روشنی - اسکا بھی یہ حال کہ آپ خود دنیا کی کوئی محنت نہین کر سکتے بلکہ میری محنت کے نتیجے سے فائدہ اٹھاتے ہین - پس آپ میرے برخوردار نہوے تو کون ہوے - نور چشم کا بھی یہی حال ہے - آپ تو نیچر کے لا تجنب اور لا تسک قانون سے آنکھون کے نور سے محروم ہو گئے یعنی اندھے ہو گئے بس نور سے اور آپ سے کچھ واسطہ نہ رہا - اب جو کچھ کر سکتے ہین میری آنکھون کی مدد سے اور میرا یہ حال کہ ہر دفعہ خوب ٹکٹکی باندھ کے آپکی طرف دیکھا کرتا ہون جسکو بعض لوگ گھورنا کہتے ہین اور میری آنکھون کا نور آپ کی بصیرت اقتباس کرتی ہے - بس میرے نور چشم گویا آپ ہی ہین رہگیا دعائیہ عربی فقرہ - یہ بھی جیسا آپ پر صادق اور مناسب معلوم ہوتا ہے مجھپر نہین - کیونکہ آپ کی عمر بہت کچھ خرچ ہو چکی تھوڑی سی باقی ہو وہ جسقدر بڑھے غنیمت ہے بلکہ اگر بس چلے تو ربڑ کی طرح کھینچ کے بڑھا لیجائے چند روز جو دنیا کی ہوا کھالین غنیمت ہے -

غالباً اب آپ کو میرے اس القاب کے پھیر بدل سے وجوہ تشفی دے چکے ہونگے - اب مین چند ضروری امور کی جانب کوشش کرتا ہون - پہلے یہ کہ اب آپکا زمانہ نہین رہا - اس پوتے کا زمانہ ہے - آپ جو بعض اوقات پرانی باتونکو یاد کرتے اور دنیا کو اسپر چلانا چاہتے ہین تو نہایت بیجا ہے - اب پہلے اپنا بچپن - جوانی - شباب - پھیر لائیے پھر زمانہ اور اسکی وضع آپ سے آپ آجائیگی - اور اگر وہ نہین ممکن تو یہ بھی محال ہے - فرض کیجیے آپ ۱۸۰۰ء مین پیدا ہوے تھے اسوقت تک سو برس گزر چکے ہزارون سیکڑون واقعات دنیا مین ہوے اُن سب کو مٹا لیجئے اور ایسا مٹائیے کہ اس عالم مین حتی کہ ناسوت ملکوت لاہوت مین کہین اُنکا نشان نہ رہے تو پھر ہی عمر کی الف بے سے دنیا کی الف بے شروع کر لیجئے مختصر یہ کہ پھر کو کئی زینے نیچے دھکیل لائیے پھر بھی مین کہونگا کہ آخر اس پوتے اور پوتے کے ہمعمرون کو کہان لیجائیے گا اور جو ترقیان ہر عالم مین ہو گئی ہین انکو مٹا کے کیا فائدہ اٹھائیگا -

دوسرا سبب آپ مین یہ ہے کہ آپ لایعقل اور مدہوشون کی طرح بعض دفعہ کہہ بیٹھتے ہین یا بڑا اٹھتے ہین کہ چاہے اور جائین جہنم مین مگر مسلمان کی قوم ترقی نہین کر سکتی جب تک وہی سب باتین دین دنیا کی اختیار نہ کرے جیسی مسلمانون کی باتین انکی ترقی کے زمانہ مین تھین دادا جان خدا آپکو جنتی مسلمان کرے (چاہے کوئی نہ کرے مگر ہم تو اس دعا سے دل خوش کرلین) ذرا غور تو کرو مسلمان اگر بفرض محال وہی ہو گئے تو بتاؤ اس زمانہ مین دنیا مین وہ مراتب اور مقاصد پا سکین گے جیسے پہلے پاتے تھے - یہ کیا ضرور ہے مسلمانون کے ساتھ ساری دنیا بھی پلٹ آئے - ہان اگر مسلمانون کو آپ ایسا بنا دین جنکے اختیار اور بس مین ساری دنیا ہو جائے تو البتہ ممکن ہے منہ زور گھوڑے کی طرح رام ہو - دادا جان دنیا کا قانون تو یہ ہے کہ جب دو آدمیون یا قومون کی وشنا رُست پرستی عمل کے نتیجے کا نکلنا منحصر ہوتا ہے تو دونون کا فعل و انفعال توافق لازمی ضروری ہوتا ہے - دونون ہاتھون تالی بجنا اسی جگہ ہماری زبان مین مستعمل ہے اب آپ فرمائیے کسی مسلمان یا قوم اسلام سے دنیا کے پردے مین یہ بات ممکن ہے - دادا جان خفا ہوجئے گا - پرانی تاریخین کرم خوردہ الماری مین سرہانے گری ہین جنکو آپ پھر سے پڑھوا پڑھوا کے سنا کرتے ہین اور بعض دفعہ جوش جوانی کی جھلک داڑھی مونچھون کو بھیچ ندی لگے بالون سے

دکھانے لگتے ہین انکو ٹٹولیے اور بتائیے کسی قوم نے ایسا اعادہ کیا ہے - پھر کیا مسلمانون کی قوم دنیا سے نرالی ہے اور اگر نرالی ہے تو اسکو اسکی ضرورت ہی کیا ہے کہ پھر پرانی باتون کی طرح پلٹ جائے جس حال مین ہوگی اقبال اور ترقی کا من سلوا اسکے لیے آسمان سے اُتر ہی آئیگا

تیسری بات ہے کہ آپ ڈاکٹرون حکیمون اور انکے ذریعہ سے گھر بھر کو بعض اوقات فضول تکلیف دیتے ہین اور وہ بھی اس امید سے کہ آپ پھر اگلی [illegible]

مگر افسوس ہے اُن حکیمون سے یہ آپ نہین پوچھتے کہ اگر تمکو یا کسی کو ایسی دوا معلوم ہو کہ قیامت تک مجھ ایسے کمزور کو طاقتور بنا کے اس دنیا مین حی و قائم رکھ سکے تو وہ ابتک کیون نہین بتائیے - نہین ہے تو کیون سب اسکے دریے ہو کر مجھکو پریشان

جدید میر عسکر جاپان

کرتے ہو میرے دین ایمان مین خلل ڈالتے ہو ایک نسخہ میرے پوتے کو معلوم ہے وہ کہتا ہے مین کسی حکیم ڈاکٹر کو نہ بتاؤنگا - وہ پیٹنٹ کرا کے ہالوے صاحب یا حکیم صاحب لاہور کے حکیمون کی طرح کروڑون اشتہار دے کے چھپنا شروع کردیگے - جب سب ہاریجائین گے تب بتاؤنگا اور اگر سب صاحب بھی نامہ لکھ دین تو جو نسخہ یہ کمترین لکھتا ہے اسکو استعمال کیجیے مگر کسی سے بتائیے گا نہین نہین تو مفت لاکھ کا نسخہ خاک ہو جائیگا اور فائدہ کسی کو نہ حاصل ہوگا - لیجیے نسخہ یہ ہے -

یعنی اس معذوری مین بھی جو کچھ ہو سکے اپنے معتقدات اور ضمیر کی ہدایت سے کسی نہ کسی کی بھلائی کیجیے اور بھول جائیے اور جو دنیا آپکی طرف سے منہ پھیرے تو آپ بھی اسکو گردش سمجھ کر دل بدل لیجیے دل اور حوصلے ایسے دیکھیے کہ زمان و مکان و من و ہستی و نیستی سے آزاد رہیے -

راقم - آپکا پوتا قبلہ

سابق میر عسکر جاپان

اضطرابی تار

آجتک آپنے ڈیلی تار۔ اور ڈنری تار۔ ارجنٹ تار۔ دیکھے سنے ہونگے مگر آجکل ایک چوتھی قسم تار کی جاپانیون کی نکلی ہے جو اپنی زعیت اور اہمیت اللہ قسم مین سب سے اسطرح الگ تھلگ ہو جیسے صابون مین تار۔ راگ مین ٹنگری۔ چونکہ جاپان اور روس کی تازہ جنگ مین بہت سی ایجادات و ترقیات کا استعمال ہو رہا ہو اسوجہ سے اکثر اسی مین زیادہ کام آتا ہو اور خلقت بھی آپ جانیے فرض بادلی۔ وہ بھی اسی جنس کی قدردان قیمتی منتظر رہتی ہو اور بڑے ذوق سے ہمہ تن انتظار ہیٹھ براہ رہ کے پوری تسکین حاصل کر لیتی ہو۔ اسکا نام ہے اضطرابی تار واہ واہ۔ یہ تو سمجھ مین نہین آتا۔ بھلا مثال کوئی بتایئے تو سمجھ مین آئے۔ بہت اچھا چند تار بطور نمونہ پیش ہین

تار۔ اضطرابی

یکم۔ اپریل۔ جاپانیون نے حملہ کر کے روس کے چار جہازون کو بھگا دیا۔ ایک تباہ کن اور تین تارپیڈ چھوٹ گئے۔ ایک بڑھیا کے چرخے کی مال نہین ملتی۔ چند پھڑکیون کے جاپانی شیشون مین بال کئے

(بعد کو آئی) روسیون نے جاپانیون کو دیکھ لیا سر پر پاؤن رکھکے بھد بھد بھاگے جسقدر گولے توپون سے چلے سب زمین کی کرویت کی وجہ سے بادہوائی کرہے

(پہلے آئی) روسی جہاز جسکو پہلے سنا تھا جاپانیون نے غرق کیا وہ ور روسیون نے راستہ روکنے کے واسطے غرق کر دیا مگر خیال ہو خود ہی شرم کے مارے ڈوب گیا۔

یکم اپریل۔ روسی بیڑہ جہازات غرق ہو گیا۔

(بعد کو آئی) بیڑہ جہازات غرق نہین ہوا کہین اور ہوا کھانے پانی پینے چلا گیا تھا۔

اپریل۔ روس کے جہاز بیکار رہتے جاتے ہین۔ کئی برس مت کیواسطے چاہیئے۔

اپریل۔ روس کے جہاز سب ٹھیک ہین۔ جنرل کروپٹکن نے بہادری کا انعام دیا۔

اپریل۔ جاپان کے بہت سے جہاز اور آدمی ڈوک اور ہسپتال مین بھرے پڑے ہین۔

اپریل۔ ہزارون جاپانی خشکی مین اترر ہے ہین۔

اپریل۔ کروپٹکن کہتے ہین جاپانی جسقدر خشکی مین اترتے ہین سب موت کے گھاٹ اترینگے۔ ایسلئے کہ تھوسے سیم صاحب سے کہ آیا ہون۔ تم سماور چاہ کے واسطے گرم رکھو۔ جلد جاپانیون کو چٹنی کر کے آتا ہون۔

اپریل۔ جاپان نے مصالحت کی صورتین تجویز کر دین۔

(بعد کو آئی) جاپان مار مار خشکی مین گھسا چلا جاتا ہو۔ روسی شہر پر شہر چھوڑتے جاتے ہین جیسے گرمی مین چیل انڈا چھوڑتی ہے۔

اپریل۔ کروپٹکن مئی مین لڑائی شروع کرینگے۔ اٹھارہ مہینہ تخمینہ ہے۔

ایضاً۔ (دگر پہلی خبر سے قبل) روس سب سے لڑیگا کوئی ہو

ایضاً (بعد کو) جاپانیون کے پاس گھوڑے نہین۔ روسکی فوج بیکال جھیل سے نہین آسکتی۔

لوکل علیہ الطاعون

کرنے کو گرمیان آگئین مگر غالباً طاعون کی خاطر سے رات کو (جیسے چوری) سرّی عجوزۂ کمہ مشق کی طرح مصداق یاد آتا ہو کسی کا چپ کے آثارات کو آتشین پوشاک براو ڈھکے چادر سفید آجاتی ہو۔ اس فعہ شہر سے زیادہ دیہات مین زور سا معلوم ہوتا ہو اس کلئے کو آفتاب کی شعاعین طاعون کے جراثیم کو صفر مین بامال کرینگی نیت قلعہ کی خبر دین مین ان شعاعو کے ساتھ طاعون گھس گیا اگر فی الواقع ایسا ہو تو قلعہ بھی چرم کی طرح کشتنی سوختنی ہو گیا۔ رالی برادرس کے ذریعہ سے خبر ہو ولایت نہ پہونچے۔ خیر جو ہو کسی نہ کسی سبب سے شہر اور مفصلات مین چند روز سے کمی ہے۔

مسیر طالبی

مرزا ابو طالب خان اصفہانی نے ۱۸۰۱ع مین یہ سفرنامہ ممالک انگلستان و فرانس و ٹرکی وغیرہ کی سیاحت کے بعد نہایت تحقیق و تدقیق سے فارسی زبان مین لکھا تھا محض فائدہ عام کی غرض سے اسکا ترجمہ اردو مین کیا گیا ہو۔ اس نادر کتاب کے دیکھنے سے اس زمانہ مین کی سفر بحری کے حالات دریائی عجائبات ممالک رستے قابل دید مقامات کی کیفیت وہانکی سوسائٹیون اور کلبون کے حالات اچھی طرح معلوم ہو سکتے ہین یہ اسفرنامہ ہی نہین ہی بلکہ ان ممالک کا مکمل جغرافیہ اور تاریخ ہو۔ دلچسپی ایسی کہ بغیر ختم کیے دل چھوڑنے کو نہین چاہتا جدید معلومات اور مفید حواشی کے اضافے سے علاوہ دلچسپ ہو گئے کتاب کو کارآمد بنانے مین بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا گیا مشہور مقامات کی رنگین تصویرین نہایت صحیح اور خوبصورت ایزاد کی گئی ہین۔ کتابت۔ چھپائی نفیس۔ نمبر اول کے ۲۴ پونڈ کا غذ ۲۰×۲۶۔ تقطیع پر ۴۶۰ صفحہ ضخامت علاوہ اٹھارہ تصاویر و نقشجات چھاپا گیا ہے قیمت عہ اخبار نیر اعظم مراد آباد سے ملیگا۔

تازہ سندات

اسنے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) کرم بندہ تسلیم۔ مین آپ کے قابل قدر ممیرے کے سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہون حقیقت مین جیسا آپکے اشتہار مین لکھا ہو اس سے بھی کہین بڑھ کر بہتر ہو۔ مین نے چشمہ کا لگانا بالکل چھوڑدیا۔ اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہون۔

س اقم۔ ردھا کشن گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چودھری گران۔

(۲) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہو آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہو اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریون کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا۔ مین اسکو جنکی آنکھون مین پانی رہتا ہو بڑی ندرسے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون خاص کر بڑے اور فائدہ بخش ثابت ہوگا سیلانی آنسو دھند و خارش سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی دویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ اور سچ ہے آپنے استقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے سرمہ سے مستفیض ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح اپنی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

س الم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب معتمد نواب صاحب بھاولپور۔

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسر۔ ہن نامور ڈاکٹرون الیان یا سند اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہو ضعف بصارت تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار سبل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہو اور عینک کے استعمال کرنیکی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہو۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہو کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہو مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم قیمتہ مبلغ تین روپیہ ہو۔ خالص ممیرے فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔

مشتہر

پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور (ملک پنجاب)

تازہ سندات

اسنے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۳) جناب من۔ میری آنکھ مین ایک مرض ہو جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور سول ڈاکٹر بیری صاحب بہادر و ڈاکٹر کیلب صاحب بہادر کے علاج سے کچھ فائدہ نہوا آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اسکی باقی بیماری چشم مین ہو اسلیے ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین۔

دستخط۔ سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب والی ملک ترکستان

(۴) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہو استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا آنکھوں کی بیماریون کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہو۔ آنکھ کو تر و تازہ رکھتا ہو اور بینائی کو طاقت بخشتا ہو درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید ہو مین نے آجتک کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی

راقم۔ نواب محمد حیات خان خان بہادر سی۔ ایس آئی ایس سابق ڈویژنل اسسٹنٹ جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند۔

(۵) جناب کرم فرما تسلیم۔ آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا مین تصدیق کرتا ہون کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کے لیے بہت مفید ہو۔ میری آنکھین بہت کمزور تھین مین لکھنا پڑھنا کام کرنیسے معذور ہوجاتا تھا اب یہ کیفیت ہو کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین گھنٹہ بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کرسکتا ہون۔

راقم۔ حافظ میان خورشید محمد خان خلف نواب حسین محمد خان صاحب بہادر منشی اعظم ریاست پٹیالہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

قومی نوحہ خوان پر سرسری نظر

فروری میں مولانا حالی کی وہ نظم جو کہ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سولھوین اجلاس مین بمقام دہلی پڑھی گئی تھی میری نظر سے آج گذری یون تو اسکے ملاحظہ کی اسجانب کو چندان ضرورت نہ تھی ہمارے مولوی حالی شاعری کے بحر ذخار میں ہجاے اسکے کہ ایک اعلی درجہ کے ماہر فن تیراک سمجھے جائیں بالکل مروج القامہین مگر انکے اسی یار نے جو اوڈیٹر پیسہ اخبار کے نام زبان اردو کے متعلق تھا اور میرا ہم طرفدار ذکی بیجا مدح سرائی نے مجھے اس نظم کے دیکھنے کیلئے مجبور کیا مجھکو زیادہ تر اس بات کا افسوس ہے کہ وہ شخص جسنے ترقی قوم کا بیڑا اٹھایا ہو اور قوم کی حالت پر وہ بری ہذیانی بھی اپنی دردناک آواز مین سنا رہا ہو۔

ماسٹر وکر ہی ترقی اسوقت تک نہیں کی اور اگر کی بھی تو معکوس جسکی ادنی مثال یہ ہو کہ شاعری کی جسقدر مشق کیجاے اسی قدر ترقی کرتی ہو فصاحت بلاغت دن بدن کثرت مشق سے بڑھتی جاتی ہو مگر مولانا کے یہان برعکس ہے۔ جن جیسے مولوی علیہ الرحمۃ کو بام شہرت تک پہونچا دیا دیوان سے ہزار درجہ اچھا ہو بلکہ دیوان کے دیکھتے مسدس کے متعلق اگر یہ کہا جاے کہ وہ مولانا کی تصنیف نہیں ہو تو بیجا نہوگا اور جسقدر نظمین لکھی ہین وہ دیوان سے بھی زیادہ خراب حالت مین نظر آتی ہین بجاے اسکے کہ وہ نظمین بیش بہا موتیون کا ہار ہون بدنما اور خراب پوت کی لڑیان نظر آتی ہین - حال کی نظم مین جو جو غلطیان فصاحت اور زبان مین وہ ہدیہ ناظرین ہین ۔

پہلا بند - پہلا شعر

دوستون انکا راگر تمکو ہدایت کا نہین

عالم اسباب ہے دنیا اسے جانو یقین

واہ حضرت پہلی ہی بسم اللہ غلط "ہدایت کا نہین" یہ کہان کا محاورہ ہو - بول چال مین تو "ہدایت سے نہین" بولتے ہین - اگر یہ کہا جاے کہ "بضرورت شعر لانے ہین تو کیا ہے" سے شعر موزون نہ ہوگا "جانو یقین" نہین بولتے "مانو یقین" ہوسکتا ہو کیونکہ یقین ماننا - یقین کرنا - بولتے ہین نہ کہ "یقین جاننا" اگر آپ مانو

کہتے تو کیا نقصان تھا مگر کہتے ہی کیون آپ تو اردو زبان کو پانی کی سنگلاخ زمین دوڑانا چاہتے ہین نہ کہ لکھنؤ اور دہلی کی ٹھنڈی سڑک پر ہوا کھلانا

صفحہ ۲ - بند اول

ایک مرتب سلسلہ پاؤگے وحان اسباب کا

دشت مین بیٹا کھٹکتا تم اگر دیکھو کہین

حضرت ذرا اسکو نثر مین لائیے پہلے مصرع مین "پاؤگے" سے کون زمانہ پایا جاتا ہی اور "دیکھو کہین" سے کون زمانہ پایا جاتا ہے "دیکھو" کے بعد "اگر کہین" کے قبل "گے" نہ ہونا چاہیے تھا تب جاکر عبارت کا سلسلہ نثر اور نظم مین ٹھیک ہوتا ورنہ پہلے مصرع کو بدل کر یون کہئے "اک مرتب سلسلہ موجود ہان اسباب کا"

صفحہ ۳ - بند اول

جان لیتے ہین کہ آ پہونچی خزان کی باغ مین

ٹہنیون سے خود بخود جب پتیان جھڑنے لگین

"پتیان جھڑنا" گنوار بھی کم بولتے ہین - حضرت پتیان گرنا کہئے خزان کی آمد اسوقت کہی جاتی ہو جب پتیان زرد ہونے لگتی ہین

صفحہ ۴ - بند اول بسکہ ہے انکو قوانین الہی پر وثوق

اسلیے رکھتے ہین اپنی پیشگوئی کا یقین

کیون جناب "پیشگوئی" چہ معنی دارد پیشبندی یا پیشینگوئی سنتے تھے یہ پیشگوئی نئی گڑھنت ہے اسے سبحان اللہ ایسے نقطون سے تو اردو ترقی کریگی اور پانی پت کو اپنا مولد قرار دیگی۔

صفحہ ۴ - بند دوم۔

ہین روان تیراک سب دریا کے رخ کے ساتھ ساتھ

اور نہین کد ہے کہ دین دریا کی روالٹی بہا

دریا کی روانی سنی تھی رو کی آپنے ایک ہی کہی - دوسرے دریا کی روالٹی بہانا یہ کہان کا محاورہ ہو - الٹی گنگا بہانا سنا تھا اور رو بہانا بھی شب لیلۃ القدر کی رات سے کم نہین

صفحہ ۶ - بند دوم

اور نگی سے گذارا کرتے ہین آج اسلیے

"تاکہ غیرون کی نہ کل کرنی پڑے تم کو التجا

"غیرون کی" التجا کرنا کہان کا محاورہ ہی - غیرون سے التجا کرنا بولتے ہین -

صفحہ ۸ - بند سوم اب یہ ہے عالم سوا اتنا سوفتا انکو کہان

دین کا پھر کون ہو دنیا مین وہ الجھین اگر

"سوفتا" کون لفظ - فارسی اور اردو لغات مین تو کہین نظر نہین پڑا - عبرانی یا پانی پتی زبان کا ہو تو ہو عام طور پر سجھتا بولتے ہین - دوسرے اس شعر سے لیکر بند کے آخری شعر تک علما سے آپ نے طرز کلام کیا ہی

صفحہ ۹ - بند سوم ٹیپ کا شعر۔

ہین یہی گر قوم کے سامان آج بے پروائیان

تو یہ سن لو غافلو کل ہین گھڑی رسوائیان

ذرا شعر کی عبارت نثر مین تو لائیے اور پھر دیکھئے کہ ہین گھڑی چاہیے کہ ہونگی گھڑی - پہلے مصرع سے زمانہ حال پایا جاتا ہی - دوسرے مصرع مین کل کا لفظ زمانہ آیندہ بتا رہا ہے پھر زمانہ آیندہ کے لیے ہونگی چاہیے

صفحہ ۱۱ - بند چہارم۔

حق ہو غالب تاکہ کچلے اور دلے مغلوب کو

ہے یہی مغلوب ہونیکا مآل انجام کار

مآل کار - یا انجام کار بولتے ہین - نہ کہ مآل انجام کار

صفحہ ۱۲ - بند چہارم۔

یاد رکھو دوستو سنت یہ ہے اللہ کی

جو نہ بدلی ہے نہ بدلے گی الی یوم القرار

سنت رسول سنت نبی سنتی تھی نہ کہ اللہ میان کی سنت سوا ہمارے مولانا حالی کے اور کسی نے آجتک یہ سنت نہین دیکھی ہوگی۔

صفحہ ۱۶ - بند ششم۔

ہون ہزارون گدڑیان اور ایک کے کندھے پہ شال

کاندھا کاٹ کر صحت مین کندھا بنایا گیا ہے سبحان اللہ واژگون دماغ کا اس سے بڑھکے کیا ثبوت ہوسکتا ہے

بادی النظر مین جو غلطیان واضح تھین وہ مختصراً ہدیہ ناظرین کین - یون تو نظم غلطیونسے مرصع ہی مگر مین اتنے ہی پر اکتفا کرکے انصاف پسند حضرات سے پوچھتا ہون کہ کیا ایسی نظمین زبان کو ترقی دینگی اور زبان کا ایک اعلی جوہر مانی جائین گی - اور اسی بول چال اور فصاحت پر کہا جاتا ہی کہ اردو زبان پنجاب مین پہونچ گئی اور پنجابی اسے ترقی دے رہے ہین یہ سستی کم قیمت اور بکثرت رسالے۔

زبان اردو مین نکال دینا اور بات ہی اور زبان کی ترقی فصیح و بلیغ الفاظ مین دینا جسکو خاص و عام قبول کرلین اور بات ہی - زبان ترقی اسیوقت کریگی کہ جب اسمین فصیح و بلیغ الفاظ تازہ محاورہ، نئی بندشین جسکو عام طور پر

جنگ — حامیٔ چین کا سبیتا

ملک کو بمصداق نصفت آلی و نصفت تک ہذا توم جاپان تاکا۔ اگرچہ مثل مشہور ہی مفلس پر سوال حرام ہی مگر کن کیواسطے کفن کھسوٹ تو مردے تک کا کفن قبر کھود کے نکال لیتے ہیں چندہ دینا تو جو کچھ ہونا ہے ظاہر ہی ہی مگر ہندوستان پر روس کی نظر مہربانی مین کلام نہین۔

اب ہمکو یقین ہی ہندوستان تجے ہی خود اسکا بھی جواب دینگے اور اسی مستعدی کے ساتھ روس کے بھی احسان کا بدلا اتارنے پر کمر ہمت کسین گے۔ جس طرح سے جاپان کے چندہ جمع ہونے پر مستعد ہوے تھے خاصکر وہ بنگالی بھائی جو اخبارون مین جاپان کے چندہ کے واسطے بڑا جوش وخروش ظاہر کر چکے ہین یا زبان خلق نے او ٹیر صاحب جو جاپان کے واسطے چندہ جمع کرنے نکلے ہین وہ تو غالباً اپنی جھولی دہی بھر لائین گے کہ اسپر نقارہ خدا کی تعریف صادق ہوگی

کابوس جنگ

ایک جاپان کے دوست ہوا خواہ اخبار پڑھتے پڑھتے سو گئے تھوڑے کے کانے ٹٹونے پل بارتے جاپان مین جا اتارا۔ دیکھتے ہین ملک کی رگ رگ مین روس سے جنگ وجدل کا جوش وخروش موجزن ہی جنگی جہاز کروز رتارپیڈو ڈسٹرائر بحیرۂ جاپان مین قطرب کیطرح تیرتے پھرتے ہین۔ بحر الکاہل بحر ظلمات یا بحر احمر ہو رہا ہی۔ مونگے کے جزیرون کی جگہ جاپانی اور روسی لعوبانی کو شہاب بنائے ہوے ہی جاپان ہی کہ بار بار ہمک ہمک کے پورٹ آرتھر پر جاتا۔ گھنٹہ دو گھنٹہ جنگی مرغ کی طرح دو دو پانی کرتا اور پھر ناپے مین۔ ایک دفعہ جی کڑا کر کے جم بھی گیا۔ جہاز سے لگاتار توپ کے گولون کے پورٹ آرتھر کے گلے مین پھنا ہی۔ ادھر سے روسی بھی جواب کلہ بکلہ دے رہے ہین۔ ادھر جاپان نے سمندر اور خشکی دو طرف سے گھیر لیا ہی۔ اس دفعہ لنڈورا ایسا لڑا ہی گتھی کچھ ایسی پڑی ہی کہ دونون جاپانی اور روسی بلبلون کیطرح گتھ گئے جیسے دو بلڈاگ ہڈی پر لڑ رہے ہون۔ ایک کے منھ مین دوسرے کی تھوتھنی آگئی دوسرے کے کلے مین تیچے کا جبڑا آگیا اور گھگھی بھی لگ گئی۔ قصہ مختصر دو دن گزر گئے تب جا کے پورٹ آرتھر روسیون سے خالی ہوا۔

یہ بھی گویا وہین تھے۔ ادھر ادھر سیر مین تماشا بینی پہلین بہانے مین مشغول تھے۔ ایک دفعہ تعمیر کی کھائین مین پاؤن پڑ گیا سارا دلدلم آنکھ کھلی تو سینے پر اخبار رکھا ہی جسمین لکھا ہی تین کشتیان جاپانیون کی خشکی مین اتری تھین مگر سب کو روسیون نے جہنمی کر ڈالا۔ کوئی بھی نہ بچا۔ افسوس ل گر رہے من اور ہاتھ پاؤن کچھ تھین

مجمع احباب ۔ دیکھئے بھائی صاحب ہم سب چپ تماشا دیکھتے ہین۔ **چین** ۔ تو یہان کون خاموش نہین۔

مدرستہ البطال

تعلیم و تربیت کا ملک مین وہ سیلاب ہی کہ طوفان نوح اسکے آگے پانی بھرے تو عجب نہین۔ علوم و فنون کے انوار کا منبع پھوٹا ہے کہ ظلمت جہل کے چمگادڑون کا کہین ٹھکانا نہین خدا نے چاہا تو سب برسات کے پتنگون کی طرح مرغشا ہو جائین۔ تعلیمگاہین طاعون کے کیڑون کی طرح کچ کچا کر نکل پڑی ہین۔ طرح طرح کے مدرسے۔ اسکول۔ کالج علوم فنون۔ دستکاری صنعت وحرفت فلاحت انجنیری اور خدا جانے کس کس تعلیم کے واسطے بہمہ جاری ہو رہی ہین مگر افسوس ہی کوئی اسکول درزنگوئی کا کسی مرد میدان نے ابتک تجویز کیا نہ کھولنے کی کسیکو

ہمت پڑی۔ تو جہ کیا۔ فلسفہ اخلاق نے اسقدر برائیان اسکی پہلے سے کر رکھی ہین کہ کسی کو اس جانب توجہ ہی نہین ہوتی۔ نہین (خدانخواستہ) اسکے مفید ملک ہونے مین کس کو کلام ہو سکتا ہی۔ بلکہ سچ پوچھیے تو ملک چاہے کسی اور علم و فن سے ترقی کرے یا نہ کرے مگر اس سے یقین کامل ہی کہ لمحہ بانسو گز دن نہین منزلون قطب صاحب کی لاٹ کی طرح اونچا ہوتا چلا جائے۔ مسٹر ٹاٹا کے منصوبہ کی اگر منظوری نہین ملی نہ سہی ہمارے نزدیک تو مناسب ہے جو سرمایہ اسکے واسطے تجویز کیا تھا اسمین دیدین اور چند ہی روز مین دیکھ لین یہ ملک کیا فائدے حاصل کرتا ہی

آج یونیورسٹی بل سے جو چند حضرات کو خطرات کا اندیشہ ہے

کھاتے کھاتے چربی اعتدال سے زیادہ جمع ہوجاتی ہو انمین
برودت ادہ رطوبت سے سہولت تساہل اور فی الجملہ
بجائے ثقل و حرکت کا پیدا ہونا لازمی ہو اور حرارت دیر
مین مشتعل ہوتی اور بجھتی ہو دبشرطیکہ کوئی خارجی سبب
معین حرارت نہ میسر آئے) سو تمکو شکر کرنا چاہیے۔ تمھارے
جنرل مکارودت اور پیٹرلولوسکی کا غرق ہونا طبیعت نے خود
اپنی طرف سے پیدا کردیا۔ اب اس واقعے پر ناکھر تم اظہار تاسف
کرو جیسے تنقیح سے بادی النظر مین اضمحلال پیدا ہوجاتا ہے
مگر تمھارے ملک کے لہو مین ایک طرح کی گرما گرمی بھڑک ضرور
اٹھی اور جسطرح برف گھلنے سے فوج کے راستے صاف ہوگئے
اسی طرح ملک کی فوجی مجلس ہوکے جستی پھرتی کے سامان
مہیا ہوگئے۔ دنیا اتنا جانتی ہو کہ جو لوگ ذرا ذرا سی بات پر ہزارون
لاکھون جانین ضائع کرنے مین باک نہین کرتے انکا ایک
امیر البحر کے ڈوب جانے سے رنج اور صدمہ کیا ہوسکتا ہو۔ جان
جانے ہی کے لیے ہو اگر اپنے ملک اور قوم کے واسطے جائے۔
اس سے بڑھکے کون استعمال ہوسکتا ہو۔

آپ کے مشاغل تفریح اور دل لگی بازیون سے پتا اس بات
کا بھی لگتا ہو۔ مزاج مین زندہ دلی کافی ہو کیا معنی کہ ریفت
جاپان کے جتانے جاتے ہین کہ ہم بھی تمھاری طرح سب باتون کو
چھپانا چاہتے ہین اور دوسری طرف اُسی کی ترتیب سے
خلاف واقعہ واقعات اخبارون مین خوب مشتہر ہونے دیتے
اور دنیا مین دروغ کو پر لطف فروغ دیتے ہین۔ یہ بات میرے نزدیک
کسی کے چندان منغص یا ناراض ہونیکی نہین۔ یہ نیچرل
کھلی بازیان ہین جو خود نیچر کے حرکات مین ساری و جاری
ہین اور جنکو نیچرل فنا مٹانے کے پرستمت رحیمیت نام سے
موسوم کیا جاتا ہو یا جیسے چھپا کے دوسرے ہم عمرون سے کبھی کبھی
ہوئی اور جہان کوئی قصور ہوا معافی مانگ لی۔ یہ ادا بھی خوب
ہے یا اس ملک سے چندہ مانگنا جو خود چندے کا ایسا محتاج ہو
کہ اگر کہا جائے اُسکے فی روپیون پیسون کی جگہ چندہ ہی
چلتا ہو تو بیجا نہوگا۔ سبحان اللہ کس خوبصورتی سے اپنے قحط
کیے دیے ہوے روپیہ کا تقاضا کیا جاتا ہو۔ بے اختیار اپنا ایک
خادم یاد آگیا جو ادب سے تو تنخواہ کا تقاضا نہ کرتا تھا مگر
جب مین کچھ دوسرے کو دیتا تھا تو اُسوقت میری طرف
دیکھا کرتا تھا۔

یہ سب ادائین فارغ اور زندہ دل کے نزدیک حیات طویل
کی ہین اور انسے پتا چلتا ہو کہ بہت دن اس
دنیا سے قلمون مین کھیلو کودو گے۔ ابھی حساب لگا کے
دیکھا جائے تو جمعہ جمعہ آٹھ دن کی عمر قوم اور سلطنت کی ہو
ابھی تو پوری جوان بھی نہین ہو۔ ہان بقول شاعر۔
خدا تراست نادان دراز سن تو کرے

ستمگر بھی ہو قاتل خدا وہ دن تو کرے
مگر یہی عادت سے اور مجھے سے مجبور ہون چاہے فال نیک
سمجھیے چاہے بدشگونی خیال کیجیے۔ یہ بات یقینی کی لکیر جانو
کہ زیادہ پرخوری سے مین جان دیتا جانور اکثر اپنی قوت
کے بھروسے پر ایسے حرکات کر بیٹھتا ہو جو اسکی حیات کیواسطے
مضر ہوتے ہین

ابھی تو خدا کی عنایت سے جسقدر غذا استعمال ہو ہضم ہوجاتی ہو
کی خوشی کی بات ہو لیکن اعتدال سے زیادہ جوع البقر
کھلاتی اور پیاس جلندھر پیدا کرتی ہو۔ ثقیل اور گرم
غذائین جب جزو ہوجاتی ہین تو بدل ما یتحلل بحال ہوجاتا
ہو۔ حریف عارضہ آدباتا ہو اور وہی اعضا اور جوارح جو قوت
کے واسطے تھے بگڑ کے معدہ۔ دل۔ جگر۔ شش۔ ریہ
وغیرہ اعضاء رئیسہ کو مزید سامان انحطاط و ضعف بنا دیتے
ہین۔

آپ کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ جسطرح انسان کے جسم مین
وہ سب سامان موجود ہین جو معین حیات ہوتے ہین
اُسی طرح دو مہیات بھی موجود رہتے ہین جو اس حیات کو
فنا کردیتے ہین۔

صرف توافق اور اعتدال اور ایک دوسرے کا متضاد مزاج
ہو جو موازنہ صحت مساوی رکھتا ہو۔ حیات تو ہم آہنگی لوہے
کے ہی جو تحت اور فوق کی مقناطیسی کششون کے زور پر
قائم ہے بس جو زمانہ اور عمر ہو آپ کی سلطنت کو امریکا سے
چوکنا رہنا چاہیے۔ کیونکہ ظاہر مین انگریزی سلطنت سے
اگرچہ نوک جھونک رہتی ہو مگر محض تقاضائے سن ہی ورنہ
دو نون سمجھے بوجھے ہو۔ تنگ خدا تنگ نیست۔ پائے مرا
لنگ نیست۔

ہان اگر کچھ اندیشہ ہی تو اوسے ایک جا کے یعنی انگریزون
کے بھائی امریکا سے۔ چاہے اسکو میری فراست اور تخمینہ
سمجھو چاہے الہام مانو۔ چاہے وہم جانو۔ مگر اتنا سمجھ لو کوئی وہم
اور خیال ایسا نہین جو ایک وقت مین واقعہ نہوسکے چنانچہ
ہمارے ایجاد ون نے اگلے بہت سے خیال واقعی کرکے
دکھادیے ہین۔

راقم
ارسطو

لوکل علیہ الطاعون

ہمارے کاہل العادات بطی الحرکات حضرت لکھنو
تسمیہ باغنیہ تو کہین کھسکنا لیجانے کو مولانا طاعون
نے بہت زور مارے بلکہ قبر کے بہانے سرسے
زمین کھود دی مگر آپ جانیے کلی بیری تلے مرنے والے
کہیں بھی پس سے مس کرسکتے ہین۔ وہین دریا کی کنارے ابتک
جمے بلکہ ڈٹے ہوے ہین جیسے پہلے تھے طاعون کے اموات بڑھ رہی
ہین چنانچہ شنبہ کو بھی ۳۰-۴۰ آدمی شہر مین آپکی نذر ہو
گئے۔ لوگ کہتے تھے کہ میان آپ زیر طاعون کم ہوتا ہو اب شاید آپ فصل
مین جانیے۔ مگر یہی گرمی اکثر صاحبان کی ان دنون کی تھی کہ اگر
دن زمانے کی لو چلی گردو غبار ابھر بھبوکی کی بالو تا صبح رہے
شام اور ڈٹ اور رات کو دنگل کی تیار لکا آموختہ متصل نیچر پڑھ رہے
ہو۔ خیر یہ عقیدہ تو دمیان طاعون نے صفا کردیا کہ ذہنی
مذہبی کا حکم ہے یعنی جسقدر طاعونی کیڑے دن کو جلین ہین اُسیقدر
جاپانی چال سے رد حیات پر شبخون کے واسطے پھر پیدا ہوتے ہین
مگر ذرا کیٹر بیچ کی بھی رائے انداضیائے ہوتی ہو کہ اس نعم
دہات مین چونکہ طاعون زیادہ رہا جسقدر کیڑے ہون وہ سب نکلے
نکلے مین گھس گئے ہونگے شہر مین تو ندیا کے ساتھ آکے معدہ مین تریر کوہ دھماری
مچاتے ہونگے

اطلاع ضروری

صاحبان اشتہار اور رعایتی خریداران
اخبار جنکے واسطے پیشگی اُجرت اور
قیمت کی شرط ہے اگر آیندہ سے اپنا
اشتہار پرچہ اخبار مین نہ دیکھین یا
اخبار نہ پائین تو تصور فرمائین کہ میعاد
معاہدہ ختم ہوگئی اشتہار اور اخبار اُنکا
موقوف کیا گیا۔ آیندہ جیسی صورت ہوگی
دیکھا جائیگا۔

ایڈیٹر

آمد تہذیب

گر نہ ستانی بہ ستم میرسد

شجر شاعری کی نئی شاخ

حضرت تنا۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ آجکل اردو کی ترقی کے زمانے مین شاعری کے ڈنڈ مین یالوچہت اور پنجاب - دکن وغیرہ وغیرہ کی افراط رطوبت سے بہت سی شاخین نکل رہی ہین مثلاً تخییل کی جدت (اگرچہ گندہ ہو مگر بیجا دبند (تو ہی) قافیہ پیمائی تجنیس نفرت - زبان کی ورگت - مگر اس سامان کمیا و زن مین گئی. بوئی پنے شروع کرنے کا معاملہ کچھ بے جڑ سا معلوم ہوتا تھا - الحمد للہ ہمارے ہان کو ایک ناتراشیدہ شاعر صاحب نے اسکی کسر بھی پوری کردی - اب خدا کی عنایت سے اس عروس کے ہر ہفت ہو نہین سکتی جو فرق نہین بہلہ سبحان اللہ نضانا بعضکم علے بعض - لے اب غزل بھی سن لیجئے

غزل مولوی گلن صاحب

اے بادِ فنا ادھر نہ آنا کبھی مین بلائے ہوئے
مومن ہین بہتسکم انھین ذرا بچا لے ہوئے

جو ڈورتے نہین ہین شعلہ رو قیامت سے
انھین کیلئے آئے ہین غازی تقدم بڑھائے ہوئے

غلام کی شرمی سے صاف ہوتا ہے ظاہر
لو تمہ صاحب غنا آئے ہو تیوری چڑھائے ہوئے

اے امیر المومنین جانشین مصطفیٰ پیارے
خدارا ادھر بھی چلے آؤ ذرا خنجر اٹھائے ہوئے

اے خرس شرقی غضب کی ہے تمہاری جھپکی
کھیسین نکالے بھاگا چاہتا ہے یو ز دم دبائے ہوئے

خدایا یہ ہو بد دعا ہے گلن از پئے حسنین
تو کرے پامال انھین دشمن جو ہین زمین مین سیاہ اٹھائے ہوئے

دیگر

سنبھالو پھندہ زلف دوتا سنو تو سہی
پھنسے ہین طائر جان بجا سنو تو سہی

جانبین ہین گلچین و صیاد دونون ہین قابل سزا
عزیز رکھتی ہے بلبل کسے اور کسپر ہوئی خفا سنو تو سہی

اسیران دشت جنون کو کوئی کیا سمجھتا ہے
آتی ہوگی سواری انکی وہ آپہونچے پیشوا سنو تو سہی

اسیران قفس شاد کئے جاتے ہین صیدہم
دستگیری کو آتی ہے باد صبا سنو تو سہی

جنکی صحبت یہ فدا ہین طائران خوش الحان
خار کھائے ہین غنچہ و الہ جان کی ہے قضا سنو تو سہی

شمہ گلستان کی خوشبو مہک رہی ہے چمن مین ہر طرف
پی کے مئے وصل زاہد اگر و سیلہ و باغ اپنا سنو تو سہی

خزان کے ہاتھ سے خار درد پہ کیون لٹتے ہین گلن
وہ ملنے آتی ہے وحشت صبا سنو تو سہی

تا جرامی خور و رندی کن و خوش باش و لے
گردش جام مہ چون دگران قرآن را

مسلمانون کی مذہبی کتاب (اردو میں) قرآن شریف چھپوا کے بیچنا اور اسکے ذریعہ سے متبرک اور مقدس لقمہ حلال کرنا یون تو کسی طرح سے قابل ستائش و آفرین ہے اور کچھ نہین تو جاہل - علم سے خالی دماغ اور برکت سے کھوکھل - گھرون بھر پڑ رہنگے تو مسلمانو مین پاک اور پاکیزہ خیالات کا ہجوم اور گھرون مین برکت کے چرچے تلا بانیان کھانے - نعمین ادا کرنے کو صرف کے صف موجود رہین گے - برکت کا کیا پوچھنا اندر - باہر صحن - کوٹھری - دالان - بلکہ کوٹھی شکون تک مین برکت ہی برکت ہوگی (وہ برکت نہین جو کسی لقیر کے سوال کے جواب مین کہی جاتی ہے) بچے بچے مین اشاعت ہوگی اور بڑی بات یہ ہے کہ جناب مولوی صاحب بھی داڑھی پر ہاتھ پھیر کے بڑی قرأت کے ساتھ الحمد للہ فرمایئں گے - اور آنکے اس ظلمت کدہ دنیا مین جہان آجکل شرک اور بدعت کا دھوان دھار اندھیرا چھایا ہوا ہے معلوم ہو جائیگا کہ ہندوستان کے مسلمان انجیل اور توریت کی طرح خاص اہتمام اور ارزانی کے ساتھ اپنی کتاب اللہ خوب چھاپتے اور قدر روانی کرتے ہین بلکہ سچ پوچھیے تو اورونکی طرح پنساریون نیون پیرل کی ہانڈیون کیواسطے منون جھگڑون ردیان نہین بنانے بلکہ مسلمانون کے واسطے گنڈے گنڈے حرز جان بوجھ کے بوجھ حصائے ایمان تیار کرتے رہتے ہین مگر بے عیب ذات خدا کی - باوجود اس سر کھپی زر ریزی شوق اور انہماک کے بعض دفعہ یہ بات کھٹک جاتی ہے کہ اس کمبخت بے دین دنیا کے قانون سے مجبور ہوکے بعض حضرات کو اپنے چھپوائے ہوے قرآنون کی بکری (معاذ اللہ ہیلے) کا ایسا شیطان سر پر سوار ہوتا جیسے کسی لڑکی کے بالغ ہونے پر اُسکے والدین کو بر ڈھونڈھنے کا - یعنے ایک طرف تو ہندوستان کے رسم کے مطابق تقدس کی شرم و حیا لاحق اور دوسری طرف خواہان اور خریدار اور شوہر کی تلاش - بس عجب کام اضطراری کرنا پڑتے ہین اور اس گھبراہٹ مین عجب دلکی کے حرکات سرزد ہوتے ہین - یعنی علاوہ زبانی شہرت دینے کے لامحالہ اخبارون مین اشتہارات دینے کو نمونے کے اوراق چھاپ چھاپ کے اخبارون مین تقسیم کراتے پھرتے ہین - آپ جانئے اخبارون کے خریدار و بیندار مسلمان ہی نہین - برائے نام اہل اسلام - ہندو عیسائی ملحد - کافر - مشرک سبھی ہوا چاہین بلکہ اسی اخبار مین اشتہار دیا جاتا ہے جسکے کثرت کے ساتھ خریدار ہون پھر خدا ہی نے کہا اُسکا نمونہ سب کے پاس بلا امتیاز پہونچے گا - اشاعت کلام تو اس حال مین بھی خوب ہوجائیگی مگر اسمین بھی کلام نہین کہ نوعیت اشتہار دیکھتے اندیشہ ہوتا ہے کہ جسوقت ایسا اشتہار یا نمونہ اخبار مین رکھا گیا اور بورون مین باندھ کے ڈاک مین ڈالا گیا اور پھر شیطانی فرشتہ یعنی ڈاکیہ خریدار کے پاس لایا تو اُسوقت لا یمسه القرآن الا المطہرون کا کسقدر لحاظ رکھوایا گیا اور جب اخبار خریدار صاحب کے پاس پہونچا تو وہ بھی یا اُنکے نوکر چاکر جو روپیے تک کسقدر پاک و طاہر با وضو مصلی بچھائے اخبار کے منتظر بیٹھے تھے اور بعد تلاوت اخبار اور اشتہارون کو نہ سہی اس صفحہ قرآن کو چوم چاٹ کے اور سر پر رکھ کے کس جزدان اور رحل پر رکھ چھوڑا تھا یا ردیون کے گڈے کو مقدس کرنیکے واسطے چھوڑ دیا تھا اگر کہین کسی نے پنساری کو دیدیا ہو کہ اُسکی پڑیونکے ذریعہ سے ہمنے کچھی اسلام مزید اسکی قسمت مین پڑے تو آخر اسکا ثواب لکھنے مین کرام کاتبین کیواسطے ایسی گتھی پڑیگی کہ حشر تک اُسکا سلجھنا دشوار ہوجائیگا اور بالآخر مقدمہ محاسب حقیقی کے فیصل کرنیکے واسطے ملتوی رہیگا خیر ان جھگڑونسے ہمکو کیا واسطہ ہان البتہ اسقدر جتائے دیتے ہین کہ انداہ حمیت اسلام ایسے حضرات نفع دنیا کے ذوق شوق مین ذرا لحاظ رکھین تو اپنے اوپر احسان کرین اور اگر یہ جواب سوچ لیا ہے کہ خدا کے کلام کی اشاعت کے حق السعی مین بمصداق اللہ در اینہ گذاشتن کار خردمندان نیست یہ عمل کیا گیا ہے تو کیا مضائقہ ہے

ہر کسے مصلحت خویش نکو می داند

صرف منشی نولکشور اور بلا قید اسکے ہندو مطابع کیواسطے یہ نزاکتین - احتیاطین ضروری تھین باقی مسلمانونکو سب ہی حلال ہے -

پے طوف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند
کہ مرا خراب کردی تو بہ بیعدہ رہائی

راقم
ملا قرآنی

رنگ گل ہو گلستان میں تم بو ہو بوستان میں
میں ہوں خزان چمن میں گلبن میں خار ہوں میں

تیغ ادا جلاد تجھیر ہون تھا را
یا تیر ناز جسکو فریشکار ہون میں

دیکھو کہا نہ مانو، ہرگز نہ آؤ مجھ تک
ہمہ اشتیاق ہون میں ہمہ انتظار ہوں میں

بلکہ مجھے نہ چھیڑو میں آپ منفعل ہوں
تم تو نہ بولو مجھ سے ناکردہ کار ہوں میں

اقبال ہو تمہارا میں نے یہ بات پائی
اعجاز ہے تمہارا میں شمار ہوں میں

نیرنگ عشق کی ہی یہ سب کرامتیں ہیں
سوز فراق ہوں میں شمع مزار ہوں میں

ناکامیاں ہوئی ہیں لاکھوں ہے پھر بھی
دل کی یہی ہے حسرت امیدوار ہوں میں

میں اور پھر زباندان بحمد اللہ نہی آپ ہے
گر کوئی ہو گیا ہوں تاہم گنوار ہوں میں

تیغ جو مرقد دل، دل گور آرزو ہے
تو دہی ہون میں لحد میں خود ہی مزار ہوں میں

از بعد لب ہا داغ لالہ زار ہوں میں
گرزلف سے ڈسو تم پیچیدہ مار ہوں میں

راقم مسٹر انفعال

لو کل علیہ الطاعون

شہر کی بعلی بالحرکتی اور سست رفتاری کی تاثیر کا ذرد دیکھئے کہ او بعلہ کو گر میاں آتے ہی میاں طاعون نو دو گیارہ ہو جاتے جھوڑے ویران۔ ڈاکٹر سہندی کے پیلے بجاتے تھے مگر یہاں سلامتی سے وہ چراگاہ پائی ہے ایسا جی لگا ہے کہ ڈاکٹر توشہ کی روٹی تیار رکھو مگر جب صبح کو دیکھئے ریل نکلگئی اسٹیشن سے نیرنگ چلے آتے ہیں۔ ارے یار دفان بھی ہو کالا منھ نیلے ہاتھ پاؤں۔ ڈاکٹر کے حوالے۔

افسوس اے فرزند و من نظارہ کنم

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

تازہ سندات

انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مکرم بندہ تسلیم میں آپکے قابل قدر سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہون حقیقت میں جیسا آپنے اشتہارات میں لکھا ہی اس سے بھی اعلی درجہ بہتر ہی میں نے چشمہ کا لگانا چھوڑ دیا اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہون۔
راقم۔ رادھاکشن گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چوڑکی گران۔

(۲) میں نے میریکا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ نے بنایا ہی آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہی اور میں اس امر کی بخوبی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر میریکا سرمہ مفید ... تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہی میں نے اپنے تجربہ میں آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر ... دیکھا ... استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ پانی آنے دھند غبار خارش وسرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا درحقیقت آپ نے اسقدر سستے داموں میں یہ سرمہ مہیا کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہی۔ اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہی ضرور ہی کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے سرمے سے مستفیض ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔
راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگارام صاحب حضور نواب صاحب بہاولپور۔

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہی کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہی ضعف بصارت تاریکی چشم۔ دھند جالا پروال غبار سبل سرخی پھولا۔ ابتدائی موتیا بند ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہی۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہی کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکین۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہی مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فیتولہ مبلغ تین روپیہ ہی۔ خالص میرے کا مشرقی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فیتولہ ۱۲؍ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور (ملک پنجاب)

تازہ سندات

انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۳) جناب من۔ میری آنکھ میں ایک مرض ہی جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر سری صاحب بہادر و ڈاکٹر کیلب صاحب بہادر کے علاج سے کچھ فائدہ نہوا۔ آپکے سرمے سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی بیماری چشم میں ہے اور ایکتولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین۔
دستخط۔ سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف رشید جناب امیر مغفور محمد خان صاحب والی ملک ترکستان

(۴) میں نے اور دیگر بہت سے متعلقین نے میریکا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہی استعمال کر کے نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھونکی بیماریون کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہی۔ آنکھ کو تر و تازہ رکھتا ہی اور بینائی کو طاقت بخشتا ہی درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید اور اور دوا ایسی آجتک کوئی دوا اس سرمہ سے ... فائدہ بخش نہین دیکھی
راقم۔ نواب محمد حیات خان بہادر۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایس سابق ڈویژنل وسشن جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند

(۵) جناب سردار صاحب تسلیم۔ آپکا میریکا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہون کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کے لیے بہت مفید ہے میری آنکھیں بہت کمزور تھین میں لگاتار ایک گھنٹہ کام کرنے سے معذور ہوجاتا تھا اب میری یہ کیفیت ہی کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کرسکتا ہون۔
راقم۔ حافظ میان خورشید محمد خان خلف نواب حسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال

پانچ ہزار روپیہ انعام

انعام ہزار روپیہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

جیسا بیٹھادیا بیٹھے ہین

ہلاکت کثرت سے منڈلایا کرتے ہین) حکم دیا ہو کہ فوراً اُن بے مہار اونٹون کی تکہ بوٹی کر لو جو شمالی لینڈ کی زراعت تباہ کر رہے ہین۔

ایضاً لندن۔ ہمارا خاص رپورٹر اطلاع دیتا ہو کہ ہندوستانی قلب لاٹ کے زیر سایہ پہلے حرف و لکنیان لکھین مگر اب ایک اور بھی ننھی سی لنیا پیدا ہوگئی ہے۔

(آج معلوم ہوا) کہ پورٹ آرتھر پر شب کو ایک بالشتیون کے ایک انبوہ کثیر نے اُسی برفستانی ریچھ پر چارون سمت سے دھاوا کر دیا اور اپنے نرغے مین بے طرح گھیر لیا اُسوقت ریچھ بہت ہی پریشان ہو گیا تھا بالآخر کئی گھنٹے جان توڑ دست و پا زنی کے بعد خرابی بصرہ اُنکے حلقے سے نکل سکا کئی زخم کھا کے۔

—— کہا جاتا ہو کہ اُس روز کی لومڑی کی سرگوشی کا معما آج حل ہوا وہ یہ کہ ریچھ نے شیر سے طرفداری یا غیر طرفداری کے متعلق ایک نوٹس دیا تھا۔

اپریل شملہ۔ وہ ہندوستانی میان مٹھو جو اڈّے پر بیٹھے رات دن ٹین ٹین کیا کرتے تھے آیندہ بمصداق

اے عندلیب ناطق دم در گلو فرو نہہ
نازک مزاج شاہان تاب سخن ندارند

دم بخود رہین گے۔

صیادون نے ان سب کی گردنون مین اب سخت اور دھار دار حلقے ڈالدیے ہین تا موقع بے موقع زیادہ ٹائین ٹائین نہ کرین۔ یا وہ تعلیمی جو ہے جو بعد کو اپنے تیز اور نکیلے دانتون سے پولیٹکل جال کترنے کو مستعد ہو جاتے تھے دم دبا جائین ایضاً۔ نیز وہ ہندوستانی پولیٹکل جاسوس جو ہمیشہ گوش آوازہ اور جھوٹ سچ لگانے کو تیار رہا کرتے تھے آیندہ گارڈ آف لانکے ڈبل پہرے مین نظربند رہا کرینگے کیونکہ انسے اکثر خفیہ چالبازیون کی تہ کو پہونچ جانے کا اندیشہ لگا رہتا تھا۔ اب اُنکے غم زدونے غم کا لالا۔

۳۰-اپریل۔ ہمارا اسپشل نامہ نگار متعینہ عدم آباد رقمطراز ہو کہ آجکل یہان بھی روسیون۔ جاپانیون مین بیڈھب چھڑ گئی ہو۔ دونون جس بات پر مرتے ہین اسپر جان دیتے ہین (پھسڈی) مرگھٹ لین۔ عدم آباد۔ کل عین معرکہ مین سابق زار (مرحوم) کو ایک بڑے دلیر اور تجربہ کار فوجی افسر کی ضرورت داعی ہوئی چنانچہ بذریعہ فوجی ٹیلیفون فوراً سے بھی کچھ پہلے امیر البحر جنرل مکاروف کو بلا لیا گیا۔

—— عورتون کی ناقص العقلی کی یہ ایک بین دلیل ہو کہ امیر البحر مکاروف کی ایسی اچانک طلبی پر زارینہ بہت کچھ روئین پیٹین مگر آنسو ایک بھی نہین نکلا تا ہم یہ کوئی رونے کی بات نہین تھی البتہ زار صاحب عقل ور دوا

اور مآل اندیشی سے کام لیا قرار کو فرار سمجھے۔

—— کل شام متواتر ۴۸ گھنٹے کی گولہ باری اور ۴۰ گولے پھٹنے کے بعد سبند راآرتھر مین ایک بہت ہی عظیم الشان نقصان نوح مین آیا یعنی ایک غریب بڑھیا کا بہت ہی باریک تکلا (جسکا روسیون کو اندیشہ تھا کہ وہ اُس گولہ باری کا متحمل نہ ہو سکے گا) شکست ہو گیا اس نقصان سے روسیونکی کمر ٹوٹ گئی کیونکہ امیر البحر مکاروف کے بعد مصداق اندھے کی ایک ہی لاٹھی تھی

—— سنا گیا ہے کہ کل تکے اُس عظیم بالشان نقصان سے فوجی صیغہ کا دیوالہ نکل جائے تو عجب نہین کیونکہ بڑھیا نے ہرجانہ کا دعویٰ دائر کر دیا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اُسی بیزال کی نکسیر بھی اسی صدمے سے پھوٹی تھی۔

۲۴-اپریل۔ لندن۔ پارلیمنٹ انگلینڈ مین آجکل اتفاقی مسئلہ پر پھر از سر نو بڑا شور و شغب ہو رہا ہے۔ ہاوس آف لارڈز کے ممبرون نے پر زور تائید کرتے ہوے بیان کیا کہ جبکہ ہمنے علاوہ داڑھیون کے مونچھون کو بھی محض رفع تخالف باہمی کی وجہ سے خیر باد کہدیا اور یون ظاہری تخالف کو دور کرنے مین کوشان ہین تو کیا معنی جو آیندہ اپنی لیڈیون کے خوش کرنے اور لٹکے مین حیث المجموع اتفاق کرنیکے لیے گون اور بانٹ کا بھی استعمال نہ کیا کرین تا ”من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جان شدی“ از کونہ ہمان تراود کہ در اوست کے مصداق ہمارے قلبی یکجہتی، و اتفاق اور الفت و محبت کا پورا پورا ثبوت مل جائے۔

ریبھکو آئی، کل کے ہاوس آف لارڈز کے ممبرونکی پر زور تحریک کا نتیجہ حسب دلخواہ ہوا اور آیندہ یہ قرار پایا کہ موجودہ فیشن مین گون و بانٹ وغیرہ سے مزید ترقی کیجائے۔

راقم لاابالی

توبہ بر لب سبحہ در کف دل پر از شوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

بھیڑیا۔ بھائی کیا وحشت ہو۔ ذرا بات تو سنو۔ مین کہتا ہون آخر آپکو اسقدر گھبراہٹ کیون ہو۔ مین جو ادھر آ نکلا خدانخواستہ کچھ اور ارادہ نہ تھا۔ مین تو شملو گون کی چوکسی کو آ نکلا۔ ہزار دوست ہین ہزار دشمن۔ کہین تمکو نقصان نہ پہنچے۔ مین کوئی غیر تھوڑا ہی ہون۔ وہی کتے ہمارے بھائی بند۔ تمھاری حفاظت کرتے ہین یا نہین۔ پھر آخر مجھ مین کیا دم لگ گئی۔ دوسرے بڑی بات یہ ہو کہ تم آخر میرے کس کام کے۔ مین نے ترک حیوانات کیا ہے مجھے اب گوشت ہضم ہی نہین ہوتا۔ ادھر منھ مین بو آتی گئی جیسے سنکھیا کھائی۔ تو وجہ کیا۔ سن کے ساتھ دانت بھی ہین۔ اے دیکھو (منھ کھول کے) ایک دانت جو نکلے تو قسمے لو۔ بس اب گھاس پھوس کھا کے دوزخ بھر لیتا ہون کیا کرون۔ چاپا کسے جاتا ہے جس جگہ رہتا ہون اکثر وہان نرم اور ریشمی گھاس ہوتی ہے مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہو بعض وقت ایسی ہوا چلتی ہو کہ مجھے اپنے بھٹ سے باہر نکلنے ہاتھ پاؤن کو تکلیف دینا نہین پڑتی۔ اونچی اونچی گھاس خود بخود ہلکے منھ تک آجاتی ہو جیسے من سلوا بنی اسرائیل کو ملجاتا تھا۔ پھر اب مین کہتا ہون خدا کی بڑی ناشکری ہے جو ادھر اُدھر نیت ڈانوان ڈول کرتا پھرون اور وہ بھی کے دن کے لیے۔

بھیڑ۔ واللہ آپ نے جو کچھ اطمینان دلایا رتی برابر شک نہین رہا۔ مگر آپ خیال تو کیجئے یہ عمر بھر آپ سے خوف زدہ رہا ہو وہ ایکا ایکی مخلی بالطبع ہو کے خیر مقدم کیونکر کر سکتا ہو یون تو آپ ہمارے مہربان ہین آپ کا فرمانا ہمارے سر آنکھون پر۔ مگر دل اندر سے یہی کہتا ہو آپ سے بہادر اور جری ہماری گلہ مین کبھی رہے نہین۔

بھیڑیا۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہو۔ مین آپ سے کہتا ہون مجھسے ہاتھ تو ملا لیجئے مجھے ایک دفعہ معانقہ تو کر لینے دیجئے خدا نے چاہا وہ گرم جوشی محسوس کیجئے کہ پھر آپ کو اس اپنی اون کی گرمی کی ضرورت نہ رہے۔

بھیڑ۔ خیر یہ آپ کی مہربانی ہو۔ زیادہ گرمی مین ہمارے گلے کو تکلیف بھی ہوتی ہو اور خدا نے اون کافی بخشا ہو ہم سردی ہی مین مگن ہین۔

بھیڑیا۔ یہ تو دل کی دوسری بات ہو مگر آپ سمجھ دیکھئے کہ ہمنے سنا ہو کبھی کبھی ریچھ آجاتا ہو اور اُس سے ٹھٹھک کے آپ بھی جلتی ہین۔ یا اللہ ہمین نے ایسا گناہ کیا ہو کہ ”اور نام انڈے بچے ہمارے نام کردک“

زعفران زار

یعنے

اُن لاجواب مضامین نظم و نثر کا انتخاب جو لکھنؤ کے آزاد د ظریف اخبار اودھ پنچ کے سالہائے ۱۸۹۰ء مین شائع ہوے تھے اور جو ظرافت کی جان اور لٹریچر کی روح رواں ہین مردہ دلون کے ساتھ مسیحائی کرنا۔ روتون کو ہنسانا ہنستون کو روشن کیوتر بنانا اس رسالہ کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ دفتر اودھ پنچ سے مل سکتا ہے۔ قیمت چار آنہ

بھیڑ- نہیں اب آپ [illegible] ہوا ہے
بھیڑیا- نہیں صاحب میں نا [illegible] کی وجہ سے منتیں رہا ہو اور آپ کی وہی مرغے کی ایک ٹانگ ۔۔ ایک ناگوار نہیں اب تو کچھ مرحوم آپ کے گلے میں آتے ہیں۔ کچھ خدانخواستہ کسی اور وجہ سے نہیں صرف اس بات پر کہ آپ نے اس خشکی سے جواب دیا ہے کہ بہت ناگوار گذرا۔ سمجھائے دیتے ہیں اونچ نیچ سوچ لیجئے۔

اداسے دیکھا جاتا ہے گلہ دلکا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دلکا

بھیڑ- بھائی میں کیا کروں۔ میں بھی عادت سے مجبور ہوں بُرا نہ مانیے تو کہوں یہ آپکی لال لال بڑھا کے یاقوت کی طرح آنکھیں ہیں انکو دیکھ کے دماغ سے نزلہ گرا جاتا ہے چھینکتے چھینکتے ناک میں دم آجاتا ہے اور آپکی جھالر سی دم بھی وحشت دلاتی ہے اور بڑی بات تو یہ ہے کہ جب کان تک پھٹے ہوے جبڑے دیکھتی ہوں تو میرے آئے حواس جاتے ہیں ادھر نظر پڑی ادھر معلوم ہوا تم میں اسی طرح الفت چلا گیا۔ حلوائے بے دود کی طرح غٹ سے نوش ہی فرما جائے گا۔ دانت جو ہیں رہے تو تنیہ تمہارا ہی کے ہضم کر جائیگا
بھیڑیا- بس تمہاری باتیں عقل کی نہیں۔ غصہ آتا ہے (بھیڑیا جست کرکے داخل گلہ)

کودا کوئی یوں گھر میں ترے دھم سے نہ ہوگا
جو کام ہوا ہم سے وہ رستم سے نہ ہوگا

بھیڑ و بندا گلہ- ارے رے رے کیا آفت آئی بچانا ہے آفت ہے (سب سر آگے کرکے ٹکر کے واسطے مستعد ہو جاتے ہیں)
بھیڑیا- دیکھو ہم کہتے تھے راہ پر آجاؤ۔ یہ تو دو چار بھیڑے کھانیکو نہیں صرف دکھانے کو بھیڑیاں بکریاں ہیں لیکن جو نہ مانوگے بُرا ہوگا۔ ہمارا کھانے کا تو ارادہ ہی نہیں۔
بھیڑ- ارے صاحب کھائیے یا نہ کھائیے مگر ہم تو سہم کے ادھ موے ہو گئے۔
بھیڑیا- نہیں نہیں یہ تو صرف از راہ محبت تم سے معانقہ کرنے تھے ہمکو بڑی آرزو تھی۔۔

خوشا وقتے و خرم روزگارے
کہ یارے برخورد از وصل یارے

بھیڑ- [illegible] صاحب اس [illegible] آپ [illegible]
تو جان پر بن [illegible] سیکڑوں کی جان [illegible] ۔۔ دنعوذ
بغل گیری [illegible] آپ [illegible] دن کی [illegible] خوشی رہی
نہ یہاں تو بالکل [illegible]
بھیڑیا- افسوس تم [illegible] ارے [illegible] میں [illegible]
کھانا ہوں جو گوشت کھاؤ [illegible] خلاف ہو کہ ہماری بات کا [illegible] کرتے۔

بھیڑ- آپکی بڑی مہربانی ہوگی اگر ہماری حالت پر ہمکو چھوڑ دیں گے
بھیڑیا- واہ یہ کیونکر ممکن ہے۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہست
اگر خاموش بنشینم گناہست

تم مصلحت نہیں سمجھتے تو ہم تو سمجھتے ہیں۔ (دو چار بھیڑ کی اون نوچ لیتا ہے)
بھیڑ- واہ وا- اچھی محبت مصلحت دکھائی ہم باز آئے
بھیڑیا- لاحول ولا عجب احمق ہو جی تم بھی- اچھا بھائی خفا ہوتے ہو تو لو اپنا اون لیجاؤ۔
بھیڑ- معاف رکھئے ایسی سمجھ سے ہمکو خدا بچائے ہم چند روز بے پشم کے رہیں گے۔ جان تو بچے گی نہیں آپ محبت جتاتے جتاتے کسی دفعہ کوئی اگر گوشت کا لوتھڑا نوش جان کر جائیں گے اور پھر جو لہو منہ میں لگے گا تو پورا دنبہ مینڈھا تک مثل چاپ بناڈالیں گے۔
بس- مرغا اللہ دُورا ہو کے بیٹے گا اور بھیڑ منڈی ہو کے بیچے گی۔

خدا فروشی

ملا قرآنی صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے قرآن مجید کے ادب کی طرف توجہ رجوع کی۔ درحقیقت یہ حالت ہو رہی ہے کہ نمونے کے اوراق اڑاتے پھرتے ہیں جسنے سمجھا کہ یہ کیا چیز ہے اور اسکے دل میں تعظیم کی تحریک ہوئی تو اسے آنکھوں سے لگا کر کہیں محفوظ کر دیا ورنہ خدا حافظ۔ سچ ہے کہ دنیاوی نفع کے آگے دینی نزاکتوں کا خیال جاتا رہا ہے۔

کچھ لوگوں نے یہ سمجھا کہ اب سوائے اللہ میاں کے اور کچھ گرہ میں نہیں رہ گیا لاؤ انہیں کو بیچ کھائیں۔ خدا رزاق اور حلیم اور غنی ہے شاید اسنے منظوری بھی دیدی ہو لیکن دیندار آدمی کا دل [illegible] ان بے احتیاطیوں پر کانپتا ہے
ایسی [illegible] ڈرتے ہیں کہ اس سے بھی برا وقت آئیگا
اہل احتیاج کو ہم ایک حد تک معذور بھی سمجھتے ہیں [illegible]
[illegible] کا اثر پڑ رہا ہے۔ دوسرے [illegible] کا تقاضا ہے
لیکن اگر وہ عقلمندی سے کام لیں [illegible]
ہو اور احتیاط بھی [illegible] خدا کا کلام
[illegible] قرآن مجید [illegible] مضمون [illegible]
[illegible] اگر میرے مشورے
پر عمل کیا جاوے تو کام بھی چل جائے اور وہ بے احتیاطی

بھی نہ ہو جسنے ملا قرآنی صاحب کو شکایت پر مجبور کیا۔
راقم - اسح- الہ آبادی

اینجانب کا انتقال ہو گیا

ارے یہ کیا؟
جی ہاں اینجانب کا انتقال ہو گیا۔
انا للہ و انا الیہ راجعون۔
کوئی آہو گا۔ ماراچہ ازیں قصہ۔ لیکن میرا تو ضرور انتقال ہو گیا۔
ماشاء اللہ بیٹھے کہے بنے بیٹھے ہو۔
جی ہاں حضور! جھوٹ کی عادت مجھے نہیں۔ آپ یقین کر لیجئے۔
بہتر- آمنت باللہ علی موتک و انتقالک۔ مگر اب رہتے کہاں ہو علیین میں۔ سجین میں۔ جہنم میں جنت میں۔
نہیں صاحب دنیا میں۔ اور پھر وہ بھی کہاں خاص الخاص شہر کے ناف کے بیچ میں مہوشان بنگالہ کی بارڈ میں حسینان لندن کے رستوں میں۔ اور اس پر طرہ یہ ہے کہ روز مرہ بلا ناغہ ایڈن گارڈن کی ہوا کھاتا ہوں اور پیاری پیاری صورتیں دل لبھانے والی ادائیں دیکھ دیکھ آنکھیں سینکتا ہوں۔ اپنی مرحوم قوم کو دعائیں دیتا ہوں
اخاہ تو آپ بڑے پیر نابالغ ہیں۔
بے شک- لاریب فیہ- دمن شک فقد۔۔۔ اور جی ہاں اینجانب قدس سرہ کے پاس خبروں کا بھی پلندہ ہے بے شمار لیجئے۔ میں بسم اللہ کرتا ہوں۔
(نمبر ون) یہاں کی اکثر سڑکوں میں برقی ٹرام کی لائن بچھی ہے اور ہر پچیس قدم پر برقی تار کا کھمبا نصب ہے اسی تار کے ذریعہ سے سارے شہر کی خاک اڑاتا پھرتا ہے اور مہینے دو مہینے حضرت انسان کا خون پیکر پیاس بجھا لیتا ہے۔
(نمبر ٹو) چونکہ میونسپلٹی حضرت بیگ کی عزیز ہے اسلیے یہاں کے میلے کچیلے کی کوئی انتہا نہیں اور اسی لیے اللہ کے فضل سے پلیگی اموات میں پرا گندہ موتی ہے۔
(نمبر تھری) یہاں پانی پینے برقی روشنی کی بڑی کثرت ہے جگہ جگہ نلکے اور روشنی کے تار پڑے ہوے ہیں جہاں [illegible] آ کی طرح روشنی [illegible] موجود۔
(نمبر فور) حال فی الحال ایک اور گاڑی ایجاد ہوئی ہے جسکو نہ بیل سے واسطہ نہ انجن سے سروکار۔ ہاں اوپر لٹکا ہوا ایک تار دبا دیا اسی گاڑی میں تار لگا ہوا ہے اسی کے سہارے

اسٹی۔ مسافرون کو گلی گلی پہنچاتی پھرتی ہے۔

(نمبر فائیو) اکثر محلون مین بذریعہ تار کے اسباب پہونچا دیا جاتا ہے۔ اور کمال یہ کہ گھر گھر محصول وغیرہ سب پیشگی باضابطہ وصول کر لیا جاتا ہے۔

(نمبر سکس) تھوڑے دن ہوے ہین کہ مورننگ کے تاپ سے یہان کے عجائب خانہ کے لیے مچھلی کا ایک جبڑا نظر آیا ہے جسکے اندر بلا مبالغہ سو آدمی بفراغت تمام بہ آرام کر سکتے ہین۔ اسکے لیے ایک دوسری عمارت بن رہی ہے۔

راقم
مردہ بدپیشگی

مدرسہ شبینہ

بچو خیر د مبتلا خیز د بجو پیر د مبتلا میر د

آپ جانتے تعلیم کیا ہے اسنے ہمارا ملک بقول شخصے بے طرح ستو باندھ کے پیچھے پڑا ہی ہے وجہ کیا کہ خدا نے اسکو دماغ ہی ایسا دیا ہو کہ اموشن پوٹ کی طرح اول تو کوئی بات پہلے تو آتی ہی نہین اور جو کسی طرح خارجی کھیل کھال سے سما گئی تو پھر دنیا اِدھر کی اُدھر ہو جاے اسکا نکلنا ممکن نہین۔ اسی طرح آجکل تعلیم کا خوف سر و مغز گھسا ہے۔

ہر وقت ہر جگہ ہر حال مین تعلیم ہی تعلیم کا شور و غوغا مچا ہے۔ دن رات آٹھون پہر اسی کا چرچا ہے آخر نوبت بایجا پہونچی ہے کہ دن کی مہلت اسکے واسطے کافی نہیں راتون پر بھی دراز دستی کرنی پڑی ہے چنانچہ ایک نائٹ اسکول تجویز کیا گیا ہو مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا دنیا مین معمولی اسکول ہوا کرتے ہین ویسا ہی یہ بھی ہوگا واہ اگر ہون آش و کا سکا معاملہ ہوا تو طبیعت داری کیا نکلی سا اور دماغ خراشی کیا ہوئی۔ چونکہ خدا کی عنایت سے فیض تعلیم اسطرح دماغون مین جاری و ساری ہو جیسے سرا کی چاریانی مین کھٹمل۔ ملک مین طاعون کے کیڑے لہذا اچھی طرح سوچ سمجھ کے تجویزین ہوئی ہین۔ اب تعلیم کے برکات سے فیضیاب ہونے والون پر موقوف ہے اس نعمت کو لوٹین حقیقی لوٹی جاے ہمارا مطلب یہ ہے کہ ہمکو... کی ... کا ... [illegible] ... ہوا ... [illegible] ... بتائی گئی ... [illegible] ... اصول کو سمجھتا ... [illegible]

ہمارے منصوبے مین نہ ماسٹر کی ضرورت نہ پروفیسر کی حاجت کیسٹ ... قرار دئین دیکھے دوسرے ملکون سے منگوانا پڑین۔ لہذا اسکا ویز ذیل ہم کمال فیاضی سے مشتہر کئے دیتے ہین شائقین تعلیم ہیڈ صاحب کی بتائی ہوئی کسرت کی طرح بیچ کے طور پر مشق کر لیا کرین۔ اور درجہ بدرجہ خود ہی امتحان پاس کر کے ترقی کرتے جایا کرین۔ فرد جو ذکر بجوٹ بنجائین گے۔

دہونرا

درجہ ابتدائی۔ حقہ سلگانا۔ افیون گھولنا۔ یا مفت کی شراب کی گھونٹ نکالنا۔ رسوئین یا باورچیخانے کو صاف کرنا چولھے مین آگ سلگانا۔ جو غذا میسر ہو تو روکھی کھانا۔ پانی پینا۔ پلنگ یا فرش پر چت لیٹ رہنا شومی بخت سے جو رو ہو تو اسکی فرمائشین۔ کپڑے۔ زیور کی نسبت سُن سُن کے حرف بحرف یاد رکھنا۔ ہو سکے تو آسیر غم کھانا۔ سو رہنا۔ خراٹے لینا۔ صبح جب آفتاب بالکل سر پر نکل چکے جاگنا۔ سیکڑون انگڑائیان جمائیان لینا۔ اور طلبی آئے تو فید تنہائی مین جا گھسنا

درجہ دویم۔ حقہ پان کا شوق کرنا۔ یاران بے فکر مثل آسیبون سانپون کے خلاف عقل قصے کہنا سننا۔ شہر کی افواہون کو مولوی صاحب کے وعظ سے زیادہ مستند ماننا خفیہ افیون جمع کرنے کی تدبیرین سوچنا۔ شراب زہر مارکرنے کی مشق کرنا۔ کھانا (بشرطیکہ میسر ہو) خوب سیر ہو کے کھانا۔ جہسا لنا زرد ہین غین ہو جانا۔ خشم مارنا۔ بچہر مٹکانا۔ جورو کی کھٹ مٹھی چاشنی دار باتون سے متلذذ ہونا۔ بچون کو دو در ہم پلوانا۔ کپڑون زیور کے واسطے قرض۔ رشوت کی گھاتین سوچنا اور سو جانا۔ یا سوتے بن جانا۔ صبح ہر پہرا کے گھر سے بھاگ جانا۔

درجہ سویم۔ بغیر ہاتھ منہ دھوئے گھر سے نکل کے جوے کے پھیر۔ رنڈیون کے کمرے پر عمر عزیز صرف کرنا۔ بازار سے مٹھائی پوری کباب لے کے کھانا۔ دبے پاؤن گھر مین گھسنا (اپنے یا غیر کے ہان چوری کی نیت سے) خواب دیکھنا۔

پس جب حسب ہدایت یہ ... ہو گئے تو امتحان داخلہ پاس کرنا سمجھا جانے ... اسکے بعد اعلیٰ تعلیم کا کورس بتایا جائے گا۔

راقم
پروفیسر معلم الملکوت

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم۔ دھند جالا۔ پروال غبار۔ سبل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپے میرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہے خالص مشرفی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۸ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور (ملک پنجاب)

تازہ سندات

اسنے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) کرم بندہ تسلیم میں آپکے قابل قدر سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہوں حقیقت میں جیسا آپکے اشتہار میں لکھا ہے اس سے بھی کئی درجہ بہتر ہے میں نے چشمہ کا لگانا چھوڑ دیا اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہوں۔

راقم۔ رادھا کشن گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چوڑی گران۔

(۲) میں نے میرا لکا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر میرا لکا سرمہ نہایت ہی مفید آنکھوں کی تمام بیماریوں کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں جو آج تک کسی سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں آنکھوں کی بیماریوں میں مبتلا اشخاص کو اس کے استعمال کی سفارش کرتا ہوں ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ پانی آنے دھند خارش و سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا درحقیقت آپ نے اس قدر سستے داموں میں یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے۔ مقدور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔

راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب حضور نواب صاحب بہاولپور۔

تازہ سندات

اسنے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۳) جناب من۔ میری آنکھ میں ایک مرض ہے جو بڑے علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر صاحب بہادر و ڈاکٹر کیلب صاحب بہادر کے علاج سے کچھ فائدہ نہوا آپکے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف ضعف اور کم طاقتی بیاری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط۔ سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف رشید جناب امیر محمد خان والی ملک ترکستان

(۴) میں نے اور میرے بہت سے متعلقین نے میرا لکا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا بہت ہی مفید پایا۔ آنکھوں کی بیماریوں کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھ کو تر و تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیلیے اسلیے نہایت ہی مفید اور اکسیر ہے آجتک کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی

راقم۔ نواب محمد حیات خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ایس سابق ڈویژنل دسٹرکٹ جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند

(۵) جناب سردار صاحب تسلیم۔ آپکا میرا لکا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کے لیے بہت مفید ہے میری آنکھیں بہت کمزور تھیں میں لکھنا پڑھنا کام کرنے سے معذور ہو جاتا تھا اب میری یہ کیفیت ہے کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کر سکتا ہوں۔

راقم۔ حافظ میاں محمد رشید محمد خان خلف نواب حسین محمد خان صاحب

پانچ ہزار روپیہ انعام

تحریرات محبت

بنام

نواب مہدی علیخان۔ حالی۔ اور ڈاکٹر نذیر احمد صاحبان

تملوگون کو خط لکھنا فضول سا ہی ایک چپ میں ہزار بلائیں ٹلتے ہیں۔ یہی اصول سید احمد خان کا بھی تھا کہ یہ ملک کے لیئے اور قوم کے لیے اچھی بات نہیں جو شخص اصلاح قوم کے مدعی ہیں اور وہ جواب قابل تسکین نہ دیسکین اور یہی سبب ہے کہ سید احمد خان اپنے منصوبے میں پورے کامیاب نہ ہوسکے مختصر سی امت پیرو ضرور چھوڑ گئے اگر سید احمد خان ابھی ہوتے تب بھی ملک سنّے ٹھاٹھ کے قبول کرنے پر آمادہ تھا۔ یہی رنگ ہو جاتا اور قبول کر لیتے کلکتہ کے مسلمانونکو یہ ٹھاٹھ کسنے سکھلایا۔ ہندوؤن میں کون سید احمد خان پیدا ہوئے ملک خود بخود تقلید قوم سلطانی پر آمادہ ہو جاتا ہی مفسر اور مجتہد بننے کی خواہش تھی وہ نہ بن سکے خیر

آمدم بر سر مطلب۔ پہلے مین حالی صاحب سے پوچھتا ہون کہ آپ نے جو قومی مرثیہ خوانی کا بیڑا اٹھایا ہی یہ صرف اسلیے کہ چند پنجابی احباب۔ ملک الشعرا جانین یا گورنمنٹ کوئی خطاب دیدے یا در اصل دلی جوش قومی محبت کا ہے اگر دلی جوش قومی محبت کا ہی تو بتلایئے کہ اپنے اپنے مسدس۔ شکوہ ہند مین جو مسلمانون کے کل اوصاف کو برا خیال کیا ہے اور از علما تا شعرا۔ از امرا تا حکما سبکو لتاڑا ہی اسکا کیا نتیجہ ہی لیکن پھر حافظے نے آپکے غلطی کھائی ہر موقع پر آپ نے انھین باتون کی خود تعریف کی ہی جس طرح ناچیز شعرا کی آپ نے کی ہی اسی طرح حیدرآبادیون کی آپ نے خوشامد کی ہی۔ ایمان سے کہئے کیا حیدرآباد ٹھیک انھین الفاظ تعریفی کا مستحق ہی جو سر آسمان جاہ کی آپنے خوشامدانہ تعریف مین نئے یا مسدس کے مضامین سے لایئے اور اپنی سچی تعریف کی تصدیق کیجئے۔

حکما کو آپ نے لتاڑا ہی پھر وہی محمود خان کے مرثیہ مین آنکی نباضی کی تعریف کی ہی۔ پھر ڈاکٹری کی بابت ابتک یہ امر معرض بحث میں ہی کہ غیر مکمل یا مکمل۔ آپ نے اسکو طب یونانی پر محض خوشامد مین فوق دیا کچھ طب اور ڈاکٹری مین محاکمہ کرنے کی لیاقت بھی ہی۔ شکوہ ہند کیا ہی ہندوستان نے آپ نے ہندوستان سے کیون شکوہ کیا ہی۔ وہ مجھسے ایک دن کہتا تھا کہ مین نے کیا کیا۔ مسلمانون کے ساتھ کون برائی کی ابتک میری وجہ سے مسلمان پامال ہین یہ حالی کی محض افترا پردازی ہے مسلمان جیسے عالم تھے ویسے ہی عالم اب بھی ہین۔ جیسے حکیم تھے ویسے ہی حکیم اب بھی ہین۔ ہان چور۔ اچکے جنکی تعریف آپ نے شکوہ ہند مین کی ہی وہ بوجہ زبردست انگریزی عملداری اب چوری نہین کرسکتے۔ اسمین میرا کیا قصور ہی۔ قانون سرکاری ہی۔ پڑوس مین اب بھی امراجبو کا نہین ہونے دیتے بلکہ ہر ہمت و ہر مسلمان غریب پرور لیکن یہ دہشت نیچریون نے بند کردی سید احمد خان کی تقلید تھی اسکو مین کیا کرون مین نے مسلمانون کے ساتھ کوئی دغا نہین کی اسکا شکوہ فضول ہی انقلاب سلطنت میرے اختیار مین نہین اسکا گلہ اگر ہو خدا سے کیجئے لیکن اسکا بھی گلہ فضول ہے یہ آزادی جو آج ہی یقیناً مسلمانون کے وقت مین انکو نہ ہوتی اور اگر عالمگیر کا ایسا کسی بادشاہ کا دور ہو جاتا تو آپ ایسے خیالات کے اشخاص کے لیے غالباً مفید نہ ہوتا اور کوئی آزادی سے تفسیر نہ لکھ سکتا۔ اب یہ امر کہ مسلمانو کو مین نے ایک دم سے ڈاکٹر۔ فلاسفر۔ ادیب۔ شاعر پورے طور سے لندنی کیون نہ بنا دیا تو قبل آمد انگریز کے مین کیسے یہ کرسکتا تھا اب مسلمان ترقی کر رہے ہین اور چند دنون مین بجز نام کے اور اب بتلایئے کون بات انمین باقی ہی۔ نام کو بھی حتی الامکان انگریزی صورت سے پڑھتے ہین لکھتے ہین مثلاً کوئی شخص مجید احمد نام ہی وہ ماجید آمڈ اپنے کو لکھدیگا۔ بدون صاحبی لیے صاحب ہو گئے۔ پس شکوہ فضول ہی اور وہی ایک جگہ ایک بات لکھتے ہین وہی دوسری جگہ اور۔ آپنے چاہا تھا کہ جسطرح سید احمد خان ایک ٹھاٹھ سے بخیال خود مجدد ہو گئے اور چند لوگ انکے طرز کے پرسان حال چھوڑ گئے آپ شاعر کے سرغنا بنے۔ لیکن یہ نہ ہوا اسلیے کہ شاعری فن ہی اور سید کے مطلوب راستے سے کوئی پھیر نہین جا سکتا۔ ہان یہ بھی خیال تھا کہ گورنمنٹ سے خطاب ملجائیگا لیکن گورنمنٹ کو آپکی کیا پروا ہے اسکا آپنے کون سا کام کیا ہے اسے خبر بھی نہین کہ حالی میان ہین کہان۔ مفت آپ نے بڑھاپے مین دوزخ بہشت۔ حدیث شریف کے مشہور معنون سے انکار کر دیا بہرحال آپکا قال سے حال جدا ہے۔ ایک جگہ جو آپ [illegible] آپنا خود ہی یہ کرتے ہین سید احمد خان کی طعام خوری۔ اہل اسلام پر مضمون آرائی دکھاتے ہین سید احمد خان نے واقعی مسلمانون کے دسترخوان پر کھانا کھانے اور ہاتھ دھونے کو بہت ہی منایا ہے معلوم نہین آپکے باپ دادا اور سید کے باپ دادا۔ اور مسلمانان عرب و دیگر بلاد کس طریقہ سے کھانا کھاتے ہین جہان تک مین نے سنا ہی اب بھی دسترخوان پر کھاتے ہین بیٹھکر اور وہی ارہر کی دال گوشت چپاتی ہان ہاتھ شاید آپ نہ دھوتے ہون کلی نہ کرتے ہون تو یہ امر دوسرا ہے مگر طریقہ خورد و نوش وہی ہی۔ بار بار ہاتھ دھونا کلی کرنا بعد فراغ طعام مفید ہی ورنہ منھ مین بدبو آنے لگتی ہی۔ دانت خراب جاتے ہین۔ اب مہدی علیخان بہادر۔ اور دوست نذیر احمد خان بہادر۔ ان دونوسے مختصر مختصر بات پوچھتا ہون (ایک) عربی کے خلاف کیون رائے تم دونون کی ہے۔ گورنمنٹ تو خود عربی کی موید ہے اور محمڈن کالج اسکا گواہ ہی بلکہ یورپین کثرت سے عربی پڑھتے ہین مسلمانون کے ترقی تعلیم سے کیون خلاف ہے اور نذیر احمد صاحب نے صاحبزادہ کو جو تاکید عربی کی بابت خط لکھا ہوا اسمین تو صاف صاف لکھدیا کہ بغیر عربی دانی کچھ لطف نہین۔ کیا آپ کا مطلب یہ ہی کہ مسلمان کی اولاد کوئی مثل انکے لائق نہو اور یہ عجیب بات ہے کہ کبھی آپ نیچریونکے خلاف ہو جاتے ہین کبھی انکے موافق۔ دیکھو رویائے صادقہ ابن الوقت [illegible] مہدی علیخان کی نسبت بعض خیال کرتے ہین [illegible] بدگمانی ہی کہ وہ کوشان ہین کسی طرح خطاب انکو ملجائے۔ افسوس ہی کہ ابتک [illegible] سرکار سے خان بہادر تک نہوئے مگر انشاء اللہ اب یہ وقت نہین ہی کہ [illegible] محبت رنگا لو۔ آخر ہندو [illegible] سنسکرت کو زندہ [illegible] ہین جو ڈڈ لینگوج ہے تمکو غالباً خیال ہی کہ سرکار

چیمبرلین کی قولنج ہیضہ و پیچش کی دوا

پیچش قولنج ہیضہ اسہال کروپ ورمیٹ کے درد کیواسطے دنیا بھر کی دواؤن مین یہ دوا بہترین ہی ایک مشہور ڈاکٹر نے حال مین لکھا ہی کہ تمام امراض شکم کیواسطے جتنی دوائین مجھے معلوم ہین ان سبمین موثر چیمبرلین کی قولنج ہیضہ و پیچش کی دوا ہی اور اکثر مین نے ہیضہ مین دی ہی نہایت فائدہ کیا ہی خاصکر شکایت اسہال مین قابل استعمال ہی اور اگر جی متلاتا ہو تو بہت فائدہ کرتی ہی ہیضہ کی ابتدائی حالت مین اگر بروقت ضرورت دیجائے تو درد اور عارضہ کی سخت تکلیف کو بہت کم کر دے پس کوئی گھر چیمبرلین کے قولنج ہیضہ و پیچش کی دوا سے محروم نہ رہنا چاہیے آج ہی خریدو اسکے ذریعہ سے جان کی حفاظت ہو گی قیمت صرف [illegible] دعا [illegible] فروش [illegible] لکھنؤ مین [illegible] یوسف خان کی دوکان مین جو بمقام نظر آباد [illegible] چیمبرلین کی سب دوائون کا ذخیرہ [illegible]

اس بات سے خوش ہو گی۔ اجی جناب سرکار کیون خوش ہونے لگی۔

یار و عجیب پالیسی ہے۔ خیالی باتین پیدا کیکے مسلمانونکی ترقی چاہتے ہو۔ پردہ کی بابتہ فضول ایک بحث چھیڑ دادی اور پھر دعوی حب قوم۔ بمبئی مین تمنے یہ نہین کہا تھا کہ ہان موجودہ پردہ کے مین خلاف ہون پھر کس قسم کا پردہ تم چاہتے ہو جس طرح عرب مین برقعہ والی عورتین خچر پر سوار پھرتی ہین تو وہان کے برقعہ منگوایئے۔ پھر خچر یہان منگوایئے مگر یہان ضرورت ہی کیا ہے جب ڈولی کہار باافراط ملتے ہین۔

باقی اور کیا لکھون۔ امید ہے کہ تم تلافی مافات کرو گے لیکن تمنے تو رہا سہا پردہ جو باقی تھا شان عزت قوم تھی اسکی فکر کر دی۔

راقم

مسخر الدولہ بہادر

اوڈیٹر۔ ہمارے نامہ نگار کو کسی قدر ان پرانے بزرگون پر رعایت کرنا چاہیے۔ قوم کی فکر معاش نئی دھن اور تحصیل علم کی بے تمیزانہ چاٹ ہے جو معاد کی جانب سے اعراض کرا رہی ہے اور عربی کی ضرورت اور دینی عظمت کا خیال نہین آنے دیتی یعنی عربی پڑھکے سوکھے چھوہارے بننا اور لقمہ تر چھوڑنا آجکل نقد را بہ نسیہ گذاشتن ہے۔

ہندوستان متمول ہوتا جاتا ہے

کون کہتا ہے۔

ہم۔ حضور۔ بانجانب۔ مین۔ اجی ہم۔ اور کون۔

کیون؟ ہماری رائے۔ آخر بلا دلیل۔ واہ آجکل دعوی بلا دلیل کہین چل سکتا ہے۔ دلیل لایئے۔ سنئے۔

اسقدر مزدورون کا ذریعہ معاش پہلے کہان تھا۔ کہو ہان ایک۔ اسقدر اشتہاری حکما اور لاکھونکی دوائین مفت تہائی قیمت چوتھائی پرنبیچے ڈالتے ہین پہلے کہان تھے کہو ہان اسقدر کتب فروش۔ ناول فروش۔ اخبار کے خریدار اخبار کے چلانے والے اُسوقت کہان تھے کہو بس۔

اگر ملک متمول نہین ہوتا جاتا ہے یہ خریدار کہان سے آتے ہین یہ مال مفت کہ کبھی نصف قیمت کر دیا کبھی چوتھائی کبھی جبتک چار لاکھ آدمی کو مفت نہ تقسیم ہولے قیمت نہ لین۔ یہ آخر دلیل تمول ہے یا نہین۔ بولو صاحب۔

اچھا سوچکر جواب دیا جائیگا۔ میرے چند احباب پنجاب مین ہین اُنسے مشورہ لے لون۔

راقم۔ بندہ رخصت می شود

ریچھ اور شہد کی مکھی

پرامیکل دنیا کے باغ کے شمال مشرق کی دیوار کے قریب ریچھ اور شہد مکھی کی آن بن۔ لڑائی بھی دیکھنے اور سننے کے لائق ہے جس یا سوء اتفاق سے کہین مسٹر ریچھ صاحب علیہ ما علیہ اپنی کمائی پر نازان۔ ہاتھ پانون کی طاقت۔ خونخواری۔ ایذا دہی پرست جھومتے جھامتے شہد و انگبین کی چاٹ مین [illegible] چلے ۔۔۔ اتفاق سے شہد کی مکھیون نے چھتا چند روز سے لگا رکھا تھا۔ مسٹر بھالو کو تو آپ جانیے شہد کی چاٹ خلقی ہے۔ رال ٹپکا ہی تو پڑی مکھی ۔۔۔ تیار الیونکا۔ یہان ۔۔۔ دو ایک جگہ دو چار قطرے ٹھمٹی ۔۔۔

کھیان۔ آفت کی پرکالہ۔ ہائے بے درمان نکالین۔ صورت مین تو حقیر سی مکھی مگر سیرت مین مصداق کل فتنہ تیشیر شیر کی نانی نہین خالہ زاد بہن ضرور تھین یہ تو اپنے گھنے بال۔ لمبی پشمون پر گن تھے۔ وہان مکھیون نے سوئون کی طرح گھس پل کے کھال تک رسائی کر لی۔ گوشت پوست تک پہونچکے دلدوز تیر و نسے نیش زنی شروع کر دی۔

میان ریچھ صاحب غصے کی جھانجھ نیش کی جراحت سے پنجے پر تکمنی کا ناچ ناچنے لگے۔ بکمکے بے قدمے قلا بازیان کھانے لگے۔ کبھی گھبرا کے برف کی جھیل مین غوطہ لگایا۔ اور کبھی جنگلون مین بیٹھ کر لوٹ لگائی۔ گرولے تمام جسم مین ہزارون خراشین ڈال لین۔

ای واما گاٹو سپہ سالار

جاپانی آٹو

تھوتھنی سے نکل ہی پڑے۔ بے اختیار ہوکے زبان چاٹتے ہاتھ بڑھانا چاہتے تھے کہ چھتے کی مکھیون نے دیکھا کہ اپنی نشیم کے بھروسے پر آپ نے چھتے پر پنجہ مارنا چاہا ہے سب مکھیون نے بیش از پیش بھن بھنا کے حملہ بول دیا اور ریچھ کو چمٹ گئین۔ یہان مسٹر بھالو بھلا اس استقبال اور مدارات کے کب عادی۔ سمجھے تھے جیسے دنیا مین سیکڑون چھتونکا شہد کھاتے پھرے ہین اسکو بھی بغیر دانت لگائے ایک دن چٹ کر جائین گے۔ بلکہ کسی پہاڑی کے جوڑ سے سرک جانے مین تو کچھ سانس ڈکار بھی لیتی پڑتی تھی۔ یہان تو شہد شیر مادر ہے بس غٹ سے حلق کے نیچے اتار جائیگی دیر ہی بس پیٹ پھول کے ڈھنڈھا ہو جائیگا۔ مگر یہان کا شہد چاٹنا لوہے کے چنے چبانا ہو گیا کیا معنی کہ اس چھتے کی

زعفران زار

یعنے

اُن لاجواب مضامین نظم و نثر کا انتخاب جو لکھنؤ کے آزاد و ظریف اخبار اودھ پنچ کے سالہائے ۱۸۷۷ء مین شائع ہوے تھے اور جو ظرافت کی جان اور لٹریچر کی روح روان ہین مردہ دلونکے ساتھ مسیحائی کرنا۔ روتونکو ہنسانا۔ ہنستونکو روشن کیو تر بنانا اس رسالہ کا ادنی کرشمہ ہے۔ قیمت ۴؍ دفتر اودھ پنچ سے مل سکتا ہے۔

اظہار خیر خواہی

تن ۔ من ۔ دھن سے حاضر

لنگوٹی مین پھاگ

یان تو یہ مثل ہماری زبان مین مستعمل بہت کچھ ہے مگر جیسا اسکو ہمارے ملک نے عملا برت کے دکھایا شاید ہی کوئی گروہ اس تکمیل کے ساتھ دنیا مین کر سکتا ہو کیا معنی کہ یہان بچے بچے امیر۔ غریب۔ فقیر۔ سب ہی کو اپنے خمیر مین لیے ہوئے پیدا ہوئے اور اسی کے ساتھ اول منزل پہونچتے ہین ایک آپ چندے ہی کو دیکھئے اگر خدانخواستہ اسکی کمی ہوتی تو بھلا ایسی باتونکا اس عالم سر فلاش ملک مین یہ درخت پھلتا پھولتا۔ علی ہذا مفید اور ضروری کام مین تھیلیون جیبون مین زر علیہ السلام کا نکلنا تو بالکل ہی نکالنا ہو جاتا ہے مگر ذرا سی پیشانی کی دید دیکھئے یوسف کی خریداری کی طرح فاقہ کش بڑھیا کا سوت لیے نعلین سے مفقود قلاش ہے تلاش تا خرید موجود

آج ہی کل دیکھئے چندے کی ایکا کیسی قدر دیکھی ہوئی تھی کوئی تازہ چندہ نہین ہوا تھا۔ خدا نے جاپان اور روس کے چندے کو بھیجدیا۔ سچ ہے خدا شکر خورے کو شکر دیتا ہے اور ادھر جاپان صاحب نے دو چار ہاتھ بھی اچھے دکھائے بس خدا ہی نے کہا کہ ہمارے سخی داتا ملک سے نہ رہا جائیگا جسطرح بنے گا لنگوٹی تک چندے مین دے ڈالے گا اسکا ضمیمہ تتمہ دھر بڑی دیکھئے کہ جاپان کے حالات کے ضمن مین وہان کی گیشا عورتونکی تعریف سنی جاتی ہے کہ صاحب وہ ایسی اور ویسی یعنی یہ جاپانی عورتین بہت اچھی قابل تعریف رنڈیان ہین۔ لیجئے صاحب جاپانی بہادری کے حالات تو اس جنگ کے ذکر مین آ ہی چکے تھے اب وہان کی رنڈیان وریاپانہ تشریف لے آئین پھر آپ جانیے انپر متوجہ ہونیکے لیے ہمارے لنگوٹی باز ہندوستان مین کس بات کی کمی۔ خدا اسکے زر کو جزائے خیر دے اکی اسقدر تعریف کرتے ہین کہ زاہد صد سالہ کی بھی توبۃ النصوح توڑنے کی نیت ہوتی ہے۔ لیجئے صاحب پھر تو یہان تک سرکشی کرتے ہین کہ یہ گروہ ہندوستان کے پردے سے اٹھ جائے رشاہی سیاہ کی تقریبین۔ دعوتین جلسے سب پھیکے سیٹھے گوارا اگر یہ گروہ نہ رہے نہ امیر امرا انکو کچھ دین دلا مین سا اور کہان جاپان کی بی گیشا صاحبہ آکودین۔ اب آپ فرمائیے اگر یہان کی ڈیرے دار ڈیرے دارنیون کی جگہ گیشائینک بختون نے حملہ بولدیا تو روس کی شکست سے بڑھکے ہندوستان کو گھاٹا ہوگا۔ ارے یارو ہندوستان کے خمیر مین زندہ دلی مستی کی گرمی تو خاصی ہی ہے لنگوٹی مین پھاگ کھیلنا مشہور ہی ہے۔ خدانخواستہ زیادہ شوق چرایا یا علوم و فنون سیکھنے کی بجائے مین جاپان جا کے یا نوجوان بید پڑھنے لگے تو دولت فراغت۔ مفید اور نفع بخش کاریگریان تو رہین ایکطرف۔ رہی سہی سوکھی جو قحط اور گرانی سے بچی ہے وہ بھی بمصداق یا دیکھین جتنی دعائین صرف گیشا بیگمین سکتے چلے گانے تشریف لائین گے اور اہل ملک

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود
چون بیاید ہنوز خر باشد

کہتے رہجائین گے۔

پردے کے طرفدارونکی دعا

یا خدا تو بڑا ستار غیوب مقلب القلوب ہے۔ اگر تو نے ہندوستان مین عورتون کے پردے کے خلاف شور غل ہنگامہ مچانے والے پیدا کردیے ہین اور ایسے سامان مہیا ہین جنسے پردے کا پردہ فاش کرنا تہذیب اور ترقی کی بات قرار پائی ہے تو اس چلن کے پردے کو ایسے دور کردے تاکہ ہم بھی تہذیب اور ترقی کا جلوہ دیکھین۔ مگر سب سے پہلے تو ہم یہی دعا کرتے ہین کہ ہماری آنکھون کے پردے بنانے مین بھی تخفیف ہونے کا حکم دنیا خود فرما کہ ڈاکٹرون حکیمون کو (جو صحت جسمانی کے ٹھیکہ دار ہین) آسانی ہو۔ اسکے بعد اور جن جن جسمانی ضرورتون سے پردے کی شاخ لگی ہے اُس سے موالید ثلثہ کی خلاصی ہو اسکے بعد وطر کی بات یہ ہے کہ تو پردہ خفا مین ممکن ہے لوگون کو طرح طرح کی چہ میگوئیون کا موقع ملتا ہے۔ جو جسکے جی مین آ با بکتا ہے۔ بس تو بھی اکبارگی یہ دو نقل آ تو بہت سے جھگڑون خیالی گدے بازیون کا جھگڑا چک جائے پھر ہم بھی عہد کرتے ہین کبھی جو پردہ کا نام لین تو گنہگار۔

دعاگو
طرفداران پردہ

ایک پیشنگو صاحب کی ناخوشی

اصل مین پوچھئے تو پیشنگوئی ایسی بات نہین۔ جو بات دنیا مین ہونیوالی ہے اسکو دنیا مین پہلے سے پہلے بتا دینے کا نام پیشنگوئی ہے بس اتنی سی بات کو عقلمندی۔ کرامت حتیٰ کہ معجزات تک لوگون نے جا ملایا ہے۔ اور ہمارے قادیانی صاحب نے تو اپنے سب دعوے اسی پر منحصر رکھدیے ہین ورنہ اس عالم حادثات مین جو کچھ ہوتا ہے اسکو دیکھنے والے دیکھتے ہی ہین۔

یہ صرف جلدبازونکی طبیعت ہے جو اسپر اسقدر لٹو ہوتی ہے اور پیشنگوئی ایسی آؤ بھگت کرتی ہے نہین تو پیشنگوئی کرنا اور سننا محض فضول اور تحصیل حاصل کے سوا کچھ بھی نہین۔ ایک حجام ایک جلدباز کا سر مونڈتا تھا آپ نے مارے جلدی کے پوچھنا شروع کیا۔ کیون میان خلیفہ سر پر کتنے بال ہونگے۔ حجام تھا کم سخن۔ جواب دینا فضول دماغ خراشی سمجھا مختصر جواب دیا۔ کہ میان آگے آتے ہین گن لینا۔

مگر آپ جانیے دنیا عجائب پرست ٹھہری۔ قبل اسکے کہ آیندہ آنے والے واقعات کا کچھ بندوبست اور انتظام کرے وہ محض اکہرے واقعات سے خبردار ہو جانے پر بہت ہی خوش ہوتی جامے مین پھولے نہین سماتی۔ ایسے احمق سلنونکی بڑی آؤ بھگت کرتی ہے اسی لیے بہت سے پروفیسران تحمیق نے طرح طرح کی ترکیبین نکالی ہین کہین کہانت نے زور پکڑا۔ کہین بکرے کی پونگون کے نقوش نے آیندہ واقعات کی جھلکی دکھائی۔ کہین تعبیر خواب نے داستانین سنائین۔ کہین نجومیون نے زمین آسمان کے قلابے ملائے۔ ستارون۔ اجرام فلکی کی نعتین دکھین چنانچہ ہمارے ملک مین بھی زٹکیل اور رافیل کے جوڑ بدا یعنی نجومی۔ جوتشی آجکل بہت سے پیدا ہو گئے۔ لاہوری حکیمونکی طرح عروج کے ہر ذرہ مین کوئی پنجابی اخبار ایسا ہو گا جسمین ایک آدھ پنڈت صاحب لوگون کے جنم پتری احکام نکال دینے کا دم دعوی کرتے ہون۔ اور وہ بھی نہایت ارزان اجرت پر۔ انھین حضرات مین سے ایک پنڈت صاحب دیو شرما اگنی ہوتری بھی ہین۔ سنا ہے آپ دیلی دربار اور بارش وغیرہ کی پیشنگوئیونکا دعوے رکھتے ہین۔ آپ نے صرف ہندوستان مین اشتہارونکی برکت نہین پھیلائی تھی بلکہ ولایت مین خط و ہاوات روانہ کیے تھے مگر افسوس ہے آپ خلقت خدا سے ایسے مایوس ہوئے ہین کہ بقول لیکہ معصر کے اعلان دیا ہے کہ لوگ میری پیشنگوئیون سے ناخوش ہوتے ہین لہذا مین اب آیندہ نہین کرونگا واقعی بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسے پنڈت کی ہمارے وہمی اور عجائب پرست ملک مین کیا [illegible] قدر نہوئی اور ہندوستانی زٹکیل صاحب یون خفا ہو گئے۔ ہم سمجھتے ہین پنڈت صاحب دیر تک روٹھے نہ رہین گے اور پھر ملک کی حماقت پر مہربان ہو جائین گے۔ مگر ہان ایک بات ہے اگر خدانخواستہ انکو علم اور فن سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ رنگ زیادہ گہرا چڑھنے والا نہین اور اس سبب سے بلاضابطہ واپس ہوئے ہین تو البتہ افسوس ہوگا

کھلی چٹھی اور سربستہ مضامین

(بنام پروفیسر شبلی نعمانی)

پروفیسر صاحب۔ آپ اردو مین اچھی کتابون کے تصنیف کرنے اور مصیوا نے مین نیک نام ہین۔ آپ اردو کا نامانہ اور اسپی لکھ چکے ہین۔ آپ مولوی ہوکر روشن دماغی سے بھی محروم نہین اگرچہ وہ روشنی کیسی ہی ہو مگر ملک کے مذاق مین رنگ نہین پیدا کر سکتی۔ پس اگر کسی سبب سے آپ اردو پر نظر مہربانی رکھنے کا ادعا رکھتے ہین تو چندان بیجا نہین اور اگر کچھ اہل ملک سمجھین کہ یہ مساعی مفید بلکہ مذکور تاثیرات پیدا کرین گی تو سہولت پسند طبائع سے مستبعد بھی نہین مگر یہ ضرور نہین کہ آپکی کوششون کے نتائج آپ کے یا آپ کے معتقدون کے خاطر خواہ پیدا ہو جائین اسباب اور نتائج کا سلسلہ کسی محنت کرنیوالے کی مشقت یا ہوا خواہ کی خیر طلبی اور دل کی خواہش کے مطابق نہین قائم ہوتا۔ اور اگر کہین قائم بھی ہو جاتا ہے تو شاذ و نادر ہونیکی وجہ سے یادگار تاریخی واقعہ کسی اہم معاملے کی نسبت جسمین انسان کے خواطر یکسوئی کے ساتھ ایک مرکز پر استقلال کے ساتھ ایک مدت کافی تک قائم رہتے ہین بمشکل سے ملایا سکتا ہے کہ آپکی مساعی حسب خواہ بارآور ہون۔

شاید آپ کو اس مسافت گوئی پر تکدر ہو مگر مین اسکو خاصہ انسانی سمجھتا ہون۔ اور قابل درگذر۔ کیا وجہ کہ بچے سے لیکے بوڑھے تک کو دیکھو۔ جس کام مین وہ خوشی خوشی منہمک ہوتا ہے اسمین ناکامی کی خفیف سے اندیشے تک کو بھی خوشی نہین سن سکتا پس جسمین آپکو یون دلچسپی ہو اسکی نسبت ناکامی کی فال بد نکالنا اگرچہ کیسی ہی دیانت اور خیر طلبی سے ہو کیونکر خوشگوار کہی جا سکتی ہے لیکن اس سے اسباب اور نتائج کے سلسلے مین خلل پڑنا خلاف قانون قدرت ہوگا۔ پس جو نتائج گوارا یا ناگوار نکلنا چاہئے نکلین گے اور ضرور نکلین گے۔ اب خلقی طور سے یہ سوال ہو سکتا ہے کہ نتیجہ کیا ہونگے اسکا جواب صاف صاف بلا تکلف یہ ہے کہ جو سامان اور اسباب اردو کی ترقی کے ابتک مہیا ہین یا فراہم کئے گئے ہین وہ ناکافی اور ضعیف اور غیر موثر ہین اور جو امیدین ان مساعی سے وابستہ کیگئی ہین وہ صرف آپکے ریگستان دماغ کے سراب ہین یا زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بیتنی بنا نیوالے بچے کے عارضی مذاق اور رمانا کے جرگے مین مثل مشہور ہے لیکے پاؤن پالنے مین معلوم ہوتے ہین اسی طرح اردو کی ترقی کی مساعی کی نوعیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف تو اردو کو شیر خوار کہتے جاتے ہو اور اسکی پرورش پرداخت کے واسطے بجائے انا اور بکری اور گائے کے دودھ کے ہندوستان کا پکوان۔ ایران کا پلاؤ اور گیپا عرب کے ثرید۔ انگریزی کٹلٹس مٹن چاپ پڈنگ۔ آملیٹ مہیا کرتے جاتے ہو۔ یون باہر سے دیکھنے والے تو یہ کہہ سکتے ہین کہ اس بچے کیواسطے ہوشیار اور عالی دست طوائف رکابدار۔ بٹلر بیش قرار تنخواہ کے نوکر رکھکے غذا اسکو تیار کرادی اور اپنے متبنی کو کھلا دی گویا پانچ سونے کے نوالون سے پرورش کر دی۔ مگر کیا کیا جائے کھانے والے کا یہ حال کہ کھانا لکڑی کی طرح سوکھے تنکے کی طرح۔ نہ غذا پورے طور سے تحلیل ہوکے جزو بدن ہوئی نہ قوی اور جوارح مضبوط ہوئے۔ لیکن ایک حکیم ان تمام باتون کو سرے سے اخیر تک تسلیم کرے بھی کہ لیکن غذا انا سب مرتبہ اصول حکیمانہ کے مطابق نہ ہوگی۔ پھر کیونکر رستم کے ہفتخوان باحسن وجوہ انجام پا سکتے اور والدین خوانندہ کی آرزو پوری ہوتی۔

قبل اس بحث کے کہ ایسا بچہ کس طرح سیر کیا جاتا یہ دیکھنا چاہیے کہ اس ملک کی آب و ہوا ایسے بسیط کام کے واسطے ممکن بھی ہے کہ کوئی ایک دایہ اردو ایسے مخلوط النسل بچے کی پرداخت و پرورش کیواسطے میسر آ جاسکے۔ یا محض لاوارث پر ترس کھا کے خدا واسطے مستعد ہو جانیوالون کی نیک نیتی کافی ہوگی جہان تک مین سمجھتا ہون زمانہ کے لائق بنانے کیواسطے آسان امر نہین۔ خصوص آپ جیسا آدمی۔ جو شخص ہو تو اور شاعری کے ہیر پھیر سے اردو کو ہموار بنانیکے واسطے اٹھ کھڑا ہو۔ ہان اگر اردو کے دوست آپ کی اس باہمی اور مستعدی پر ممنون احسان ہون تو یہ انکی لا وسی ہی محسن پرستی یا بے تمیزی ہے جیسے کوئی تکتی فوج کو انگریز ضرورتی اور سکم تلے ڈپل اور سلیپر اپنکے آرام و آرائش پر خوشدل ہو۔ ورنہ اس عملی دنیا مین بجز ایک سوانگ بھرنے والے بہروپیے کے چندان وقعت نہین ہو سکتی اور نہ کوئی قابل ذکر کام دیکھتا ہے۔

چونکہ مجھے اصولی گفتگو کرنا ہے اس سبب سے جزئیات کو لزوماً ترک کرتا ہون ورنہ قابل تشفی طور سے سمجھا دیتا کہ جہانتک اردو کیواسطے کوششین ہوئی اور ترجمے اور تالیفین تجویز ہوئی ہین انمین اسی سبب اصل مقصد سے اسقدر دور ہین جیسے پاؤن پاؤن چلنے والے بچے سے شہسوار ہو۔ تم سے بہت بڑی فروگذاشت یہ ہو رہی ہے کہ اردو کے اصول بالکل نظر انداز کر گئے ہو نہ اسکی بنا مستحکم کی اور نہ اسکی ساخت اور وسعت مین گنجائش رکھتے ہو کہ حسب ضرورت زمانہ اصلاح ترمیم کی گنجائش رہے اور یہ تم سے ممکن بھی نہین۔ یہ کام وہ کر سکتا ہے جو فلالوجی مین عالمانہ دستگاہ رکھتا ہو۔ اور اسکا تم خود اعتراف کروگے کہ تم کسی بات سے قابلیت شایہ نہین رکھتے اب بعد اسقدر صاف گوئی گوارا کر لیجئے تم خلقی طور سے کہو گے کہ اچھا اچھا بتائیے یا آپ خود ہی تم بتائیے اسکا جواب زندون سے پوچھو

ازروے قاعدہ نتیجہ ان لنگڑی لولے جوابونکو نہین مانتا۔ اگر بفرض محال یہ عذر لنگ صحیح بھی ہو تو تمکو باوجود عدم قابلیت پیش پیش ہونے کا کیا منصب

راقم۔ ارسطو

بڑی انا۔ بی نیچر کا گھوارہ

یون تو بچون شیر خوارون۔ سیانون کے پالنے۔ گہوارے جھولے ہوتے ہی ہین۔ کون گھر بال بچون والا اس سے خالی ہوگا۔ کہین جھولے گہوارے۔ کریڈل۔ ہنڈولے۔ کہین ادرھر نہین تو لوگ اپنی اپنی بہارین دکھانے ہونگے۔ انمین کہین معصوم بچے غوغان غون غون کرتے۔ دودھ مانگتے۔ یا انگوٹھے چوستے ہاتھ پاؤن مارتے ہونگے۔ کہین ذرا سیانے بچے جھولتے۔ لیے پینگ مارتے ہونگے کہین میلون ٹھیلون مین ہنڈولے چرخ چون کرتے طفل مزاج تماشائیون کو لبھاتے ہونگے۔ کہین راجپوتانے کے راجپوت داتا انمین بیٹھے اپنے ملک کا نشیب و فراز دیکھتے ہونگے۔ مگر

بڑی انا۔ نیچر کا گہوارہ

واہ واہ دیکھنے کے لائق ہے انکے نزدیک تو سبھی بچے ہین یہ سب کے پالنے۔ پرورش کرنے۔ جھلانے کا سامان کیا جا ہین۔ انکا جھولا ایسا ہے کہ رضاعت بچگی سے لیکر بڑھاپے تک جان نہین چھوڑتا۔ اگر بچپن مین پالنا ہے جوانی مین جھولا ہے۔ تو بڑھاپے مین بھی گہوارہ ہے۔ غرضکہ ان انا صاحب کی ماننا مین انسان

چو خیزد مبتلا خیزد چو میرد مبتلا میرد

رات دن سوتے جاگتے۔ مرتے جیتے۔ جھولے سے نجات نہین پاتا پھر فیاض وسیع حوصلہ اسقدر کہ امیر غریب راجہ بابو۔ بادشاہ۔ شہنشاہ۔ سب پر دامن شفقت دراز یعنی ترقی تنزل کامیابی ناکامی کا اتار چڑھاؤ عروج اور زوال کا ہنڈولا ایسا لگا ہوا ہے کہ شیر خوار بچہ بھی اسقدر بیخبر اور از خود رفتہ نہوتا ہوگا جسقدر یہ سب جھلے رہتے ہین

ایک دفعہ ترقی اور کامیابی مقاصد کا لمبا سا ننگ جو دیا ہے جی خوش طبیعت بشاش۔ دل فرحناک ہو گیا۔ ہوا ہوس ناپیٹ پھلا کے دمڑا بنا دیا۔ دوسری دفعہ زوال اور ناکامی نے دل کڑھے میں جا پھینکا۔ روپ سمٹ کے کونے کھدرے میں جا چھپی۔ غرضکہ اسی طرح تھوڑا اچھو سنتے ساری عمر کٹ گئی۔

زیادہ دور جانے عقل دوڑانے کی حاجت نہیں آجکل جاپان اور روس کی لڑائی ہی کو دیکھ لیجئے۔ کیا کیا لمبے مینگ جاپان والی تو صاحبہ دے رہی ہیں اور جاپان بھی خوش ہو ہو کے لمبے باغ رہا ہے اور وہی میاں روس ہیں کہ سمٹتے سمٹتے جاتے ہیں۔ اس بستہ قد ٹھگنے جاپان اور دیو سیرت روس کو دیکھکر بیگانہ دردکے دماغ میں گھس جانا۔ اصحاب فیل پر طیرًا ابابیل کی کنکریاں اور نا پیش نظر ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے تو شاعر کہہ گیا ہے۔

زبیخ دراحت گیتی مرنجان دل مشو خرم
کہ آئین جہان گاہے چنان گاہے چنین باشد

دنیا کے جلد بازوں سے ناک میں دم ہے۔ اگر جاپان کی فتحیابیوں پر بغلیں بجاتے ہیں تو کیا معلوم آگے چل کے روس کو شاباش نہ کہیں گے خدا معلوم کیسی منہ کی کھانا پڑے بس یہی مناسب اور بہتر ہی ہے دم بخود اس ہنڈولے جھولے گہوارے کا انقلاب دیکھا کرو۔ جب خدا اس چرموں سے کسی فریق کو نجات دلوانے کا اسوقت جو فریق کامیاب ہو اُسکے ڈونگل دینا۔ کیا وجہ گدی تو کسی سے اُگی نہیں۔ جو جیتے گا۔ دنیا حسب دستور کہے گی تم بھی کہہ لینا ابھی تو دور سے سیر دیکھو۔ بی انا نیچر صاحبہ کی کارستانیاں چشم عبرت سے دیکھا کرو۔

راقم
مرزا آتش بین

رباعی

جب کہا میں نے کہ تم کہتے تو ہو ۔۔۔ کس طرح پر وصل ٹیڑھی کھیر ہے
ہنس کے فرمایا نہ مارو ہاتھ پاؤں ۔۔۔ جان تمہیں دیدیں گے کچھ ہی شیر ہے

راقم۔ مرزا لاابالی

طاعون کا الوداعی ایڈریس

اے اہل لکھنؤ میں تمہارے شہر سے رخصت ہوتا ہوں پھر واپس آنے نہ آنے کا وعدہ قانون رازداری کی وجہ سے نہیں کرسکتا۔ مگر اسکا ضرور شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جیسی مجھے امید تھی اور میرے مشورہ کاروں نے مجھے مطمئن کیا تھا ویسا میں خوش اور مطمئن کامیاب جاتا ہوں۔ میں اپنی کارگزاری کرنے میں کوئی مانع

اور مزاحم نہیں ہوا۔ عوام و خواص۔ ڈاکٹر حکیم۔ بید سب تھک کے بیٹھ رہے اور کسی کے بنائے کچھ بنائی بات کئے کچھ نہ بنی۔ الحمد للہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ انسان خصوصیت آجکل کے انسان با ایں ہمہ بادہ گوئی اور دم دعوے کے خاک نہیں جانتے۔ میں ایک بات خوشنودی مزاج کے ثبوت میں بتا دینا مناسب سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ میرا قصد واپسی کا محض اسی وجہ سے اور بھی مصمم ہو گیا کہ تمہارے شہر کی ایک بی چودھرائن نے ایک لمبا چوڑا اشتہار میری مخالفت میں دیا تھا اور کہیں کسی ملا ترابی سے ایک طول طویل دعا بھی اس میں نقل کرادی تھی۔ اب اگر گورنمنٹ بلانا نہ چاہے اور اسی صورت بن جائے تو ان کے ذمہ ہو گا۔ پیر جی صاحب کی چوڑی والی کو تعزیت کرو۔ اور انہی دہلیز پر سری ٹیک کرنے نہ ہو۔

کاسرمہ
مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب
تازہ سندات
انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے
معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست
اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ
کی تصدیق فرمائی ہی کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہی ضعف بصارت
تاریکی چشم۔ دھند جالا۔ پروال غبار سبل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی
موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے
اور ادویہ کے آنکھ کے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند
روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کے
استعمال کرنے کی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو
یہ سرمہ یکسان مفید ہی۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہی کہ عام وخاص اس سرمہ سے
فائدہ اٹھا سکین۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہی مبلغ دو روپے
ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہی۔ خالص مشرقی ماشہ
بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔
المشتہر
میانسنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب
تازہ سندات
انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے
پانچ ہزار روپیہ انعام

گھر سے بازار تک

(از مولینا سسری بہ تقلید مولانا اشہری)

مائی ڈیر مسٹر اودھ پنچ! ایسہ اخبار کے کسی پرچہ میں مولانا اشہری کی ایک نظم جسکا عنوان تھا "آمادہ سے لاہور تک" شایع ہوئی تھی۔ اسوقت مجھے صرف اُسکے پہلے شعر کا یہ دوسرا مصرعہ یاد ہے۔

دسترکھی تھی مجھے ثقلین نے پہلے دعوت

غالباً آپ نے بھی کل نظم دیکھی ہوگی اور حظ تام اُٹھایا ہوگا۔ مولانا اشہری اور مولانا اشہری کی نظم کا کیا کہنا تو شعلی تو یہ نظم کے ایک ایک لفظ پر بلا مبالغہ نہ صرف فصاحت و بلاغت جدت و لطافت کا چھاجون ہی منہ پڑا برس رہا تھا بلکہ مضامین نو کی وہ بوقلمون بارش ہی تھی کہ گویا صفحہ اخبار صحن تب خیالات ہو رہا تھا جسکی ہر موج قلم کا کام دے رہی تھی اور ہر حباب دوات کا۔ رعد صریر قلم کی ڈیوٹی عرد کرنے کے لیے چیخ رہا تھا بجلی آپ زرین بننے کی خاطر لوٹ رہی تھی۔ غرض اُسی سیل بجوشی بارش کی طوفان زا طغیانی مین مین بھی ناک پکڑ منھ بند کر

درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

کہتا ہوا نہین بلکہ الاپتا ہوا ہوا حظیرم سے کود پڑا۔ ایک عرصہ مین کہین جاکر سر آشنا بزمین ہوئے۔ معلوم ہوا تحت الثریٰ ہی ہے۔ اندھون کی صورت دونون ہاتھون سے لگا ٹٹولنے۔ کچھ مرت رزے۔ کچھ موتی۔ کچھ کنکر پتھر بیسیون ہی چیزین ہاتھون مین لگتی تھین۔ حرص نہوانے خوب ہاتھ پاؤن پھیلاکر جو کچھ سامنے آیا اندھا دھند سمیٹ سماٹ دماغی جھولی مین داخل۔ آپ جانیے ایجانب کا دماغ۔ ماشا اللہ سے عمرو عیار کی زنبیل جام جم یا آئینہ سکندری سے کم تھوڑا ہی ہی۔ اب جو پاؤن ماتا ہون تو پیشہ نہ ذن مین پھر اپنی جگہ موجود۔ اُسی مین سے بطور سوغات پیشکش کرتا ہون نیچے ملاحظہ فرمائیے اور پھر کہیے اسے کہتے ہین فیض کلام سے

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت بگو می گویم

کل جو بیگم نے کہا مجھسے کہ لاو دو کپڑا
سوئے بازار مین جانے لگا گھر سے حضرت

اپنے گھر سے جو نکلا مین تو کیا دیکھتا ہون
بلیون کی ہے برانڈے مین یہان تک کثرت

راستہ بند ہے جائین تو کدھر سے جائین
لوٹ بھی جائین اگر گھر مین تو ہے شامت

یعنے بیگم کا تو یہ حکم ہے کہ جب اُس دم
ورنہ بس جو تیون سے آپکی ہوگی خدمت

دل کڑا کرکے مالآخر یہ جو اُن سے پوچھا
آپ کیون بگڑی ہین کیا بات ہے کیا ہے حاجت

لال پیلی ہوئین خرخش کیا بولین سیا نون
آپ ہی نے تو یہ دے رکھی تھی کل سے دعوت

اور مسیر بھی تجاہل ہی ہے کیا خوب جہ خوش
ہوس کے پیچھے ناخون کیسی غفلت

غدر نسیان کا کیا اُسنے منگایا تھا گوشت
چھیچھڑون کی بھی مزید اسپہ کرائی کثرت

سیر ہو ہو کے شکم بھر کے سبھون نے کھایا
جب ہوئی حاضری سب ختم تو مانگی رخصت

جب ہجوم آنکا ہوا کم تو مین آگے کو بڑھا
دیکھتا کیا ہون کہ آگے ہی نرالی صورت

اک طرف بیسو ہین انبوہ در انبوہ کھڑے
چھچھوندرون کی ہے الگ دوسری جانب کثرت

دونون آمادہ پیکار ہین چاق و چوبست
مشتعل دونون مین ہے غیظ ہر اک کی حاجت

مین نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے کچھ تو کہو
"بات کیا ہے یہ عداوت کی بتاؤ علت"

کر دتے پھاندتے پیسو تو رہے غصے مین
چھچھوندرون نے کہا چلاکے یہ حسب عادت

آپ نے گھر سے نکالا ہے ہمین دق کرکے
کیا ہماری ہے خطا کیون ہے یہ ہمسے نفرت

ہمکو فطرت نے اسی واسطے پیدا ہے کیا
گو ہمین آپ کا سب خون محل صحت

جبکہ تجھے نے ہماری بھی روزی رکھی
ہم سے پھر آپ کو کیون ہو یہ شکایت بحبت

آپ کو ہمسے عداوت جو ہے کسواسطے ہے
دشمن جان ہوئے کیون آپ ہمارے حضرت

متحیر تھا کہ یارب انھین کیونکر ٹالون
کونسی رفع شکایت کی نکالون صورت

دیکھتا کیا ہون یکایک کہ دھوان اُٹھنے لگا
ایک چھپر مین لگی آگ خدا کی قدرت

بھاگے پسو تو الگ پاؤن سرون پہ رکھکے
اور مجھے بھی ہوئے چھٹ سے الگ ہی جنبت

ہوئی تائید یہ از غیب بڑی بات بنی
جان جوکھم سے بچے ورنہ دھری تھی ذلت

بوکھلاہٹ مین جو پھر وہان سے مین آگے لپکا
آرہے تھے مرے اک دوست جناب پنڈت

بندگی اور تسلیم سے تقریب ہوئی
دیکھکے مجھکو پریشان ہوئے حیران بہت

پوچھا "کیا کام ہے کیا بات ہے کیا حالت ہے
کیا ضرورت ہے جو اسوقت ہے ایسی عجلت"

عرض کی مین نے کہ بس اب تو اجازت دیجیے
معذرت مین بھی تو تھا بیل نے ڈالی کھنڈت

اتفاقاً جو وہان سے مین چلا آگے کو
راستہ مین مجھے اک بیل ملا پر وحشت

بے دھڑک اسنے مرے زور سے ٹھوکر ماری
"جس نے چھوڑا تھا اُسے اُسپہ خدا کی لعنت"

تازہ دم ہو کے وہان سے جو نکل کے بھاگا
پہونچا بازار تو تھا سخت ہجوم خلقت

ہر دکان پر تھا اک انبوہ خریدارون کا
کام تعجیل کا اور وقت مین غایت قلت

خوف بیگم کا جدا جان کو کھائے جاتا
اور تاخیر الگ دل کو تھی دیتی کلفت

ایک سکتے کے سے عالم مین کھڑا تھا ناچار
لرزہ اندام مین تھا سر یہ تھی کیفیت

ناگہان آنکھ جو اٹھتی ہے تو کیا دیکھتا ہون
بالا خانہ پہ ہے اک حور سراپا آفت

آنکھین جب چار ہوئین کھوئے گئے ہوش و حواس
منھ سے بے ساختہ نکلا کہ "شوم قربانت"

مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

اور جیسا کہ لائق اڈیٹر الہلال جرجی زیدان "فلسفۃ اللغویہ" مین اور "تاریخ اللغۃ العربیہ" مین ثابت کر چکے ہین عربی زبان ان تمام اوصاف مین ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے جسکی مفصل بحث کسی آیندہ نمبر مین انشا اللہ تعالی لکھی جائیگی۔

لائق مراسلہ نویس نے آگے چلکر جدید تحقیقات سے یہ امر ثابت کیا ہے "کہ عربی زبان دین اسلام کی ہرگز نہین" اصولاً یہ قول چندان قابل اعتراض نہین۔ زمانہ بدلتا رہتا ہے ممکن ہے کسی زمانہ مین اسلام کی زبان عربی رہی ہو۔ لیکن اب اسلام مین ریگزار عرب کے اعرابیون کا زمانہ نہین رہا۔ اب لائق مضمون نگار جیسے فخر اسلام کا زمانہ ہے پھر کوئی وجہ نہین کہ بدویون کی ہی فرسودہ زبان سیکھین نہ کورۂ شب کے لیے لذت بخش الفاظ مین نہ مشک ہینڈ کی نکہت۔ اور اون کے واسطے اب آسمان ترقی کے عہد مین بھی اسلام کی زبان کیونکر سمجھی جا سکتی حضرت کے نزدیک عربی اسلامی زبان اسوجہ سے نہین ہو سکتی کہ وہ اسلام سے پہلے بھی تھی" اور اگر اس مسئلہ کو اور بھی وسعت دین تو کہہ سکتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیغمبر اسلام نہین ہو سکتے کیونکہ وہ بھی اسلام سے پہلے تھے کیونکہ آپ کی عمر کے چالیسوین برس اسلام کا وجود ہوا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ "اگر پیغمبر اسلام کسی اور ملک مین پیدا ہوتے تو ضرور قرآن کی زبان وہی ہوتی" لیکن اگر اس سے یہی ثابت کرنا مقصود ہے کہ مسلمانون کو نہ عربی سے کوئی تعلق ہونا چاہیے نہ واسطہ اور نہ خود عربی کا مسلمانون پر کوئی حق ہے تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اسطرح پر مان باپ کا بھی لڑکون پر کوئی حق نہین ہو سکتا کیونکہ ممکن تھا کہ کسی اور کے نطفے سے پیدا ہوتے اور اسی کے بیٹے کہے جاتے۔

تعجب ہے کہ باین ہمہ جوش مخالفت ہمارے فاضل مضمون نگار صاحب آخر مین یہ بھی تسلیم کرتے ہین کہ قرآن ملک عرب کی زبان مین چونکہ نازل ہوا ہے اسلیے ایک زمانہ مین اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اسکے مقاصد اور مطالب اور منشا اور معانی اور مراد سمجھنے کے واسطے ضرور ہے کہ عربی زبان اعلی درجہ کی حیثیت سے سیکھی جائے" لیکن آپکو اعتراض یہ ہے کہ "ہر ایک مسلمان اسی غرض سے اعلی درجہ پر عربی زبان کو نہین سیکھ سکتا" یہ رائے بہت درست ہے کیونکہ انگریزی زبان اور انگریزی علوم جنکا سیکھنا بڑے شد و مد سے فرض بتایا گیا ہے جب کوئی شخص انکو علم کے لیے نہین سیکھتا تو عربی کو کیسا سیکھ سکے گا۔

آخر مین مجھکو افسوس ہے کہ لائق مراسلہ نگار کی بیش بہا تحقیقات و ہدایات پر کالج کے ٹرسٹیون نے مطلق توجہ نہ [illegible] کی اور علیگڑھ کالج پر ایک ایسی بوسیدہ و [illegible] [illegible] کی [illegible] کرنے والے ہین اتو

بحیثیت [illegible] [illegible] زبان ترقی سے اور پھر سب سے زیادہ تعجب کی بات کا ہے کہ اڈیٹر صاحب انسٹیٹیوٹ گزٹ بھی [illegible] ہین کہ یہ مسئلہ بہت چند مہینے سے مسلمانون مین اطمینانی پھیلا رہی تھی اور جو ایک معرکۃ الآرا اور مختلف فیہ مسئلہ ہو گیا تھا وہ نہایت خوبی سے فیصل ہو گیا اور جنکو کچھ شبہات پیدا ہو گئے تھے وہ دور ہو گئے - اس سلسلہ مین جس اندوہناک ناکامی مراسلہ نویس محترم کو ہوئی ہے اور انکے ہدایات پر التفات نہ کرنے سے جو سخت اور روح فرسا صدمہ انکو پہونچا ہوگا وہ محض انکے لیے بلکہ ہر لیڈر کے لیے بھی رنجیدہ ہے اور اسی سبب سے مین حقیقت کو ساتھ دلی ہمدردی ظاہر کرنے پر مجبور ہون لیکن اسمین زیادہ رنجیدہ ہونے کی بات نہین - ہزار مہذب بنانے کی تعلیم دیجائے مگر ہندوستان پھر بھی نیم وحشی ملک ہے مضمون نویس صاحب کو سر آغا خان اور آنریبل صدر الدین طیب جی کی تجویز بے پردگی کی تائید مین فوق العادت کوشش کرنی چاہیے کیونکہ قوم مین یہ سب پست خیالی اسی پردہ کی وجہ سے ہے - پردہ سسٹم کے اوٹھتے ہی پبلک کی تاریک خیالی کافور ہو جائیگی اور پھر گھوسٹ زبان عربی دکنار مادری زبان اردو کی تعلیم بھی جدید سویلیزیشن کے دامن پر ایک دھبا نظر آنے لگی۔

ملک اور قوم کا بہی خواہ
محمد عبد القوی فانی

بوٹ اور ٹھوکر

(مصنفہ خلاصۂ دودمان سلیم شاہی حال گورنمنٹ آف بیکاری)

یہ لذیذ میوہ بھی نیچر کی گونا گون عجائبات کا ایک بیش بہا نمونہ ہے۔ سفریون کی طرح اسکی بھی دو فصلین ہوتی ہین مگر لطف یہ کہ اختلاف موسم کے ساتھ اختلاف ذائقہ بھی ضرور ہوتا ہے پھر دونون ذائقے سرور انگیز۔ لطیف اور بیحد فرحت بخش مگر تخالف ذائقہ کی تمیز ہر کس و ناکس کا کام نہین یہ کوئی قانون رازداری نہین کہ فوراً معلوم کر لیے جائین یا یونیورسٹی بل کے مہمی اثرات ناشناسند کہ فی الفور سمجھ مین آ جائین یا تبت کی مشن کے پولیٹکل منافع کا معلوم کر لینا ایک ایلوکن کا کھیل ہے طلیح فارس کے دورہ کے نتائج پر عبور کر جانا عقل نا آشنا کھلاڑیون کے بھی بائین ہاتھ کا کرتب ہے۔ شاعرون کی موشگافیان ثبوت موے کمر مین بال کی کھال نکال سکتے ہین - استادان سخنور باتون باتون مین معشوق کے دہن موہوم کو نقطہ پرکار حسن ثابت کر دیسکتے ہین۔ اسمین کلام نہین کہ تخیلہ کی بلند پروازی عنقا کے پر کتر سکتی۔ فرط غرور روانی طبع مین شاعر سایہ بال ہما پر سایہ بوم کو

ترجیح [illegible] ملک جہان تک سخن ہے نارنج
گو نہین حکم روان طبع روان کہتے ہین

ہاکو یہ مرتبہ سکتا ہے۔ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر بوٹ اور ٹھوکر کے ذائقہ کی تمیز کرنا جسکے سمجھنے بلکہ خوب سیر ہو کر کھانے پر بھی دور از قیاس ہے ناممکن ہے ممکن ہے [illegible] ہو تو کوئی ہمارا [illegible] مبالغہ اور امر واقعی پر بہت دور تک ٹھٹھے لگاتے ہونگے۔ لیکن انکی یہ بات گدھے کی لات سے زیادہ وقعت نہین رکھتی۔ تاہم انھین

چہ [illegible] لذات ادرک

کی مثل یاد رکھنا۔ اور اپنی اس بے محل حماقت زا ہنسی پر آٹھ آٹھ آنسو رونا چاہیے

چونکہ یہ میوہ ایک بہت ہی لطیف اور گوناگون فوائد سے مملو ہے لہذا قدرت نے بھی اسکی بخشش مین غیر معمولی فیاضی سے کام لیا تاکہ اسکا ادنی و اعلی ہر ایک نمونہ اسکے اس انمول نعمت کے غیر مترقبہ عام کرم و ایثار سے مستفید ہو سکے اسی لیے ہمنے بھی یہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اسکی دونون فصل ثمرہ ہمیشہ یونہی مفت تقسیم کر دیا کرینگے۔ اسکے مقابلہ مین بمصداق

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بوٹ یا ٹھوکر کی کچھ بھی حقیقت نہین۔ یہ میوہ ایک فصل مین تو بوٹ اور ٹھوکر کے ساتھ ہی لگتا ہے اور اسکی دوسری فصل ان دونون کے اختتام پر اپنی پرلذت بہار سے محققین کو شگفتہ خاطر کرتی ہے۔ گو یہ فصل دم ریز فصل کہلاتی ہے مگر اسکے پھل وہ ہمایون اور مبارک پھل ہین جو بیاہ شادیون مین رسماً و رواجاً لازمی طور پر استعمال کرائے جاتے ہین اور اس خوشگوار انہ [illegible] سے [illegible] وہ امیر و فقیر شاہ و وزیر سرخوش ہوتے ہین اور فرط طرب مین لاتین کھا کر عیش و عشرت کی تکمیل کرتے ہین۔ یہ طرب انگیز رسم دلہن کی جانب سے خاص حجلۂ عروسی مین ادا کیجاتی ہے اور اس سے نیک شگون لیے جاتے ہین بشرطیکہ دولھا اس سے حظ تمام اوٹھائے یعنی کھاتے ہی بے خود انہ و ذوق سرور مین دھم سے پلنگ کے نیچے آ رہے اور کچھ دیر چپ چاپ اسی کیف حلاوت رہے۔ اور اگر ایسا کچھ نہ ہوا اور دولھا میان کا لات کھا کر صرف منہ پھیر تو آیندہ زوجین مین ترشروئی کا احتمال کیا جاتا ہے۔ "شادی خانہ آبادی" کا کلیہ معکوس افراد کھاتا اور باعث بربادی ہو جاتا ہے بلکہ سہرے سے لگن ہی مین کھنڈت پڑ جاتی ہے پھر کبھی ساری عمر آپسمین میزان نہین میٹھی۔ جوتی بیزار۔ لات گھونسہ چلتا ہی رہتا ہے واقعی مبارک اور خوش نصیب ہین وہ لوگ جو اسکو نوش جان کر کے کما حقہ اوس سے مسرت اندوز ہوے اور ہوتے رہتے ہین۔ ایسون کی تا زیست ہنسی خوشی اور خوشوقتی مین بسر ہوتی ہر شب شب برات - ہر روز روز عید کا معاملہ ہوتا ہے۔ اسکی پہلی فصل کا ثمرہ جو از روے طب حیرت خیز فوائد کا معدن

یونیورسٹی بل

کالج اور اسکول کا قائم کرنا اکثرون نے ذریعہ نمود و معاش سمجھا تھا۔ انتظام خراب ہوتا تھا۔ ناقابل گریجویٹ نکلتے تھے قانون کی ضرورت تھی۔ اسکے متعلق یہ ظریفانہ نظم ہے۔

بکری کو سائی پات کا سودا نہیں رہا | بنگالیوں کو شان کا سودا نہیں رہا
چوہون کو اپنی گھات کا سودا نہیں رہا | اور شاطرون کو مات کا سودا نہیں رہا

اُلجھا ہوا ہے چندہ وا اسکول مین ہر ایک

بلبل کو اب تو نالہ کی فرصت نہیں رہی | منعم کو جود و جود کی فرصت نہیں رہی
دونون کو کھیل کود کی فرصت نہیں رہی | گو زندگی سے بود کی فرصت نہیں رہی

اُلجھا ہوا ہے چندہ وا اسکول مین ہر ایک

شیخ فراغ طبع سے اب کھیلتے نہین | اُبھرے جو ہون کبھی نہ جیلتے نہین
عشاق آبِ تیغ جہر بان جھیلتے نہین | پاپڑ ورش پاپڑ انکو بیلتے نہین

اُلجھا ہوا ہے چندہ وا اسکول مین ہر ایک

پنڈت پراہوا کے بنارس پہ آبنے | سرسید کے شیخ شہر جن نویس پہ آبنے
نی نول کو تجربہ مسند پہ آبنے | ہم ذوق سوم جی مجلس پہ آبنے

اُلجھا ہوا ہے چندہ وا اسکول مین ہر ایک

گائے کو مول بھاؤ کی پروا نہین رہی | بنئیون کو سینگ ناؤ کی پروا نہین رہی
مانجھی کو اپنی ناؤ کی پروا نہین رہی | چوہون کو تان باؤ کی پروا نہین رہی

اُلجھا ہوا ہے چندہ وا اسکول مین ہر ایک

کم ہو گیا ہے بوڑھون مین اپنی سی چل چل | وہ ابر بنفشہ نہین آتی نظر نہ ہو
تا شوخ شاد باد کی بچہ مشق دھول | مضبوط جب جوش سے پریشان ان کول

اُلجھا ہوا ہے چندہ وا اسکول مین ہر ایک

لیتا ہے کون گرمی دل سے خدا کا نام | اب کون دھیان ناد ملکتا ہے مدام
مذہب کو دور ہی سے کیا جاتا ہے سلام | کوٹھی کو ہے فروغ نہ رونق پہ ہے قیام

اُلجھا ہوا ہے چندہ وا اسکول مین ہر ایک

لیکن کچھ اور ہے چندہ بھی ہین جیش صنعت | یہ کیا کہ قوم ساری ہے چھکا ابطن
اچھا ہوا سنبھل گئی اب یونیورسٹی | بیکار کالجون سے بھر بیگانہ ہر بستی
کونسل مین نکتہ چینون کی تری بہت ہی | اس بل سے وہ شکایت احباب بھی مٹی

اُلجھا ہوا ہے چندہ وا اسکول مین ہر ایک

راقم۔ ا۔ ح۔

رباعی

چند دن ہی کے سوجھتے ہین انکو مضمون
دلشاد ہو قوم اس سے یا ہو محزون
لڑکے انھین دیکھکر مچاتے ہین دھوم
یہ ہے نئی روشنی کے چند افسون

راقم۔ ا۔ ح۔

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب
معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست
اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس امر
کی تصدیق زبانی کی ہی کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہی ضعف البصر
تاریکی چشم۔ دھند جالا۔ پروال غبار سبل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی
موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے
اور ادویہ کے آنکھ کے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند
روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کے
استعمال کرنے کی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو
یہ سرمہ یکسان مفید ہی۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہی کہ عام وخاص اس سرمہ سے
فائدہ اٹھا سکین۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہی مبلغ دو روپے
ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہی۔ خالص مشرقی ماشہ
بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ رخرچ ڈاک بذمہ خریدار۔
المشتہر
پروفیسر سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب
تازہ سندات
اسنے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے
(۱) مکرم بندہ تسلیم مین آپکے قابل قدر سرمے کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہون حقیقت مین جیسا آپکے اشتہار مین لکھا ہی اس سے بھی کئی درجہ بہتر ہی مین نے چشمہ کا لگانا چھوڑ دیا اور اب بغیر چشمہ کے جزئی لکھا پڑھ سکتا ہون۔
راقم۔ رام کشن گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چوڑی گران۔
(۲) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہی آپ خود اور بہت سے بیمارون کو استعمال کرکے دیکھا ہی اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریون کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہی مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ہر ایک آنکھونکی بیماری والے کو اسکے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ پانی آنا دھند خارش و سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ آپ نے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہی۔ اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہی ضرور ہی کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔
راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب حضور نواب صاحب بہاولپور۔
تازہ سندات
اسنے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے
(۳) جناب من۔ میری آنکھ مین ایک مرض ہی جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب بہادر و ڈاکٹر کیلب صاحب بہادر کے علاج سے کچھ فائدہ نہوا آپکے سرمے سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی بیاری چشم مین ہے ازراہ کرم سفید سرمہ روانہ فرما دیجیے قیمت طلب پارسل بھیج دین۔
دستخط۔ سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر محمد خان کابلی والی ملک ترکستان
(۴) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہی استعمال کر نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھونکی بیماریون کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہی۔ آنکھ کو تر و تازہ رکھتا ہی اور بینائی کو طاقت بخشتا ہی درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید ادویات سے ہی آجتک کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی
راقم۔ نواب محمد حیات خان بہادر سی۔ ایس آئی۔ ایس سابق ڈویژنل اکسٹرا جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند
(۵) جناب سردار صاحب تسلیم۔ آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا مین تصدیق کرتا ہون کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کے لیے بہت مفید ہی میری آنکھین بہت کمزور تھین مین نکلا ہوا کام کرنے سے معذور ہوجاتا تھا اب میری یہ کیفیت ہی کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر تک تمام دن اچھی طرح کام کر سکتا ہون۔
راقم۔ حافظ میان خورشید محمد خان خلف نواب حسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم

سانپ

عدوئے ساحری فن دیکھئے اعجاز رقم میرا
عصا موسیٰ کا ہے تنقید عالی مین قلم میرا

نیچر کی کمی پوری کرنے کا اشتہار

آپ جانیئے آجکل کے زمانے مین جبکہ ترقی تہذیب و معلومات کی سیمنٹ - علم ہمدردی انسانی کی کشش اتصال کی بدولت دنیا کے مختلف اقالیم اور ممالک مین ایک طرح کا جوش آیا ہوا ہے - سیارہ ارض کے معدے مین مادہ قبض ترقی پر ہے بسبط گدھے کے سر سے سینگ کیطرح غائب ہے یعنی ایک جگہ کے باشندون اور پیداوار غرضکہ موالید ثلاثہ کا زمان و مکان کا چیہ بدل کرنا رائج اور جاری و ساری ہوتا جاتا ہے مثلاً ایک اقلیم کے باشندون اور انکی دماغی طاقتون کا دوسرے اقلیم کے میدان مین سمٹ سمٹ کے جمع ہونا حتی کہ اتقائے اقوی جد و جہد حیات کے مسائل کا کرشمہ اور تماشا آجکل بعنایت الٰہی ورپن پہ ہے کہین جاپان روس پر دراز دستی کر رہا ہے کہین جزائر برطانیہ کے رہنے والے تبت کی چھاتی پر چڑھے جاتے ہین کہین یورپ کے حریص اولو العزم افریقہ کے میدان پر بمصداق خانہ خالی را دیو میگیرد ٹڈی دل کے حلوائے بے دود کی طرح ہاتھ مارتے ہین کہین سات سمندر پار کے رہنے والے بڑے بڑے جور اعظم کو دہی کی طرح متھے ڈالتے ہین - کہین کابل کا میوہ ہندوستان دھویا آتا ہے کہین یورپ کے ہتھیار شتر بے مہار کی طرح کابل کے بیچ بیچ چلے جاتے ہین - پس اگر امیر کابل کی انگلی کا ایک پور حرف غلط کی طرح غائب ہوجانے اور پوری گرفت نہونے سے خواہش ہے کہ کسی طرح نیچر کی یہ کمی کسی ہنکار سے پوری ہو سکے - تو کچھ بیجا نہین - خدا کی عنایت سے پروس یعنی ہندوستان مین خاصکر پنجاب لاہور مین ڈاکٹرون حکیمون کی وہ ٹلم بھونی ہو کہ اگر دوا کے واسطے کیوپرے - سیر بھونی تیلیا درکار ہو تو کھنے کے چھینے قدم قدم پر کلبلاتے ہین پس باوجود اس سامان کے ہاتھ کی انگلی کا ایک پور بلکہ رہنا سراسر ہمت کی کمی ہے چنانچہ اعلان دیا جاتا ہے کہ اگر کوئی ڈاکٹر یا حکیم کسی دوا یا ترکیب سے امیر کابل کی انگلی کا پور پورا کر سکے تو درخواست دے - ایسے معالج کو اختیار ہوگا کہ جسطرح سمجھے ٹوپی کے جوڑ کو بڑھا دے یا اگر نہ بڑھے تو خیر کسی دوسرے ہاتھ یا انگلیون والے جانور سے بعاریت مانگ کے لگا دے پھر اسمین معالج کو کامل اختیار ہوگا کہ یا تو بندر کا پور ہو یا لنگور کا ہو مضایقہ نہین - ہان اسقدر احتیاط ضروری ہے کہ نیچر کا سپرد کیا ہوا کام بخوبی انجام دے سکے اور ظاہر مین جوڑ جاڑ ان چالون سے ایسا بیٹھ جائے کہ صورتاً کوئی تمیز مغائرت کی نہو سکے مطلب تو گرفت اور قبضے سے ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ کابلی گھوڑے کی باگ شاید کسی زلزلے مین ہاتھ سے نکل جائے اور اگر بفرض محال ہندوستان کے حکیمون کا دستر نہو سکے تو ولایت کے ڈاکٹر لوگ قسمت آزمائی کرین کیا معنے کہ اگرچہ انسان کابل مین بھی مدت سے بستے ہین وہان کی خانہ جنگیون آپس کی لڑائی بھڑائی سے انگلی کا پور کٹ جانے کا اکثر اتفاق ہوتا ہوگا اور اسکا علاج مرہم پٹی بھی کچھ نہ کچھ ہوتا ہی ہوگا مگر آپ جانیے اب دست دیکھئے یہ کیا ضرور ہے کہ وہی پرانے دقیانوسی جراح اور معالج پوچھے جائین

پگ آگے بیت گئے اور پگ پاچھے پت جائی

فارسی مصرعہ اسی مضمون کا ہے -

نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد

یون تو بہت سے معرکے دنیا مین ہوتے رہتے ہین جنسے اسکی تصدیق ہوتی رہتی ہے شکسپیر نے اسی بات کی طرف اشارہ اپنے ناٹک میک بتھ مین کیا ہے باوجود طرح طرح کی چاٹ اور جورو امان کے مردانہ اصرار کے عین موقع پر دل پا بھی کیا ہی جاہتا اور محروم ہوا چاہتا تھا کہ وہ تڑنے

ہوتے ہوئے فاقہ کرنا کب خدا نے بتایا ہے اگر بفرض محال یہ ترکیب نہ چل سکی تو اسقدر سہولت للقابض الیدین مین ہو سکتی ہے کہ پورا ہاتھ بدل دیا جائے پھر کابل اگر ہاتھ کی ابی بھی لیٹی کا ذرہ پڑھے تو اسکی خوشی - فرصت کا مشغلہ ہے -

رباعی

تہذیب بھی نئی ہے نرالی ہی رول ہین
آزادیون سے ذوق زبان ڈیم فول ہین
انسان ہین مگر نہین انسانیت کی بو
ہین پھول تو مگر یہ بکائن کے پھول ہین

میرزا الٰہ آبادی

مخدومہ مکرمہ کے طعن اور تشنیع جبراً قہراً کار نمایان کرایا اسیطرح کلکتہ مین مسز ال ڈکروز بنام ڈبلو جنکینز کے مقدمے سے ظاہر ہوا کہ مدعی علیہ نے شادی کا خانہ آبادی کا وعدہ کیا تھا - بلکہ ڈیڑھ سو روپیہ نقد وصول کر چکے تھے ایک ہیرے کی انگوٹھی اور چاندی کی زنجیر کی ایک گھڑی بھی لے چکے تھے اور کپڑے بھی تیار ہو گئے تھے لوگون کو نیوتے جا چکے تھے پادری صاحب سے جو گویا ایسے سنجوگ کے ٹھیکہ دار ہی ہین کہدیا گیا تھا کہ عقد کے واسطے تیار رہین - ادھر یہ بھی بن ٹھن چکی تھین کہ اکبارگی دل جو یا جیسی کرنا ہے صاحب عین کھیت سے ہتھیار ڈال کے بھاگے - اور ایسے بھاگے کہ بارہ بارہ چوبیس کوس پتا نہین -

شیر کی جست

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

آخر کو آپ جلیئے میم صاحب کہنے دم نکلین۔ کہ اسکے معنی کیا یہ ہین موقع پر خالی دے جانا کیسا۔ خصوصاً جب الٹی یہ دغا ئی مین بہت سی چیزین اور نقد بہ پیشگی اینٹھ چکی تھی تو فوراً نالش دائر کی گئی۔

گر ہماری راے مین صاحب بہادر میری ان بیسٹ اینڈ بہنشائٹ یشتر رشادی نجابت کر دی منفعل ہوتے بہت ہو) پر عمل کرنے سے پہلے چونک اٹھے۔ اور رہا ہر ہی زیادہ احتیاط آدمی کو بزدل بنا ہی دیتی ہے۔ بس قدم نہ جمے بھاگ کھڑے ہوئے رہا میم صاحب کا پیچھا کرنا یہ کوئی انوکھی بات نہین۔ بی زلیخا کی سنت ادا کی ہوگی اس بارے عدالت کی ضرورت ہوئی مگر دل تو کسی قانون ضابطے کا پابند نہین ہوسکتا جو تب بھاگتا ہے پھر پیچھی کرتا ہے تو نامرد ہی تھی۔ ڈرپوک خرگوش کے کان کترتا ہو

بدل دے اور دل اس دل کے بدلے
الٰہی تو تو رب العالمین ہے

انقلاب لا کر ابھی جمہوری سلطنت سے شاعرون کے گروہ کو خارج کرے۔ کوئی خدمت تجویز نہ کرے مگر آپ جانیئے نیچر کی جبلی بھلی چیز بیکار نہین ہوسکتی اگرچہ انکی اور بیاتین سخن آرائی فضول۔ بلکہ اس قرار دیجائین مگر زبانی شکوہ آنجہانی استعداد طول طویل ہوتا ہی کہ آرزو ہوس سکتا۔ حرص کے سو پر سائل کے صفحے کے صفحے گنہگار دلکے نامہ اعمال سے زیادہ دونون طرف سیاہ ہوجائین اور لوح کی مقدم کا نام نہ لے۔ شیطان کی آنت یا شیر شاہ بنائی ہوئی سڑک کہ ایک سرے سے لگا جو لگتا ہی ترے میرا بھائی قیامت تک تمام ہی نہین ہوتی۔

چنانچہ اسی فہرست کی ایک مد یہ بھی ہے کہ دل کو جو مکڑ پایا اسکے ایک ایک پہلو سے لا کر لا کر فریادین ٹیک بٹرین آخر کو ایک طبیعت دار نے سبق دل کا ورق ہی پلٹنے کی فریاد رسید کردی۔ مگر آپ جانیئے خدائی یا نیچری کارخانے بھر سے بچے کچھ تو ہو نہین تبکی ایک ایک دوکان مین سیکڑون گھنٹیا ہزارون کٹوریان بھری ہون جہان دو چار پیسے دیکے دوسری کٹوری بدل دی۔ آخر جب فریادیون کی برسون بھرمار ہوئی اور اب یہان تک پہونچی کہ ایک آدھ منہ پھٹ سے رب العالمین کا طعنہ سننے کے غیرت الٰہی کو گرگرا دیا تو اسنے حسب عادت بار اسباب انتظام کردیا یعنی ڈاکٹری کو دل کا بھی گنج ٹھیری باتار اور ڈاکٹر صاحب کو کسیرا بنادیا

تو صاحب اب جن صاحب کو دل بدلوانا ہو سیدھے پیرس رخ پچلے جائین اور فیس کے چند پیسے دیکے دل بدلوالین۔ جو لوگ سمجھ نہ آئے تو تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک اخبار سے معلوم ہوا کہ

پیرس مین دو آدمیون مین جھگڑا ہوا۔ ایک نے دوسرے کے دل مین خنجر بھونک دیا اسکو اٹھا کر نیلیٹی ہسپتال مین لے گئے وہان سرجن نے اسکے سینہ مین ایک شگاف کیا اور اسکے دل کو اسسٹنٹ سرجن نے ہاتھ مین اٹھالیا۔ سرجن نے سوئی اور دھاگے کو خون مین تر کرکے اسکے دل کا زخم سی دیا اس تمام کارروائی کے کرنے مین ۱۲ منٹ لگے۔ دل کو پھر اسکی جگہ رکھدیا گیا اور ساتھ والون کو اسکے گھر جانیکی اجازت دی اب وہ بالکل تندرست ہے۔

اتنا تو اس سے معلوم ہوگیا کہ زخمی دل مین یون ٹانکے

روس اور جاپان

جھٹ پٹ کا تماشہ

لگ سکتے ہین اور یہ مقولہ کہ

گر صد ہزار لعل و گہر سیدہی چہ سود
دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ

غلط ہوگیا اب اگر کسی کا دل گھر بسی یا بچون کی والدہ سے خدانخواستہ کسی وجہ سے پھٹ جاے اور بیوی صاحب کی خواہش اور مرضی بھی ہو اور کہین اور کسی نکھٹو کے گھر مین ٹھکانا بھی آغوش پھیلائے

رواق منظر چشم من آشیانہ تست
کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست

بصد اشتیاق منتظر ہو تو استقرار حق زوجیت اور نان نفقہ مہر وغیرہ کے دعوی اور کشمکش عدالت کی ضرورت نہین سیدھی گھوڑی سواری پیرس چلی جائین۔ ڈاکٹر صاحب چٹکی بجاتے ایسا جوڑ دین گے کہ لالہ کسیرے صاحب لوٹے کی ٹونٹی مین کیا پکا ٹانکا لگائین گے۔

اور جب یہان تک کارگزاری کرسکتے ہین تو خدا ہی نے کہا دل بھی بدل دینگے۔ یعنی جسطرح اسسٹنٹ سرجن نے اس مریض کا دل ہاتھ مین اٹھالیا اور پھر اپنی جگہ سینے مین دبا تھا اسی طرح کوئی دوسرا دل پچھے بدل کرسکین گے۔ اور اسکو رب العالمین کا لفظ یاد دلانے کی ضرورت نہ رہے گی۔

کھلا خط اور سربستہ مضامین

بنام مکاڈو شاہ جاپان

مہربان دور افتادہ۔

یہ القاب شاید تعجب کرے مگر ادنی فکر سے سمجھ مین آسکتا ہے کہ میرے اور تمھارے درمیان کسی نہ کسی اعتبار سے کافی بعد ہوگیا ہے کیا معنی کہ اول تو تم بودھ مذہب کے پابند ہو جسمین تناسخ ایک واشگاف طور سے اس درجہ طول کھینچے ہے کہ تناسخ والے دیگر مذاہب تمھارے مقابلہ مین مسخ معلوم ہوتے ہین اور یونان کا مسئلہ تناسخ بھی محض وہمی یا خیالی رہجاتا ہے ورنہ ابتک لاما گرو کی طرح کم سے کم دس پانچ ہزار افلاطون اور دیوجانس۔ سقراط۔ بقراط۔ بطلیموس۔ فیثاغورث پیدا اور سرسبز اور پژمردہ ہوچکے ہوتے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تم روحانیات کی جھنجھٹ سے پاک اور مادیات کے دلدل مین غرق ہو ایک طرح کی کافی مغائرت پیدا ہوگئی۔ اور پھر یہ تم منحوس کی طرح تقدیر یا نصیبہ گنا شتن کو ہوتی جان کے نیچر کی کوٹھی ہو ورشنی بند بنانا چاہتے ہو اسکی ابھی وسن ہے کہ چند لحظہ تمھارے کام مین ہزارون سال کے انتظار کے برابر جرأت دکھین تا کہ قید زمان یہان مفقود ہے۔ میرے نزدیک مستعدی اور چالاکی پستی کر بڑی اہم امتیاز پیدا کرنے والی بات نہین۔ اسی سبب سے تمھاری مستی اور مستعدی کو مین چندان قابل ذکر نہین قرار دیتا۔ جو کچھ اسکی وجہ سے تمنے کارگاہ دنیا مین کام کیا ہے وہ تو ایک دن ہو ہی کے رہتا۔ اسباب اپنے نتائج ضرور پیدا کرتے۔ آگ چاہے چولھے الاؤ مین جلے چاہے جنس کے انبار مین جا ہے یا دلون مین آجائے کے اچھوم جائے مگر آتشگیر شے جب متصل ہوگی شعلہ پیدا ہی کریگی۔

جو بات کہتا ہون وہ یہ ہے کہ تم کو اپنی کوشش اور مساعی مین انسانی امکان اور قوت کا اندازہ زیادہ ملحوظ رکھنا چاہیے۔ مثلاً اجرام فلکی کی رفتار یا خاصیت اشیا کو قانون نیچر پر محمول رکھنا چاہیے۔ ممکن ہے تم از راہ انسانیت اسی طرح مغالطے مین پڑ جاؤ جیسے نمرود اور شداد اور فراعنہ وغیرہ علت اصلی کے اختیارات مین بے تمیزی صرف کرنے لگے تھے۔ یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ انسان کبھی عمر کرسکتا ہے تم انسان رہ کے یہ نہین ممکن ہے آفتاب ایک معین وقت کے ... ہوجاے اور تم دنیا مین ہر چوبیس گھنٹہ کے بعد رات۔ دن۔ گھڑی دیکھ کے روز و ... تاریخ بدلتے پھرو اور عالم اسباب مین گھبراہٹ پیدا ہو اور جو انتظامات ... سے

متعلق ہین اُنمین خلل راہ نہ پائے اور نہ یہ ممکن ہو سنگان خزین
محض تمہارے خار اشگاف کدال اور سابر کو دیکھ کے موم
ہو جائے کدال اور سابر ممکن ہو بآسانی سے ان مین
درزین جیسے موم مین آسکتے ہین۔
مگر سنگلاخ کی صلابت ایسی زائل نہین ہو سکتی کہ اسکا اور موم کا
نیچر ایک ہو جائے
دوسری نصیحت میری یہ ہو کہ جب یہ مادی دنیا تمہاری کائنات
ہو تو تمکو یہ رکھنا چاہیے کہ انسان کے نیچر مین مدنیت کا رجحان کسی
پردے مین کیون نہ ظاہر کیا جائے۔ دوستی کسی لباس مین دکھائی جائے
وہ خود غرضی و مطلبی سے خالی نہین ہو سکتی بلکہ عشق تک کو بھی
اس عفونت سے کسی نے خالی نہ پایا ہوگا کیونکہ اسمین تکمیل کی صورت
مین یکجہتی اور اتحاد خودی (درغرضیت) کی تلہوری ہو جاتی ہے
پس نتیجہ سخن یہ نکلا کہ تم بھی اسی کو ملحوظ رکھو اور اُس فائدے
نقصان کو اصلی فائدہ نقصان جانو جو تمھین پہونچنے والا ہو
بنی پر تو دوستون کی کمی نہین ہوتی مگر سب برسات کے حشرات الارض
سمارو رخ ہین۔ ادسر مین بھی عودسک (بیر بہوٹی) مخمل کی طرح سبزے پر
گلکر ہوتے نظر فریب ہوتے ہین مگر غور سے دیکھنے والے اُسکو
زمین شور یا گھورے کی زرخیزی کا نتیجہ نہین قرار دیتے بلکہ فیض ہوا
جانتے ہین۔ پس اسی طرح تمکو حسن کے اسباب و لوازم نظارت
اللہ آئینہ بہار کے رنگ رنگ مین مدبرانہ تمیز رکھنا چاہیے اور جو تعریف
و توصیف ثنا و مدح ہو اُسکا اعتبار نہ کرنا چاہیے۔ تمکو لنگور
اور شیر کے نیچر پر غور کرنا چاہیے کیونکہ لنگور اور شیر ہی جنس والے
نر بچے کو زندہ نہین رکھتا اُسکا نیچر اُسکو بلا تعلیم محض جبلت
بتاتا ہو کہ بچہ بڑھکر تمھارے برابر ہر آنا جفا دری بن جائیگا۔
بادشاہون کا بھی یہی حال ہو۔ اور دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند
کا جملہ ٹھیک اُترتا ہو۔ ممکن ہو جو لوگ آج تمھاری پیٹھ
ٹھونکتے ہون کل تمکو نظر رشک سے دیکھنے لگین۔ اگر کوئی
بکری درختون کے پتے کھاتے کھاتے کسی فالیز مین پہونچ جائے
اور مسلم تربوز پر منھ مارے تو اندازہ کر لو ایک طرف لقمہ کی
کلانی اور دوسرے رخ منھ کی تنگی تیسری طرف حرص آزکی
جا نجھ کیا پر لطف سمان پیدا کرے گی۔
دوسرے طور پر یہ شعر یاد رکھنا چاہیے۔

یا مکن با فیلبانان دوستی
یا دہے افراز بر بالائے سیل

مین تمھاری ہمت اور عزم کی بلندی پر تحسین و تعجب ظاہر کرتا ہون
اور حوصلہ کی وسعت کی تعریف کرتا ہون مگر پھر نیچر کے تناسب
کو کسی طرح نظر انداز نہین کر سکتا۔ انسان عملی دنیا مین مادی
اعتبار سے نہ دریا کو کوزے مین بند کر سکتا ہو نہ ایک خشخاش مین
تین قاضی بنا سکتا ہو۔
اُسپر ایک وقت جدا ہے کہ قبل ختم اُس میعاد کو جو کسی چیز
کی کسی حالت تک پہونچنے کی مقرر ہے نہین پہونچ سکتی
یہ لازمی بات ہو جس چیز مین ایسے اجزا یا اسباب فراہم ہون
جو اسکو ایک میعاد مقرر تک زندہ رکھ سکین تو ممکن نہین کہ
غیر معمولی حادثہ کے نہ زندہ رہ سکے۔
علی ہذا اسکا عکس بھی یہ یعنی جس چیز کے اسباب کا تقاضا
یہی ہو کہ بعد ایک محدود زمانہ کے تبدیل صورت و ہیئت اختیار
کرے وہ ممکن نہین ایک ساعت قبل صورت مذکور قائم
رکھ سکے مثلاً کوئی درخت ایسا ہو جسکے تخم اغراض اور حرارت
و ہوا اور رطوبت وغیرہ لوازم حیات کی تاثیر یہ ہو کہ دس برس
سرسبز رہ سکے۔ تو پھر وہ ممکن نہین بلا کسی عارض کے زندہ
نہ رہ سکے یا صرف ایک سال زندہ رہنے والا بچہ کسی حکمت سے
دس سال ایسی حالت مین رہے جسکو ہم زندہ کہہ سکین۔
پس ایک محدود اختیار والا آدمی اگر یہ ارادہ یا امید رکھے
کہ اس تعلقی میعاد مین اپنے اختیار سے کمی بیشی کر سکے گا تو
سمجھ لینا چاہیے یا معمولی عقل انسانی سے بے بہرہ ہو یا غیر معمولی
طور سے خزانہ نیچر کے فیض سے بہرہ اندوز ہے۔
اگر ہم ایسی کوئی پیشنگوئی جو ہنگامہ زار دنیا مین ہمیشہ وقت
زبان پر لائی جا سکے امکان سے باہر ہے مگر اسقدر
کہہ سکتا ہون کہ جس دُھن مین تم لگے ہو اگر اسمین ناکام رہے
تو جائے تعجب و الزام نہین۔ اور اگر کامیاب ہوے تو مستحق تحسین بھی
نہین۔ کیونکہ اسباب و نتایج کا الجھا اسقدر گتھیان پیدا کر دیگا
کہ سلجھانا طاقت بشری سے باہر اور سمجھنا عقل انسانی سے
خارج ہے بہرحال سردست مناسب یہی ہو کہ تم سمجھ کے قدم اور انجام
پر نظر رکھو۔ کیونکہ کام وہی سوارت ہو جسکا انجام بھی ٹھیک ہو
ورنہ شیخ چلی کے منصوبے اور اُس اکھر بھونڈے کی جست
مین کوئی فرق نہین جسکی ساری سلطنت ادنی سی ٹھوکر سے
خاک مین مل جاتی اور خفیف سی سر پر چوٹ آجانا اسکو
کو چھوڑ کر گرم خوربند کو بخیے مین پہونچا دیتی ہو۔
اس الجھاؤ اور پیچیدگی سے سکیامنی کے دل مین ایسی الجھن
پیدا ہوئی کہ بقول بڑھیا کے اُلجھے گا تو سلجھے گا کس سے
سکتے نروان کے گوشے مین منزوی ہونے کے سوا کوئی دوسری
صورت نظر نہ آئی۔
سردست ان ابتدائی امور کی طرف اشارہ کیا جاتا ہو
آگے اگر کچھ ضرورت مناسب معلوم ہوئی نوشتہ خواہد شد۔

راقم۔ ارسطو

فرہاد وش سنگتراش

دنیا کی بانس بریلی دیکھنی ہو گلکتا: اعظم کی کیفیت بہار۔
مخلّے بالطبع ہوشیار دن کی عقلمندیان عجیب دلچسپی
سے ہمدوش۔ اُنکی دلآویزی سے ہم آغوش ہوتی ہین
یون تو طول طویل تفصیل کو یا لکھانے کا پورا دفتر چاہیے
مگر بطور نمونہ ایک کیس جو آجکل زٹل کی طرح اردو دانون
کے خواہ مخواہ سمجھ مین آنے کے لایق ہو قابل ذکر ہے۔
ایک سنگتراش جو چھینی اور ہتوڑی کاندھے پر رکھے
"سل بٹا ٹین چکیا بنائین" کی صدا لگایا کرتا تھا اس
خبط مین گرفتار ہو گیا کہ مین بھی فرہاد کی طرح بے ستون سے
جوے شیر لا سکتا ہون اب جو کسر ہے کسی شیرین ادا
معشوقہ کی ہو صرف گھڑی کی طرح دو دھار اور دار الشفا کی
برفی کھائی ہو۔ اتفاق سے ایک نیکبخت بیگمون کی طرح
چاندنی چھپکے سے آراستہ لہنگے بلکہ ساتے سے پیراستہ
گلے مین دھکدھکی چمپاکلی تعویذ ڈالے۔ علی بند حسین جبد
ہاتھونکو سجے۔ کبڑلون جولاہون (مومنات) کی طرح
بھر بھر ہاتھ چاندی کی چوڑیان۔ چھنین۔ کنگن۔
جو ہے دستیان کہنی تک اور پھول کے کڑے چھڑے چھا چھین
بچھوے۔ انوٹ سکمہ تلے پہنے مہاور سے پاؤن رنگے۔ مانگ
مین موٹا موٹا سیندور بھرے ایک ایک آنکھ مین ایک
کجلوٹی۔ دوالی کی پوری رات کا کاجل لگائے باڈس
اور اسٹر کے سہارے تنی تنائی کھنچی کھچائی میم صاحب
کی چال سے چلی گھر آتا چھمن چھمن کرتی نظر فریب ہوئی
میان سنگتراش سر دیا سے بیچ چھینی اور ہتوڑے سے
غافل ہو کر فرہاد ہی تو ہو گئے۔ بس بس انشا اللہ المستعان
یہی شیرین جان ہو نگی۔ راہ رو ہندو مسلمان کہانی
جلا روک روک کے اسکو سمجھانے لگے "دیکھے کیسا معشوق
ہے۔ سارے دنیا کے معشوقونکا سرتاج۔ دلربا۔ فرمائیے
اسکے حسن۔ سج دھج انداز۔ ادا۔ رفتار۔ گفتار مین سراپا
معشوقیت ہے کہ نہین۔ ایک آدمی نے کہا اجی میان
ہوش کی دوا کرو۔ گھر جاکے فصد لو جانتے بھی ہو کون ہے
تم اسکو کیا کھا کے بناؤ گے اور کیا بنا کے کھلاؤ گے۔ دوسرے
بولے ہو کون۔ بیلی صاحب کے ہان کی آیا ہو۔ تیسرے نے
کہا واہ مولوی عبد القدوس کے گھر کی لونڈی ہو انھون نے
اسکو قحط سالی مین مسلمان کیا تھا۔ نہ یقین ہو ہاتھون پر
گودنے کے نشان دیکھ لو۔
دوسرے۔ جو ہوش و خشکہ اسکا سلیہ اور پوشاک
تو دیکھئے بالکل انگریزی قطع کی ہو بلکہ عجب نہین صاحب
کی میم نے اپنا اُتارن دیا ہو
تیسرے۔ مگر آرائش۔ زیبائش زیور اور پاپوش
سیندور مین جو ابھی تک بسے وطن باقی ہو وہ کچھ بھی نہین؟
خبطی۔ اجی وہ کوئی یہ اب سے تو اپنا نب یا مین بندہ
یا آنا۔ یا آئی کی معشوقہ (دابے تانیث) ہو گئین

چوتھا۔ اجی بیر۔ مگر آپ نے کچھ ماہا وما علیہا پر غور کر لیا تحقیقات بھی فرمائی ہو۔ در اصل یہ ایک لشکری رنڈی ہے اور آجکل ایک کالے صاحب کی خدمت میں ہے۔

خبطی۔ واہ وا پھر تو ہمارے وہی خسرو ہو گئے۔ واللہ خوب رقابت کا رنگ جمے گا۔ بھائی صاحب بات یہ ہے آپ ہندو تو نہیں۔

تیسرے۔ جی ہان۔

خبطی۔ تو آپ کو بھی ہماری مدد کرنا چاہیے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ نے مانگ میں سیندور اور پانون میں سکھر تا دیکھا ہوگا سر تا پا تو ہین ہندو۔

تیسرا۔ ہندو نہین ہندی کہیے۔

خبطی۔ یہ خبط تمکو ہے مجھے فرہادیت مبارک۔ بس اب بے ستون کی تلاش کو یار لوگ چلے۔ ارے ہان

مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا

پہلا۔ ہان ہان ہو تو مناسب۔ مگر ابھی کسی نہ کسی دھن مین لگا ہے۔

کہ بو فسادکی آتی ہے بند پانی مین

خبطی۔ اجی پانی وانی کیسا۔ اسعی منی والاتمام من اللہ خدا نے چاہا تو دودھ کے دریا بہا دیے ہون۔ بلکہ جو اس سے بچا رہے گا اسکو بارہی ڈال کے رباؤ روٹی کا خمیرا میٹھا بنائین گے اور ہماری بی شیرین ہنوز میم صاحب کی طرح اسی سے غسل کرینگی

ولگی باز۔ اور دودھ ہون نہائین کی مثل پوری کرین گی

خبطی۔ لاناہاتھ۔ کیا کہی ہے جیتے رہو۔ نے بھائی رخصت دعا کرو۔ مگر یار رہے تو بتاؤ بے ستون کسکو بناؤن۔ شیرین اور رقیب روسیہ خسرو کا تو ٹھیک ٹھاک ہو گیا

دوسرا۔ اجی آپ پہلے جغرافیہ پڑھیے۔ بعد اسکے طبقات الارض زوالوجی پڑھیے پھر سنگتراشی مع استعمال اوزار سیکھیے۔ علم الاحجار حاصل کیجیے پھر تحقیقات کیجیے ملک مین کوئی پہاڑ ایسا بھی ہے جہان پانی کی جگہ گائے کی تھنون کی طرح دودھ نکلتا بھی ہو۔ پھر ارادہ کیجیے

خبطی۔ واہ وا۔ آپ وہان کو تنے کی پیچیدگی مین پھنسانا چاہتے ہین۔ اس سے بجز اسکے کہ ہمت قاصر ہو کچھ حاصل نہین۔ آپ نہ خود جوے شیر لاتے ہین نہ دوسرے کو فرہاد بننے دیتے ہین بہتر ہے آپ ہی جائیے۔ ہم فرہادیت کو استعفا دیتے ہین سارے میان ہمکو تو صرف مولوی عبد القدوس کا خیال ہے جیسے ہان کی سنا ہے وہ نیک بخت دام اقبالہا دستنہا جاری ہین۔ اور آپ جانتے ہین۔

الولد لجاریہ انجب

دوسرا۔ ارے صاحب آپ سے نہین ممکن نہ جائیے۔ کون زبردستی کرتا ہے۔ کبھی آپ نے عاشقی کی ہے۔

خبطی۔ ستم تو ایسی باتین کرتے ہو کچھ مین نہین آتین

عاشق سے بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل

(بگڑ کے) ارے واہ صاحب۔ اول تو لوگون کو ہماری طرح عاشق ہونا چاہیے اور جو عاشق نہین ہوتے خیر چپ رہین یہ کیا واہیات کہ ہم جو منصوبہ باندھتے ہین آپ خیالی خولی ڈھکوسلے لگاتے ہین۔ ابھی ابکھلی مین سر دیا تو چوٹون کا کیا ڈر چکو ہے تلے کے پاٹ پر چھاتی پر او پر کا پاٹ پیٹنے گھوٹنے کھنکنے پیسنے پر لیلے۔ مرنے کا کیا ڈر۔

الحاصل میان خبطی صاحب نے جوئے شیر کی دھن مین ہمالیہ پہاڑ کا قصد کی ٹھانی اور عیش باغ کی طرف منہ اٹھا چلے گئے۔ وہان واٹر ورکس کا کارخانہ اور اسکے حوض اور انجن وغیرہ دیکھے سمجھے مفت کی دردسری کون سر لے یہین غوطہ لگاؤ اور یہین سے بیٹے انگوچھے مین دودھ بھرے چلو۔ تجھی اور ہتوڑا یہین چھوڑ دو۔ ایک مرتبہ ناک بند کر کے حوض مین غوطہ جو لگاتے ہین چوکیدار نے گرفتار کر لیا۔ پانی گندہ کیا۔ چلو پاگل خانے۔

خبطی۔ ارے تو دیکھتا ہے پانی کیسا یہ تو دودھ ہے ہم اپنی شیرین کے واسطے لیے جاتے ہین۔ تو خسرو کا مخبر ہے۔ ہمکو زلیخا کی طرح کامیاب نہین دیکھ سکتا۔ ہماری شیرین کا پتا نہین ابھی تیشہ مارتا ہون۔ آدمی سے کوہ طور کا سرمہ ہو جائے گا اور ابھی آنکھون مین لگا کے اندھا ہو جاؤن گا کوئی فرہاد سمجھ دیا ہے ایک تو تو عاشق نہین ہماری شیرین پر اور پھر اس چال سے پھانستا ہے۔ غرضکہ اسی طرح لایعنی باتین کرتے ہوئے پاگلخانے کی طرف چالان ہوگئے۔

راقم

ہر کس بخیال خویش خبطی دارد

دوگونہ رنج و عذاب است جان تبت را

بلای وعدۂ روسی و صحبت انگلش

جگر تو افغانستان کے امیر کا سراہنا چاہیے جو روس اور انگریزی حکومت کے بیچ مین بیٹھ کے میٹھے دونون میٹھے کھیکے اور دونون سے میٹھو میٹھو کے چٹخارے بھرتے جاتے ہین اور تکا ہے ڈبے ہاتھ پانون بچائے رہے موذی کو ترغلے دیے کا ترانہ بغلین بجا کے گاتے جاتے ہین یار ہمکو تو

دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست

کے کڑوے کسیلے تجربے کے سوا خاک پتھر کچھ بھی نہ ہاتھ لگا نہ معلوم یہ رنڈیان کس ترکیب سے دس دس رقیب رکھتی ہین [illegible] شعر [illegible] جنگلی جانور ان پر شہد ادری کرتی آسن جمات [illegible] مین کیا معنی کیسی ہی کھائی دیوار نشیب [illegible] اشیران۔ ڈلکی۔ لنگوری۔ شہگام ہو ذرا [illegible] کچھ نہین اکھڑتی بلکہ جانور بھیڑ بکری بنا ہوا اصطبل کے گھوڑے کی طرح تھان پر چون نہین کرتا۔ کیا مجال اگر سکندر کے گھوڑے کی طرح کوئی ہنہنائی یا کان ہلا سکے۔

اور یہان سر منڈاتے اولے پڑے۔ ایک ذرا [illegible] شوقین پردہ نشین کی طرح آنکھ بچا کے جھانکا [illegible] لے میرے بھائی آؤ تو جاؤ کہان۔ انگریز صاحب [illegible] غصے کے پتلون سے باہر۔ اگلے پیتر [illegible] کے گھر مین بکر کو دمچانے۔ پونکہ مزدور کا ناپنے [illegible] لے در و دیوس کا یہ حال کہ ہمارے گھر مین حشرات [illegible] اللہ اسکو کانون کان خبر نہین جو بہت توڑ لگا [illegible] کہ جاپان کے ساتھ ڈھول دھپے مین الجھے ہوئے ہین اسی جگہ کہا ہے۔

من چاہے دلدار کو اور تن چاہے آرام
دبدھا مین دونو گئے مایا ملی نہ رام

وہ جو کہتے ہین کبھی جو آئے اونٹ چڑھے کتا کاٹے۔ بیٹھے بٹھائے مین نے اپنی جان کو کیون روگ لگایا۔ بھڑ کے چھتے کو چھیڑ دیا۔

راقم۔ تبت پر تکبت

اشتہار کتب

انجمن ترقی اردو

انجمن ترقی اردو نے حسب ذیل کتابین ترجمہ کے لیے انتخاب کی ہین جو صاحب کسی کتاب کا ترجمہ فرمانا چاہین وہ اس کتاب کے پہلے دس صفحہ کا ترجمہ سکرٹری انجمن ترقی اردو کے پاس ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۳ء تک روانہ فرمائین کمیٹی انتظامی جن صاحب کا ترجمہ بہتر خیال کرے گی اُنسے ساری کتاب کا ترجمہ کرائیگی مترجمین کو معقول صلہ دیا جائیگا۔

نام کتب مع تصریح قیمت

۱۔ فلسفہ حسن حصہ دوم مصنفہ ڈبلیو نائٹ صاحب للعہ

۲۔ فلسفہ اخلاق مصنفہ مور ہیڈ صاحب [illegible]

۳۔ فلسفہ تاریخ مصنفہ ہیجل صاحب [illegible]

شبلی نعمانی

سکرٹری انجمن ترقی اردو حیدرآباد دکن

یہ کتابین ٹھیکر کمپنی کمپنی بمبئی سے مل سکتی ہین۔

پلنگ سے پاخانے تک

(از مولینا کفشی بتقلید مولینا اشہری)

چارپائی سے مجھے جانا تھا پاخانے تک
شامتیں آگئیں آئی تھیں جو ان جانے تک
اُٹھ کے بیٹھ سے کہا سامنے جوتی رکھدو
وہ جگہ سے نہلیں لوٹے کے منگوانے تک
آخرش اُٹھ کے لگا ڈھونڈھنے خود ہی جوتی
ڈھونڈھتا ڈھونڈھتا پہونچا مین برانے تک
ڈھیلے کاغذ سے تھے - یہ دیکھ وہین بیٹھ گیا
تھا بطیا خانے کا ممکن نہ تھا لوٹ آنے تک
ڈھیلا ظاہر مین تو اچھا تھا - یہ سمجھا تھا مین
دم دبائے ہوئے وان جسم سے لگ جانے تک
کیا کہون لگتے ہی کس زور سے آ آ - اف تک
اُڑ گئے ہوش کہ بس رسے بندھوانے تک
پہلے ہی منٹ مین تو کمر تک پہونچا
اور دو تین منٹ مین وہ چڑھا شانے تک
سر یہ جسوقت چڑھا - مرنہ رہا - سب باقی
لگا پھوڑا تھا کہ بس - آنکھ نکلے پتھرانے تک
اب لگی جوتی - تو آسیب کا دھوکا کھا کر
جھاڑنے لوگ رہے جوتی سے ہوش آنے تک
مرے اس حال کی بیگم کو خبر تک نہ ہوئی
پڑی سوتی رہین بخت سنبھلجانے تک
جھاڑنے مین جو گئی ٹوٹ - وہ جوتی سر پر
جوتی پڑتی رہی بازار سے منگوانے تک
ہو اسی دن سے کیا مین تخلص کفشی
اور رہے گا یہی اس نظم کے عیب جانے تک

راقم
مولینا تقلید الزمان المتخلص بہ کفشی

چھپر سے برم بھوج تک

پیسہ اخبار مین اشعار جناب اشہری اور اودھ پنچ مین بتقلید جناب موصوف نظم حضرت مسری دیکھکر لالہ کوڑی مل بہت ہی پریشان ہوئے اور فرمانے لگے کہ حضرت مولانا اشہری و مولانا مسری کا زور قلم ہے - روبرو لکھا وقت مین ہم اشعار گر بار کرکے توجہ الف بست فتاحت میدان مین کاٹ دی - یہ لیکے پرس کے بنئے کی دوکان سے ایک کاغذ کا ٹکڑا اور دو پیسے کی پیالی والی دوات اور سینٹھے کا قلم اٹھا لائے اور کہنے لگے کہ منشی جیسو اور پنچ صاحب بہادر کے دفتر میں بھیجدو کہ جان لین اصل شاعری یہ ہے - ابھی ملک اقلیم ہند مین مخفی ہستیان بہت باقی ہین -

چونکہ نظم دوست سے تحفتہً پیش کرتا ہوں - گر قبول افتد زہے عز و شرف لالہ کوڑی مل

اشعار

(کلکتہ چھپر اقتادہ ہوں - برم بھوج تک کا سفر - بصورت دوخانہ ہسا لگا کے بعد سے)

کل برم بھوج کے کھانے کو گیا مین دعوت
پوری، ترکاری، شکر کی سب تھی لذت
رقص دکھانے کا بھی سامان مہیا تھا وہان
رنڈیان دو عدد - ایک طفل کنھیا صورت
تھا بہت شور تماشا کی صدا سے خوش کا
داد کیا خوب - عجب لطف فزا تھی صحبت
بیچ محفل مین - مین جو ذرا تو دھونڈو القال
جم گیا شوق سے جس جا پہ تھے بیٹھے پنڈت
تھا عجب میری نظر او جدھر مین طفل باری
پان کے بیڑا انگوٹھا مین دبائے حضرت
سامنے میرے نشستہ تھین الٰہی باجبان
ریشہ خطمی سے مین ہوا دیکھکے اُن کی صورت

[1] نام ہین [2] یعنی الٰہی جان

لے کے پاری سے مین اک بیڑہ سبز کلان
پیشکش کر دیا مین نے وہین باصد الفت
نازو انداز سے اٹھلا کے یہ فرمانے لگین
چونا تو ہے یہ پان نہین جیادہ بتاو بجرت
اس صدا سے آگیا یہ کہ ... گر
پونچھکر بولے کو - بیڑا مین دیا ہے چھبٹ پٹ
رشک سے جل گئے مجمع مین تھے جتنے اشخاص
اور کہا لالہ تمھاری بھی ہے اچھی قسمت
اور تھا نا تو بہت لہنگے سے باہر ہو کر
غصہ و غمزہ سے فرمانے لگین یہ چھبٹ پٹ
بیڑا ہم کا نہ دیو لالہ بھلا کاہے سے
ای بیڑا کی ہے کا ہم ہوسے اچھی صورت
مین نے بھی یہ بڑی جلدی سے یہ غصہ مین کہا
تو کجا مین گل گلزار - بھلا جیسے نسبت
قہقہہ پڑ گیا محفل مین یہ فقرہ سنکر
اور جلدی سے ہوا پنچ - مین وان سے رخصت

راقم کوڑی مل

قاعدۂ اودھ پنچ

قاعدے تو آپ نے بہت دیکھے ہونگے مگر مین نے ایک نیا قاعدہ ایجاد کیا ہے بسم اللہ کی جگہ - الف بے کی تختی میان جی کی آئی کمبختی - حمد و نعت کی جگہ الف بے لغارڑا میان جی کو کسیت مین پچھاڑا - وجہ تالیف کی جگہ تختی پہ تختی - تختی پہ دو کیلین - میان جی کو اُڑا لے گئین دو چیلین صندوق پہ صندوق - میان جی کے ماری بندوق کوندے پہ کونڈا - میان جی کا سر مونڈا - وغیرہ وغیرہ دو چار سبق اُس قاعدے کے تفریح طبع ناظرین کیلئے درج ذیل ہین -

پہلا سبق

جھوٹ بول کیچ قمقھول - ڈرتا رہ - کوئی مارے نہ مارے مرتا رہ - ہلے جا - پھول ہے تو کھلے جا - کیڑا ہے تو سلے جا - آدمی ہی تو لے جا - بس کر جس کر - باندھ کمر کسکر - کھلا دے مسکہ کبھی ہنسکر - دلان سے نکل جا کبھی پھنسکر - سیندھی مین کبھی ڈوب جا عطر مین بس کر - چار مین چھ تین مین سات ڈال کے دس کر - لے چل - ناؤ کو کھے چل - انڈے کو سے چل - بیل دو - بل دو - آج نہ دو تو کل دو - بات کرے تو کرنے دو - نہین جلدی سے ہونٹ سل دو - گھوڑے گدھے کے لیے دانہ دل دو - پینے کے لیے گنگا جل دو - مت رو - جو بو - گھاٹ پہ سو

چیمبرلین کی کھانسی کی دوا

زکام دیے طرح طرح کی کھانسی خراش گلو اور سوزش حنجرہ کی تمام پیچیدہ شکایتون مین تیر بہدف دوا ہے خوش ذائقہ اور اس سے صحت یقینی ہوتی ہے پھاکی آب وہوا مین یہ خطرہ کی بات ہے کہ اگر سخت زکام مین غفلت کیجائے تو بہت جلد تپ اور نمونیا ہو جاتا ہے - یہ عارضے ایسے ہین کہ بہت سے اموات انکے ذریعہ سے واقع ہوتے ہین - جب زکام پیدا ہو چیمبرلین کی کھانسی کی دوا فوراً استعمال کیجائے عارضہ کی ترقی روک دیجائے - چیمبرلین کی کھانسی کی دوا مین کوئی مضر جزو شامل نہین بچون سے لیکر نوجوانون تک کو نہایت آسانی و اطمینان کے ساتھ دیجا سکتی ہے ہر حالت مین تیر بہدف اور پر تاثیر ہے پس ایک بوتل آج ہی خرید کرو قیمت عمر و خاص سب دوا فروش بیچتے ہین چنانچہ لکھنؤ مین ڈاکٹر محمد یوسف خان دواخانہ جو بمقام نظیر آباد ہے چیمبرلین کی سب دواؤن کا ذخیرہ ہے -

بھیڑ یا بھیڑیا

بھیڑ۔ لے اب تم آؤ۔ ہم تو رخصت

بھیڑیا۔ ہم تو گھات مین تھے لے آ گئے

شریک ہوجائیے۔

اب نہ بک - اسے چھوڑے کچا ہی رہ - ہرگز نہ پک -
میرے دل مین ہو دھوکا - تمھارے دل مین ہو شک جنون
نتیجہ کیا - صرف رہ گئی تھوڑی ہی جھجک -

ہو ہر نہ کر - ہی ہی نہ کر - ہاں نہ کر
تم راہ بن - ظلمین مین نہ کر غان غان نہ کر
معمولی بچون کی طرح یہ شیوہ ناغان نہ کر
اسے ہو نہ جا - ہان تو نہ جا - خوشبو سے تنکل کر بسا
منھ پر ہے چھوٹا سا مسا - کالے نے جسکو ہو ڈسا
بے جا رہ آفت مین پھنسا
بطا کو نہ دے یہ خط کو نہ لے - مرغی رہی مرغو چلے
بکری مری سکتے پلے - بکری بلی - تو چھلے
لونڈی رہی - لونڈے پے

چوتھا سبق

یہ سب جھوٹ ہے - میرے پانؤن مین بوٹ ہی - میرا بھائی رنگروٹ ہی - اُسکے بدن مین ولاتی سوٹ ہو - میرے بدن مین واہیات ساجوٹ ہی -

مجھے اسکے پینے سے معاف رکھو - جی چاہے تو اسکا مزہ تمھین چکھو - یہ تو بڑی ہی شراب ہے - اسکے پینے کی عادت خراب ہی - اگر پیوگے زیادہ نہ جیوگے - اور اگر زیادہ نہ جیوگے جیالی سے جیوگے - درزی ہوگے - کپڑے سیوگے - گھر کے بدلے اکثر کنوئین پڑے ہوگے - تیکھے مرجھاؤگے - پہلے گل کی طرح کھلوگے - ہر جگہ جوتیان کھاؤگے - منھ زوری کی سزا پاؤگے -

واہ حضرت ! یہ تمکو دیدون - تو کیا آپ ننگا پھرون - خلقت آنکھین بند کرنے سے رہی - مین ہاتھون سے ڈھانپنے سے رہا -

کسنے دی ہو ؟ کیا ضروری سوال ہو ! - اجی اماں نے دی ہو - امّی مجھپر بڑی مہربانی ہو -

اُسنے لی ہے - جی نہین ، بیوی تو مجھسے بہت ناراض ہین - جب پہلے عرض کیا کسیکی اماں نے دی ہو اسکو گن لو - گننا اسکا آسان نہین ہے - پہلے آپ میرے سر کے بال گن دیجئے - تو مین اسکے ان دونون گالون کو گن لو - سنئے آپ نہیں پہنتے تیر سلے - مجھے کچھ جنون نہین خدا نخواستہ ! آپ کیون بڑھتی ہی ! تپ میرے دشمن کو ہو - کسی مرغی والی کو ہو - (استاد دقلیتے کی داد دیجئے گا - کیا قافیہ نکالا ہو - اور کس بے تکلفی کے ساتھ !) آپ کو ہو -

ایسی کیا جلدی پڑی ہے چل دون ؟ یہ آپ کو خبط کیون ہوگیا ہے - ابھی تجویز ہوئی تھی تپ ہو " پھر ارشاد ہو کل ہی چل دو - تپ کی حالت مین نقل و حرکت ! اُسی تپ کا ہذیان ہو - خاصہ بحران ہی -

پانچوان سبق

یہ صاحب - کسکو نہ تر کرون ؟ آپ اپنی اس حماقت کو تو پہلے تر کیجئے -

کسکا خط نہ لے ؟ خط کا ذکر آپ کئی دفعہ فرما چکے ہین - خط کو نہ لے ! اسکا خط نہ لے ! یہ اسکا اُسکا ملازموں کے بڑھانے سے فائدہ ؟ مس کا خط نہ لے - کیون نہ کہا ؟ آمین مذہب ! مصر و شام کی طرف بھی اشارہ ہوجاتا - پھر آپ کے خط نہ دوگی - کی بھی چول کسی قدر بیٹھ جاتی - لہذا اس خط کے خبط کو دل سے دور کیجئے - اور بربط کی طرح بطکا قصہ چھیڑ دیجئے - کہ اُسکے پر بھی اچھے ہین چونچ اور پنجے بھی سنہری سنہری رنگت رکھتے ہین - آواز مین بھی ایک قسم کی مہذب مذہبی موسیقی پائی جاتی ہی - بازو بھی پنکھے کی طرح ہل رہے ہین - دُم بھی خوبصورتی سے لہرا رہی ہی - آپ کی داڑھی سے خوشنما ہی - دیکھئے ریش مبارک شرما رہی ہے -

آپ کو دق کس . . . نے کیا ؟ مین تو سبق پوچھتا ہون آپ فرمانے مین دق نہ کر - اگر ٹانگین پھیلا کر سونا ہے تو پڑھانے سے استعفا دیجئے - فراغت سے جو جی چاہے کیجئے جب تک آپ مستعفی نہون حق تو ہم سو کام چھوڑ کر رہین گے بیجا دھمکیون سے ہرگز نہ ڈرین گے -

یہ اس " کون بزرگ ہین جنکو گڑ نہ دون ؟ کھیون کو گڑ نہ دون - یا بچون کو گڑ نہ دون - یا چیونٹیون کو گڑ نہ دون - یا نواب غفلۃ الدولہ افیون نواز جنگ بہادر کو گڑ نہ دون - یا آپ کے لونڈون کو گڑ نہ دون - ذرا اسکی تشریح کیجئے پھر سارا گڑ آپ ہی کا ہو -

بس بک بک نہ کر - پہلے ہی آپ فرما چکے ہین بس اب نہ بک اب اُسی مین تھوڑی ترمیم فرما کر جملے کے بعد ہی بطور قند مکرر ارشاد ہوتا ہی - لڑکون کا تو کام ہی ہی بک بک کرنا - جبتک بک بک نہ کرینگے سبق کیونکر یاد ہوگا - گفتگو کی مشق کیونکر بڑھے گی - سوالیں کیسے ہونگے - بیرسٹر کیونکر بنین گے - انجمنون سبھاؤن مین لکچر کیونکر دینگے - مدرسے مین بیٹھا تو لون گھر تک کر تعلیم خاموشی نہ فرمائیے - آپ کو کوچہ تو شان مین اسکا اختیار ہے -

چل بس اب نہ چل - پہلے ارشاد ہو اتھا پل پر چل - اب پھر اُسکے خلاف یہ کیا ارشاد ہو ؟ کیا آپ کو خوف ہوا کہ پل نازک ہی - آپ جیسے رستم دوران کا بوجھ نہ سہار سکے گا - یا ٹول ٹیکس کا ڈر ہی جسکے بارے سے خزانون کے تاوان ہوجانے کا احتمال ہے -

تو اسکو نہ سی - یہ پہلے کا مضمون بھی وہی بُرا مانا ہو - مگر یہ تو تڑاق نیا ہی - اگر میرے منھ سے تو نکلا ہوگا تو تڑاق سے منھ پر ایک طمانچہ پڑا ہوگا -

اب اُنسے نہ لو - کن سے نہ لو اور کیا نہ لو ؟ بوسہ کسیکی بیوی دینگی تو ضرور لون گا - اب آمین آپ ناراض بھی کیون نہ ہون -

آپ ہی کے بلی نہ ایک اور صاحب ہین - انھین بھی یہی بلا ہو - دو حرفون سے کوئی لفظ بڑا نہ ہو - مگر یہ خیال نہین کہ مطلب بھی اچھا ہو - یا - ب ! دل دے - کتنی ضروری دعا ہی - گویا خدا نے انھین بے دل کا پیدا کیا تھا - دعا مانگتے ہی جبرئیل طشت لیے ہوئے حاضر ہونگے اور سینہ چیر کر گوشت کا دھویا ہوا دل بغل مین رکھ دینگے - یا کوئی ایسا دل عنایت کرینگے کہ انگوٹھی کی طرح اُنگلی مین پہنے پھرین یا گھڑی کی طرح زنجیر مین پرو کر جیب مین رکھ لین - یا پھول کی طرح کسی معشوق کی زلفون مین لٹکا دین یا کلیلہ دمنہ کے بندر کی طرح درخت پر لٹکتا چھوڑ جائین -

وہ لا - یہ دو - نہین معلوم یہ اشارے وہ اور یہ اُکے کنکی طرف ہین - ایک شریر لڑکا یہی سمجھ سکتا ہو کہ کتنی کار جب مانگتے مین - اور وہی لاکر رکھ دے -

لے لی - دیدی - قافیے سبحان اللہ - مگر مضمون لاحول ولا استغفر اللہ - کیا لی ؟ کیا دی ؟ قیمت لے لی - لڑکی دیدی بیوی دیدی - لونڈی لے لی ؟ یا بکری دیدی مینگنی لے لی

اکثر جملے آپ دونون صاحبون کے ایک ہی ہین - ایک صاحب نے بڑی تلاش سے ایک سِل نکالی ہی جسپر شاید انکی وہان مصالح پیسا کرتی تھین - مگر انھین خبر نہین وہ پوچھتے ہین یہ سِل کسکی ہی ؟ سل کا مدرسے مین کیا کام ؟ لڑکون سے ایسے سوال کرنے سے حاصل ؟ ؟
کسکی سل ہو کسکی سل ہو اس سے حاصل کیا ہوا ؟

راقم
معلم الملک

پولیٹکل ارتقا

آج کل علمی ترقی کے خیالات جو محققانہ [illegible]
استادِ وقت [illegible] کیا ہو کہ [illegible]
قائم کرنے مین نہ یہ کائنات دم اٹھائے
قدم عشق بیشتر بہتر
کتنی منھ اٹھائے ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف چلی جاتی ہے
اب نہ مسٹر ڈاروِن کی حاجت نہ پروفیسر ہکسلی کی ضرورت ہو کہ بال کی کھال اور کھال کی بال نکالتے سمجھا مین کہ شطرنج کا پیادہ اگر ٹکے گر کی چال چلتا - پیدل بچانا سیکھ سلامت

جو سماں ہوگا دنیا بھی لگا کے دیکھے ہی گی کیا معنی کہ ہماری کالج تو ایک ہی محقق پیدا ہو اور تہمت والے بھی چند ان نا تحقیق نہیں پڑ جائے ماسٹر بر وزان بہادر نے جو کچھ پولیٹکل کالج میں سبق پڑھائے ہونگے وہ اسی جلد کیا بھولے ہونگے - پھر ہندوستانی کے واسطے جسقدر تماشے والا پیدا کرے اسی قدر حیرت اور تعجب میز تماشے کا لطف زیادہ بڑھے گا - اسی جگہ کہا ہے ہم نے دو پردہ بھی ماہ جبین دیکھ لیا + اب نہ کر پردہ تجھے پردہ نشین دیکھ لیا

رباعیان

ظلمت ہی مین انکی ہو بسر بود و نمو
آزادی سے ہین جو یہ چمکتے ہر سو
تیچھے ہین کیا تالیان بجانے لڑکے
یہ ہین نئی روشنی کے مسٹر جگنو

روشنیاں قوم کے ہین گو با جُگنو
تاریکی پہ انکا راتہ دن ہلا ہے
لڑکے کرین کیون انھین نہ انگشت نما
انھین نئی روشنی کا دم چھلا ہے

میرزا لاابالی

پاگل اور بادشاہ

پاگل - بھاگو - بھاگو - خواہ مخواہ بھاگو - جھیل جلگئی - پہاڑ آندھی سے آسمان کے تارے بلکے ٹوٹ پڑے - ہوا کو حیض کی بیماری ہو چاند سورج کی عینک جارہی ہے - زمین کی نہان اُتری - دریا ماہی بے آب ہو - بحر منجمد سیماب ہو - لیجئے قائم النار کرکے سکہ نذر پیشکش -

بادشاہ - کوئی ہے بھاڑ اسکو پاگل خانے -

پاگل - ہان تمھارا ساتھ ہوگا - چلو خوب گزریگی - مگر یار دیکھو کاٹ نہ کھانا -

بادشاہ - یہ گستاخی -

پاگل - تم تو ہمارے بھائی - ہم مکتب - بلکہ ہم سبق -

بادشاہ - خاموش - جانتا ہو کسکے روبرو کرتا ہے یہ گستاخیان

پاگل - واہ - ہمین نے خوب پہچانا - ع
قدر ساونکی الو جانتا ہے
ہمکو چند کب پہچانتا ہے
دونون فرق میں - ما فرق لاتا یا رکیسی کہی -

بادشاہ - کمنا سنتا ہے کر رکھو اور چلا جا پاگل نے سیدھا

پاگل - تو سب کچھ ہو مگر جب تم بھی تو کرو -

بادشاہ - این ہم اور تیرا منھ -

پاگل - ہم اور تمھارا منھ - تم ہمسے چھوٹے نہ ہم تمسے بڑے - عوض ما عوض گلہ ندارد - حاصل نہ محصول صلہ ندارد - آپ بادشاہت مین گمن - سلطنت کی فکرون مین گرفتار - بندہ بے فکری مین سرمست - جنون مین سرشار -

بادشاہ - جسکو چاہین ہم ادنیٰ سے اعلیٰ اعلیٰ سے ادنیٰ کرین ویرانہ کو آباد آباد کو ویرانہ - ملک کے ملک زندہ سے مردہ مردہ کو زندہ کردین -

پاگل - آپ کو اپنی سلطنت پر اختیار ہی اور یہان یہ قید بھی نہین - دنیا پہ حاکم - اور کسی کا کوئی بس نہین - نہ چون چرا کی مجال - نہ صلح نہ جدال - نہ مہربانی کے شکریہ کے متردد نہ کسی کی شکایت کا خیال ہو - اور پھر مزے مین اپنی نیند سوتے اپنی نیند جاگتے ہین - ادھو کا لینا نہ مادھو کا دینا - کوئی ہمسر نہ رقیب - دشمن نہ حبیب -

بادشاہ - واہ یہ تمھاری بیوقوفی ہی جو اس حالت پر خوش ہو

پاگل - یہ تمھاری دیوانگی جو اپنی خیالی حالت پر نازان ہو -

بادشاہ - خیالی کیسی -

پاگل - ایسی کہ آؤ مرکے دیکھو کون سلطنت ہمراہ لیجاتا اور کون دنیا مین چھوڑتا ہو - بس اب آنکھو - دیر نہ کرو -

بادشاہ - ٹھہرو تو سہی - سلطنت کا کچھ بندوبست کرلون تو چلو

پاگل - کیا کوچ کیا مقام - مرنا تک بس مین نہین پھر کس اختیار پر بادشاہ ہو - تمسے تو یار لوگ اچھے -

بادشاہ - یہ عقل کام کی نہین - یون کون مرتا ہے -

پاگل - یہی تمھارا پاگل پن ہو - سبھی یون نہین مرے ہین اور مرینگے - مرنے مین عقل اور پاگل پن کی گنجائش کہان نہ جیتے مین نہ مرنے مین - جب عقل اور نہ سمجھ ہی تو مرنے کے واسطے کیا فکر عقل ہوئی تو کیا - جنون ہوا تو کیا -

---

استغاثہ و تنبیہ

مذہب اور مولوی پہ گالی ہو لی
اسپیچ مین انجمن مین تالی ہو لی
در وائرہ منصفی ہے ہمپر کیون بند
ہر بات پہ تو اسے جناب عالی ہو لی

(جواب)

بھلا جو شعر ہے وہی تو ہے سبب
جا از یہ خود سری یہ ترک مذہب
ہم گو ہوئے منصف اگر کھٹکے بھی
ایسون کو دیانت سے بھلا کیا مطلب

نوٹ

چند روز سے جوڈیشل عہدے مسلمانون کو نہین ملتے۔ فیصدی دو کا بھی حساب نہین ہے۔ اخبار البشیر نے ایکدفعہ شکایت بھی کی کہ منصفی کیون نہین ملتی۔ شاعر نے ظریفانہ طور پر یہ شکایت پیش کی گویا اُسنے یہ کہا کہ مغربی تعلیم کو ہمنے پسند کیا مذہب تک سے دست بردار ہوئے۔ پھر ہمکو کیون یہ عہدے نہین ملتے۔ شاعر نے خیالی طور پر اُسکا ایک جواب بھی لکھا جو اخلاقی پہلو سے بے معنی نہین ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ اطاعت و خیرخواہی گورنمنٹ اور مذہبی بے تعصبی ممدوح ہے مگر حرص جاہ اور بیعقیدی اور لامذہبی ممدوح نہین ہے مہذب گورنمنٹ اس طرز اور میلان طبائع کو ہرگز عزت کی نظر سے نہین دیکھ سکتی اور نہین دیکھتی۔

خیر جو کچھ ہو۔ قوم پر کلم الزام ہے۔ اگر درحقیقت جوڈیشل لائن کے لائق امیدوار نہین ملتے تو الزام مدعیان ورفا رم اور مدعیان خیرخواہی و تہذیب پر ہی ہماری خواہش ہے کہ جوڈیشل عہدے واجب اور مناسب طور پر انصافانہ تقسیم کئے جائین

راقم

ا - ح

نقد انفرش وزن معاف

سفر وسیلۃ الظفر

مشفقنا۔ مہربانا۔ در این ایام بہت اہتمام دو عمدہ نظمہائے مرغوب بہ نظر روشنی اثر رسید یکے کہ مصرعہ ثانی آن سٰلہ دیکھے تھے تقلین آئینے سے پہلے دعوت اہل شہر کی

دوم کہ در تابعداری و پیروی آن در اودھ پنچ صاحب کے سر سری بزرگ شاعر نوشتہ داد الحق دسوگند بجان پرمیشر عالی شان می خورم کہ ہر دو مصنفان قلم و قلمدان ہا شکستہ دادہ بودند۔ و سبزہ ہائے اخضر مع گل گیندہ و زعفران و گلاب و چنبیلی در این اراضی کاشت کردہ رسانیدہ دادمن بندہ ہم تن علم و ہنر یعنی لالہ بھو بجھڑی پرشاد متخلص بہ بھو بھجڑی یک نظم دلکش چون ابر نالہ بہ بیدان کاغذ عمارت ساختہ بہ نظر مشتعل اثر جناب می فرستیم امید کہ این نظم بہر یہ یا نیچر نسبت راہ بہ کاغذ خود بہ چنید دمرا دربارہ قوم مسلمان۔ لالہ۔ واہل ہند۔ از ورقہ اپنا ئیند ہ زہند۔

دہو ہڑا

گٹھڑی بستہ کو دبائے ہوئے باصد عجلت
مین چلا جانب کانٹھ کہ وہان تھی دعوت
ہر مزی جان کی ہوا تھی کی تقریب نشاط
یعنے ختنہ کا تھا جلسہ جسے کہیے سنت
سیکڑون بلکہ ہزارون تھین طوائف یکجا
ناچنے گانے کی محفل تھی وہان پر حضرت
اور ناخواندہ بھی مہمان بہت تھے جو ن من
جنمین تھے چند رئیسون کی پسر باغیرت
بی ہنا تو نے بہت خلق سے مجھکو پوچھا
اور ٹھہرایا اُس جاپہ جہان تھین حشمت

سلہ ایک مشہور مقام جہان رنڈیان بہت رہتی ہین۔
سٰلہ بی ہرمزی جان کی پھوپھو صاحبہ۔
سٰلہ مشہور خوبصورت طوائف کانٹھ کی۔

پوریان اور کچوری کا بھی ساما ن ہوا۔
گو ستت قلیا بھی ملا واہ ہماری قسمت
پان خلیان ملا۔ کتھہ ڈلی چونا بھی
اور جو کاکے لیے جو ب ملی بے قیمت
ناچ بھی مفت مین دیکھا کیا اور گانا سنا
اک طوائف کی صدا پر ہوئی مجھکو رقت
تھی اجازت مجھے ہر وقت یہان یا ہو ن ن
مجمع عام ہو۔ یا ہو کسی جا خلوت
خوب جلسہ رہا سہ روز بتان خرش کا
شہر و دیہات کی رقاصون کا وان تھا جمگھٹ
ایک سے ایک حسین ایک سے بڑھکر طناز
راجہ اندر کے اکھاڑے کا عیان تھا جمگھٹ
ہرمزی چونکہ طوائف ہے امیر اکبر
اسیلیے جلسہ کیا اُسنے بڑا باعظمت
جتنی رقاصہ و گائین تھین وہان تھین موجود
گانے اور ناچنے والون کی بہت تھی کثرت
بعد سہ روز ہوا بندہ مرخص اُسنے
ایک۔ اٹھنے دیا تو تہ ہین کہ یہ لو حضرت
نیک رحب نے کسی طرح نہ مانی یہ بات
ہیرڑی میری اُٹھنی کو بدست حشمت
اُسنے ہٹ دیہ ہوا مجھکو دیا زادسفر
لانے دو روپیہ دینے کو ہماری امنت
ہاتھون کو جوڑکے فرمانے لگی یون باصد مہر
آپ شاعر ہین ہمین چاہیے کرنا خدمت
دونون ہاتھون سے منع مین نے کیا اور کہا
ایسا ہرگز نہین ہونے کا کبھی تا قیامت
اور جلدی سے لیا زیل و لوٹیا اپنی
بستہ دھوتی کہنہ کو دبایا جھٹ پٹ
ریل کا رستہ لیا مین نے بصد جوش و خروش
سر پہ رکھ پانون کو پس ہو گیا وان سے جنیت
لاکھ پیچھے سے پکارا کیے لالہ ٹھہرو
بندگی کرکے سبھون کو ہوا جلدی رخصت
لکھنؤ پہونچا سر شام برنگ صرصر
اور دوکان مین بقال کی اُترا حضرت
صبح کو سیر مقامی کا ہوا عزم درست
ناک کی سیدھ پہ مین چلدیا گنج حضرت

سٰلہ والا بزرگوار ہرمزی جان
سٰلہ عم مکرم ہرمزی جان نام امانت ہی لیکن درست شعر امانت کا امنت ہی جیسے رکاب سے رکیب امالہ ہے۔
سٰلہ یعنی شاعر سٰلہ یعنی خدمت۔

مطبع منشی وعالی ہمم و مرجع تمام
جو کہ ہے جملہ مطابع سے کلان تر حضرت
پہلے پہونچا دہین اور سیر کیا مطبع کی
مطبع بے یا کہ ہے در اصل خدا کی قدرت

ہین ہزارون ہی ملازم تو ہزارون مزدور
دوڑتے پھرتے ہین ہر سمت وہان با سرعت
اور ذخیرہ ہے کتب کا کہ کوہستان کی شان
وہ کتابین کہ ہو جس علم کی تمکو حاجت

مین نے چاہا کہ کرون مالک مطبع کو سلام
بولا دربان نہین انکو ہے اتنی فرصت
کام تمکو ہے اگر کچھ تو ملو نائب سے
منشی صاحب کو نہین ملنے کی تمسے مہلت

وقت بے وقت ملین تمسے یہ دستور نہین
وقت ہر بات کا ہے - یان یہ مقرر حضرت
مین نے حاجب سے کہا مشفق من لطف کہن
کچھ ضرورت نہین ملنے کی نہ ہے کچھ حاجت

اور خواہان بھی کسی شے کا نہین یہ بندہ
کہ ملون نائب دمختار سے مین یا حضرت
سیر مقصود تھی مطبع کی ادھر آ نکلا
اچھا کر یا کرو - ہوتا ہون مین تمسے رخصت

واپسی مین مجھے زینہ پہ ملے لالہ کلان
واہ کیا خوب کلان - چھوٹون پہ جنکو شفقت
پوچھا مجھ سے زکجا آمدی برادر برگو
گفتمش نام سے آشنا ہون مین اسدم حضرت

سیر مطبع کے لیے آیا ہون گرہو الطاف
دست بگرفتہ مجھے لے چلے ہر سو حضرت
ذاکخانہ مجھے دکھلایا اور انجن گھر بھی
اور کتابون کا ذخیرہ جو ہے حق کی قدرت

یک طرف ڈھلتا ہی رہا کہ عالم کی سوگند
دوسری سمت بڑھئی کرتے مین بیٹھے کھٹ پٹ
خوب گھوما کہ عرق آمیز ہوا سارا بدن
بعد تسلیم ہوا - وان سے مین جلدی رخصت

پھوکچھڑی - پھر تو مجھے یاد ہوا اپنا وطن
پاشکستہ کہ بین واپس ہوا گھر کو جھٹ پٹ
صحن مین بیٹھ کے اکڑو ن لیا کوچی مین شراب
یاد مین جلسہ کانٹی کی آڑایا غٹ غٹ

راقم

پھوکچھڑی پرشاد

ازتلمذ جناب امیر علیہ السلام

کچھی

رباعیان

مائی ڈیر مسٹر اودھ پنچ! ممکن ہی نہین خواجہ حالی کی کوئی نظم تو نظم ایک مصرعہ بھی کہین دیکھ لون اور بے اختیار طبیعت اُسکی تقلید پر مائل نہو - رباعی کیا دیکھی کہ لبس غضب آگیا طبیعت کا یہ تقاضا تھا کہ الامان قم الامان - آخر ایک مضمون کہندہ مگر ٹیڑھا بانکا سخت ناتراشیدہ اُٹھالیا اور لگا شاعری کے بسولے سے چھیلنے پھر بحر ی وزن کی آری سے اسکے یہ دو نئے اُڑن کھٹولے بنا سکے - فصاحت و بلاغت کا وہ ڈن ڈنا رندہ کیا ہے کہ واہ جی واہ - پھر اس پر جدت و لطافت سے جھکتی ہوئی تا کہ بلی وارنش کی وہ جھلک ہوئی ہے کہ بس جی بس - اگر چارون چولین ٹھیک ہون تو لگے ہاتھ آپ بھی قوم کو ان پر جھلا دین اگر نہ اوج فیض یہ لیجائین معراج کی ترقی نہو تو ہمارا ذمہ سے ملاحظہ ہون -

لے قوم سے کانفرنس چندہ باقی
جب تک وہ ہے اور انجمن چندہ باقی
لے شوق سے خوب نا پہ آستانہ نچوڑ
دھندہ رہے قوم مین نہ چندہ باقی

سمجھانے کا وقت تو ہے لیڈر باقی
جب تک کہ ہے قوم مین ترا ڈر باقی
تو جائے - تو جائے پر اتر نہ جائے تیرا
تو تو رہے گو نہ ہو لو نڈر باقی

راقم

میرزا الاابالی

افشاے اسرار فریمیشن

معشوق چون نقاب زرخ برنمیکشد
ہرکس حکایتے بہ تصور چرا کند

کسیقدر تصرف کے بعد ناظرین کی توجہ ذیل کی چند سطرون کی طرف مبذول کرنا مقصود ہے میرے دل یا دماغ مین یہ خیال یا سودا ایک مدت سے جاگزین ہے کہ اسرار فریمیشن جسکی عملی و دخلی کارروائیون پر ابتک راز کا پردہ پڑا ہوا ہے خواہ مجکو ذہنی مشکلین کیسی ہی کیون پیش آئین بشرطیکہ دم مین دم ہے تو اس راز کو طشت از بام کیے بغیر نہ مانونگا - لیکن افسوس دیرینہ کوششین کامیابی کی حد تک نہ پہونچنے پائی تھین کہ عوام کی غلط فہمیون کی وجہ سے مین ان سطرون کے لکھنے پر مجبور ہوا -

لوگون کا یہ ایمان ہے کہ اسکے راز کو کوئی نامحرم بلی ظ نغایرت نہین دریافت کرسکتا جب تک کہ بالکل محرم نہو جاے اور دیکھا بھی جاتا ہے کہ جو شخص اسکا ممبر بنا اوسکی حالت اِس معاملہ خاص کیطرف سے ع

کان را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

یا

ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد

کی مصداق ہوگئی - اِس سے ہمکو بظاہر مخالفت کی وجہ نہین معلوم ہوتی مگر ساتھ اسکی اس قسم کی چہگوئیان کہ ممول کے ساتھ اسطرح کی کارروائیان عمل مین لائی جاتی ہین جسکے عدم اظہار پر وہ مجبور ہوتا ہے نہین جچتے ہر فرد بشر کا قدرۃً مختلف الطبائع ہونا ان خیالات کی تردید کی ایک روشن دلیل ہے دور کیون جائیے آپ خود ہی اگر اپنے قریبی احبا و اعزا کی طبیعتون پر غور فرمائیے تو آپ کو آسانی سے یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ اُنمین ہر شخص کی طبیعت آپ اپنی مثال و جواب ہے اور بجائے خود ایک خاص رنگ مین رنگی گئی ہے اور ایک کے ظرف سے دوسرے کو کچھ بھی مناسبت نہوگا - غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ جو ایک چیز ایک کی نظرون مین مرغوب اور دوسرے کے خیال قابل نفرت ہوگی اونمین سے اگر ایک شراب خوار ہے تو دوسرا متقی و پرہیزگار ہوگا - ایک مکاری و عیاری کو گناہ کبیرہ خیال کرتا ہے اور دوسرا اوسی کو صواب شمار کرتا ہے علی ہذا القیاس

ع ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است

کہنا مناسب نہوگا -

تو جب ہر شخص کی طبیعت مین یہ کھلم کھلا اختلاف معلوم ہوگیا تو یہ کہنا شاید کوئی اخلاقی جرم نہوگا کہ ہر شخص کامل طور پر جیسا کہ اس معاملہ مین خاص دیکھا جاتا ہے کامل رازداری نہین کرسکتا خواہ اوس سے کسی قسم کے عہد وپیمان کیون نہ لیے گئے ہون اب یہان یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ، آخر پھر وہ کون سی ایسی وجہ ہے جسکی ایسی وجہ سے اب تک اسکی کیفیت ظاہر نہ ہوسکی؟

اس سوال کا جواب دینا اوسقدر آسان نہین ہے جسقدر جلد سوال کرنا کیونکہ اگر مین نے اسکے راز کو پالیا ہے تو عنقریب کسی موقع سے اسکا اظہار بھی ہوجائیگا اور اگر صورت معاملہ اسکے برعکس واقع ہے تو مین خدا پر بھروسہ کرکے اس عقدہ لاحل کے حل اور اسکے مجرم بننے کی کلیۃً کوشش کرونگا - لیکن فی الحال تو مین اسکا جواب نفی مین دیکر دفع الوقتی یا یاران طریقت سے عام خیالات کے موافق اپنی جان بچانا مقصود رکھکر اپنے حال مین چشم بد دور خوش نظر آتا ہون اور ساتھ ہی یہ بھی کہنا ہوگا کہ

سایہ مرغ تہذیب

دکھاؤنگا تماشا دی اگر فرصت زمانے نے
میرا ہر داغ دل اک تخم ہے سرو چراغاں کا
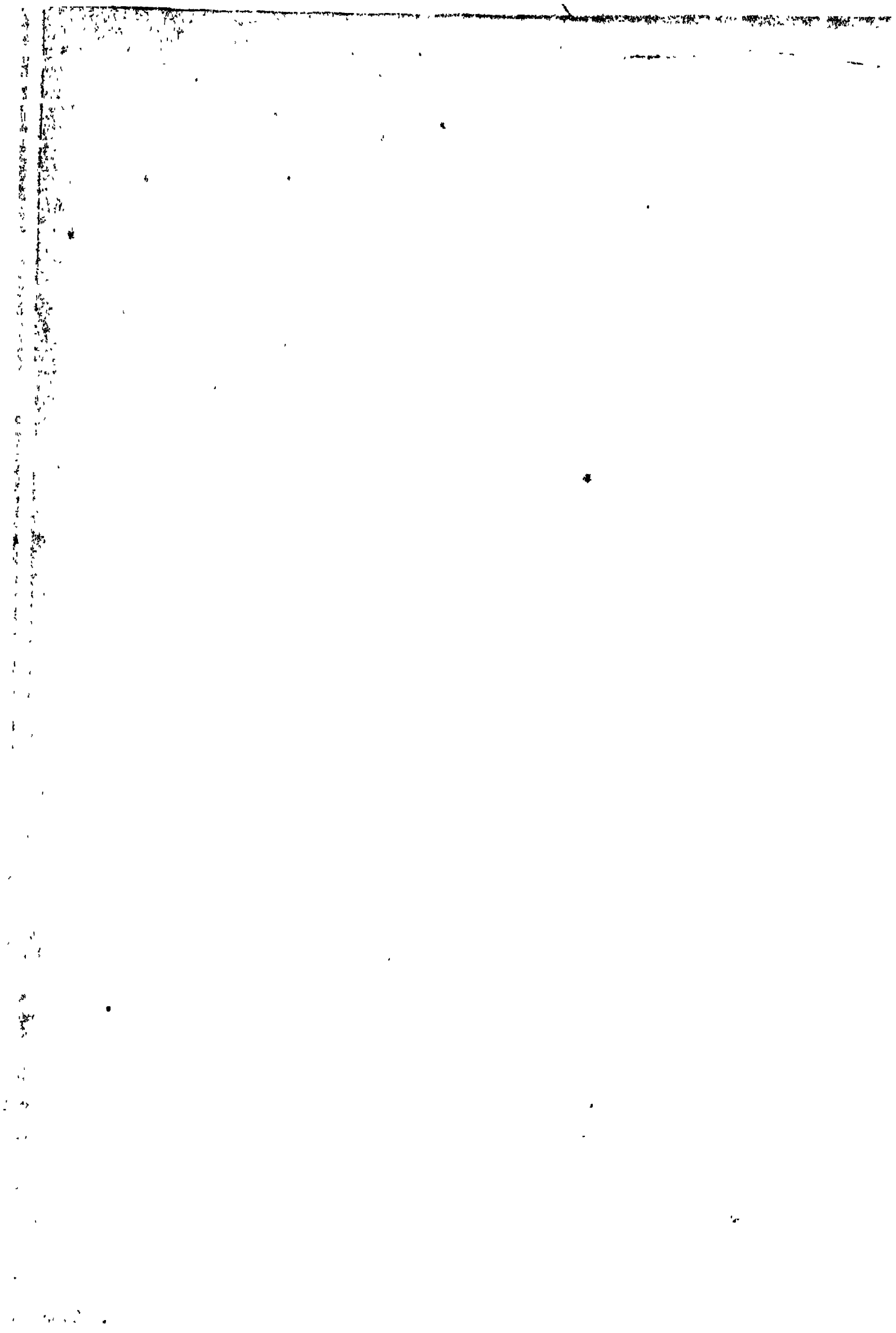
رہی یہ بات کہ عوام کے دلون مین اس قسم کے راز کے راسخ ہوجانے کی وجہ کہ اسمین بھوت پریت وغیرہ کی کارستانیان ہین یا معمول عمل فریمیشن پر ایک بن متعین کردیا جاتا ہے جو ہمیشہ اسکو راز کے اظہار نکات سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے یہ ہے کہ اس نفس مضمون پر کسی ہم زبان کی کوئی ایسی مبسوط تالیف یا تصنیف ہمد میری نظرون سے نہین گذری جو صورت مدعا کے اظہار کے لیے آئینہ کا کام دیسکے۔ معدودے چند تصنیفات و تالیفات جو اس قسم کی بدقت پائی گئین اگرچہ وہ اسی انکشافات معاملہ کے لیے لکھی گئی ہین مگر حقیقت مین اُن کا عدم و وجود دونون یکسان ہے خصوصاً کسی ایک شخص کی افشاء راز فریمیشن نامے ایک کتاب مین نے دیکھی مگر اسکا بھی وہی حال ہے جیسا کہ مین نے بیان کیا البتہ نام ایسا موزون رکھا ہے کہ جسکی وجہ سے مجھکو بھی اپنی حماقت اور اوقات کے ضائع ہونے کا مجبوراً اعتراف کرنا ہی پڑا اور اسقدر کہے بغیر نہین رہ سکتا اس کتاب کا یہ نام ایسا ہی جیسا کہ زنگی کا نام کوئی شخص کافور رکھدے دوسری زبان مین بھی کوئی اس قسم کا قلمی نسخہ تک دستیاب نہو سکا جو اس امر کے انکشاف کے لیے کار آمد ثابت ہوتا چونکہ مجھکو جیسا کہ مین بیان کرچکا ہون اس قسم کا خیال تھا کہ اگر کوئی رسالہ مجھے دستیاب ہوجاے تو اسکا مطالعہ سے استفادہ کرون اس بنا پر مین نے اپنے ایک کرمفرما کو اپنا ہمخیال پاکر اس طرح کی تصنیف و تالیف خواہ وہ کسی زمانہ مین ہو فراہم کرنیکی تکلیف دی قبل اسکے کہ انکی عنایتون کا شکریہ ادا کرون کہ انھون نے مجھکو کیا مدد دی اثنائے تحریر مین مجھکو ایک لطیفہ یاد آگیا بغیر لکھے رہا نہین جاتا۔ کسی کتاب مین مین نے لکھا ہوا دیکھا کہ ایک صاحب اپنے صاحبزادے کو یون سمجھانے لگے۔

قطعہ

جان پدر تو سفرۂ بے نان ندیدۂ
جنگ عیال و گریۂ طفلان ندیدۂ
نشستہ بگوشۂ از بیم بے خواہ
ناگہ ز در درآمد مہمان ندیدہ

صاحبزادے ماشاءاللہ تیز فہم موزون طبع حاضر جواب تھے فوراً پاسخ گذار ہے کہ ؎

قطعہ

بابا تو جلوۂ رخ خوبان ندیدۂ
چشم سیاہ و کاکل پیچان ندیدۂ

نشستہ بگوشۂ در انتظار راہ
ناگہ ز در درآمد جانان ندیدہ

قصہ مختصر میرے کرمفرما نے چند ٹائپ کے چھپے ہوئے رسالے مجھکو اس طرح کے دکھلائے جنمین جا بجا فریمیشن ہال کی تعمیرات کا ذکر کیا گیا تھا مین نے نفس مطلب کو خیرباد کہکر بالاستیعاب اس خیال سے انکے اوراق گردانی کی کہ بلحاظ تاریخ کاش اس مذہب کی آغاز و انجام ہی کا کچھ پتا چل جاسے مگر بقول شخصے کہ ع

ہمنے چاہا تھا کہ مرجائین سو یہ بھی نہوا

ناظرین ضرور یہ خیال کرینگے کہ جب مہلک بجاے خود ایک راز ہے تو پھر وہ کا رند سب کیون اس قسم کی حماقت کرنے لگے جس سے اسکا بھانڈا پھوٹ جاے اور اگر بالفرض ایسا ہو بھی تو میری نسبت یہ گمان کرنا کہ مختصر کیا کرسکتا ہے۔ میرے نزدیک صحیح نہین۔ حضرات انسان کرنا چاہے تو سب کچھ کرسکتا ہے مین بھی اس مسئلہ مسلمہ سے مستثنیٰ نہین ہون کیونکہ تصنیف و تالیف کے ذریعہ سے جو حقیقتاً اس مضمون پر لکھی گئی ہون بہت کچھ مدد ملسکتی ہے اور اگر قسمت کی خوبیون سے کہین قلمی کتاب اس مسئلہ پر جزو یا کل بچ جائے تو مین اپنے ارادون مین آسانی کے ساتھ کامیابی کی امید کرسکتا ہون کیونکہ سواد و خط جو بجاے خود ایک راز اور ایسی چیز ہی جسکا جاننے والا اگر اُسکے تمام و کمال نکات سے آگاہ ہے تو واقعات کی راستی و عدم راستی کا اندازہ کرنا اور نفس مضمون پر مطلع ہونیکے بعد اپنے خیالات مین کامیاب ہونا اسکے نزدیک کوئی بڑی بات نہین ہے مین یہان تک اپنے خیالات مین پہونچا تھا کہ سرہانے رکھی ہوئی گھڑی کا ٹنٹنانے کے ساتھ جیاسکا الارم بجا مین چونک کر آنکھین ملتا ہوا اُٹھ بیٹھا۔ دیکھا جو دیکھا سنا جو سنا صبح صادق کا سپیدہ نمودار ہو چلا تھا نسیم سحر کے خوشگوار او ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے نونہالان چمن کے ساتھ گستاخیان کررہے تھے بندہ درگاہ ؎

در کارخانہ کہ رہ علم و عقل نیست
وہم ضعیف و راے فضولی چرا کند

پڑھتا ہوا بستر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور قبل اسکے کہ ضروری مشاغل مین مصروف ہون جھٹ پٹ پنسل و کاغذ اُٹھا کر ان پریشان خیالات کو جو دل و دماغ کی نوٹ بک سے غائب ہوجانے والے تھے جیسا تھا لکھکر ناظرین کی دلچسپی کیلیے مضمون کی صورت مین پیش کرتا ہون۔

راقم
ابوالکلام سید محمد علی امید
امیٹھوی

تبت اور روس کی دوستی

لامہ تبت۔ بھائی صاحب کیا کہین زمانہ کا خمیر ایسا بگڑا ہے کہ دنیا رہنے کے لائق نہین رہی۔ کوئی جگہ اس قابل نہین کہ چند روز کسی کونے گوشے کسی پہاڑ کے درے۔ گھاٹی مین بھی بیٹھ کے دم تو لین۔ دھیان گیان مین جی لگائین۔ واللہ۔ مہاتما بودھ نے بہت اچھا کیا تھا۔ اس سیارہ زمین کو فٹ بال کی طرح ٹھوکر مار کے گوشے کی راہ لی نروان کے دریا مین غڑاپ سے غوطہ لگایا۔

روس۔ کیون بھائی صاحب۔ آج کیا ہے جو آپ اسقدر بیزار ہین۔ یا تو یہ شوق تھا کہ آپ نے استمراری سیشن گویا لکھا لیا تھا۔ بار بار اس دنیا سے ڈھکیل ڈھکیل کے باہر جانے کی تکلیف دیجاتی تھی۔ مگر آپ ہین کہ بقول اپنے اہالیان بودھ کے اس سراے فانی کے پھاٹک پر سرا کے کتے کی طرح پھر آدھمکتے ہین۔ جب دیکھو پھر آ۔ پدرو۔ زمین بچون سے ٹھکو ٹھکو کے پھر داخل سرا ہین۔ یا آج ہین کہ چھیٹے دن سے بیزار۔ جان کے خفا۔ کچھ معلوم تو ہو۔ ہم ہر طرح خدمت کو حاضر ہین۔

لامہ۔ اجی ہون تو دنیا کے جھگڑے بکھیڑے سیکڑون لگے رہتے ہین۔ ہمکو انسے کیا واسطہ۔ لیکن جب پانی سر تک آ پہونچے تو منہ سے کیونکر اُف نہ نکلے۔

روس۔ اے صاحب کچھ صاف صاف کہیے۔ یہ دنیا کے معاملے ہین۔ گول گول باتون سے کام نہین نکلتا۔

لامہ۔ کیا آپ نہین جانتے۔ اور یون انجان ہو بہرکے انجان بنجانے کا جواب ہی کیا۔ ذرا سی بات کہون۔ آپ کے سمجھنے کی ہے۔ یہ جو بڑی دیوار ہمالیہ کے سلسلے کی ہے اُسکا اور چھور تو آپ کو معلوم ہے۔ اسی مین ایک ٹکڑے پر ہم پڑے ہین کہ دنیا کے بکھیڑون سے ملک کے خرخشون سے الگ تھلگ رہین مگر کیا کہون کمبخت ہم چھوڑین جب کملی بھی ہمکو چھوڑے۔

روس۔ اچھا اچھا یہ تو ہم مدت سے جانتے ہین مگر فی الحال جسنے آپ کو بدحال کر رکھا ہے اُسکا ذرا جبہ حال بتائیے جو کچھ ہمارے کرنیکا کام ہوگا اسمین دریغ نہ کرین گے۔

لامہ۔ خیر یہ آپ کی مہربانی ہے اور یہی آپ سے امید ہے اگر یہ امید نہوتی تو اسوقت آپ کو تکلیف کیون دیتا

روس۔ بے تکلف فرمائیے۔ اور خدانخواستہ کسی طرح کا خیال دل مین نہ لائیے۔

لامہ۔ آپ جانیے شکم کسقدر تکلیف دہ ہے۔ حد ہو گئی جسنے کہ برے نام بھی شکم کہو دہ عذاب ہے۔ گردان پریشان حیران رکھتی ہے۔ آدمی کے اس حصہ کو دیکھ لیجیے۔ بچہ پیدا ہوتے ہی اسکے مظالم سے رات دن چکی کا ناچ ناچتا رہتا ہے جب تیغ

بھوک شکم میں شستی تھی یا [illegible] بار یہ تقاضو نکے
طور سر پر اٹھا لیتا ہے اور ہاتھ پاؤن رہنے جواب [illegible] اقتضا میں
تو کچھ ہی نہ پوچھو۔ دنیا کے کوئی جھتی ایسے نہیں جو یہ ظلم
شکم نہ کرا لیتا ہو۔ اگرچہ شیخ سعدی کہہ گئے ہیں

ما یہ عیش آدمی شکم است

مگر میں ہوتا تو پوچھتا۔ جب اعتدال سے رہے یا یہ کمبخت
اعتدال کو جانتا ہی نہیں۔ چنانچہ نیا زمند اور شکم سے
فی الحال ان بن ہے۔ جب دیکھئے قراقر۔ اسہال۔ قبض
ریاح کا زور۔ آپ کے ہان کوئی چورن۔ یا چٹک چٹنی
تیار ہو تو دیدیجئے۔ شاید فائدہ کرے۔

روس۔ اجی [illegible] دواخانہ آپ کے دم کے واسطے حاضر
ہے آپ کو وہ گولیان دون [illegible] کیا معنی ہر جگہ کی
خرابیان رفع کرتی رہین۔ حال کیا ابھی کوئی شکایت
پیدا ہو۔ ہان اتنی بات ہی اکثر ال جایا کیجئے۔

لامہ۔ واہ واہ۔ گھر بیٹھے خضر ملے۔ جیتے جی گویا نروان
مل گیا۔

(انگریزی ڈاکٹر دروازے پر آواز دیتا ہے)

انگریز۔ لامہ صاحب۔ گرو صاحب۔

لامہ۔ کون صاحب ہین

انگریز۔ اجی ہم ہین آپ سے ملنے آئے ہین

لامہ۔ (روس سے) کیون صاحب! آپ کی کیا رائے ہے
ملون یا نہ ملون۔ بھی بات یہ ہے اجنبی سے ملتا نہیں اگر کمبخت
شکم کا معاملہ نہوتا تو تکلیف نہ دیتا۔

روس۔ کیا کیجئے گا ل کے۔ بہانہ کر دیجئے

لامہ۔ (انگریز کے جواب مین) کیا کام ہے آپکا

انگریز۔ جی کچھ نہیں۔ سنا آپ کا مزاج نادرست ہے
علاج کی ضرورت ہے۔ ہم سب ڈاکٹری کو حاضر ہین۔ سنا ہے
آپ کو اُترواے بید سے حاجت ہوئی۔ اجی جب ہم
یہان موجود ہین تو کسی اور کی حاجت نہیں۔

لامہ۔ (روس سے) کہو کیا کہدون۔

روس۔ اجی ٹالئے بھی۔

لامہ۔ (انگریز سے) حضنت مجھے آپ سے ملاقات نہیں
یہ آپ کی مہربانی ہے۔ باہر ہی رہیے۔

انگریز۔ واہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ ہمارے ہان پر روس کا
تماحق ہے۔ ہم ہر طرح ہر وقت حاضر ہین۔ جو آپ نہیں مانتے
ہم خود چلے آتے ہین۔

لامہ۔ (روس سے) کیون اب کیا کہتے ہو۔

روس۔ اجی جب ہم حاضر ہین تو اب ضرورت
کیا ہے کسی کی جو بیجا کوئی آئے تو آپ اس دیوار سے
جسپر چڑھے بیٹھے ہین پھاند پڑیے۔ بس بلائے آسمانی
سمجھ کے بھاگ جائیگا

لامہ۔ جو پھاندنے مین ٹانگ ٹوٹ جائے۔

روس۔ ارے صاحب ہم ذمہ دار مین۔ ٹانگ کیسے
ٹوٹ سکتی ہے۔ ٹانگ ٹوٹنا بنسی ٹھٹھا بنایا۔

لامہ۔ ہان آپ ایسے دوست مہربان ہین تو کسکی پروا
اور کس خطرے کا ڈر۔

انگریز۔ دیکھو سمجھائے دیتے ہین۔ پھر سوچ سمجھ لو۔ ذراسی
بات کو بتنگڑ کا پھوڑا بناؤ۔ آنے دو۔ کوئی نشتر نہین دینگے
فصد نہین لینگے ہماری ڈاکٹری مین یہ قاعدہ ہی نہین
تنقیہ خاص و عام نہین کرتے۔ طاقت اصلی کسی مریض
کی نہین کم ہونے دیتے۔ مسہل۔ نشتر۔ فصد۔ دوا جراحی
مین دیتے ہین۔ جب مایوس ہو جاتے ہین کہ بغیر عمل جراحی
کام نہ چلیگا تب طوعاً کرہاً اسکی نوبت آتی ہے

روس۔ (لامہ سے) اجی انکی باتون پر نہ جایئے یہ سب
بھلاوے کے فقرے ہین آپ خود ہوشیار رہین۔

لامہ۔ اچھا تو اب مین تیکھی کے پھاندا پڑتا ہون

انکلش چہ کند چو مہربان باشد دوست

(لامہ پھاندتے اور ٹانگ ٹوٹتی ہے۔)

لامہ۔ ارے یارو اٹھاؤ۔ ہاے ہاے ہاے۔ ٹانگ ٹوٹ
گئی۔

روس۔ گھبرائیے نہیں۔ بیمنٹ خدا اچھی کر دیگا۔ میرا
ہاتھ خالی ہوئے آتا ہون۔ آپ جبتک جی مضبوط کر کے
اٹھ کھڑے ہوجیے۔ پاؤن جھٹک دیجئے۔ موچ ہوگی ہڈی
نہ ٹوٹی ہوگی

لامہ (روس سے) ارے رے رے بڑا درد ہے۔ بھائی صاحب
ہڈی ٹوٹ گئی۔ بڑا سادرد ہے۔ جان نکلی جاتی ہے۔ خدا کیلئے
مرہم پٹی کرو۔

روس۔ صبر کرو صبر۔ مین آیا۔ سر آنکھون سے۔ بھائی اس وقت
میرے خود پاؤن مین موچ آگئی ہے۔ ہلا نہین جاتا۔ کیا کہو
صحن مین اسی انگریز نے ٹھوکر کرا دیا تھا۔ پاؤن پھسل گیا
موچ آگئی۔

لامہ۔ ہاے قسمت والے مقدر۔ سر آپ ہی درماندہ
شفاعت کسکی۔ بھائی دیکھنا ٹانگ تو نہین ٹوٹی۔

روس۔ نہین یار۔ اور تو ابتک خیریت ہے۔ مگر درد بہت
ہوتا ہے۔

لامہ۔ اچھا بھائی صاحب۔ آپ بھی اتفاق سے معذور
ہو گئے اور ہم تو اس افتاد سے کسی کام کے نہ رہے۔ ہاے
ہاے ہاے۔ اُف اُف اُف۔ اچھا بھائی نہ آؤ نہ سہی
خدا تمکو ہمارے سر پر صحیح سالم رکھے مگر بھئی وہ ذمہ تو بھیجدو
جو تمنے کیا تھا اُسی کو ٹانگ پر باندھ لون۔

روس۔ ارے بھائی وہ کوئی ایمرولیشن تھوڑی ہے
چیمبرلین کا مرہم تھوڑی ہے یہ گدمار زخم حیات کے پتے
تھوڑی ہین۔ وہ تو صرف بات تھی وعدہ زبانی تھا۔

لامہ۔ ارے صاحب جو کچھ ہو خدا کے لیے کسی کے ہاتھ
بکس مین بند کر کے بھیجدو۔ کچھ تو باندھنے سے ہڈی جوڑیگا

روس۔ بھائی صبر کرو۔ اچھے ہو جاؤگے۔ اسکو یہین
رہنے دو۔ ہمارے پاس اور کام دیگا۔ باقی بھائی مین
ذمہ سے باہر تھوڑی ہون۔ قول مردان جان دارد۔
بندہ اب بھی ذمہ دار ہے اطمینان رکھو۔ گر پڑنے ٹانگ
ٹوٹنے سے ذمہ خدانخواستہ تھوڑی ٹوٹتا ہے اُس سے
اس سے کیا علاقہ۔ ٹانگین ہاتھ پاؤن تو نہیز
ٹوٹتے رہتے ہین۔ کہین مردون کے قول ٹوٹتے ہین۔
واہ۔ اقوال نہوے کچے دھاگے ہوے۔

لامہ۔ بھائی صاحب مین کمبختی سے یہی سمجھا تھا۔ ذمہ بھی
مومیائی یا پٹر جوڑ کی طرح کوئی ہڈی جوڑنے والی چیز ہوگا
اسی دھوکے مین تو مین کودا تھا۔

اتنے مین انگریز ڈاکٹر ڈریس کرنے کو ملک الموت کیطرح
سر پر آ پہونچا اور اُسنے حکم لگا دیا۔ ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی
بغیر ٹانگ کاٹے زندگی محال ہوگی۔ ولایت سے چوبی ٹانگ
منگا دیجائے گی۔ اصلی ٹانگ کی طرح بیساکھی لگا کے
مریض چل پھر سکے گا۔

مختصر یہ کہ روسی ذمہ داری کرنسی نوٹ کے نرخ تبت
کی مرمنا بیرن کی طرح ہوا ہو گیا۔ لامہ کی ٹوٹی ٹانگ
بمصداق دست شکستہ وبال گردن تبت کے گلے مینا
انگریزی مسیحائی کا شہرہ چار دانگ عالم مین۔

الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب

ذرے کو آفتاب بنانا اور آفتاب کو تارا دکھانا تو قدرت
کا ادنی کرشمہ ہے پس اگر اس زمانہ مین انقلاب و ترقی
مین مسٹر قطمیر کی اولاد مسٹر میمون کی دیکھا دیکھی دم ہلاتی
عف عف کرتی ترقی کے زینے تک آچک جائے تو
تعجب کی بات نہین۔

چنانچہ حال مین معلوم ہوا ہے پیرس مین کتونکو شائستہ
مہذب بنانے کے لیے اسکول جاری ہوا ہے۔ اسمین میز
کرسی کا استعمال سکھایا جاتا ہے۔ بہت سی باتین اخلاق
کی بتائی جاتی ہین مثلاً مہمان آئے تو کرسی سے اُتر کے
دُم ہلا دیا کرین یا اگر مہمان جائے تو اسکے آگے سر
جھکا کے واپس آیا کرین۔ اور اگر دھوکے سے کسی کا

رومال یا پنکھا گر پڑے تو اسکو اُٹھا دیا کرین۔

غرضکہ جب یورپ کا جیبہ تعلیم سے طیار ہو چکا ہو تو جانورون کی باری آنا ضرور چاہیے۔ اگر خدا نے چاہا تو اس اسکول مین تعلیم کی حد یہین تک نہ رہے گی بلکہ دلچسپ مشغلے مثلاً بوسہ بازی۔ کورٹ شپ وغیرہ کی بھی تعلیم دیجائیگی تاکہ مختلف فصلون مین مہذب طریقہ سے کتیون سے لعبہ گری کیا کرین۔ کتون کے بابا لوگ اپنی ماما کا دودھ کیونکر پیا کرین۔ میڈم کتیا صاحبہ کیونکر نخرے اور کرشمے دکھایا کرین اس سے امید کیا یقین کرنا چاہیے کہ میان بندر کی زراشت سے حضرت انسان دنیا مین اور کہین نہسہی یورپ مین تو ضرور سبکدوش ہو جائین گے اور بعد آیندہ زمانہ کانی کے اولیت کا دعوی مسٹر ڈارگ صاحب پیش کر سکین گے۔ بظاہر انکا دعوی بآسانی چل جائیگی امید ہی کیا معنی کہ دکن مین اب بھی کئی آدمیون ۔ یہ نام ٹیپو خان سننے گئے بلکہ ٹیپو سلطان کے کارنامون سے تاریخ دنیا بھری پڑی ہے۔ سگ۔ اصحاب کہف کا قصہ تو بہت کچھ تقدس کا رنگ لیے ہوا اور یون بھی بعض محقق فرماتے ہین کہ کتا انسان کے تیتے کی فصول مٹی سے بنا ہے صرف اتنی بات ہے اسپر شیطان نے تھوک دیا ہے۔

ان سب اسباب اور دلائل کے علاوہ یہ کیا لم ہو کہ سامان دنیا کی حیثیت بڑھتی جاتی ہے۔ جہانگ عالم مین چلا ہون پہنچے کہین نخوریا کی ہڈی پر جاپان غرّاتا ہے۔ کسی جگہ تبتی کتا کھسین نکالے ہمارے فیشن پر بلا پڑتا ہے۔ پس جبتک کتے انسان بنین تب تمہی انسان کتے بن جائین گے اور اُس شاعر کا مفہوم پورا کیسے نکلے جو کہہ گیا ہے۔

اسے نفس پلید آدمی مین
کتے مین وہی کی خصلتین ہین

قدم نامبارک و مسعود

گر بدریا رود بر آرد دود

لطیفہ ہے کہ ایک شخص کے پروس مین ایک دھوبی رہتا تھا اسکے گدھے کی نحیق سے انکو سخت تکلیف پہنچتی تھی تنگ ہوکے خدا سے دعا شروع کی کہ یا خدا اسکو ملک الموت کی سواری مین بھیجدے اتفاق سے دوسرے دن انکی دودھار گاے مر گئی آپ نہایت برہم ہوے جھنجھلا کے کہنے لگے سبحان اللہ! چندین مدت خدائی کردی خر را ز گاو نشناختی۔

اسی طرح ایک صاحب راستے مین بہت تھک کے خدا سے سواری مانگنے لگے کہ یا اللہ کوئی سواری بھیج۔ پیدل چلا نہین جاتا۔ واژگونی بخت سے ایک سوار کی گھوڑی نے راستہ مین بچہ جنا۔ یہ بیگار مین پکڑے گئے کہ بچہ لادکے پہنچا دو سر آنکے۔ انھون نے بھی سر اُٹھاکے یہی کہا واہ میری اُلٹی کے سننے والے مانگا نیچے (سواری کو) اور دیا اوپر (سر پر لادنے کو)

یہی حالت آج جاپانیے ہمارے ہندوستانی بھائی پردہ کے دشمنون کی ہے۔ انھون نے ملک اور قوم کی لعنت ملامت کا برقع منہ پر ڈال کے بیویون کو باہر نکالنا چاہا۔ سمجھے تھے انگریزی زمانہ ہے ہم خود کچھ نہسہی پر صاحب کی طرف سے تو صاحب لوگ (میم صاحب کے شوہر) بنجائین گے تہذیب و اقبال سے گھر بار سب جگہ منور ہو جائیگی مگر جب خدا کو بھی منظور ہوا اور یہ علم مناظرہ مرایا سے بھی کچھ آگاہ ہون عالم مثال اور کیمرا کی حقیقت کو سمجھنے کی بھی لیاقت رکھتے ہون۔ وہان معاملہ ہی اُلٹ گیا کر ن۔

من درچہ خیالم و فلک درچہ خیال
کاریکہ خدا کرد فلک راچہ مجال

نتیجہ کھولے رہ گئے۔

یعنی اب کھل چلا کہ پردہ کی ہوا تیز چل رہی ہے خدائی کارخانہ کی طرح اس عالم سفلی پر بھی پردے زیادہ پڑتے جاتے ہین یعنی ہندوستان مین قانون رازداری پاس ہو گیا جنگ جاپان و روس مین جسکی نسبت ع

نہان کے ماندان رازے کزو سازند محفلہا

کہہ سکتے ہین نقل و حرکت افواج کے اخفا کا طرفین سے بیحد قدغن ہے اور تو اور ہماری سرکار نے مقیاس الموسم کی رپورٹون کو خفیہ کاغذات مین شامل کرکے راز کے بستے مین باندھ لیا۔

جیسے اب بجز اسکے کہ ہاتھ کی ابی جانی پر ہم حیرون مین سرنگون بیٹھے ہون اور کیا کر سکتے ہین۔ اب ایک ایک سے پوچھتے ہین صاحب مقیاس الموسم کے اخفا کی کون مصلحت ہے۔

ہمسے پوچھو تو اسکے سمجھنے مین کوئی دقت نہین سیدھی سی تو بات ہے۔ بادشاہ ظل اللہ ہے کہ نہین۔ کہیے ہان۔ پھر سرکار نیچر پر (یعنی خدائی انتظام پر) کیسی طابق النعل بالنعل چلنے والی ہے وہ جانتی ہے موسم آسمانی انتظامات کی تاثیرات مین سے ہے اگر بلند پروازی اور دور کی کوڑی لاکے کوئی حکم اسکی نسبت لگایا تو وہ بھی آسمانی برکت سے۔ اور بقول شاعر

زلف رسا سے مرے کمر کا پتا ملا
عنقا شکار بند صنم سے بندھا ملا

وہان بھی رازداری کی اصل پہ پا گئی پھر کیون نہ اسی وضع کو دنیا مین تسلیم نہ رکھا۔

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالین گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی
پر کیون عمل کرکے مقبول بندے نہ بنین

اشتہار کتب زراعت و باغبانی

دولت کاشتکاری حصہ اول۔ جسمین کاشتکاری کی ضروری چیزین آلات کاشتکاری معہ شکل دیسی ہل اور انگریزی ہل کا بیان جس سے زمین جلد بنکر تیار ہوتی ہے۔ بٹیلا انگریزی سر اور رولر جسسے مٹی بہت باریک اور گھاس وغیرہ جلد صاف ہوتی ہے گائے پالنے مین عمدہ نسل کے بیل گای معہ تصاویر اور دودھ کا کاروبار کی پہچان بچھڑونکی تیاری مویشی کی پرورش اور انکو بیماری سے محفوظ رکھنے کا حال کھیری جوتائی اور مٹی پلٹائی کے طریقے جس سے پیداوار زیادہ ہوتی ہے اور سبز کھاد اور چکنوٹ زمین کو درست اور زرخیز بنانیکا قاعدہ۔ عمدہ بیج حاصل کرنا۔ آبپاشی کی وسیلہ سے پانی کی حفاظت جسمین بہت نفع ہے بارانی زمین مین پختہ چاہ بنانے سے کتنی آمدنی بڑھجاتی ہے اُسکا حال۔ خریف اور ربیع کی اجناس کے بونے کا علمی طریقہ جس سے پیداوار زیادہ ہوتی ہے مقدار تخم وقت کاشت و کٹائی اور کھلیان وغیرہ کاشتکاری کے متعلق کہاوتین۔ اناج رکھنے کی تدبیر جس سے گھن نہین لگتا ہے کتاب ہر شخص کیلئے مفید ہے قیمت ۶
حصہ دوم دولت کاشتکاری۔ اسمین نیشکر (اوکھ) کے ذاتوں کے نام معہ انکے متعدد کے جن جن اضلاع مین انکی کاشتکاری کیجاتی ہے اور درد علمی طریقہ انکی کاشت کا جس سے رس گاڑھا پڑے۔ تارس اب گڑ کا زیادہ بڑتا ہے اور مال کم ابتا ہے۔ لکڑی پتھر اور لوہے کے انگریزی کولھونکا حال جسمین رس زیادہ نکلتا ہے راب گڑ اور بیل کی راب بنانیکا طریقہ امریکا کی ایجاد کا رس پکانیکا کڑھاؤ جسمین بہت تغیر بہت جلد کم خرچ مین منتج ہے طریقہ کھانڈ کچی چینی پکی چینی دانہ دار بہت عمدہ۔ قند اور مصری بنانیکا۔ کپاس پوستہ افیون امرتیہ کی شکر قندتین مونگ پھلی تنباکو کی کاشت اور سکھانیکا علمی طریقہ لکھا ہے جملہ ترکاریون کی کاشت شیرین خربوزہ اور تربوز پیدا کرنیکا اور مشہور کھاد تیار کرنیکا طریقہ جنکے استعمال سے پیداوار زیادہ ہو سکتی ہے۔ یہ کتاب ۸ جزو تختہ کے ۸ ورق رائل سائز سفید کاغذ پر چھپی ہے قیمت ۸ / دولت باغبانی۔ جسمین مختلف نسخے اور مجرب اعدر باغبانی کے لکھے ہین جنکو مالی نہین جانتے جملہ مشہور پھلون اور پھول کے درختان اور ترکاریونکے تیار کرنیکا حال۔ قیمت ۸ /
وزیر جنتری۔ برآورد تنخواہ آٹھ آنیت دو ہزار روپیہ تک جسمین جنتری سود و مزدوری شامل ہے قیمت ۲

یہ کتابین منشی وزیر علی اڈیٹر [illegible] الہ آباد مسکونہ باغ سلطان حضرت سے مل سکتی ہین

کے پروانے روزانہ مجھ پر قربان ہوتے رہتے ہین - گو مین کنواری اور دوشیزہ کہے جانے کی مستحق ہون تاہم آجتک کوئی تنہا لڑکی پاسنگ چلے مین جو نئی تہذیب کی معراج ماحل کئے چلے ہین - کوئی تو ہمارے پردے کی مخالفت پر دیوانہ وار امادہ ہے - کوئی ارادہ لباس کی دھجیان اڑا رہا ہے کسی نے خود کوئی محسن القوم بنا - کوئی تو مسلمانون کا اعلے لیڈر ہے تو کوئی قوم کا سر برآوردہ ریفارمر

میری بانکی ادا کے سامنے بڑے بڑے مغرور کج ادا حسین لیڈیان پانی بھرتی ہین - آپ تو صرف جو بڑا جلن مانتے ہین مگر مین بالکل کانٹا - دھان پان نحیف بید مجنون ہون "غیرت موشان لندن" کا جواب او آپکا - طویل القامتی مین سرو تو سر نا ہے سے باتین کرتی ہون - عریض الجثہ بھی اتنی ہون کہ طول و عرض دونون تقریباً برابر ہوگئے گویا مین مربع ہون - آپ تو صرف مہ رجعی رنگ ہی چاہتے ہین مگر یہان تو برص برس پڑا ہے مین اپنی نازک اندامی کی وجہ سے کبھی تند و تیز ہوا مین چل پھر نہین سکتی کیونکہ اڑا لے جانے کی ہوا کا ڈر جان کو لگا رہتا ہے یہ ناچیز دہ تو تیرہ چودہ یہان تو نام خدا ابھی میٹھا سال آٹھا رہواں ہے - بعض ہرجائی آپکی حسن مین داخل یا مکر یا تراوٹ انتع ہوئی ہیتا جنکے پہلو تہی کرتی ہون - خوش خرامی مین کبک تیاری کیا اچھے اچھے شاہدان نازنین کھاتے ہین نزاکت سے کے آگے گلاب پانی ہوتا عرق عرق ہو جاتا ہو - آنکھو ہر وقت بلیان نگاہون مین کھاتی جاتی ہین آپ مصلحان قوم کی تربیت یافتہ ہونے کی شرط پیش کرتے ہین مگر یہان مصلحان قوم خود میری تربیت کے محتاج ہین - لیڈر مین خدا نخواستہ کیون ڈرنے لگی وہ تو ایک میرا فرزند بندہ ہی خود ہی میرا نام لیوا ہے - آپ تو محض کسی کالج کی سند مانگتے ہین مین ایک بہت بڑی یونیورسٹی کی ایک نہین چار چار سندین پیش کر سکتی ہون - جہاندیدہ تو آپ بھی مجھ سے زیادہ نہ ہونگے - علی ہذا تجربہ کاری بھی حال ہے - ملنساری کا یہ حال ہے کہ جہان مجھ سے ملنے کا دانشمند ہو اور صرف میری ملنساری کی وجہ سے ملنے آئے بیگم مرزا کہ ہر وقت دانت نکلے ہی رہتے ہین - عیش و خوش مذاقی کا معدن ہون - دل لگی بازی کا مخزن ہون - کھانا ہوا خوری کی مریض - سیر و تفریح کی عاشق - تہذیب و تمدن کی مؤید آبائی تقلید سے بیزار ہی نہین بلکہ اسپر بیزار مارتی ہون بردہ مروجہ کی بہت بڑی معاون مددگار - حامی - لباس شرقی کی تو نہین البتہ لباس مغربی پر ایک جان سے کیا سو جان سے فدا قربان - بلہاری - واری -

نرت موسیقی آٹھ پہر میرے سامنے بادب کھڑا رہتا ہے تانسین کے خاندان سے ہون تانسین کے ہم رقص مین زہرہ و مشتری دو نون میری خریدار آپ کی امید سے کہین زیادہ جدید اخلاق و آداب مین یگانہ روزگار و حید عصر - لکچر بازی کے میدان مین شہسوار اور زبان کی تیز طرار فرار ہون -

اسکے علاوہ مین اپنے ساتھ آپ سبھی کچھ ہون اور عند الضرورت ہو سکتی ہون اور ہوتی رہتی ہون - آپ خاطر جمع رکھین مگر مین برائے نام آپ سے کورٹ شپ کرونگی - برائے نام ہی عقد ہوگا - برائے نام ہی آپ میرے میان ہونگے اور برائے نام ہی مین آپ کی صحبت مین رہونگی - اے ہان لو مین بھی تو بھول ہی گئی برائے نام مین ایک بہت بڑی جید شاعرہ بھی ہون - باقی لفظ

راقمہ - مین ہون برائے نام
[illegible] شفا بیگم

ذاتی عیش و قومی عزت

قوم تجھی کہ بلندی مین بڑی جاتی ہے
بہت خوش ہو کہ یہ پھانسی پہ چڑھتی جاتی ہے
وہ ہی نافہم یہ عیار محل سے نازک
اہل سینٹس مین یہ اک نظم پڑھی جاتی ہے

دارد آن آفت جان حسن جمال عجبی
چشم مستے عجبے دارد و خال عجبی
او بتاراج دلم مائل و من مائل او
او بہ فکر عجبے من بہ خیال عجبی

نوٹ

شاعر قوم کو متنبہ کرتا ہے - یہ ترقی روح پرور نہین ہے عیش و غفلت کے خیالات کا بلند ہونا گویا اخلاقی حالت کا پھانسی پر چڑھنا ہے - گنہگار و بے قید و بے اصول ہمیشہ ہر قوم مین موجود ہوتے ہین لیکن اخلاقی قانون کا ادب کیاجاتا تھا اور تعلیم یافتہ اسکی حمایت کیا کرتے ہین اگر ہر ممبر فرداً فرداً اپنی نفسانی خواہشون کو زندگانی کا ایک جائز دستور العمل سمجھے اور زمانہ اسکو نہ روک سکے تو مجموعی قومی حالت کے شکست و ابتر ہو جانیکے اندیشے کا اظہار ضروری ہے تمکو جو چیز اچھی معلوم ہو رہی ہے جو تمکو لبھاتی ہے وہ تمھاری مجموعی اخلاقی حالت کو جسپر سوشیل مسرت اور عزت مبنی ہے - ہلاکت کی طرف لیے جاتی ہے

راقم - ا - ح

ہسا بھی اس بساط پہ کم ہوگا بدقمار
جو چال ہم چلے - وہ نہایت بری چلے

ہندوستانی مسلمان کیون نہین ترقی کرتے

اسکا جواب بہت ہی آسان ہے - ایک اسکول کا لڑکا بھی بشرطیکہ روشن خیال ہو - اسکا کانشنس مغربی تعلیم سے منور ہو - مشرقی تعلیم سے اسکا دماغ نہ آلودہ ہو دقیانوسی تہذیب اسکے سر سے ایسی غائب ہو جیسے گدہے کے سر سے سینگ - بخوبی تمام اس سوال کا جواب دیدیگا آپ جائیے آجکل جسقدر نوجوان کالجون اور اسکولون سے مہذب تعلیم یافتہ جنٹلمین بن کر نکلتے ہین - سب کو یہی دھن ہوتی ہے کہ قوم کیون نہین ترقی کرتی - قوم کے جسقدر ابھارنے کی کوشش کیجاتی ہے - وہ پستی کے دلدل مین دھنستی چلی جاتی ہے - باوجودیکہ صدہا تدبیرین اور صدہا ذرائع قوم کو ترقی کے زینہ پر چڑھانے کے استعمال کیےجاتے ہین - مگر قوم ہے کہ چڑھتی ہی نہین - لاکھ کوشش کیجاتی ہے کہ مسلمانون کی قومی گھوڑی بھی سرسبز چراگاہون مین اسی آزادی سے چرے چگے اور کھلے میدانون مین اسی فراٹے سے چھلانگین مارے جیسے دوسری قومون کی گھوڑیان - مگر توبہ - گھوڑی ہے کہ قدم قدم پر اڑتی - دولتی جھاڑتی - الف ہو ہو جاتی ہے بعض وقت

روس

محمود بہادر

تلاش پشتِ استوار
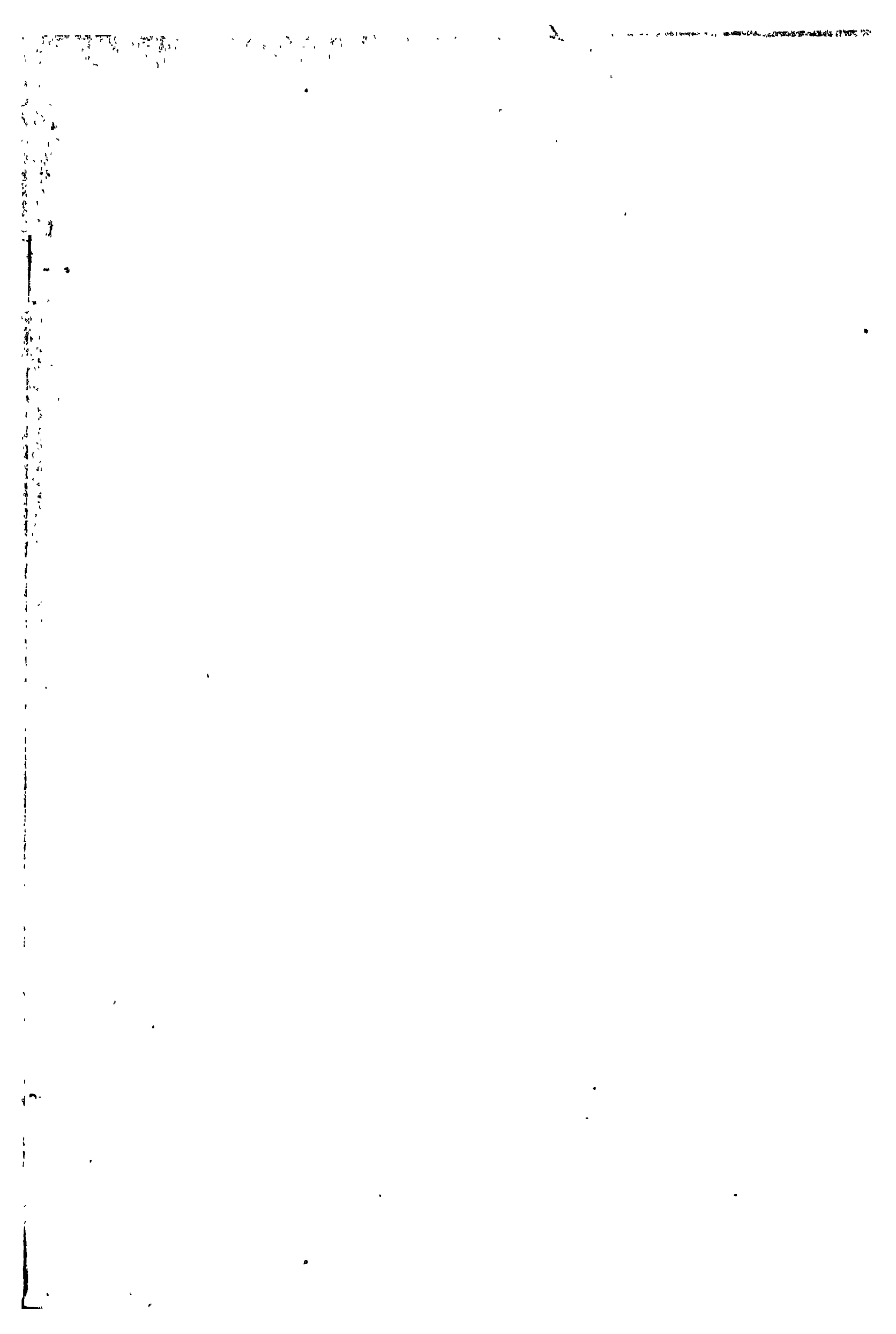
سواسہی کے جان کے لالے پڑ جاتے ہین - اور وقتاً فوقتاً بہت سے سائیسون کا بھی تبادلہ کیا گیا - چارہ دانہ مین بھی موافق زمانہ سائنٹیفک طریقہ سے ترمیم کی گئی - مگر بے سود - چابک سوار بھی دور دور سے بڑے بڑے شہسوار ولایتی تعلیم یافتہ بلا کر رکھے گئے - مگر گھوڑی کی وہی چال - آخر قومی ڈاکٹرون کی تجویز ہوئی گھوڑی کا پرانا ساز نئے ساز سے تبدیل کر دیا جاے - گو اسمین اختلاف بہت کچھ ہوا - گدم گتا کی بھی نوبت آئی - بعضون کی راے تھی کہ صرف ترمیم کر دیجاے اور بقیہ کی مرمت - مگر نقارخانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا یہان تو نئی چیز کا شوق دامنگیر - جوانی کی امنگ شہسواری کا شوق - بازی جیتنے کی ہوس پھر دیر ہی کاہے کی تھی جھٹ مغربی تمدن کا ہار جامہ کس دیا گیا - مغربی علوم کی باگ ڈور منھ مین مغربی تہذیب کی رکابین پہلو مین لگا دی گئین - اب صرف لباس کا مسئلہ باقی رہ گیا - کیونکہ سواری کے لوازمات لی کا پانا بھی ضروری تھی بحث بحثی اور لکچر بازی کے بعد یہ مشکل مسئلہ بھی حل ہو گیا - اور انگریزی کا لباس اس جدید سواری کے لوازمات کے لئے ایسا ہی ضروری سمجھا گیا جیسے کھانے کے لئے نمک -

اب کیا تھا گھوڑی اور اسکے ساز و سامان کو دیکھکر نونہالان قوم کھلے جاتے تھے - میدان مار لیا - وہ سرپٹ دوڑا یا ہو کہ نمبر اول سے بھی دو قدم سے آگے ہی - خیر جبتک گھوڑی کو معمولی دوا دوش مین رکھا خیریت رہی - مگر جب میدان مین گھوڑ دوڑ کے لئے لے گئے - تو چونکہ گھوڑی یا مین ساز و یراق کبھی سرپٹ دوڑی نہ تھی - اور نہ ایسے سوار کی عادی - مگر چونکہ نئی اسپرٹ کا مادہ اسپر مستولی ہو گیا تھا اور اسپر گئی مغربی مہمیز کی ایڑ لگی فرانٹے بھرنے - موجودہ زمانے کے نشیب و فراز کی ہمشیان کچھ نہ تھے سوار صاحب ماشا اللہ سے کم سوار نوآموز - مغربی نشیب و فراز سے ناواقف بیٹھ تو گئے گھوڑی پر - مگر بے قابو گھوڑی ہے کہ رانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہے - اور حضرت ہین کہ اپنی جان ہی کو رو رہے ہین - گھوڑی کو کہان قابو مین رکھے گھوڑی نے بمشکل چار پانچ سو ٹاپیان چھاندی ہونگی کہ یکایک پولیٹیکل ٹیلے کی ٹھوکر جو لگتی ہے تو شہسوار پشت بر زمین فوراً قومی ڈاکٹر دوڑ پڑے - سوارون مین ہل چل مچ گئی لینا دینا دوڑنا - دیکھنا کہین چوٹ تو نہین آئی - دیکھنے پر معلوم ہوا کہ سوار صاحب تو چار ون شانے چت نیم بیہوش پڑے ہین اور گھوڑی ایک ٹانگ سے لولی ہو گئی - چنانچہ ترپر انکا گرنٹی مین اوپر کی جانب

ہندی کی ایک خاردار شاخ کسی غرض سے لگا دی گئی تھی اور یہ اسی کا نتیجہ تھا -

غنیمت ہوا کہ ایک ہی ٹانگ کے سر گئی اور سوار صاحب کے سر مین دھمکا اس غضب کا پہونچا تھا جس سے آپ کے ہوش و حواس چین بول گئے کوئی ضرب شدید نہین آئی - البتہ نزلہ جاری تھوڑی دیر کے لیے کافور ہو گیا - ڈاکٹرون نے جون توں کر کے حمایت اردو کا مرہم لگایا اور ہڈی بٹھانے کے لئے حمایت اردو کے مومیل کی مومیائی تیار کر کے سول سرجن (لفٹنٹ گورنر) کے پاس بغرض پاس ارسال کی مگر اسنے عین وقت پر علاج سے سنگدلی کر کے مومیائی کو مسترد کر دیا - ادھر سے مایوسی ہوئی تھی کہ قومی ناصحون کی نبضین ہیجان مین آکر سریع الحرکت ہو گئین سارا بخار پولٹیکل انجمن کی صورت مین نمودار ہوا - ہنوز وہ پورے طور سے چڑھا نہ تھا - مخفی باری کا بخار تھا - اور وہ بھی شروع - مگر آثار سے تھا کہ گرمی ہونے ہی کو تھی کہ عین موقع پر لفٹنٹی کا غلہ لگا اور سارا بخار ٹائین ٹائین فش - قبل از مرگ باہمی نزاع شروع ہو گئی اور پھر وہی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا پرانا راگ - اے قوم واے قوم - مگر باین ہمہ اختلاف سب کا مرکز وہی ترقی قوم - مصلحان قوم کو اس فکر نے ایسا پریشان کیا کہ اپنی اور اپنی عاقبت کی فکر بھی اس قوم کی ترقی کی بوکھلاہٹ کے پیچھے بھول گئے اور قوم کو دیکھیے کہ اسکے بھاو مین ہی نہین - احسان فراموشی پر تلی بیٹھی ہے -

ایک رفارمر کا خیال ہوا کہ مسلمان اسوقت تک ہرگز ترقی نہین کر سکتے جب تک کہ پردہ سسٹم رائج ہے - ادھر اس خیال شریف کا القا ہونا تھا کہ آدھے مصلحان قوم کا مادہ یہ نکلا کہ بھی شاید قوم کی ترقی کا یہی حیلہ ہو گیا ہے کیونکہ اب تک جسقدر کوششین کام مین لائی گئی ہین کوئی نتیجہ نہ بیٹھی - شاید خداوند جل و علا نے قوم کو ترقی کا راستہ دکھلایا ہو - ہاتھ دھو کے پیچھے ہی تو پڑ گئے مگر یہ ایسا ویسا معاملہ تھا نہین لہذا بعد تحقیق و تدقیق اس تدبیر کو عمل مین لانے کے لیے سرزمین دکن سے بہتر کوئی میدان نظر نہین آیا - بس وہی پاک بوم اس مبارک تجویز کا ہیڈکوارٹر قرار پایا - اس نیک کام کی تائید مین ایک رسالہ بھی سرزمین دکن سے جاری ہو گیا اور پردہ کی مذمت مین دو ایک آدھ اخبارون مین مضامین بھی شائع ہونے لگے - مزید بران اڈیٹر صاحب کے اسم شریف مین مولوی کا دم چھلا بھی لگا دیا گیا تاکہ عوام کو دھوکے سے وحشت نہو - حیدرآباد مین دو ایک روشن خیال

تعلیم یافتون نے اسپر عمل شروع کر دیا اور اپنی خاتونون کو پہلو مین فٹن پر بٹھا کر مثل برزادان فرنگ لگے آزادی کی ہوا کھانے - انکی دیکھا دیکھی کچھ اور مہذب جنٹلمینون کو پیروی کی ہوس ہوئی مگر عمل کی توفیق کی جرات نہ کر سکے - حیدرآباد مین تو یہ تماشا ہو رہا تھا - ادھر ممالک متحدہ کے ریفارمران قوم کے نزلے نے جو زور کیا تو وہ تعلیم نسوان پر آگرا - بہت دنون تک یہی مسئلہ نوک قلم رہا کہ مسلمانون کی آدھی آبادی (فرقہ اناث) بالکل بیکار ہے اور چونکہ وہ اپنی محنت سے کچھ بھی پیدا نہین کرتا - فرقہ ذکور پر ایک ناقابل برداشت بار ہے اگر وہ بھی اپنے مردون کے ساتھ انکا ہر کام مین ہاتھ بٹاے - قومی معاملات مین دلچسپی لے - اور اپنی فکر آپ ہی کرے - سلف صالح کے اصول کو مد نظر رکھے اور قوم کے ولدر دور ہو جائین - اور افلاس تو نام کو نہ باقی رہ ساری قوم پر من برسنے لگے - جب تک کہ تعلیم نسوان اس درجہ تک نہ ہوگی مسلمان ہرگز ہرگز ترقی نہین کر سکتے یہ مسئلہ سونے مین سہاگا ہو گیا - پردہ دررون کی جسارت اور بھی بڑھ گئی - ادھر تعلیم نسوان کا شور ادھر پردہ دری کا زور - مگر داد رسے حیدرآبادی پالیٹکس جماعت و شغفیری مع کامیابی رفو چکر - رسالہ القط - خود بدولت مافیہا و تخلط -

راقم
ع - ق - ا

مرثیہ قومی

محب فضلاے باکمال قدر دان شاعران خجستہ خصال دام اخبارشما اجرا ماند و شمار اکسے قسم ملالت نہ آید - بعد سلام سنت اسلام یعنے سلام علیک - تبلیغ باد - جناب مرا جناب شما واقف خواہند بود کہ ذی علمی بیان محتاج تفصیل و حاجت اظہار کردن نیست من خود شہور ام القصہ یک نظم امروز در پیسہ اخبار کسے صاحب از مولانا لکھنوی مرثیہ قوم دیدم الحق مولانا ؛ لکھنؤیہ ابرلاہور بلند کردہ و وطن مارا باین زور قلم نمایان کردند کہ در پنجاب بیان بلند نام شدہ رست جزاکم اللہ و خیرا - الکنون این طرز مستعد اہل اخبار لکھنؤ و دہلی بالکل دفعہ شد - کہ پنجاب بیان اخبار عبارت لکھنؤ و دہلی نمیتوانند نوشت - و پیسہ اخبار صاحب کہ اخبار ے ست اول درجہ را در تمام ہندوستان بجز مسلمانان الکنون در اردو نویسی فائق خواہد شد من راست راست گفتہ میدہم کہ یک اخبار دین زمانہ چون پیسہ اخبار است و من بسیار مرغوب دارم - وا للہ مسلمان دانم - آمدم بر سر مطلب کہ ان مرثیہ قومی بسیار

اشعار چھچھوندری بجواب پھلجھڑی

مخدومنا و مکرمنا اڈیٹر اودھ پنچ - پرچہ آخری اودھ پنچ از نظر من گذر کرد - نہایت تعجب بجانب او معطوف کردیم یکے از برادران ملسمےٰ بہ لالہ پھلجھڑی در پرچہ شما کوالف ملاقات بیہ مزی جان نگارکردہ آند - بسیار لیاقت صرف کردند - لالہ مذکور الصدر در نشاط بیہ موصوف شامل بودند من نیز حاضر محفل رقص و سرود بودم اما از ضرورت لاحق کرد - اثنائے محفل پدید آمد لالہ پھلجھڑی یک اٹھنی پیش کردند و بحالت ناپذیرگی در جیب نہادہ و بہ نیت بہ کار خلنے در شہر لکھنؤ شدند و من تا اختتام جلسہ قرار شرکت بودم - راقم موصوف نائب بی مہتاب طوسے لئے لہ در جلسہ شریک بودند آوردہ و نیز از خوف چھچھوندر دسوختہ بی کر انداہا نیان بی مہتاب اندفرا رفتند - لائق نامہ نگار تکمیل حوال ضیافت نہ آنچنانکہ واقع شد کاشت کردہ بکوشہ تحریر نمودہ اند حالانکہ ازین معاملات ضیافت بشنو - نغذائے ہر قسم مہیا بود و بالخصوص برلے ہندہ انتظام عمدہ ساختہ راحت بہ مہمانان بخشیدند - ململ و کچوری - کھانا و نعلے واقسام و شیرینیان دہی و غیرہ وغیرہ ہر وقت موجود بود و بے تکلفی بسیار قابل تو شید نی - قلت مکان بعید دیگر لو دیدگان کہ مدعو بودند راحت بجھ یافتید من خاک بسا کہ ہر خطہ کا ہی ازین است از خوف لگد در شراتی پوشیدہ بہم واو چاکر بر مرحم ہرگز ازین گوشہ علیحدہ نہ رفت تاکہ جانور مہوصوت برائے چند ساعت نا پدید شدہ موقع یافتم و زود زود بہ زمین قلابازیان خوردہ رونق محفل شدیم - آنجا عجب سمان و دلگذشتہ دل دیدیم کہ ہر معشوقہ مہ جبینہ بہ زیور ہوگلہ مزین شدہ بہ قطار جمبرمٹ ساختہ نشستہ بودند - منکہ غلطاگمی در جبلت است تاب آوردہ نشانہ زیر گیر شدہ بہ فرش لوٹ پوٹ شدیم - چنانکہ حالات از اشعار ذیل ہویدا باشد

وہو ہذا

اے قلم عرصہ کا غذپہ رواں ہو سرپٹ
طاقت صبر کہاں سن کے یہ سب زیٹ زیٹ

جیب میں رکھ کے اٹھنی ہوئے لالہ رخصت
کسی عنوان سے جاپنچ میں بندو گیا ڈٹ

لوگ ہر قسم کے موجود تھے اس محفل میں
کوئی تھا سادی وضع میں کوئی تھا انگلش کٹ[1]

تھے تعد دمیں کئی موجود گروہ نقال
... کوئی جو نسٹ... سیلسٹ[2]

بانکپن ایسا کہ گر حور مقابل ہو جائے
کہ زبان ہو کے ادا بول اٹھیں ورہو ہٹ

ہے وہ ناز سے ہر لفظ بنا کر گانا
ناچنا ماہ رخوں کا وہ اٹھا کر گھونگھٹ

حسن بھی ایسا خداداد کہ لاکھوں پریاں
ہوتی ہیں حاضر دربار کہ جو میں جو گھٹ

حسن میں طاق ہوا ملکوں میں شہرت پھیلی
پاگیا کوئی یہاں سے جو اگر سرٹفکیٹ

جز عضو تاک لیا ماں ہی مجروح کیا
خوب معلوم ہے عیاروں کو دست بوٹ

چتونیں ایسی موثر ہیں کہ خالق کی پناہ
نیم چشمن سے جو گھورن ہوی بالکل چوپٹ

قصہ کوتاہ کہیں ہم بھی شفقت کی نظر
کرلیں فوری مرنے دل کا علاقہ کورٹ

ہاں بھلا اب کہاں دیکھ کے چشم فتاں
بھر کے اک آہ خنک بندہ نے لی کروٹ

لوگ گھبرا گئے کہ کیا ہو گیا بیٹھے بٹھلائے
لالہ صاحب کی جو قسمت کا گیا کا یا پلٹ

کوئی کہتا ہے انھیں عارضہ ہے مرگی کا
کوئی کہتا ہے کہ ہے پیٹ میں انکے بروٹ

کوئی کہتا ہے کہ گرمی سے انھیں غش آیا
آب گل لالا کے چھڑکے کوئی صاحب جھٹ پٹ

پر کسی نے نہیں پہچانا یہ کیا عارضہ ہے
کون سے سخت مرض میں ہو لا اچپٹ پٹ

آخر ش چند منٹ بعد جو کچھ ہوش ہوا
کھولدی آنکھیں جو بالین پہ پائی آہٹ

اک عجب طرح کا برگشتہ نظر آیا سماں
چپ - مگر سکتے کے عالم میں بتوں کا جگھٹ

اس دل زار کو طاقت تھی بھلا تاب کی کب
فی البدیہہ اٹھ کے لگا لینے بلائیں چٹ چٹ

دوڑے بیساختہ سب اور کہیں مجکو گرفت
طیش میں آکے کبھو دینے لگے ڈانٹ ڈپٹ

کچھ تو کہتے تھے کہ دیوانہ ہے جانے دو اسے
کوئی کہتا تھا کہ لکھوائیے تھانہ میں رپٹ

الغرض بعد کو ان لوگوں میں یہ طے پایا
چھوڑ دیجئے انھیں دو تین لگا کر چنکٹ[3]

حضرت عشق نے پھر مجکو ستایا اتنا
اسی معشوق کی دن رات لگی رہتی ہے رٹ

این دعا ئیست چھچھوندر کہ با فضال خدا
برکسے عاشقیان سرنہ شود این جھنجھٹ

تمام شد

راقم لالہ چھچھوندر

---

۱ مکان کی حالت - ۲ نامنظوری - ۳ جلیبی ۴ تواضع ۵ کرکے حتے ... - ۶ برفی

۱ - رتنے کی عادت ہے -
۲ - وضع انگریزی -
۳ - قافیہ کی غرض سے ہائے ہوز غائب کردیا گیا.
۴ - نادہی بوٹ کے ہاتھ کی ہے -

موسمی رباعیان

زور اپنا دکھا رہی ہے کیسا گرمی
دوزخ کی بجھی ہوئی ہے گویا گرمی
... سے اور آگ سی ...
گرمی کی یہ آجکل ہے ...

۵ ٹھنڈی سانس - ۶ چنکٹ - طمانچے کو کہتے ہیں -

آفت ہی ادھر تو تشنگی سے دم خشک
اُس پہ ہے غضب ہوا کی ٹھنڈی گرمی
اب کیا کریں وہ پنکھے کی ہوا بھی بگڑی
کیسی ہے ترمی یہ سرد مہری گرمی
میرزا لاأبالی

فرداے گذشتہ یک مولانا عالم صاحب لکھنوی یاد گیر نام کہ این وقت فراموش کردم درکلان اخبار در ہمہ اخبار اُردو ملک ہند مرثیہ کلان قومی کہ آراضی او زینت عزت ہمت بود نوشتہ داد شاید مولانا صاحب لکھنوی نائب ایڈیٹر تو لازم کار خانہ شدہ رفت۔ بفل ہا بنواختم

برجاب خواہم کرد و نالش ہر جا ہم خواہم کرد۔ راقم۔ بندہ لیکھر دی پرشاد من شہرات لکھنو و دہلی کر این گفتہ میدہم۔ کہ من سہ ماہ رخصت میخواہم از حاضری جناب کہ جلسے پہلے و بدین ٹکھا انجمن والا پا پیادہ پاسے خالی خواہم کرد۔ و یک سخن مرا ابتلا میدہد و میدہد کہ این انجمن بہ چہ طور ٹکھا میکشد چہ دست دارد۔ تا کجا میبرد۔ تا لکھنو آمدم میشود

دہوہ ہزا

سوختم سوختم از این غیرت
کہ ہمہ ہند ہست در غربت
ملک اقلیم صاحبان سفید
در ترقی است غربت و حشمت
لیک در ملک ما سیہ فاما
نیست ممکن کہ یا بدم رفعت
گشتہ گم تمہاسے تجار ان
نوکری چاکری برفت از دست
آن زمانہ کہ ما ہمہ لالہ
بخشی بودیم و نائب دولت
آن زمانہ کہ حضرت قوم مرا
دخل بودہ بہ سلطنت ہر قلت
آن زمانہ کہ شہریارہ زملہ
گفت دیوان را چپا لکھپت
جملہ شہزادگان و شہزادی
دادہ صاحب بگفتہ از عزت
یاد دارم کہ بودم اندر ہند
صاحب علم و صاحب دولت
یاد دارم کہ لالہ جدم
در نشستہ بسند عزت
پیش استادہ بود صد باری
صد چنور ہا گرفتہ بر سر دست
بر کمر بستہ پشکہ زرین
زیب سر شملہ ہای پر شوکت
نا عدو را وہ ہند زد و شکست
چند زنجیر فیلہا سر مست
دیگر اقوام ہند پر صولت
کس و زیر دستہ گشتہ نصرت
یک کسے بود ساہ پر شوکت
یک فرولی نہادہ در پٹکہ
بر لب چاکم دو صد آسیان
ہمچنین جملہ مسلمین و ہنود
بود بقدار خویش در معراج
یک کسے بود تاجر عالی

ہان لگے ہاتھوں ملاسہ بھی۔ لوہا گرم ہی پیٹا جاتا ہے

مرثیہ قومی

(براے کل قوم ہند و مسلمان پارسی غیرہ۔ موسوم بہ نیشنل کانگرس)

قدرتان ہمچو سانان ذوی علمان اعنی مولانا اودھ پنچ بہا در ہمیشہ زیر سایہ برگد کلان یا بکریہ کلان در موسم گرما باشند یا زیر پنکھا انجند از کہ ریل گاڑی کلان از و میکشد نشستن نصیب باد

و بسیار انچلیدم کہ پیسہ اخبار قدر ساہل زبانان لکھنو کردہ است اکنون شاید نوبت ما ہم رسد۔ قسم بعلم گفتہ میگویم۔ کہ مرثیہ خوب گفتہ بود۔ مگر آن آرزو بود۔ من آرزو را پسند میکنم نہ فہم۔ پس یک مرثیہ خوب در فارسی بدمت کردہ بنظر حضور لا میرسانم۔ اگر جناب خواہشمند فرمود احسان او برما۔ بر جملہ لاثقان ترمہ خواہد بود۔ نہ قلیہ گنگا جلی میخورم کہ بسیار بسیار غصہ

۵۱ یعنی صاحبان یورپ ۵۲ یعنی لکھپت راے

پورٹ آرتھر پر جاپان کی زور آزمائی
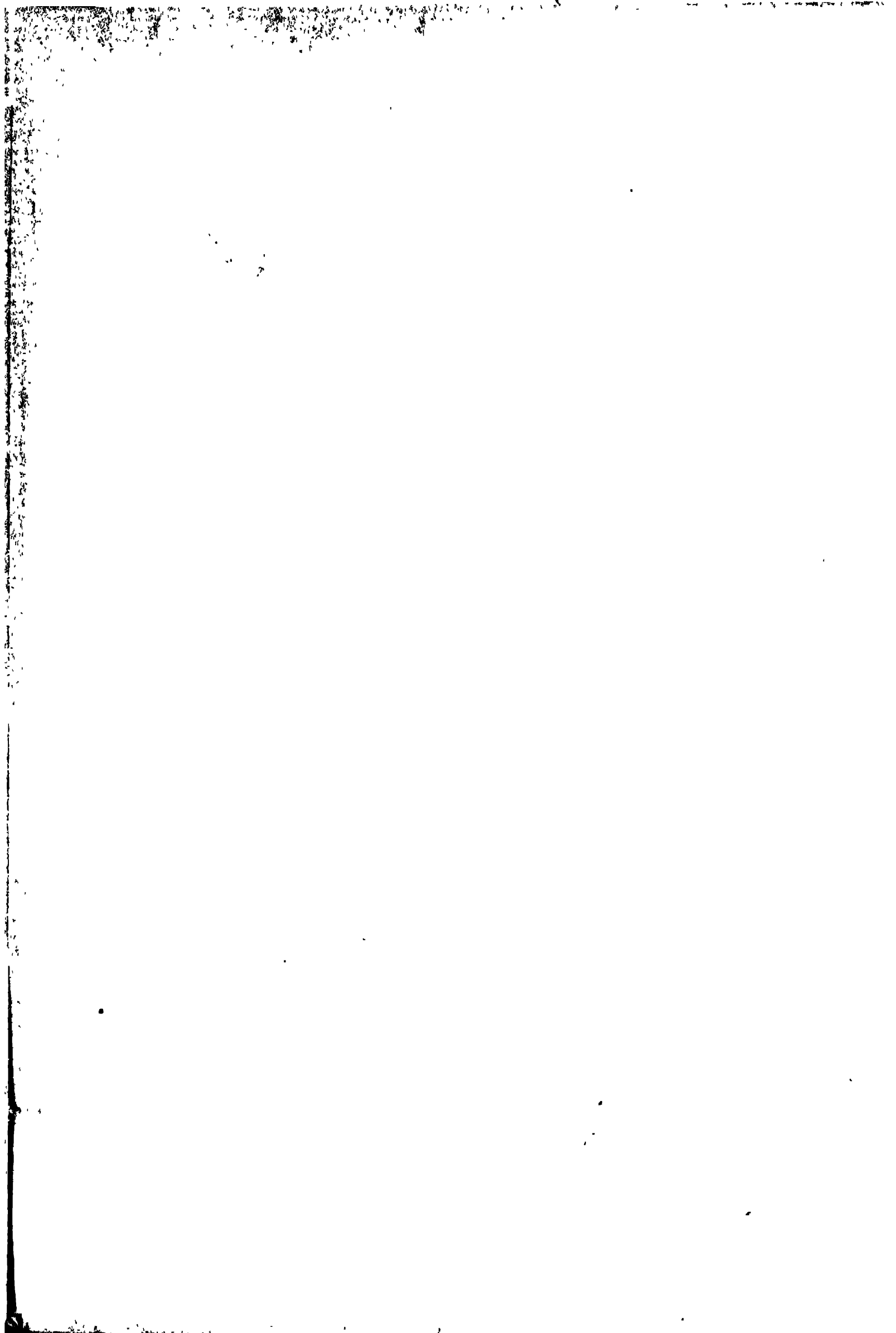
خار خار غم سے ہو اُس گل کا گریبان چاک چاک
کیا چلے گی حضرت عیسیٰ کی سوزن پھول میں
راقم میرزا الٰہ آبادی

دکھڑا

ایک بیگمات حسب ذیل اشعار دفتر میں بھیجتی ہیں

عصمت کا خدا ہی ہے اب والی | بیشک ہے قیامت آنیوالی
تو آ گئے وہ دن ہیں کہ بیگم صاحب | در در پھرتی ہیں بنکے میم صاحب
بیوی تو مستور ہیں خود ہیں منظر | مس بنتی ہیں آپا جان مسٹر

اللہ یہ معاملہ یہ جھوٹا
کیا کر سکے گا کوئی نگوڑا

نئی نویلی کا شکوہ

اٹھو نہ بہن حسینی خانم | بیٹھو ذری سن لو قصہ غم
صاحب تھے جنکے ہم حوالے | ہیں سارے جہان سے وہ نرالے
بولیں تو آواز تک نہ آئے | کالر ہے گلے کو یون دبائے
نکٹائی ہے اُسپہ طوق گردن | پتلون ہے یا شکنجہ دشمن
بس صبح ہوئی پہن کے کپڑے | آئینے میں دیکھ دیکھ اکڑے
اسطرح کے شوخ اور بیباک | چلنے لگے کہکے لیٹ اس گو
کچھ وقت گذارا یون ٹہل کر | بعد اسکے چلے سو کلب گھر
پھر کھانے کا وقت جبکہ آیا | ہوٹل کی طرف قدم بڑھایا
کچھ دیر وہیں رہے بآرام | دن ڈھلنے لگا ہوئی جو پھر شام
یاد آ گیا پھر کلب کا جانا | ٹمٹم پہ چڑھے ہوئے روانا
دن چھپ گیا جب اندھیرا چھایا | تب دل میں خیال گھر کا آیا
جھٹ آتے ہی کپڑے سب اتارے | نوکر کو وہاں سے کو پکارے
جب سامنے وہ قریب آیا | بولے کہ تو لا کہ برنگ سگار
راحت سے جو بیٹھے پی پلا کر | سگرٹ لگے پینے پھر جلا کر
جب آٹھ گھڑی میں بجتے دیکھے | کھانے کیلئے چیر پہ بیٹھے
بالی کو جو میں نے سمجھی آفت | پھر سونے کو گھر میں آئے حضرت
کیا دیکھتی ہون کہ مسکراتے | بوتل کو ہیں پھر چڑھاتے آتے
ان ہنوں کا خاک ذکر کیا آر | بیباک تھے بیٹھ ہی گئے پاس
تب میں نے حیلے سے سر جھکایا | صاحب کو ہمارے غصہ آیا
بولے کہ یہ ڈیم کیا حیا ہے | ہسبینڈ سے منہ چھپالیا ہے
بس منہ سے نقاب کو اٹھاؤ | اور چاند سے چہرے کو دکھاؤ
ہو رسم و رواج کی خدا بند | آزادی کو کون کرسکے بند
کل صبح کو ساتھ میرے چلنا | خورشید کی طرح سے نکلنا
ہو پردہ سے سخت مجکو نفرت | اسپیچ نہ کر دو زیادہ حجت
صاحب تو چلے گئے یہ کہکر | میں رنج کی مثل شمع جلکر

سننے کو تو سن لی میں نے تقریر | دل بیٹھ گئے لاکھوں خنجر تیر
تھا حال برا حیا کے مارے | تر ہو کے پسینے میں تھی سارے
کیا کیا انھیں اے بہن بتاؤں | اس درد کو کسطرح دکھاؤں
یہ مردوئے بیحیا ہوئے ہیں | ناموس کے پیچھے پڑ گئے ہیں
ہم ہو کے کھلے بندون پھرینگے | بے پردہ موئے ہمیں کہینگے
پی پی کے شراب مغربی کو | شیشے میں اتار لینگے پری کو
جب نکلیں گے یہ نگوڑے دیوسنت | اپنی زبان ہوگی کیا بُری گت
آئیگا نہ ان موؤں کو کچھ عار | دیکھیں گے بری نظر سے ہر بار
کیا قاطمی وقت آپڑا ہے | یہ ہند نگوڑا کربلا ہے
تقلید بھی کیا بری بلا ہے | جسنے انھیں اندھا کر دیا ہے
کوون کی طرح یہ مردوے ہیں | کیا ہنس کی چال چل رہے ہیں

خود چھوڑ دیا شعار اسلام
اب چھوڑینگے ہمکو کرکے بدنام

راقمہ
دکھیا پردہ دار

نواب قرض الدولہ کو مبارکباد

نواب صاحب حسن اتفاق یا آفات سماوی و ارضی یا اپنے نمک حلال کارگزارون سے حشر اور مضمحل ہوا کرتے تھے۔ بالفعل ایک آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے سے سو روپیہ سیکڑا الیتا ہے یا دینا کے وعدے پر چند پیسے مل گئے اس خوش قسمتی اور کامیابی پر بہتا شون نے حسب ذیل سپاسنامہ پیش کیا۔

حضور والا جاہ۔ آج ہم سب البستگان دامن جسقدر اپنی خوش قسمتی پر فخر و ناز کے ہاتھ بڑھ بڑھ کے مارین بجا اور حبیب خاطر جسقدر مسرت سے بھرین بجا ہے جبسے نہایت خوشی کے کانون سے سنا اور انبساط کی آنکھون سے وہ تمسک دیکھا جو بیم لال اور بیجر نرائن کوٹھی کے نام حضور کی طرف سے مفصلی رجسٹری ہوا اور حضور کی موروثی جائداد بالکل رائج الوقت مناسب سود پر وصول فرمانے کی حکمت عملی نسبت ایصال موازی مذکور رائج الوقت کام کرگئی۔ ہمکو اب یقین کامل ہو گیا کہ ہمارے دن اچھے رہیں گے اور دوسرے بدقسمتون کی طرح ہمکو قرضہ کیواسطے دوا دوش کرنی نہ پڑیگی اور سب سے بڑی بات یہ ہے جہرہ بہو چھوٹے نواب صاحب آتشبازی لا کے سب گھر بار پر نور اور درخشان بنائیں گے۔ انار پھلجھڑیون ہوائیون سے تختہ گلزار سینہ بہار ایسا لگا دین گے کہ دیکھنے والونکی آنکھوں میں سرسون پھول جائیگی۔ خلقت وعدہ ہائے بہشت برین کی کیفیت بھول جائیگی۔ حضور خداوند نعمت اور بیگم صاحب کو اس معاملے کی روبکاری مبارک ہو اور آپکے تصدق میں ہم خیر طلبون اور دھگویون کو مبارک ہو۔ آمین ثم آمین۔ الٰہی آفتاب دولت و حشمت تابان تا قیام قیامت و ہم چو آفتاب محشر تا ابد درخشان باد۔

جواب نواب صاحب

میرے خیرخواہو دوستو۔

اسوقت جو خبر مسرت اثر تمنے سنی اور دو فرط خیر طلبی سے جوش اور مسرت بے اندازہ کی افراط سے تبریک دی اسکا اندازہ جاپان ہی کا دل جانتا ہے جسکو قرضہ ملا نسا اور خیر خواہون کی مبارکباد کا حال تم خیر دالےکا فقدون بین پوچھ سکتے ہو اصل یہ ہے کہ قرضہ ملنا ہزارون بادشاہتون سے بڑھ کے ہے اسمین جو حکمت عملیان کرنی پڑتی ہیں وہ قرضخواہون کا دل ہی جانتا ہے۔ اور باریک باتین تم کیا سمجھوگے مگر غالباً یہ تو سمجھ سکوگے کہ قرضہ کا معاملہ عجیب خیر و شر سود و زیان کی طرح اُلجھا ہوا ہے۔ یعنی ایکطرف تو اسکو بہت بُرا اور نقصان کی بات بتاتے ہیں۔ القرض مقراض المحبة سناتے ہیں اور ملا صاحب اسکی بری چاٹ یعنی سود دینا اور کا لینا دینا۔ توریت۔ انجیل۔ قرآن میں گناہ فرماتے ہیں۔ اور دوسری طرف مدنی الطبع انسان کے معاملات اسکو ہوا اور پانی کی طرح سوسائٹی کے واسطے لازمی اور نیچرل بتاتے ہیں اور چونکہ نیچر کا آجکل زور ہے ایسی کی چلتی ہے۔ دوسری بات غور کے قابل یہ ہے کہ بادی النظر میں من اور اقراض کو وقر اور اعتبار میں بڑا دخل ہے۔ اگر کوئی دریوزہ گر قرض مانگے تو کوئی لگا نہ دے اور اگر کوئی ساکھ والا طلب کرے تو لاکھوں اور تیسے اشتیاق سے مل جائیں حتی کہ قیامت تک کے وعدے یا عدم ایفا کے اقرار (مثلاً پرومیسری نوٹ) پر بھی لوگ تو لوندا کا منہ کھولے خوش خوش حاضر ہوں۔ پس اسی بات پر تو میں اکثر اپنی ساکھ آزمایا کرتا اور قرضہ لیا کرتا ہون کہ اگرچہ تخت و تاج ملک و مال نہیں مگر اس معاملے میں بادشاہون سے برابری کرتا ہون۔ خدا میرا اعتبار قائم رکھے اور مجکو ایسے معاملات مبارک کرتا رہے۔ میں تمکو مبارکباد دیتا ہون اور تمھارے جو وسیلہ ہون سب کو مبارکباد دیتا ہون تمھارے کرایہ چھوٹے رت جگے ہو نیکے ایسے ہی موقعے دیا کرے۔

لوکل علیہ الرحمۃ

معلوم ہوتا ہے ہمارے مرزا لکھنؤ ادبی رحمت سے ایسا باضابطہ گھر بند میں گرجا میں ہو گیا ہو کہ وہ بھی بعد میم صاحب کی طرح افتراق نہیں کرتیں - اگر کچھ طاعون ہیضہ چیچک ہو تو ساتھ رہا۔ آسمانی پانی سے (مینہ) گویا ساون میں میکے کا سسرال میں مزا۔

چنانچہ آج چار دن سے پانی کا لگا ونگا ہے معلوم ہوتا ہے آسمان میں چھید ہو گیا بھلا دونگڑا اور بھاپا ان کی طرح بھر بھر بار - بھلا اب فرمائیے ہمارے مرزا صاحب کسطرح رحمت سے محروم رہ سکتے ہیں - بلکہ مرحوم بھی ہو گئے تو حرمان اور رحمت منکر نکیر ہیں کہ قبر تک ساتھ رہیں تو عجب نہیں -

جا رہے ہیں -

جنرل اسٹاک الہرگ لکھتے ہیں کہ جاپانی مافنگ کو سے آگے نہیں بڑھے بلکہ وانگ کو اور فوج کو کے بیچ میں سامنے پھیلتے جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے نئی جاپانی فوج بماتحتی جنرل نوگی ہے نہ کہ جنرل اوکو جسکا کام یہ ہے کہ پورٹ آرتھر کی فوج گھٹائے چنانچہ وہ تالیوان میں اُتری ہے - جاپانی چوکیاں تیمر ۲ ماہ حال کو جبیر جہازوں میں تھیں جن سے اکثر بھاگ نکلے ہیں -

نواب ویاما وائسرائے اور میر عسکر منچوریہ کے مقرر ہوئے اور نواب یماگاٹا ٹوکیو میں ہیں۔

ولایت کی خبر ہے کہ ۲۷ ماہ حال کو نہیں بلکہ ۲۵ - کو مشن لاسہ روانہ ہوگی -

تازہ تازہ خبریں

اخبار چھپتے چھپتے ذیل کی خبریں آئیں

۲۰ جون - روسیوں کی فوج میں دافنگ کو میں ۹۰ توپیں تھیں مورچہ شرقاً غرباً ایک تنگ وادی میں تھا - جنگ غضبناک تھی - جاپانی رسالوں نے کام کیا میمنہ اور میسرہ پر متواتر حملوں کے مورچہ کے پاؤں اکھڑ گئے پھر دونوں پہلوؤں پر باڑھیں چلنے لگیں - روسی بھاگ گئے -

آدمیرل اسکرائی ڈلاف لکھتے ہیں کہ ولاڈی وسٹاک میں ہمارا بیڑا بخیریت تمام واپس آیا - جنرل کروپٹکن لکھتے ہیں کہ جاپانی سیامتسی وغیرہ مقامات جو فنگ وانگ چنگ کے شمال میں واقع ہیں چھوڑ جاتے ہیں مگر سایبن اور ہیچنگ تمراشی چاؤ کی جانب

بیوی ہو تو ایسی ہو

دنیا مین شوہر کی جسمانی آسائش و آرام وہی کے واسطے ایک عمدہ آلہ ہوتی ہو مگر وہ بیوی جو انکے علاوہ اپنے شوہر کے بے وقت بڑھاپا نہ آنیکے متعلق کوشان اور فکر کنان ہو وہ سب سے اول ہو حقیقت مین نوش دارو جون حکمت - تریاق جواہر مہرہ وغیرہ مفید اور قیمتی اشیاء سے بھی زیادہ بیش قیمت ہو -

ایک امریکن اخبار لکھتا ہو ہندوستان کو لارڈ کرزن کی واپسی بہت مشکوک ہو - کیونکہ لیڈی کرزن صاحبہ واپسی کے نہایت خلاف ہین - خواہش ہو کہ لارڈ صاحب موصوف ویسرائلٹی کے عہدہ سے استعفا دیدین - خیال ہو کہ یکلخت سے اپنے اوپر قبل از وقت بڑھاپا لا رہے ہین -

لیڈی صاحبہ کی چاہ اور محبت کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہو کہ وہ قبل از وقت شوہر کا بڑھاپا ہرگز پسند نہین کرتین - جوش محبت اتنے بڑے عہدہ ویسرائلٹی کے ترک کرنے پر کسقدر برانگیختہ کر رہا ہو اسکے منافع اور مضار کے متعلق جو حکمتین اور لذتین ہون وہ ان دلوں سے بہتر اور کون جا سکتا ہو - اب جانے ہندوستان مین کسی زمانہ مین تریا ہٹ مشہور تھی - گو اب کچھ نہین مگر یوروپین ممالک مین میم صاحبات کی بہت کچھ آؤ بھگت تعظیم و تکریم اور عزت کیجاتی ہو اور انکے اختیارات وسیع ہین - پس اگر لیڈی صاحبہ فرط محبت سے اپنی ہٹ پر قائم رہین تو خیال نہین کیا جا سکتا کہ لارڈ صاحب کیونکر انکی دلشکنی گوارا کر کے اور انکے ولولہ اور جوش کو پس پشت ڈال کر ہندوستان مین واپس آئینگے - فقط

راقم - ر - ح - م - د -

کل شئی یرجع الی اصلہ

ڈاکٹر ڈارون اور انکے ہمخیال اور مقلدون کی یہ تھیوری ہے کہ انسان چونکہ بندر کے ساتھ افعال و حرکات و صورت و نشو مین مشابہ ہے لہذا نوع انسان قبل ازین بندر ہی تھے - بمرور ایام انولیوشن اور اوولیوشن کے سبب سے بندر انسان ہوتے گئے اور علوم و فنون اور ایجادات سے اشرفیت کا درجہ حاصل کیا اسمین اگرچہ کیسا ہی اختلاف ہو اور کہا جا سکے کہ پیش کردہ دلائل اور نحو کے مسائل کے صرف صرف بعض مشابہتون کی بنا پر بھی ایسا نہین ہو سکتا لیکن ڈاکٹر صاحب کے ہم مذہبون کی تھیوریان اور حکمتین اس زمانہ مین بہت کچھ وقیع خیال کیجاتی اور نیز تعلیم یافتگان مذکرہ بالا ان یوروپ انکی نسبت آمنا و صدقنا کہتے ہین لہذا ہم تھوڑی دیر کے واسطے ڈاکٹر صاحب ہی کے قول کو اگر صحیح مان لین پھر تو ہم یہ عربی مقولہ کل شئی یرجع الی اصلہ پیش کر کے بلا خوف تردید کہین گے کہ ہمکو تو اب یہ دکھائی دیتا ہے کہ ہنوز نوع انسان اپنی اصالت پر راجع ہونا شروع ہوئے ہین چنانچہ دیکھئے بعض اقوام کی آئے دن کی استعمل کردہ نماصبانہ و بہیمانہ افعال (یعنے ایک کا دوسرے کی چیز غصب اور چھین کر کے کھا جانا اور بحالت مقابلہ تیور بدل کر معرکہ آرا رہونا - خون کی ندیان بہانا جیسا کہ انداز روس اور جاپان کی جنگ کے متعلق مشہور ہی) وغیرہ لکھے پیش پا افتادہ امور عربی مقولہ کو ثابت کرتے دکھائی دیتے ہین -

راقم - ح - م - د

ترقی

بعض اخبارات کے ملاحظہ سے واضح ہوا کہ اضلاع متحدہ امریکہ مین ایک شخص کی مونچھین گیارہ فیٹ سے زیادہ لمبی ہین - ہم اپنے بعض ہندوستانی تعلیم یافتگان جدید کو عموماً اور حیدر آباد دکن کے ان حضرات کو جو یوروپین اوضاع و اطوار کے دلدادہ اور نقال ہین خصوصاً توجہ دلاتے ہین کہ اگرچہ بعض حضرات نے اپنی مونچھون کے بڑھانے مین ترقی کی ہو مگر وہ ترقی ابھی ناقص اور غیر کامل ہو - بھلا اسقدر تو مونچھین بڑھائی جائین کہ وہ ہنگام ضرورت عقب سے پکڑ کر لگام کا کام دیسکین اور میدان ترقی کی دوڑ مین کسی پولیٹکل چابک سوار کے قابو مین رہ سکین - کیونکہ امریکہ بلحاظ قوم اور مذہب اور سلطنت واحد ہو اسلئے ترقیات مین کوئی رکاوٹ اور اختلال نہین پڑ سکتا ہو مگر ہندوستان چونکہ مختلف الاقوام والمذاہب ہو اور حکومت غیر ہے لہذا حکومت کا لحاظ بھی ہونا چاہیے -

راقم - ح - م - د

قابل توجہ گورنمنٹ

اخبار ٹریبیون مطبوعہ ۲۴ مئی سے واضح ہوا کہ ضلع اٹک جدید کے ایک ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے ایک رئیس زادہ کے کان پکڑوا کر اسکو اٹھایا بٹھایا - قصور یہ تھا کہ اس بدنصیب شخص کا تکیہ کلام تھا یار بار غریب نواز کہکر مخاطب کرتا تھا -

ہم پوچھتے ہین کہ یہ شخص غریب نواز کی جگہ غریب آزار کہکر پکارتا تو کیا وہ خوش ہوتے ؟ اس قسم کے انگریز ہین جو انگلستان سے ہندوستان مین بھیجے جاتے اور یہان بڑی بڑی ذمہ داریون کے عہدون پر مامور کئے جاتے ہین انہین بعض کو اتنی بھی تمیز نہین ہوتی کہ آداب و قواعد حاکم و محکوم سمجھ سکین - یا یہ کہ جس قوم پر وہ حکومت کرتے ہین انکے مراسم اور معاشرت اور آداب ملاقات اور مکالمت باہمی جانین - فوجی عہدون تک کا مضائقہ نہین - مگر سول کے عہدون پر ایسے نوخیز اور ملکی مصالح زبان سے ناواقف لوگون کا تقرر ضرور قابل غور ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ تعلیم یافتہ اشخاص تملق اور چاپلوسی کو ناپسند کرتے ہین ورنہ انکا لیکہ انسے یہ سوال کیا جا سکتا ہو کہ پھر کیون الفاظ لارڈ شپ - یور آنر - یور اکسلنسی یور لارڈ شپ وغیرہ مستعمل ہین - بیشک انگلش سلطنت کی یہ سخت غلطی ہو کہ وہ ذمہ داری کے عہدون پر نوجوان اور ناتجربہ کار لوگون کو مقرر کر دیتی ہو - کیا وہ نہین سمجھتی ہو کہ عمرے باید تا پختہ شود خامے -

سپرنٹنڈنٹی مجسٹریٹی - ڈپٹی کمشنری - ڈپٹی کلکٹری ججی وغیرہ یہ کوئی چھوٹے اور کم ذمہ داری کے عہدے نہین جنپر خواہ مخواہ نوخیز اور کم عمر اور ناتجربہ کار اشخاص مقرر کردئے جائین - ہمارا خیال یہ ہو کہ اعلیٰ عہدہ داران

چیمبرلین کی قولنج ہیضہ پیچش کی دوا

پیچش قولنج ہیضہ اسہال کرمپ اور پیٹ کے درد کیواسطے دنیا بھر کی دواؤن مین یہ دوا تیر بہدف ہو ایک مشہور ڈاکٹر نے حال مین لکھا ہو کہ تمام امراض شکم کے واسطے جتنی دوائین مجھے معلوم ہین ان سب سے موثر چیمبرلین کی قولنج ہیضہ و پیچش کی دوا ہو اور کثر مین نے ہیضہ مین دی ہے نہایت فائدہ کیا ہے خاصکر شکایات اسہال مین قابل استعمال ہے اور اگرچہ مثلاً تا ہر تر بہت فائدہ کرتی ہے - ہیضہ کی ابتدائی حالت مین اگر بروقت ضرورت دیجائے تو درد اور عارضہ کی سخت تکلیف کو بہت کم کر دے پس کوئی گھر چیمبرلین کے قولنج ہیضہ و پیچش کی دوا سے محروم نہ رہنا چاہیے - آج ہی خرید و اسکے ذریعہ سے جان کی حفاظت ہوتی ہو قیمت صرف دو عام سب دوا فروش بیچتے ہین چنانچہ لکھنؤ مین ڈاکٹر محمد خان لی دوکان مین جو بمقام نظیر آباد ہے چیمبرلین کی سب دواؤن کا ذخیرہ ہے

گورنمنٹ کو ضرور ایسے نقائص اور خرابیوں کی جانب متوجہ ہونا چاہیے -

راقم ع م د

چٹکلے

دیار و اخاص الخاص ہماری پراگندگی و بدد ماغی کے باعث آج زمرد - فیروزہ - گوہر - یاقوت وغیرہ وغیرہ کی گرہ کشائی کرتا ہون - الحق یہ ایجناب قدس سرہ کی بالکل جدید تین ہین - یا گرکی باتین جو تمہارے کیا تمہارے عمزاد علیہ الپھٹکار کے باوا آدم کے خواب وخیال مین بھی آئی گذری ہونگی اور نہ گذرینگی بہیچ زمانہ ماضی و مستقبل کے نہ فعل حال کے -

بس فوراً سے پیشتر ہوشیار ہو - ہاتھون ہاتھ قبول کرو - ورنہ اگر اپنی محرومی القسمت سے محروم رہگئے توسد اکف افسوس ملتے ہوگے اور حشر تک خون کے آنسو ٹھوکتے رہوگے مگر یہ موقع یہ دستور العمل جو ہاتھ آیا ہے نہ قیامت تک آئیگا - سنو اور گوش در از ہوکر سنو - غور سے سنو اور عبرت کی آنکھون سے سنو -

(نمبر ۱) آزاد ہو کسی مذہب وملت کے مقید نہ ہو - محض نمائش اور دکھاوے کے طور پر اظہار کرتے رہو -

(نمبر ۲) صفائی رکھو مگر بہائم کی طرح - پاکی ضرور کرو مگر کاغذ سے صاحبون کی طرح نہاؤ روز - مگر جانور کی طرح یعنی کھلے مکان مین آزادی کے ساتھ کسی ستر و حجاب کی ضرورت نہین -

(نمبر ۳) عالم ہو - عامل نہین مہذب ہو - مگر خود اسپیریل نہیز آزاد مگی تصدیق باللسان کرو - تصدیق بالقلب نہین - لکھدو - رد و نہین - آج کل کے فیشن کے موافق آنکھونکے پپوٹون پر پیاز لگا کر - زبانی ہمدرد ہو - ولی نہین خونخوار ہو عمخوار نہین - مخالفت پر تلے رہو - موافقت پر نہین - ضرر رسانی کے خواہان رہو - منفعت کے نہین - ایذا رسانی کی قدر کرو - آرام دہی کی نہین -

(نمبر ۴) فطرت پر جان دو - نیچر پر ایمان رکھو - خوف ورجا سے بے نیاز رہو - خشیت الٰہی سے بے پروا رہو - عذاب وثواب سے غنی رہو - جہنم وجنت کے منکر رہو - جنات وشیاطین سے نکر رہو - عقائد سے متنفر رہو -

(نمبر ۵) روپے پیسے پر ہاتھ مارو - طبلون پر تھاپ دو - طائفہ ذلیلون کا ساتھ دو - ہوتو نقب زنی کرو - غارتگرون سے یکجہتی پیدا کرو - مفسدون سے ہمدردی - رندون سے اتحاد کرو - اوباشون کو غنیمت سمجھو - انکی مجالست ومؤانست کو

(نمبر ۶) عشق کا دم بھرو - پاگل بنکر فخر کرو - عزت بیچ کر تمغہ حاصل کرو - قرض لے کر قرض ادا کرو - گھر بار چھوڑ کر بغلین بجاؤ -

(نمبر ۷) تھیٹرون مین گھسے رہو - تماشاؤن مین منفرد رہو - محفل ومجرا مین فنا ہو - ایک ایک غمزے پر فدا ہو جاؤ - اور ایک ادا پر دفینہ نکالو - اور یہی وظیفہ رٹتے ہو

دُمس کی جھلک پہ دم اُسکی ادا پر جان نثار
ہائے وہ شاخ سی کمر ہاے وہ قد نہال سا

باقی بسم اللہ ہوس - لے توبہ اللہ بس باقی ہوس۔

نقب قلم

ابو المجد دویستوی بہاری

رپورٹ لالہ پھلجھڑی پرشاد

قدر دان لا ثقان جناب پنچ بہادر سلامت - تسلیم وبندگی میرسانم - از جناب رخصت ہوکر پنکھا دیکھنے کے لیے جاتا تھا کہ راستہ مین اخی بے بہا لے کلفت لالہ ہیت لے اور پنکھے کی اصلیت دکھا کر مجھے واپس لائے اب مین اپنی رخصت سہ ماہہ منسوخ کراتا ہون اور اپنی ڈیوٹی یعنی آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا ہون - مین نے آجکل کے اخبار مین مہربان لالہ چھچھوندر کا جواب دیکھا علم قسم بسیار غلط نوشتہ ہے - مین آخر جلسہ تک رہا اور بجز میان کچی صاحب مدن - تشتری کے اور کوئی معزز مہمان نہین تھا یہ لالہ چھچھوندر پرشاد کسی جنگل کے گوشے مان بسترہ جمائے ہونگے اور انکی مار پیٹ کی نوبت کہین اخیر مین آئی ہوے گی چونکہ میری اسمین سخت توہین کی گئی ہی - اسلیے مین جواب الجواب لکھتا ہون اور اس معاملہ کو ختم کرتا ہون - یہ کہکر کہ اچھا لالہ پھلجھڑی سے چھچھوندر ہی اچھی سہی -

مکرر التماس یہ ہی کہ مین کس آزاد بے ادب نیچری قسم کا معلوم ہوتا ہی کہ آپ کو القاب مین ڈیر پنچ لکھا ہی حالانکہ آپ کو بہت ادب سے مخاطب کرنا چاہیے جیسا کہ مین بندہ کرتا ہون آپ اسکو آیندہ سے ڈانٹ دیجیے -

نظم

لالہ پھلجھڑی پرشاد بجواب اشعار لالہ چھچھوندری پرشاد ومختلف عرض حالات خود

بندہ پرور مین ہوا آپ سے جسدم رخصت
راہ پیما مین ہوا جانب پنکھا جھٹ پٹ

پاس تھا کوب جلا جاتا تھا اپنے دھن مین
کہ پہنچ جلدی سے دیکھونگا مین پنکھا جھٹ پٹ

کسطرح کھینچتے کوا انجن مین ہی جوڑا صاحب
کچھ سمجھ مین نہین آتا تھا یہ بھید اسوقت

شوق کھینچے لیے جاتا تھا مجھے بے انجن
مثل انجن کے مین خود دوڑ رہا تھا جھٹ پٹ

اتنے مین پیچھے سے آواز یہ آئی ٹھہرو
لالہ جی جاتے ہو اس دھوپ مین کس جا جھٹ پٹ

کرکے برگشتہ سر خویش جو دیکھا مین نے
تو نظر آئے میرے دوست قدیمی ہیت

اپنے ٹٹوسے اتر کر ہوے مجھسے ہمدوش
شوق الفت سے مجھے دم گئے بھیا لپٹ

مین نے اُنسے یہ کہا قصہ کہ بھائی صاحب
میر و دم دید کو پنکھا کہ مین لیکر رخصت

سُن کے یہ جب تعجب سے ہنسے اور فرمایا
تم بھی لالہ ہو بڑے عقل کے اندھے جوٹ

جاتے اس دھوپ مین ہو پاے پیادہ بیسود
آو ہم تمکو دکھادینگے پنکھا اسوقت

اپنے ہمراہ مجھے لے گئے اندر اور بٹھلا
جس جگہ پیچ رہے پرکو تھے لودھے دو مست

مجھسے فرمایا کہ دیکھو یہ ہی چرخی یہ رسن
بس یہ پر پانی بھرا کھینچتے ہین بیل اسوقت

بس اسی طرح سے پنکھا بھی ذریعہ انجن
چرخی ورسی سے ہین کھینچتے اسکو کھٹ کھٹ

غصہ بسیار ہنسے مجھے آیا کہ ناحق ناحق
دھوپ اور گرمی مین گھر چھوڑ اٹھائی زحمت

بس اُسی جاسے مین بیرنگ ہوا پھر واپس
اور حاضر ہون مین ڈیوٹی پہ برائے خدمت

پنچ اسوقت ملا مجھکو ہے لست وسہ کا
جسمین ہم پیشہ ہم رتبہ اخی باالفت

لالہ با نام چھچھوندر وسکے باخلق لطیف
کرتے اس پنچ مین تھوڑی سی ہین میری غیبت

یعنے کہتے ہین الھمنی بغرض مین نے دیا
اور پیش از ختم مجالس کے ہوا مین رخصت

رام رام ایسا دروغ اور ہمارے منہ پر
لالہ جی آئینہ مین دیکھ لو اپنی صورت

مجھسے بڑھکر کوئی مہمان نہ ان تھا نہ عزیز
مجھسے بڑھکر نہ کسی دوست کی اچھی عزت

بھائی صاحب تھے بڑی قدر بڑے جلسے سے
اور بندہ تھا نہا لوکا مشیر صحبت

ہر مزی جان کی محفل کا تھا رکن اعلےٰ
قدر دان میری لیاقت کی تھین بیشک حشمت

سلہ قوم کاشتکار - سلہ قوم زمین - سلہ مشہور رنڈی کا

بعزم تبت

بھائی صاحب تو ہوے رنڈی پہ جاکر عاشق
اور خود رنڈیان رہتی تھین مری ہم صحبت
داڑھی مونچھون کو مونڈا سر کو گھوٹا مین ہر روز
یک سنے لعنت سے ڈھٹا تھا میان صحبت
رنڈیان آنکھون پہ بٹھلاتی تھین مجھکو جون نور
تو پہ چشم اپنا سمجھتی تھین مجھے ہر صورت
مختصر کر دی ختم کر دو قصہ کہ مین کام بہت
پنچ کی کرنا ابھی باقی ہے مجھکو خدمت

راقم
پھلجھڑی

اینجانب کا سفرنامہ

ڈیر پنچ - کتاب الرحلت یعنے - سفرناموں کی آپ نے بہت کچھ سیر کی ہوگی - ابن بطوطہ کے مشہور و معروف حالات - منگو پارک اور ڈاکٹر لونگسٹن کا صحرائے اعظم افریقہ کے بیچون بیچ گذرنا - اور مسٹر لنک کی نہایت خطرناک بحری و بری کارگذاریان آپ نے سب سنی ہونگی اور انکے بعد حضرت مولانا شبلی کا سفرنامہ - جو اصل مین سفرنامہ تو کیا ہے چہار درویش کے عالمگیر قانون مین جو کچھ کمی باقی تھی وہ مولانا مذکور کی ایک اور خیالی داستان نے اضافہ کی اس قسم کے درویشانہ تصون کی اردو زبان مین بھی کثرت ہوگئی ورنہ اگر سچ پوچھئے تو ہمارے کمبخت ادھورے اور بدنصیب لٹریچر کی کوئی بھی کل درست نہین ہے وجہ یہ کہ ہمارے ہان جو جس کام کا بیڑا اٹھاتا ہے وہ خود ہی اپنے مشن کو اچھی طرح سمجھ نہین سکتا - اور آپ جانیے جبکہ سامان یا قابلیت کسی کام کے کرنیوالے مین نہین تو وہ کیا کیا کچھ کر کے دکھائے گا - مثلاً آجکل مغربی تہذیب اور یورپین ایجادات کا زمانہ ہے - کسی غیر ملک کا سفر خاص خاص ساز و سامان کے بغیر سرانجام دینا انھین لوگون کو جائز ہے جو فقط چہار درویش کی رونق بڑھانا چاہین ورنہ ایسے ایسے بزرگان قوم جیسے کہ مولانا شبلی - یا اندنون خیر سے شیخ عبدالقادر صاحب بی اے ایڈیٹر آبزرور وغیرہ ہین اگر یہ ضروری چیزین اپنے ساتھ نہ لیجائین تو انکے دلچسپ اور سراسر لٹریری فقرون مین سفر ولایت کی کیفیت کیونکر کھل سکتی ہے - صاف لفظون مین میرا مطلب یہ ہے -

۱ - فوٹوگراف
۲ - فونوگراف
۳ - ٹیلسکوپ
۴ - تھرمامیٹر - بیرومیٹر
۵ - ڈرائنگ -

ان اشیا کو ساتھ لیکر ممالک غیر کا سفر کرنا اور انکے ذریعہ سے جو کمی ہماری زبان مین طاقت بیان کے لحاظ سے پائی جاتی ہے اسکو پورا کرنا اور پھر سفرنامہ لکھنا - ایک ایسی ضروری بات ہے کہ جب تک اسکا کچھ خیال نہ کیا جائیگا ادب اردو مین کوئی کامل نسخہ کتاب الرحلت کا کبھی پیدا ہی نہین ہو سکتا - ہزار فقرہ بازی اور عربی فارسی کے لغات و محاورات سے کام لیا جائے - پہاڑ - دریا سمندر جزیرے - صحرا جنگل - خاک نائے - جزیرہ نما - اجسام طبعی کی صورت اردو دان اصحاب کے ذہن نشین بغیر فوٹو کی تصویرون کے نہین ہو سکتی اور جہان فوٹو سے کچھ مدد لی گئی پھر لفاظی کی حاجت بھی ساقط ہوگی - غرض گذشتہ را صلواۃ آئندہ را احتیاط - میری یہ رائے توجہ کے قابل ہے کہ جو صاحب صرف ایک سفرنامہ لکھے جانے اور اخبارون کی رونق بڑھانے کو لندن - یورپ یا ٹرکی وغیرہ کے سفر کی زحمت اٹھایا کرتے ہین انکو سب سے پہلے ابھی ہندوستان ہی مین رہکر کچھ پیشتر ہی سے غور و مطالعہ کرنا چاہیے اور علاوہ فوٹو سیکھنے کے فونوگراف کی مشق بھی بہم پہونچانی چاہیے تاکہ اگر کسی نئے قسم کے جانور کی تصویر اتار لیگئی ہے تو اسکی آواز بھی بعینہ اس آلہ مین بند کر لی جائے - اور حتی المقدور وہان کے لوگون کے لب و لہجہ خصوصاً ترکون - ایرانیون - مصریون وغیرہ کی ترکی بول چال یا خاص الخاص ولایتی انگریزون کا انگریزی تلفظ وغیرہ تو ضرور ہی فونوگراف مین بند کر کے ہندوستان مین لایا جائے اسی طرح ٹیلسکوپ سے بعض چھوٹی چھوٹی مگر نادر چیزین جو فوٹو مین بالکل مہمل رہجاتی ہین انکو بہت بڑے اسکیل پر (خوردبین مین) دیکھکر ڈرائنگ یعنی دستی تصویر سازی کے نازک اور نہایت مفید ہنر کی ذریعہ کتاب الرحلت مین درج کر لیا جائے علی ہذا القیاس مختلف ملکون کے مختلف موسمون کے تغیر و تبدل تک تھرمامیٹر اور بیرومیٹر کے ذاتی استعمال سے دکھایا جائے - وغیرہ وغیرہ جب اسطرح کچھ سائنس اور آرٹ کے ذریعہ سے کوئی کام کیا گیا تو جانو کہ ہندوستانیون کے سفرنامے بھی پڑھنے کے لائق ہونے لگے ورنہ یہی اہل ہند کو دکھلانا منظور ہے کہ لو دیکھو ہم بھی کیسے اپنے زمانہ کے منگو پارک اور ابن بطوطہ ہین کہ جھٹ بمبئی سے ٹکٹ لندن کا لیا اور جا دھمکے - ولایت مین ادھر ادھر لیڈیو لوگون نے جنٹلمینون سے ہوٹلون مین دعوتین اڑائیں - اسکے بعد اگر سفرنامہ کی خارش پیدا ہوئی تو سب زہر بیچارے ہندوستانیون کے ریشون پر اگلدیا - کہین یہانتک کہ شہرون کی صفائی پر حاشیہ چڑھایا کہ ہندوستان کی ہر ایک میونسپلٹی یورپ مین بھیجے جانے کے قابل ہے تاکہ گلی کوچون کو ہمیشہ آئینہ رکھنے اور اسکو قابل بنانیکا آرٹ کہ راہ چلتے زنی صورت اسمین بخوبی ملاحظہ فرمائین وہان جاکر سیکھنے اور کبھی یہان کی بے زبان پردہ نشینون کی بے بسی اور چار دیواری مین تضیع اوقات کی داستان باندھکر وہان کی کھلے بندون پھرنے والی لیڈیون سے آزادانہ حالات چن چن کے لکھدیے تاکہ بھڑکائین جوانون کے دل آتش کی طرح جیسے بمبئی مین بہہ نکلتے ہی ایسے مخیر ملک نو اقبال دولتمندون کا استقبال پھر کیون نہ ایک شان سے کیا جائے ہ اور سفرنامے جیسے جغرافیہ ایسی ضروری معلومات کا انحصار اور جغرافیہ سے ملکی تجارت کو بہت بڑا گہرا تعلق ہے - انکی اسی طرح سے مٹی خراب ہو - اور ہم کیونکر اس خاص انتظار مین بہت کچھ ملکی نقصان برداشت نہ کرین کہ فلان ملک کی ملکی کیفیت کیا ہے وہان کے لوگ کس مذہب کے پابند ہین زبان کا حال کیا ہے تجارت کس قسم کی وہان فروغ پا سکتی ہے وغیرہ وغیرہ کس قسم کی نہایت مفید اور ضروری اطلاعین ہمارے سفرنامون مین ضرور ہونی چاہیئین اور ہر ایک سیاح کو جو ایک خاص مذاق سے خالی نہو صرف اپنے دلی شوق کو پورا کرکے اپنے تجربات بالکل صاف صاف عبارت مین لکھنے - ورنہ یہ کچھ ضروری نہین ہے کہ برابر پانچ چھ جز کا سفرنامہ لکھ ڈالیے اور اسمین ایک بھی بات پوری طرح سے نہ لکھے کہین شاہ ایران سے ملنے اور کہین خدیو مصر کی بارگاہ مین سرفراز ہونے کی طول طویل کہانی سنا کے وہی چہار درویش کی حکایتین یاد دلائیے اور اگر اور کچھ نہین تو سلطان ٹرکی کے ہان کسی حیلہ بہانے جا پہونچے لگے المہ علم کہنے - باتون باتون مین بڑے دعوے سے کہدیا کہ خدا سلطان کو ازل سے ابد تک سلامت باکرامت رکھے - حضور کی قدمبوسی کو آج ایک ایسا شخص یہان باریاب ہوا ہے جو تمام خاک پاک ہندوستان مین قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے - خصوصاً مسلمان تو آنکھ بند کے گویا پیچھے پیچھے تانتا لگائے پھرتے رہتے ہین مخدومی - کیا میرزی فراق تو از فرقت لیلی و مجنون ہم بسیار شاق است وغیرہم - القصہ انہی سب امور کی چھان بنان کرنے کے بعد بندہ اینجانب بھی اپنے سفر کے حالات اور اپنی کتاب الرحلت اسوقت ملک کے نذر کرنے سے ہاتھ اٹھاتا ہے اور جسطرح یہ مضمون ایک مختصر سرخی پر آغاز دیا گیا تھا اب اسی پر اسکو خاتمہ بتاکر بندہ اینجانب آپ سے رخصت ہوتا ہے کیسا سفر

اور کیسا سفرنامہ۔ ترمین یا جہانست تریا پڑن کبھی یا ہم رکھا ہی نہین گئے کتاب الرسالت کا خواب دیکھ

برین عقل و ہمت بباید گریست

راقم پنجاب خان از راولپنڈی

نظم لالہ ہرہری مصنف سفر برم بھوج

بہ تقلید نظم حضرت اشہری

کسقدر ہم شریر ہے دختر — نے بچے کا ؤ یعنی یہ اصغر
جب ذرا چشم خفتنی ہوتی ہے — توڑ لیتی ہے رسی کو تڑ تڑ
اور مدارا کے کھیت مین جاکر — سکا کے پکڑ لیتی ہے وہ بیر
ایک دن وہ بڑی ببیے کو — بھوس بھی سے جاکے لائی کتر
اپنی نہ ضعیفہ بہنے نے — صبح سے شام تک کیا اڑ بڑ
برملا گفت بر ۰ مانم صبح — لالہ بھیا جب لگی تھیسر
وقت طعنہاے عم سایہ — مجھ مین بھیا نہین ہے...
اب مین ہر گفتنی وا شعر رکر — بیج دیوؤن گا کل ہی موضع پر
کل مین ملنے گیا میان جی سے — مجھسے کہنے لگے آ آؤ تر
غیظ وغصہ کا کیا بیان ہو حال — غصہ سی کا پیتا تھا مین جھڑ جھڑ
شکر ہی جوب تھی نہ میرے پاس — ورنہ مولا کے دیتا مین طرطر
ہان یہ کہا نے امام مسجد کے — ہین بہت ہی شریف اور زر تر
جب مین جاتا ہون اُنسے ملنے کو — ایک اخبار دیتے ہین لاکر
اور کہتے ہین دیکھو یہ اخبار — سب سے برتر ہو سب سے اعلے تر
سبز پوشش ہو اُسکے اور سے — سبز پوشش ہو اسکی رنگ اندر
ہین مضامین اسکے چست و لطیف — لالہ جی دیکھے اسے جی بھر
کارخانہ ہے اسکا سب سے بڑا — سیکڑون لوگ نوکر و چاکر
کمرہ دفتر کا ہو گا ستر فیٹ — پنکھے انجن سے چلتے ہین فر فر
بیٹھے ہین کرسیون پہ منجھ کس — لمبا چوڑا ہے اتنا کمرہ پر
مین نے اُنسے کہا کہ اے مشفق — مین کسی طرح ہوتا یان نوکر
دبایا سچ نہین ہے یہ مشکل — بھیجدو ایک عرضی تم لکھکر
ہے کی امید کامیابی ضرور — کیونکہ سینہ ہے اشرفی پرور
بے فصل انب و خربزہ لیلو — کسطرح رکھتے ہین اسے کنکر
پنج تسلیم ہوتا ہون رخصت — دو نبجے جاتا ہون مین جو کا پر

ہرہری پر بھی چشم لطف رہے
ہو وہ لالن بڑا بڑا اشہر

راقم
ہرہری پرشاد متخلص بہ ہرہری

سلہ قابل ملامت۔ سلہ شریر کا افعل التفصیل
سلہ شریف تر۔ سلہ بہت مشہور

خوش قسمت کے بھائی اور کمبخت کا باپ

خوش قسمت۔ صاحبو یہ کیسا فضول ہیچ بیکا کا جھگڑا ہے آپ صاحبون سے ملنے کی فرصت نہین۔

ہر کہ بقامت کہتر بقیمت بہتر

جاپانی یورپین وضع مین

ایک۔ واللہ آپ نے تو کمال ہی کیا۔ آپکی اخوت اور بیمروتی کی قسم کھانا چاہیے۔ ہمارا تو یہ حال کہ قدمونکی جدائی مین زار و نزار ہو رہے ہین۔ زندہ رہے تو اس سہارے پر کہ ہمارے بھائی کو خدا نے یہ رتبہ دیا ہے۔

دوسرا۔ آپ خیال تو کیجئے کوئی اپنون سے ایسا بے دید ہو جاتا ہی ہم آپ تو ایک ہی گوشت پوست ہین ایک ہی لہو رگونین دورہ کرتا ہی اور اسی فخر پر دنیا مین جیتے ہین کہ آپکے رشتہ یگانگت عزیز داری کی عزت نصیب ہے۔

تیسرا۔ ہین آپ بھول گئے یاد کیجئے کوئی آپ کے چچا کے سسر کے بھانجے کے پھوپھا کے سالے کے خالو کے بہنوئی کے ماموں کی خالہ کے سالے کا بیٹا میں تھا اسی رشتہ قوی کے جوش نے مجبور کیا اور آپکی خدمت مین حاضر ہونے کا فخر حاصل کیا گیا ورنہ خدانخواستہ کوئی اور غرض مطلب نہین تھا۔

چوتھا۔ جناب نے ہمکو شاید نہین پہچانا مختصر سا پتا دیتے ہین اب تو آپ یقیناً گلے سے لپٹ جائینگے اور اپنے نسیان پر افسوس کرینگے۔ اے جناب ہم آپ ایک ہی دادا کی اولاد مین ہین۔

خوش قسمت۔ واہ یہ ممکن نہین۔ آپ سب صاحب

رشتہ دار ہون ورنہ ہم یون نا واقف نہین -

ایک - نہین بھائی صاحب مین نہ مانونگا - آپ بھولے ہین - خیر کیا ہوا مجھے کچھ رنج نہین خیر آج سے یاد رکھوگا کوئی آپ کا بھائی ہو - خیر دعا فیت کا شب و روز طالب ہون نثار - قوت بازو - جنکے ایک مان کے پیٹ مین پانون پھیلائے ہین -

خوش قسمت - ایسے بھائی کچا سون آتے ہین مین ایسون کی باتون پر دماغ پریشان نہین کرتا - رخصت خدا حافظ -

دوسرا - ہمارا خیال تو یقیناً آپ کو رہیگا اور خیال کیا معنی لہو جوش کھاتا رہیگا - اب آپ ایسے بھی سنگدل ہونگے کہ ہمارے رشتہ کو بھول جائینگے -

خوش قسمت - جناب یہ دنیا سازی کی باتین کر رکھئے یہان فرصت نہین اور نہ یاد آتا ہے کہ ایسا کوئی رشتہ دار ہو جو ہمسے اتنے دنون جدا رہا ہو - آپ بھی رخصت اب کبھی تکلیف نہ فرمائیے گا - کوئی ہے - دربان کو حکم دو آپ کو آنے دینے کی اجازت نہین نہ کوئی کام ہے -

تیسرا - کیون بھئے تو بتے وار بتایا - تو آپنے پہچان لیا ہوگا

خوش قسمت - ہان صاحب پہچان لیا - آپ کوئی عزیز رشتہ دار نہین - تشریف لیجائیے - فضول بکواس سے ہرج اوقات نہ کیجئے اور نہ کبھی تکلیف فرمائی کی زحمت اُٹھائیے -

چوتھا - ہمکو تمھنے سُننے کی ضرورت نہین آپ کی خود اغراض عزیز داری گردن پکڑکے سہی ٹھیک کرا مین گی اگر اسوقت نہین پہچانوگے - جاؤگے کہان -

خوش قسمت - جد خوش جد امجد مرحوم میرے ہوش سے پہلے آنجہانی ہو چکے تھے اگر کچھ بڑے بوڑھون کی زبانی خاندان کا پتا چلتا ہی تو یہی کہ ہمارے باپ چچا تتر بتر ہو گئے تھے - پھر اُنکی اولاد کا پتا کیا قابل اعتبار ہو سکتا ہے -

چوتھا - اجی اپ بھول گئے ہون تو مجھسے تفصیل وار سن کے یاد کیجئے - بھولیےگا نہین آگے کام آئیگا آپ جانتے ہین حضرت نوح کے بیٹے تھے وہ سنیے - حام - سام - اعتلام - یافث - انہین سے حام - سام - یافث کا حال لوگون نے کتابون مین لکھا ہی کیونکہ انکی اولاد ایسے ملکون مین رہی جو اکثر لڑتی جلتی لڑتی بھڑتی رہی - ہمارے تیسرے چچا ان تینون بھائیون سے بہت دور دنیا کے اُس سرے نکل گئے مفقود الخبر لاپتا ہو گئے کوئی سلسلہ نہ رہا - کتابون تک مین سورخون کی کمی معلومات سے ذکر نہ آیا - ہان ہم ایسے کھوجیون اور رشتہ دارون کا لحاظ رکھنے والون کے زبانون مین نام رہ گیا - چونکہ اُنہین چچا کی اولاد ہین ہین بڑے علم تھے ڈھونڈھ نکالا جوش خون تھا کہ یون بہزار دقت وصعوبت آملے -

خوش قسمت - یہ تو آپنے عجیب بات کہی واقعی علم تاریخ انسان مین ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا کچھ مفصل تو بتائیے اور یہ نام جو جد امجد مرحوم کا بتایا اسکے کیا معنی ہین

چوتھا - بھائی صاحب یہ علمی باتین ہین بغیر علم اشتقاق کی معلوم نہین ہو سکتی ہین - بات یہ ہی کہ ہمارے تیسرے چچا یعنی آپ کے جد امجد کا نام اعتلام اس سبب سے رکھا گیا کہ اور اولاد نوح یعنی حام - سام اور یافث تو حضرت کی صلب اور بیوی کے پیٹ سے تھے اور جناب اعتلام صاحب قبلہ تبجوانی کے بیٹے تھے اسی سے بعض مورخون نے اور ہدایتون مین شامل نہین کیا ... اُنکے حالات بھی قلم انداز کئے - لیکن حق یہ ہو کہ بچپر کی باتین اور واقعات کبھی کبھی خلاف عقل بھی ہوتی ہین لوگون کے اسی نظر انداز کرنیسے ایک واقعہ کی معدودیت تو لازمہ نہین آتی - اُسی کی وضاحتی سے آپ کا خاندان پھیلتا ہوا آ رہا - اب یہ انقلاب ہوا کہ بقول نسیم لکھنوی

ذرے کا بھی چمکے گا ستارہ
قائم جو زمین آسمان ہے

آپ کو خدا لے یہ رتبہ دیا جیسے جاپان کے ملک اور قوم کو یہ فخر حاصل ہوا کہ بڑے شہنشاہ نے اُنکے ہاتھون ذلت کی ذلتین اُٹھائین -

خوش قسمت - ہان یہ بات عقل مین آتی ہوئی ہے اور لحاظ کے لائق بھی ہو اگرچہ یہ تاریخی نام کسی قدر دھن کا ہے مگر بعض مذہبی اعتبار سے - وہ آجکل قابل لحاظ نہین

چوتھے - دیکھئے مل رہئے تو یہ چالین ہین اب آپ ہی سوچ لیجئے ہملوگون سے ملنے مین کیا کیا فائدے ہین

خوش قسمت - اجی مین سو کام چھوڑکے ایسون سے ملا ہونگا -

کمبخت کا باپ

کمبخت - ابا جان بلٹد شفقت فرمائیے بیمار ہون کھانے کو روٹی نہین آپ کیسے باپ ہین

باپ - کون ہو - چل - دور ہٹ

کمبخت - حضور مین آپ کی اولاد مین ہون جسکی تمنا دنیا کرتی ہے -

باپ - خدا نہ کرے ایسا بیٹا ہو - تو میرا بیٹا کیون ہونے لگا -

کمبخت - حضور یاد کیجئے کن منتون سے پیدا ہوا کن دنون سے پالا گیا

باپ - تجھ سا ملکا ... یہ آپ کی ارثاد ہے آیا ہے یہان جو ہماری کرنی ... خدا نہ کرے ایسی اولاد ہماری ہو

کمبخت - جی آپ کو ... یاد تو کیجئے بلکہ مان سے پوچھ لیجئے - نو مہینے اُنکے پیٹ مین رہا ہون آپ کو نہ سہی اُنکو تو یقیناً جوش خون ہوگا -

باپ - جا چلا جا - دور ہو سامنے سے کوئی ہی نکالدو اسکو آستانہ نہ پلٹے سنا م ... کرتا ہی - پولیس لے ... جلدیا ہے - حوالات کرے اسکو -

کمبخت - پھر اسمین آپکی بدنامی ہوگی -

باپ - ہوگی تو تیرے باپ کی - ہمسے کیا واسطہ -

کمبخت - اور آپ ہی تو باپ ہین -

باپ - جب مین سمجھے بیٹا ... - تو ہمیں ایسا بیٹا ہو سکتا ہے اجا کسی لاولد چوہڑے چمار کے ہان وہ تجھے راس بٹھائے گا -

کمبخت - آپ کے ہان بہتسے نوکر چاکر ہین - مجھے بھی غلامی مین رہنے دیجئے -

باپ - نہین ہم غلام بھی نہین بنا سکتے کچھ واسطہ تعلق ہمسے نہین ہو سکتا - ہم یہ بھی توہین اپنی سمجھتے ہین -

کمبخت - اچھا اگر آپ کو اس سے اکراہ ہی تو یہی مشہور کیجئے گا - پرورش کیا ہوا ہے -

باپ - یہ بھی گوارا نہین -

کمبخت - اچھا کہئے گا - ہمسایہ کا یتیم بچہ ہے -

باپ - ہمارا پروس بھی ایسون کا نہین ہو سکتا -

کمبخت - آخر یہ ناراضی کس بات کی ہی - خطا کیا ہی

باپ - خطا یہی کیا کم ہی تو ہمارے برابر نام آور نہین نہ کوئی کام تجھسے اب تک ہوا -

کمبخت - اسمین میری خطا کیا - دنیا مین کامیابی ناکامی بس کی بات نہین -

باپ - پھر کسکی خطا - تیری خطا یا تیری قسمت کی - بد قسمت سے ہم کوئی واسطہ نہین رکھ سکتے -

کمبخت - ہان یہ خطا بے شک ہی پھر اب کون تدبیر کرون

باپ - دنیا کے پردے سے اُٹھ جا -

کمبخت - آپ ہی نے پیدا کیا - آپ ہی دنیا سے اُٹھا دیجئے زہر دیدیجئے -

باپ - ہم کیون اپنے ہاتھون کو ذلت دینے لگے - جا خود ہی ناپید ہو جا -

کمبخت (چلکے) کاش آپ پہلے ناپید ہو جاتے کہ پیدا نہ ہوتا -

چوڑک پر اسقدر شور مچائیں گے۔
(شمشاد پھر آتا اور خادمہ کو پکارتا داخل ہوتا ہی)
شمشاد۔ خانم خانم ارے او کمبخت خانم یہ مین آ رکی ہی۔
مردار بولتی نہین۔
خادمہ۔ (گھبرا کر) سرکار حاضر ہوئی سرکار حاضر ہوئی۔
(جاتی ہے)
بیگم (شمشاد سے) ارے تمھین اسوقت ہو کیا گیا
کچھ واقعہ تو بتاؤ۔
شمشاد۔ کیا بتائین یہی محلہ والے پاجی ہین جیسے ہی
گھر سے نکلا ایک مجھے منھ چڑھانے لگا جب مین نے
ڈانٹا لگا گالیان دینے، اسپر مجھے تاب
نہ رہی اور مین نے ایک بڑا پتھر کھینچ مارا لیکن
کیا کہون وہ مردود بچ گیا اور سر پڑا سڑک
کی لالٹین پر اور سب شیشے ٹوٹ گئے۔ پولیس
کے سپاہی نے مجھے لپک کر گرفتار کیا تو تاوان
دید و نہین تمھارا چالان ہوگا دہی ورنہ اسے
پرکھڑا ہے (خادمہ کی طرف مڑ کر) لے یہ دو روپے لے
جو باہر سپاہی کھڑا ہی اسے دے آ۔ خانم روپیہ
لیکر چلدیتی ہی اور دل مین کہتی جاتی ہی۔
یہ پورا خبطی ہے لیکن کسی کو کیا ایک نہ ایک دن
جیلخانہ یا پاگلخانہ آباد کرینگے تب حقیقت
معلوم ہوگی۔
شمشاد (سوچتا ہے) یہ پاجی ابتک اپنے دل مین مجھے
شمو اسمجھتے ہین یہ نہین جانتے کہ اب ہم
شمشاد خان ہو گئے وہ وہ سزائین دلوائی ہون
کہ یاد ہی کرین وہ دن گئے جب مین لنگوٹی
باندھے گھوما کرتا تھا اب ہملوگ آجکل تو دو دو
ریسون کو انگلیون پر نچاتے ہین۔ ہو تہہ نہین جانتے
اس زمانہ مین پردہ ٹوٹ گیا اور خصوصاً اپنے
تو پوبارہ ہین۔ اب جو چاہین کھلے خزانے کرین
کوئی دم مار سکتا ہے۔

اولاً غذائے لوم لعبدہ گشتیم مشغ
علہ چون از ان شہود مسال سید مشوم
بی مین آتا ہے کہ ذکر یاجیو نکو بند کر کر
خوب ہی جو نے لگاؤن کو مقید مشوم

چونک کر) لاحول ولا قوۃ مین یہان میٹھا خیالی پلاؤ پکا رہا ہون
اور وہان اصلی مطلب گاؤ خورد ہو رہا ہے۔
(اٹھکر بیگم کے پاس جا بیٹھتا ہے)
شمشاد۔ بیگم مین دیکھتا ہون جب سے تمنے بڑھاوے سے دو دیکر
اپنے شوہر کو خدائی کا بے پانی کا راستہ بتایا

تب سے تم کچھ معلوم ہا کرتی ہو لیکن کیا کیا جائے وزارت
کے برباست اخیر جو ہوا سو ہوا اب میری رائے مین تم یہ غمی کا
سال ختم ہوتے ہی دوسرا عقد کر لو۔
بیگم۔ ارے بھائی تم اپنے منھ سے ایسی باتین ہو کہتے
شرم بھی نہین آتی۔
شمشاد۔ (اول تو اسمین شرم کی کوئی بات نہین اور
دوسرے یہ کہ یہان کوئی سنتا ہے؟
بیگم۔ خیر بہنے دیجئے بس اب مین اس سے زیادہ
نہین سن سکتی۔
شمشاد۔ مین مذاق سے نہین کہتا میان بختیار نے کل
مجھ سے یہ بات کہی تھی۔ اب آیندہ کا تمھین
اختیار ہی۔
بیگم۔ کون بختیار۔
شمشاد۔ اجی وہی مولوی مرحوم کا بڑا لڑکا
(خادمہ کو پکارتا ہی) خانم خانم یہان تو آنا
(خادمہ دوڑتی آتی ہے) حاضر حضور
شمشاد۔ آج صبح کوئی صاحب امیرانہ وضع قطع تو مجھے
پوچھتے ہوے نہین آئے تھے۔
خادمہ۔ جی نہین حضور۔
شمشاد۔ تو یقیناً اسے مطلق یاد نہین رہا (اینٹھتا ہی
اور اپنی اچکن پہنتا ہوا باہر چلدیتا ہے)
بیگم۔ (دلمین) اگر وہی بختیار ہے جسے مین نے کل دیکھا ہی تو مجھ بھی
کوئی ہرج نہین معلوم ہوتا لیکن پہلے دیکھ سن لینا
چاہیے۔ ستاری اٹھا لیتی ہی اور ایک آواز سے
گانے لگتی ہے۔

در دا کہ ندارد خبر آن سیمبر از من
من بیخبر از خویشتم و او بیخبر از من
بیمار توام سوئے من آخر قدمے نہ
زان پیش کہ آئی و نیابی اثر من

گاتے گاتے اتفاقاً ستاری کا تار ٹوٹ جاتا ہی اور
وہ اسکو فرش پر رکھکر خادمہ کی طرف متوجہ
ہوتی ہی کنڈی کھٹکھٹانے کی آواز آتی ہی اور
خادمہ اس طرف دوڑ جاتی ہی۔
خادمہ (لوٹ کر) ایک صاحب دروازے پر کھڑے مین
اپنا نام انور بتلاتے ہین کہئے تو انھین آنے دون
بیگم۔ مجھے تو معلوم نہین یہ کون صاحب ہین شاید
بھائی کے دوستون مین ہون۔ خیر آنے دو کچھ ہرج نہین۔
ڈراپ سین
(باقی)

آنچہ دانا کند کند نادان
لیک بعد از خرابی بسیار

آپ جانتے تبت کی گوشمالی کیواسطے ہماری سرکار بہادر
جو مستعد ہوئی ہی وہ نہ ملک گیری کی ہوس۔ نہ دولت کی
طمع سے۔ کیا وجہ کہ۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

تبت ایک چھوٹا سا ملک ہی اور وہ بھی آدھا معاش
کی دنیا مین۔ آدھا معاد کے اوس پار ہی مین۔ کیا معنے کہ
لاماگروے کے ماتحت ہی جنکا یہ حال کہ وہان کے مذہبی عقائد
کے موافق بار بار عالم بالا کو پوسٹ پیڈ ہو جاتے اور پھیر
لاوارث چٹھی کی طرح ڈاک کے واسطہ حوالہ کرنے فرستندہ کے
واپس ہو آتے ہین پھر بھلا ایسے دھوبی کے کتے کا ٹھکانا
کہان گھر مین نہ گھاٹ پر۔ ملک کی وہی کیفیت ہی جو شاعر
ادا کر گیا ہے۔

غم صبا دو بیم باغبان سے ہے
دو عملی مین ہمارا آشیان ہے

پھر سرکار بہادر اسقدر دون ہمت پست نظر خدا نخواستہ
کیون ہونے لگی کہ مٹھی بھر بودون کے واسطے بگلے کا شکار
کرے اور کوہ کندن و کاہ بر آوردن سے رقابت روس
کے شیرین کی خاطر فرہاد وار جوے شیر لانے کا سودا خام
پکائے
دست و باز و کو جو کچھ زحمت دیجاتی ہی محض بطور گوشمالی ہی۔
جیسے جناب مولوی ارسطو خود دوس (عبد القدوس)
صاحب مدظلہ العالی اپنے ناہنجار ناہموار۔ کودن کھلنڈرے
شاہ گیدڑ (شاگرد) کو کبھی کبھی سزا دینے پر مجبور ہوتے ہین
ورنہ خدا نخواستہ کوئی باپ مارے کا بیر تو ہی نہین۔ تقابل
اور مقاومت کا اندیشہ نہین۔ کہان راجہ بھوج کہان
گنگوا تیلی۔ بہادر اور سورماؤن کی حرب وضرب کے اعزاز
نصیب ہونے کو بھی حیثیت چاہیے۔ اگر کسی مچھر یا کھٹمل
یا پسو کو خبط ہو کہ اسکے ہلاک کرنے کو لارڈ کچنر ڈیوک آف
ولنگٹن نلسن۔ جنرل مارلبرس۔ توپ بندوق۔ مین آف وار۔ ٹارپیڈو۔ سرنگ سکوڈرن علم لیے بیٹھے مین
تو اسکی خود بینی ہی۔ جوئی بھی کہ بیٹھے گھی سے کھاؤ کیا
قابل گوش سیکڑون گوہر
گوش بھی قابل گہر ہے شرط

پس ایسے ہی وجوہ سے ہماری سرکار بہادر کی توجہ تبت
کی طرف ہوئی تھی سو وہ بھی ابتدا مین مشن کی صورت
مین۔ بعد کو جب معلوم ہوا کہ اس لنڈیرنے اس خفیف معاملہ کو

مکاری یا شائستگی

من مین شیخ فرید لغل مین انٹین

بندر کا پھوڑا بنتا جاتا ہی۔ مادہ فاسد سمٹ سمٹ کے دیکھو کہاں کہاں بسرطان بنتا جاتا ہی۔ تب اس دلدار چینی کا علاج مرہم کی عمل جراحی سے کرنا لازم آیا۔ لیکن آپ جانیے ڈاکٹر صاحب

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

پر عمل کرنے والے نشتر کے ساتھ مرہم پٹی سے بھی لیس ہے اگرچہ سیکڑوں تبتی فوج کو عدم کی سڑک لیو دے چکی ہے مگر پھر بھی رحم کے مرہم سے محروم کرنا نہیں چاہتی اور ظل الٰہی کی چھپتر ہی صلا دے رہی ہی۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

چنانچہ اسکو سن کے میاں ڈلائی لاما کچھ کچھ راہ پر آتے معلوم ہوتے ہیں اور چند اشخاص مشن یا مہم کی خدمت میں بھیجنے والے ہیں اب ہر روز انکا انتظار ہی اور امید کے خیالی گھوڑوں کا رسالہ دماغ ہو رہا ہی۔

یوں تو کچھ سمجھ تا ہوا نہو مگر تبت کی یہ حماقت یادگار رہے گی کہ آجتک برسوں کی گفت شنید اور بقول یورپ کے سمجھانے بجھانے کے راہ راست پر تو آیا نہیں جسقدر نرمی اور فہمائش کے چھینٹے دیے گئے اتش کے آٹے کی طرح اسی قدر اینٹھتا برتتا رہا۔ اب بعد خرابی بصرہ راضی ہوا۔ اس سے بجز اسکے کہ تبت نے سیکھ لیا ہو کہ آجکل کسطرح لڑتے اور کس طرح مرتے ہیں کچھ حاصل نہوگا اور اگر مطلب حاصل نہوا تو چھوٹی کھونٹی کی جنگ ایشیا و یورپ کا ایک نقشہ کوہستان ہمالیہ کے دامن پر بھی کھنچ گیا۔ شمال میں جاپان اور روس کی آویزش اور جنوب میں تبت اور انگلش کی گوشمالی۔

عشق و محبت کا اثر

امین آباد سے چوک تک کا سفر

کل سر شام سوئے چوک ہوا میرا گذر
سوانگ کی سبز پری پر پڑی ناگاہ نظر
دھانی پوشاک وہ پشواز کمر سے نیچی
چہرہ پر چھوٹا دو پوڈر۔ وہ بنائے ہوئے پر
بال کھولے ہوئے انداز ستم ڈھلائے ہوئے
ناز و غمزہ سے مٹکتی ہوئی آئی تھی ادھر
دیکھکر چشم فسون ساز گیا ہاتھ سے دل
اور جان صدقے ہوئی وہ دیکھ کے پتلی سی کمر
پیچھے پیچھے میں چلا اسکے وہ آگے آگے
چلتے چلتے گئی کلیا کے قرین جا کے ٹھہر
اور پھر کر یہ کہا مجھ سے کہ لالہ صاحب
عشق آسان ہی اوّل و لے آخر ہے خطر
گانٹھ میں آپ کے پیسہ بھی ہی یہ کہد یجیے
ورنہ وہ آپ کا رستہ ہے ادھر جاؤ ادھر
ہو کے قربان دل و جان کیا میں نے یہ عرض
پیسہ کوڑی کا ہے کیا ذکر محبت ہے مگر
اور اگر تم نہیں مل سکتی ہو بے پیسہ مجھے
بندہ مفلوک نہیں بلکہ میں ہوں صاحب زر
مسکرائی یہ سخن سن کے کہا پھر مجھ سے
دیکھو وہ سامنے زینہ ہے چڑھ آؤ ادپر
اس طرف بام پہ میں پہونچا ادھر سے وہ بھی
زینہ کی راہ سے میں آیا وہ پیچھے ہوکر
رات بھر میں رہا مہمان مقیم جاناں
صبح کو واپسی خانہ پہ باندھی جو کمر
مجھ سے فرمایا کہ کچھ خرچ عنایت ہو مجھے
اور یہ کہہ کے لیا جلدی مرا ہاتھ پکڑ
تمھارے پاس بھلا پیسہ کہاں یار عزیز
شرم و خفت سے لیا میں نے جھکا اپنا سر
اور کہا عجز و خجالت سے کہ الفت آثار
گھر تلک جانے دو لاتا ہوں میں گھر سے جاکر
میرا یہ کہنا تھا یکبار وہ غل کرکے پھری
اور دشنام دیے مجھکو بہت [۲] سر تا سر
غل سے مجمع ہوا اور چار طرف گھیر لیا
مار دو پکڑ وا سے لیجا ذ "پولس" تھا گھر

اور دو چار نے غصہ سے وہیں پٹکے مجھے
بغض اور کینہ سے دو چار لگائے [۳] سر پر
چونکہ تھا وقت سحر اور ہوئے تھے ضرور
بے اجازت ہوئی پیشاب سے دھوتی سب تر
ایک آفت تھی بپا چار طرف سے جتیا
جسطرح بن پڑا بھاگا میں وہاں سے چھپکر
اور گھر آکے میں جلدی سے چھپا کونے میں
بوڑھی مہری سے یہ سب قصہ کہا سر تا سر
اُسنے مجھسے کہا غصہ میں کہ دیا۔ دتا رام جانے میں نہیں دیکھوں کہیں اس سے بدتر
اور للائن کو بھی سب قصہ سنایا اسنے
سنتے ہی آگ بگولہ ہوئیں غصہ ہوکر
مجھ سے فرمانے لگیں ہو کے تری اوقات
دیکھو اب آج سے تم گھر سے نہ جاؤ باہر
خرخری عشق و محبت کا ہوا دی یہ حال
کوئی دنیا میں نہ بیسوا سے ہو آئی بے زر
راقم۔ بندہ خرخری پرشاد متخلص بہ خرخری

ہم بھی کشتہ تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

یوں کہنے کو تو سبھی کہتے ہیں ع
زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

مگر آجکل کی عقیل اور اقبال مند قوموں اور گروہوں کے حرکات اور وضع دیکھتے کہ سکتے ہیں کہ وہی اقبال مند اور دنیا سے بہرہ ور ہی جو نیچر کے مطابق چلتا پھرتا جیتا مرتا جیتا ہے۔

چنانچہ لندن میں اسقدر رنگ زمانہ اختیار کرنے کا شوق گلوگیر ہے کہ سنا ہی وہاں ایک گلوبند ایجاد ہوا ہی جو فصلوں کے مطابق گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہی یعنی جاڑوں میں دیکھو تو لالوں لال سرخا سرخ۔ برسات میں آپ جانیے اکثر رنگ کٹ جاتے ہیں لیس گلوبند بھی گلابی ہوجاتا ہی ادھر گرمیاں آئیں ادھر رنگت آسمانی شد۔ اور برف اور کہری کی فصل میں گلوبند ہرا کچوم ہوگیا۔ بھئی واہ! زمانے کی چگونگی نے کیا رنگ نکالا۔ اور انسان نے گرگٹ کی طرح کیا مطابقت نیچر کی۔

پھر جب کوئی قوم اسقدر خدائی کارخانے کی تعمیل کرے اور نقل اتارے تو کیوں وہ مقبول نیچر نہو اور کیوں بندگان خدا اسکی ہر بات میں متابعت نہ کریں بلکہ کچھ تعجب نہیں فرط محبت و انقیاد سے

---

[۱] طمانچہ [۲] یعنی جوتے [۳] یعنی لاتیں

رفتہ رفتہ یار کی صورت مری صورت ہوئی

کا مضمون صادق آئے یعنی انگریزی سوداگری کی برکت سے یہ لیشپی برکت ہمارے ملک مین بھی پھیل جائے تو تعجب نہین بجز جس وضعدار کو دیکھیے گا عیار نگ گلو بند بھی کوٹ پتلون کے ساتھ یہ وردی بھی نکلو گیسر

پیشتہ د۔ گردنم انگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

پڑھتا چلا آتا ہی۔ اور اگر ہندیون میں ہندیون مین مناسبت کی کشش اتصال سے کھنچ گیا تو اور بھی سونے مین سہاگہ ہوگیا۔ نیم کا کیڑا نیم مین بھلا لگا۔ راقم۔ رنگین رقم

درکار ہے

(کرورون من جھوٹ نفع خاطر خواہ)

معاملات تجارت بیچ۔ بیوپار مین خلقی قاعدہ ہی کہ جس جنس کا صرف کسی جگہ زیادہ ہوتا ہی وہین مہیا کیجاتی ہی آجکل دیکھا جاتا ہی اس جنس کی زیادہ مانگ ہی۔ بادشاہون کے دربارون سے اڈمنٹ آتے ہین ماوشما جسکو دیکھیے بے اسکے ایک دن زندگی کا بسر نہین کرسکتے اور مال کا یہ حال ہی کہ تھوک فروشون اور خردہ فروشون کے گودام خالی ہوگئے جسقدر ذخیرے گودام بھرے تھے۔ سب مین چوہے قلابازیان کھاتے ہین۔ روس اور جاپان کی لڑائی مین باوجود سخت قدغن کے بہت کام آئی۔ سچ پوچھو جسقدر گولہ بارود صرف نہوا ہوگا اُسقدر نامہ نگارون اور اخبارون کی بدولت یہ جنس اُٹھ رہی ہے۔ خوف ہی دنیا کے پردے سے یہ دوا آنکھ مین گھس لگانے کو میسر نہ آئے۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہی کہ جن صاحب کے پاس رتی ماشہ سے لیکر کرورون من تک یہ چیز ہو فوراً اطلاع دین اور اگر اس دنیا مین یہ جنس نہ ملے تو کسی دوسری دنیا سے لانے مین جو صرف ہوگا سب صرف مع نفع خاطر خواہ دیا جائیگا۔ مہیا کرنے کی کوئی تاریخ نہین میعاد بعید۔

المشتہر
لائر کمپنی جھوٹ نگر

برائے فروخت

ہمارے گودام مین کرورون من جھوٹ کے کوٹھے کے کوٹھے زمین سے چھت تک بھرے پڑے ہین بلکہ بہت کچھ برسات کھاتے کھاتے سرد پایا جاتا ہی پس جسطرح انگریزی سوداگر مور۔ دہائٹ وے لیڈلا وغیرہ کلیرنس سیل کرڈالتے

ہین اسی طرح ہم اس جنس کو نکالنا چاہتے ہین۔ جن حضرات کو جیسے لڑنے والے یا قانوندان یا مقدمات یا جنگی خبرین لکھنے والے درکار ہون سو روپیہ کمیشن پر خرید سکتے ہین۔ یقین ہی ایسا موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ اور نہ ایسی جنس ملے گی۔

المشتہر
ابلیس کمپنی باطل گنج

تازہ خبرین

۳۰ جون۔ لندن۔ ۲۵ ماہ حال کو لیننگ مین ایک سخت جنگ واقع ہوئی۔ جاپانی قابض ہوئے۔

جاپانیون کی دوسری فوج جو ریلوے پر بڑھ رہی تھی وہ اول فوج سے مل گئی ہے۔

زار روس نے کل کرانسٹاڈ مین جنگی جہازون کو ملاحظہ کیا جو اقصائے مشرق کو جانیوالے ہین۔

زار نے کام کرنے والون کو ایڈریس کیا کہ وہ بطور حب الوطنی کے فرض کے حتی الوسع اُن جہازون کو مکمل کرین اور سپاہیون کو ایک دن کی زائد تنخواہ عنایت فرمائی۔

ولاڈو وسٹاک کے بیڑہ جہازات کے تارپیڈو تباہ کن شہر پر حملہ کر رہے ہین۔

ایک روسی بیڑہ جہازات جنسان نے جسمین تین کروزر اور روس تباہ کن اور تارپیڈو کشتیان شامل ہین۔

جاپانی آبادی پر ایکسو اسی گولے سر کئے ہین۔

روٹر کا نامہ نگار نیوچوانگ بیان کرتا ہی کہ روسی تباہ کن بردکاف بندرگاہ آرتھر سے یہان داخل ہوا۔ اور گنبوٹ سیوچ کے برابر ٹھہرا۔ کمانیر نے ۲۳ تاریخ کو روسی جہازون کے غرق کرنے اور نقصان پہونچانے سے انکار کردیا ہے۔

روس نے درخواست کی ہی کہ اسکے بیڑہ بالٹک کو فرانسیسی بنادر مین کوئلہ بار کرنیکی اجازت دیجائے جو مشرق بعیدہ کو جائیگا فرانس کی بے تعلقی کے شکست کے بدون ممکن ہو۔

جنرل کروپٹکن اطلاع دیتے ہین کہ جاپانیون کے پاس جنھون نے فنشیو لنگ پر قبضہ کیا تھا تیس بٹالین تھین۔ وہ تسلیم کرتے ہین کہ روسیون کا نقصان نہایت سنگین تھا۔

جسکے گرد خندقین اتار کے جنگلے قائم کئے گئے تھے ۲۶۔ اور ۲۷ تاریخ کو سخت جنگ واقع ہوئی۔ روسیون نے فوراً اشٹین

چھوڑدین اور اُنکے اٹھاسی آدمی اسیر ہوئے جاپانیون کے مقتولین اور مجروحین کی تعداد ایکسو ستر ہے۔

جاپانی موتین لنگ سے لیاؤ یَنگ کو اس ارادہ سے بڑھ رہے ہین کہ روسیون کا سلسلہ آمد و رفت قطع کردین اور جنرل کروپٹکن مع ایک بڑی فوج کے ہیچنگ کے علاقہ مین جنگ کر رہے ہین۔

یکم جولائی۔ لندن۔ تباہ کن جہاز براکوف آدمیون سے اسوقت بھرا ہوا تھا جب وہ یہان داخل ہوا تھا اُسکے آگے کی توپ خالی تھی بظاہر تھا کہ وہ کسی ایسی جنگ مین مصروف تھا جسمین اور جہازون کے بقیۃ السیف لوگون کو بچایا تھا۔

۲ جولائی۔ لندن۔ روسی کانسل کہتا ہی جہاز براکوف کے داخلہ کی خبر ہی۔ یہ بھی بیان ہی کہ ایڈمرل ٹوگو کے بیانات جو ۲۳ ماہ گزشتہ کے معاملات کے بارہ مین ہین بالکل غلط ہین۔ ہمارے تمام جہازات صحیح و سالم ہین۔

ایڈمرل الگزیف رپورٹ کرتے ہین کہ زار روس کو بندرگاہ آرتھر کے بحری کمانیر نے اطلاع دی ہی کہ جہازات نووک اسکولڈ سباسٹپول ڈیانا پولٹاوا۔ زاروچ۔ پوبیدا پرسویٹ۔ ریٹویزن۔ بایان اور پلاڈا ۲۳ ماہ گزشتہ کو لنگر باڑی سے نکلے اور جنوبی جانب بیس میل تک گئے اُسوقت جاپانی بیڑہ جہازات نظر آیا جسمین پانچ جنگی جہاز سولہ کروزر۔ تیس تارپیڈو کشتیان تھین۔ کمانیر بیان کرتا ہی کہ غنیم کی اعلی طاقت کا خیال کرکے مین بندرگاہ آرتھر کو واپس جانا مناسب سمجھا اور لنگر باڑی مین پہونچا جہان ہمارے جہاز لنگر زن ہوئے۔ جاپانیون نے برابر تارپیڈو کشتیون سے ہم پر حملہ کیا لیکن ہمنے کامیابی کے ساتھ اُنکو پسپا کردیا۔ صبح کے وقت ہمارے تمام جہاز بندرگاہ مین داخل ہوئے جاپانیون کی کم از کم دو تارپیڈو کشتیان غرق ہوئین۔

جنرل کروپٹکن رپورٹ کرتے ہین کہ جاپانیون نے سلسلہ کوہستانی جنگ کے سوا ہر مقام پر پیشقدمی ملتوی کردی ہی اور وہ اب تاشیچیا اور شمالی فنگ ہانگ چنگ کے ملک سے بجانب مشرق واپس جا رہے ہین۔

روسی اب حملہ کی کارروائی کر رہے ہین اور انھون نے ۳۰ ماہ گزشتہ کو دورہ تالنگ پر دوبارہ قبضہ کرلیا ہے۔

فوشین لنگ پر بھی دوبارہ قبضہ کرلیا گیا ہی اور مسٹی ہنکو کا سک (جاپانی رسالہ) قتل کردیا گیا ہی جو سیون تاشیچیاؤ کی سڑک پر ایک جاپانی بریگیڈ تھا۔ تمام مورچون سے جاپانی واپس جا رہے ہین۔

ایڈمرل کامیمورا نے جزیرہ تسوشیما مین یکم ماہ حال کی رات

کو ولاڈیو وسٹاک کے بیڑہ جہازات پر حملہ کیا ولاڈیو سٹاک کا بیڑہ ایڈمرل کامیمورہ کے بیڑہ جہازات سے بچکر نکل گیا اور اسکے بچکر نکل جانے کا سبب تاریکی اور کہرو تھا۔ کامیمورا پر کی شیما اور تسو شیما کے مابین پانچ میل کے فاصلہ پر روسی بیڑہ کے قریب پہونچے۔ روسیون نے حملہ کرنے والی تارپیڈو کشتیون پر گولہ باری کی اور دفعتہً اپنی روشنی گل کردی اور تاریکی مین غائب ہوگئے۔

گیانتسی۔ ۲۸ جون کو خانقاہ خیچن کو فتح کرنے وقت جو لوگ کام آئے وہ کلہ بکلہ جنگ مین مقتول ہوے فقط کپتان کرسٹر قلب مین گولی لگنے سے ہلاک ہوے باقی سب لوگ تلوارون سے زخمی ہوکر کام آئے۔

۲۶ جون کو مقام ننگی مین جو جنگ ہوئی اُسمین اندازہ کیا گیا کہ ایک ہزار سے زیادہ اہل تبت خانقاہ پر قابض تھے کپتان شیرڈانجیر نے خانقاہ کی دیوارین اڑانے مین خوب کام کیا جس شخص نے کپتان کراسٹر کو مارا تھا اُسکے ہاتھ سے خوب بچے غنیم کے مورچے بڑے ہی زبردست تھے چونکہ دھاوہ کرکے فتح کرلیے گئے ہین تو اب قلعہ کلان کے باب مین منجم بہت بیدل ہوجائیگا اور سمجھیگا کہ وہ بھی یون ہی فتح کرلیا جائے گا۔

... کا ...

پیش بہا انعام ... ہزار

پنجہزار روپیہ انعام

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معززانگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار۔ سیل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھاسکین۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپے ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم مبلغ تین روپیہ ہے۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فیتولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔

پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

تازہ سندات

اسسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مکرم بندہ تسلیم مین آپکے قابل قدر ممیرے کے سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہون حقیقت مین جیسا آپکے اشتہار مین لکھا ہے اس سے بھی کئی درجہ بہتر ہے۔ مین نے چشمہ کا لگانا چھوڑ دیا اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہون
المراقم۔ رادھا کشن گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چوڑی گران۔

(۲) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریون کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا۔ مین آنکو جنکی آنکھون مین دائمی شکایت ہے بڑی زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند دخارش و سرخی چشم کیواسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا اور سچ یہ ہے آپنے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے سرمے سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔
المراقم۔ پنڈت گنگا رام صاحب حضور نواب صاحب بہاولپور

تازہ سندات

اسسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۳) جناب من۔ میری آنکھون مین ایک مرض تھی جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر و ڈاکٹر کیلب صاحب بہادر کے علاج سے کچھ فائدہ نہوا آپکے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھند اور کم طاقتی بیماری چشم مین ہے اور ایک تولہ سفید بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین۔
دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب والی ملک ترکستان

(۴) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال پر نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھونکی بیماریون کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھ کو تروتازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے آجتک کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی
راقم۔ نواب محمد حیات خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی سابق ڈویژنل و سشن جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند۔

(۵) جناب سردار صاحب تسلیم۔ آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا مین تصدیق کرتا ہون کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کیلئے بہت مفید ہے میری آنکھین بہت کمزور تھین لگاتار ایک پہر کام کرنیسے معذور ہو جاتا تھا اب میری یہ کیفیت ہے کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کرسکتا ہون
راقم۔ حافظ میان خورشید محمد خان خلف نواب حسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال

پنجہزار روپیہ انعام ... سندات ... ۱۹۰۱ ...

دوکو نہ رنج و عذابست جان مجنون را
بلائے غصہ زیکسو و خشم از دیگر

دو بیبیون کے بیچ سے یارب خدا بچائے　　دشمن کو بھی تو ایسی مصیبت نہ یہ دکھائے
عاقل وہ پاس انکے کبھی بھول کر نہ جائے　　دو بیبیان وہی کرے جسکی کہ شامت آئے

لڑتی ہو ایک داڑھی پکڑتی ہے دوسری
سر مونڈتی ہو ایک جھگڑتی ہے دوسری

دن رات تو تو مین مین کی ہوتی ہین بالیان　　ہر وقت قصہ قضیہ ہے بجتی ہین تالیان
سائے ہین گر ادھر کے ادھر کی ہین سالیان　　یہ کوسین کاٹین اور وہ دین بڑھکے گالیان

لڑتی ہو ایک داڑھی پکڑتی ہے دوسری الخ

دیکھا اسے میان نے کہ تو جل کے رہ گئی　　چھاتی پہ اپنے مونگ دلی۔ دل کے رہ گئی
رنج و الم مین ہاتھ ملے مل کے رہ گئی　　جوش غضب مین بڑھ گئی۔ کب جل کے رہ گئی

لڑتی ہے ایک۔ داڑھی پکڑتی ہو دوسری الخ

اسکو کبھی جو دیکھا تو وہ بھی بھڑ اٹھی　　یہ رشک آیا، غصہ مین خود کو جلا اٹھی
سیل غضب سے جنگ کا طوفان اٹھا اٹھی　　کیسا محلہ، شہر کو سارے بہا اٹھی

لڑتی ہے ایک۔ داڑھی پکڑتی ہو دوسری الخ

اس سے کیا کلام تو وہ دوسری کٹی　　مارے حسد کے دوڑ پڑی پاس جا ڈٹی
اک دو چلی کٹی نہین۔ دو چار چٹ پٹی　　یون بکتے بکتے جوتیون مین دال پھر بٹی

لڑتی ہے ایک۔ داڑھی پکڑتی ہے دوسری الخ

دونون زبان ور ا‌ہین دونون ہین بلیان　　آپس مین ایسی لڑتی ہین جس طرح بلیان
کوچہ کی چہ لڑکے بھی دے دے کے تالیان　　سب جمع ہوکے خوب بجاتے ہین تلیان

لڑتی ہے ایک۔ داڑھی پکڑتی ہو دوسری الخ

گر یہ کہے کہ ہمکو چین ہوا بیان نہو　　تو وہ بھی پھر سنائے غضب ایا ہین ہو آن نہو
پھر کہنے ہی کی بات ہے، شور و فغان نہو　　ممکن نہین کہ آگ لگے اور دھوان نہو

لڑتی ہو ایک۔ داڑھی پکڑتی ہو دوسری الخ

ہین بال بچے گھر مین تو جھگڑا اور رنج ہوئی　　دونون مین پیشتر سے کہین بڑھکے جنگ ہوئی

دنیا سمٹ کے صورت مور و ملخ ہوئی　　یہ خانہ جنگی کیا ہوئی جنگ بلخ ہوئی

لڑتی ہو ایک۔ داڑھی پکڑتی ہو دوسری الخ

گر یہ ادھر سے دیتی میان کی دہائی ہے　　تو وہ ادھر سے کھنچتی ہے۔ شامت آئی ہے
رسوائی ہے فضیحتی ہے جگ ہنسائی ہے　　کہتی ہو یہ خدائی۔ نئی کب دہائی ہے

لڑتی ہو ایک۔ داڑھی پکڑتی ہو دوسری الخ

مودھو میان لرزتے ہین عزت کے خوف سے　　ہین دم دبائے تازہ مصیبت کے خوف سے
کچھ کچھ ڈراتے بھی ہین نصیحت کے خوف سے　　ڈرتا اگر ہے کون حماقت کے خوف سے

لڑتی ہو ایک۔ داڑھی پکڑتی ہے دوسری الخ

شوہر نے لاکے دی ہو اگر اک کو کوئی چیز　　طعنہ آگیا یہ اسنے وہ کیونکر نہو عزیز
اسنے کہا ہند ڈر، تو اسنے کہا "کنیز"　　دونون مین جب چلی تو چھوڑانے لگے یہ حیز

لڑتی ہو ایک۔ داڑھی پکڑتی ہو دوسری الخ

کہتی ہے وہ کہ میرا الگ اک مکان بنے　　یہ کہتی ہو کہ گھر مین مرے بھی کنوان بنے
فرط الم مین بت سے کھڑے ہین میان بنے　　آپس مین اسطرح کی بنے پھر کہان بنے

لڑتی ہے ایک داڑھی پکڑتی ہے دوسری الخ

اسکی زوجہ یہ ضد ہو کہ تم میرے ہان رہو　　اصرار اسکا یہ ہو "ہمیشہ یہان رہو"
وہ جان دیتی ہو "مجھے رد جو دان رہو"　　یہ پیٹتی ہو ہائے یہین تم میان رہو

لڑتی ہو ایک۔ داڑھی پکڑتی ہو دوسری الخ

وہ کہتی ہو کہ میرے ہان غلہ نہین رہا　　اسکا تقاضا یہ ہے کہ "کپڑا نہین رہا"
وہ جھینکتی ہے کیا کہون سودا نہین رہا　　یہ بک کے جان کھاتی ہے پیسا نہین رہا

لڑتی ہو ایک۔ داڑھی پکڑتی ہو دوسری الخ

کہتی ہو وہ "مجھے تو ضرورت ہے شال کی"　　فرمائش اسکی یہ ہے منگا دیجئے پالکی
کوئی تو سر کی لیتی ہے اور کوئی تال کی　　یون نہین نکالتی ہین غرض کھال بال کی

لڑتی ہو ایک۔ داڑھی پکڑتی ہو دوسری الخ

تقسیم ہو گئی ہین جو آپس مین باریان　　اسپر بھی چلتی رہتی ہین چھریان کٹاریان
پانون کسے مانگنے پہ وہ دیتی ہے گالیان　　یہ کہتی ہے کہ ذمہ نہین میرے چھالیان

لڑتی ہو ایک۔ داڑھی پکڑتی ہو دوسری الخ

اندھیر گھر مین یہ ہے دیا تک نہین جلا　　اور بیٹھنے کو فرش نہین کیسا بوریا
سالن بھی ردکھا پھیکا سا گھی کا نہین پتا　　شوہر جو بے مزہ ہو تو اسپر ہے یہ مزا

لڑتی ہو ایک۔ داڑھی پکڑتی ہے دوسری الخ

یہ کہتی ہو "جلا مین کیا، روغن نہین رہا"　　کہتی ہو وہ "پکا مین کیا ایندھن نہین رہا"
وہ دانت پیستی ہو کہ "منجن نہین رہا"　　رو رو کے منہ یہ دھوتی ہو "صابن نہین رہا"

لڑتی ہے ایک۔ داڑھی پکڑتی ہو دوسری الخ

یہ کہتی ہے "کسی کو نہ ہمرہ کھلائیے"　　"دیکھئے زیادہ خرچ تو مہمان بنائیے"
وہ کہتی ہے "گرہ سے تما کو منگائیے"　　"باہر کا خرچ ہم کو نہین دیتے جائیے"

لڑتی ہے ایک داڑھی پکڑتی ہو دوسری الخ

سفرہ پر آیا کرتی ہین گنتی کی روٹیان　　دو چار چمچے شوربہ دو ایک بوٹیان
مانگو جو بیش شور مچاتی ہین موٹیان　　خاوند کو ہزار سناتی ہین کھوٹیان

لڑتی ہو ایک۔ داڑھی پکڑتی ہے دوسری الخ

شوہر کی انکو خاک محبت نہین رہی　　توقیر کچھ نہین رہی عظمت نہین رہی
آنکھون مین نام کو بھی مروت نہین رہی　　شرم و حیا نہین رہی غیرت نہین رہی

سرحدی دیو کا بند راستہ

مہذب بیل

غالباً اس عنوان نے یہی خیال دلایا ہوگا کہ جسطرح ملیبا ین لنگور پنکھا کھینچتے یا بندر نقلین اتارتے تو مین چھوڑتے کبوتر نامہ بری کرتے طوطی قندیل لیکر چلتے ۔ طوطا مینا پٹر پٹر باتین بناتے مینا جرفشتی یا اکثر سرکسون مین گھوڑے کتے ۔ بندر ۔ بکرے ۔ ہاتھی ۔ ریچھ ۔ شیر وغیرہ وغیرہ جانور بیسیون ہی دلخوش کن حیرت انگیز تعجب خیز کرتب کھلاتے ہین ۔ اسی طرح شاید کوئی بیل بھی گڈ مارننگ ۔ شیک ہینڈ یا کوئی اور مہذب رسم و رواج سیکھ گیا ہو ۔ یا شاید کسی کلاے سے کورٹ شپ کی ٹھہرا دی ہو ۔ آخر اس زمانہ مین جبکہ ہندوستان کا چپہ چپہ تہذیب سے خالی نہین جبکہ انسان تو انسان وحشی حیوان تک اُس سے مستفیض ہین ایک بیچارا بیل ہی کیون اس سے محروم رہے ۔

ایک بیوقوف انسان کے مقابلہ مین تمثیل استعمال کیجاتی ہو کہ کیا اب تمھارے سینگ نکلین گے ۔ ”پھر اسکے تو سینگ بھی موجود ہین ۔ اب کیا کسر باقی رہی ۔ واقعی اگر ایسا ہو تو اسمین بھی کوئی استحالہ نہین لازم آسکتا اور ایک پہلو سے اگر غور کیا جائے تو حقیقتاً ہی بھی آپ کے ہندوستان مین محاورہ ہی کہ کسی احمق کو گدھے یا بیل سے مخاطب کیا کرتے ہین ۔ اکثر آپ نے بھی کسی کو کہا ہوگا کہ تم تو نرے بیل ہی رہے یا بھیا کے باوا ہی ہو ۔ غرض جو کوئی زیادہ حماقت کا مرتکب ہو وہ سزاوار اس خطاب کا مرتکب سمجھا جاتا اور ہو جاتا ہی ۔ اسپر یہ الفاظ بیب بھی جانتے ہین ۔ اس معنی کہ ملک مین بہت سے ایسے تعلیم یافتہ جنٹلمین نکلین گے جو باوجود لمبی چوڑی ڈگریان حاصل کرنے ولایت جاکر پڑھنے کے بعد بھی ملک و قوم کیلئے تو بھیا کے باوا بیل ہی رہے ۔ یون وہ بھی مہذب بیل کہے جانے کے سراسر سزاوار ہین اب اگر یہ کہا جائے کہ ایک بیل کورٹ شپ یا گڈ مارننگ ۔ شیک ہینڈ کرتا ہی تو کیا بیجا ہوگا اور پھر ایک کورٹ شپ یا گڈ مارننگ ہی پر کیا وہ تو جانے کیا کیا اور بھی کچھ کرتے ہین ۔

خیر یہ تو تھی ایک بیجر تحریر ۔ اب مطلب کی بات سُنئے ۔ اس روشن زمانے مین جبکہ ملک بھر پر نئی روشنی کے چار چاند لگے ہوے ہین ۔ یہان صرف ایک ہی سائکل ہی اور وہ بھی ایک پردیسی لالہ صاحب کے زیر ران ۔ حسب عادت لالہ صاحب ایک دن اسپر ڈنٹے قصبے کے کسی حصہ مین سیر گشت کر رہے تھے سامنے سے ایک بیچارا اندھا لکڑی ٹیکتا چلا آتا تھا آپنے حسب دستور متنبہ کرنے کے لیے گھنٹی بجائی ۔ اندھے کے کان کھڑے ہوے اور چوکنا ہو کر وہین کھڑا ہو رہا مستعدی سے لاٹھی سنبھالی پر سمجھے بچے گا مگر وہ راستہ سے نہ ہٹا ۔ اسپر لالہ جی نے قریب آجانے پر پھر گھنٹی بجانیکی تکلیف گوارا کی اور پہلے سے سختی کے ساتھ وہ پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوا بلکہ جوہین اُسنے یہ اندازہ کر لیا کہ گھنٹی والا اسکی زد مین بخوبی آگیا ۔ جھٹ پینترا بدل ایک لاٹھی رسید کر ہی تو دی ۔ لالہ جی کے فرق مبارک پر ادھر تو تڑاق سے جریب پڑی اُدھر حضرت دھم سے نیچے سڑک پر آرہے ۔ سائکل بھی گر گرا پڑی ۔ لالہ جی کے گرنیکا دھماکا جو ہوا تو پھر لگے اندھے میان بے نقط سُنا سُنا کر شور وغل کرنے کہ ”بھائیو مین تو خیر اندھا ہی ہون مگر ان لوگون کے منھ پر بھی آنکھین نہین معلوم ہوتین جو یون شاہراہ عام پر بپھنے مرکھنے وحشی بیل بلا چرواہے بے ناتھ چھوڑ دیا کرتے ہین ۔

سائکل سوارون کو نئے سال کا یہ نیا خطاب مبارک ہو اور خواجہ حالی کو شمس العلما کا اعزازی دُم چھلا سزاوار ۔

(راقم ۔ مسٹر لافر)

میرزا لا اُبالی کا سگار

عالم مین آج بجتی ہے نوبت سگار کی — دنیا تمام کرتی ہے عزت سگار کی
فیشن ہی کی گویا روح ہے الفت سگار کی — سوسائٹی مین ہوتی ہو عظمت سگار کی

ہندوستان مین اب ہے حکومت سگار کی

موچھون کو کیون نہ بل دے نزاکت سگار کی — گرمی نہ کیون دکھائے یہ حدت سگار کی
حقّے ہی جب بنے ہین رعیت سگار کی — واجب ہی حقہ والون کو خدمت سگار کی

ہندوستان مین اب ہی حکومت سگار کی

حقّے کی سر دہین وہ دھوان دھار گرمیان — دونون کی فرد ہین وہ دھوان دھار گرمیان
خجلت سے زرد ہین وہ دھوان دھار گرمیان — ذلت کی گرد ہین وہ دھوان دھار گرمیان

ہندوستان مین اب ہی حکومت سگار کی

کھائی شکست حقون نے سارے جہان کے — ایران و روم و چین کے اور سیستان کے
دم مین دھوئین سے اڑگئے کیا آن بان کے — سب پیچ ہین نکال دیے پیچوان کے

ہندوستان مین اب ہی حکومت سگار کی

پہلے کا جو دماغ تھا وہ سب گیا ہے جھڑ — تھی خوشبو اجو گڑگڑی اب ہے اُسمین سڑ
کہتے تھے پہلے پیند جسے اب وہی ہو بڑ — پہلے تو ذی حشم و ادمی اب رہگیا ہو دم

ہندوستان مین اب ہی حکومت سگار کی

دن رات باغ باغ جو ہنستی تھی جو کلی — پژمردگی مین اب تو پڑی ہے ملی دلی
دکھلائی شعلہ خوئی مگر آپ ہی جلی — منھ آئی اسکے لاکھ نہ پر دال کچھ گلی

ہندوستان مین اب ہی حکومت سگار کی

پانی سا پھر گیا ۔ نہین اگلی ملک چٹک — آوارگی مین دیتی ہو اب جان بھٹک بھٹک
سٹی ہی سٹ پٹا کے سنک مین ۔ یہ کچھ سنک — پیدا نہین ہی راس کماری سے تا اٹک

ہندوستان مین اب ہی حکومت سگار کی

فرشی کی بھی نہ آج تو مٹی پلید ہے — گویا سبھی غلاظتون کی وہ کلید ہے
کب حال اسکا قابل دید و شنید ہے — وہ رات شب برات ہی وہ دن عید ہے

ہندوستان مین اب ہی حکومت سگار کی

کہتا ہی دم مدار ،، نہ اسدم مدار ریا — پھرتا ہی مارا مارا فقیرون مین جابجا
نفرت سے منھ لگاتا نہین کوئی بھی ذرا — چلو مین لے کے پانی نہ ڈوبے وہ کربلا

ہندوستان مین اب ہو حکومت سگار کی

جل بھُن کے گل سی ہو گئی دیکھو حسد ہی یہ — سگریٹ سے چلم کو بھی اللہ کد ہے یہ
اپنی ہی سُرخروئی مین کچھ شد و مد ہی یہ — گو لاکھ خود کو پیش کرے پھر بھی رد ہے یہ

ہندوستان مین اب ہی حکومت سگار کی

یہ کچھ ہی سوختگی ہے خمیرہ سیاہ رو — کب تک اُٹھائے روز کی اس سخت کوفت کو
دم خم وہ سب نکل گیا ۔ ہی خوار کو بکو — کس منھ سے سامنا کرے کیا آئے رو برو

ہندوستان مین اب ہی حکومت سگار کی

نے بھی تو زار زار نیستان مین بن مین ہے — دنیا کی سرد مہری سے رنج و محن مین ہے
دلکش وہ اُسکا حسن نہ اب بانکپن مین ہے — گرمی نہ گفتگو مین نہ جادو سخن مین ہے

ہندوستان مین اب ہی حکومت سگار کی

غصے مین لال لال تو اہو رہا ہے آج — نیل اسکا بھی زمانہ مین بگڑا پڑا ہے آج
پہلے تو چاہتے تھے اگر کوئی پوچھتا ہی آج — اسکا بھی وہ دو دیکھئے تو لا دوا ہے آج

ہندوستان مین اب ہو حکمت سگار کی

ساقی الگ کو عرق ہو تو کچھ دردمند سہی — دوکان جدا ہے بند ہڑی تجیبہ ہند کی
نقصان بھی اُٹھاتا ہو ساقی، گزند بھی — ان چارہ کار کچھ بھی نہین جز بہ بند گی

ہندوستان مین اب ہو حکومت سگار کی

ہندوستان مین روس و جاپان

دنیا بے فکرون سے خالی نہین اجب تک ہندوستان مین اخبارون کی بکثرت نہ تھی بے فکری کے اور بہت کچھ مشاغل ہونگے مگر ابتو دنیا کے کسی حصہ مین لڑائی جھگڑا قصہ تضیہ ہو۔ اخبارون کے طفیل تو خیر کیا ہندوستانی بے فکرون کی بدولت آپ وہ مورچہ بندی قلعہ شکنی وہ جنگ یہین ملاحظہ کرلین گے۔ آجکل جبکہ روس اور جاپانی جنگ سے کل اخبار رسالے۔ تار وغیرہ پُر نظر آتے ہین تو کیا معنی کہ زمانہ کی تھیٹر مین جہالت کی اسٹیج پر بھی وہی معرکہ آرائی صف بندی نہ دکھی جائے لیجیے ہم آپ کو۔ روسی و جاپانی نبرد آزما یہین دکھائی دیتے ہین۔ اور خالی خولی نہین عین میدان کارزار مین منہمک عرصۂ رزم مین سرگرم۔ ملاحظہ کیجئے وہ چند معتدل روشنی والے ایم (حشی) اخبار بینی کے جدید شوقین (جو اکثر دوسرون کے ہی اخبار مانگ تانگ کر دیکھا کرتے ہین) مجمع مین چلئے ہم بھی دیکھین کیا کیا پولیٹکل معاملات طے ہو رہے ہین۔

ایک۔ بھئی واللہ کیا بہادری ہے۔ ارے میان ...... دیکھو اسے کہتے ہین شجاعت۔ جنرل کروپٹکن ایسے جنرل کو وہ ٹیکا دیا چار دن شانے چت بارہ بارہ کوس کہین سوراخ مور و مار نہ ملا جو ہی کا بل ڈھونڈھتے ہین جو ہی کا۔ واہ جاپان۔ بچّے شاباش۔ شاباش۔

دوسرا۔ (مونچھون کو تاؤ دیتے ہوئے) تم بھی نرے پاگل ہو۔ کسے مارا۔ کہان مارا۔ زبردستی کو بھی شور مچا رکھا ہو۔ سمجھتے وجھتے خاک نہین۔ بس لگے خواہ مخواہ کو غل کرنے۔ بتائیے تو کس اخبار مین ہو؟ (حقارت آمیز نظر سے اسکو دیکھتا ہے)

وہی پہلا۔ آپ کو کوئی اخبار بھی دیکھنے کو ملتا ہو یا یونہی تردید پر اڑے رہتے ہین۔ اور تردید بھی کسکی؟ جاپانی مصدقہ خبرون کی جنکی ایک زمانہ گیا رنٹی لے سکتا ہو۔ آئے وہان سے روس کے سگے بنکے (اخبار پیش کرتا ہو) دیکھئے یہ کیا ہو؟ "۲۰ جون لندن۔ بارہ ہزار جاپانیون نے بیس ہزار روسیون کو جنکی کمان پر خود جنرل کروپٹکن تھے۔ ایک گھنٹہ کے اندر بھگا دیا بہت سامان رسد جاپانیون کے ہاتھ آیا۔ جنرل کروپٹکن ایسے بدحواس ہوکر بھاگے کہ کئی سو کوس پر جاکر دم لیا۔ دیکھا پھر۔ لے اب بھی کہنا کہ روس کی فتح ہو (ذرا آنکھ دکھا تا ہے)

وہی دوسرا۔ الّو کی دم فاختہ۔ کچھ سمجھتا بھی ہو۔ پہلے یہ تو دیکھ۔ اخبار ہو کون۔ اُنہہ۔ رہ رہ کے دو پڑیان باندھنے کا اخبار لیے بیٹھا ہو۔ پھر وہ بھی مانگے تانگے کا۔ اور اُسپر یہ دم خم گویا اسکا لکھا کوئی آیت حدیث ہو۔ جیسا اخبار ہو ویسی ہی رذل خبرین بھی ہین۔ اڈیٹر بھی صورت کوئی چنڈو باز معلوم ہوتا ہے۔

پہلا۔ اوہو تو آپ بڑے تیس مارخان کے سالے مین نہ۔ اے حضور آپ کونسا اخبار لیے بیٹھے ہین ذرا نام دیکھون؟

دوسرا۔ (اخبار پیش کرتا ہو) یہ دیکھ لے۔ ایجناب ایسے ایسے نامی گرامی اور رفیع اخبار ملاحظہ کیا کرتے ہین۔ دیکھا۔

پہلا۔ (اخبار کا نام پڑھکر) اوہو یہ ہو۔ اے جھنکار۔ یہ منہہ اور کھڑے ماش۔ خدا کی شان کیون صاحب آپ تو ضرور بالضرور گرہ سے خریدتے ہونگے۔ ذرا مین پوچھون اسکی اشاعت کے پرچون کی ہو؟ روزانہ ہو یا دن مین چار چار بار نکلتا ہو۔

دوسرا۔ (بڑے طمطراق سے مغرورانہ لہجہ مین) ارے اشاعت کی کیا پوچھتا ہو یورپ تک کے اخبارون کی بوریان چلی آتی ہین۔ امریکا تک سے رویٹر کے تار روزانہ تازہ بتازہ نازل ہوتے ہین۔ اور ایک اخبار کو چاہیے کیا۔ رہے نامہ نگار وہ ایسے ایسے کہ ...... کو بھی کبھی نصیب ہوے ہونگے۔

پہلا۔ ہان ہان قبلہ کیون نہین اور یہ کہنا تو بھول ہی گئے کہ پھر دماغ بھی ہم جیسے۔ خدا کی شان ایک سڑے سے اخبار پر یہ ناز۔ (اور یہ تعریفون کے طومار۔ ایسے اخبار دیکھا بھی ہے کہتے کسے ہین یا صرف نام ہی سن پایا ہو۔ دیکھ اخبار یہ ہو (اپنا اخبار دکھلا کر) اخبار اسے کہتے ہین۔ دیکھ تو منہہ کی لبساند تک بس جائے

دوسرا۔ اے خاصے۔ کیون نہین۔ زمانہ کا الٹ پھیر دیکھو۔ آپ اس شاندار اخبار کے روبرو پیش کرتے ہین بھلا بلبل اور کوّے کا مقابلہ کیا۔ لومڑی اور آئے شیر کے منہہ۔ ارے یہ وہ پرچہ ہو جسکی خود شہنشاہ روس نے بنفس نفیس خریداری کی درخواست بھیجی ہو؟ ہوش ٹھکانے

پہلا (ایک فرمائشی قہقہہ لگاکر) ہان بندہ پرور کیون نہین۔ حضور سچ ہی ہو۔ اور یہ تو آپ فرمانا بھول ہی گئے کہ فغفور چین سے سفارش بھی تو کرائی ہو؟ بھلا اسمین لکھا کیا ہو ذرا ہم بھی تو سنین

دوسرا۔ یہ دیکھ تو نابینا ہو کر۔ کیا لکھا اور کتنے موٹے لفظون مین لکھا ہو "ٹیکن۔ ۲۱ جون۔ ہاربن کے مختصر سی فوج نے پچیس ہزار جاپانیون کو وہ زک دی کہ گم بھاگا پاک قریب بارہ ہزار کے توگھبراہٹ مین دریا برد ہو گئے۔ بقیہ مین سے نصف روسی سپاہ کے نذر ہوے تین سو گرفتار ہوے گئے۔ دو سو زخمی پڑے ہین جنکو روسیون نے اپنے قبضہ مین کر لیا۔ دو سو نے ہتھیار ڈال دیے باقی بھاگ گئے (واللہ کیا حساب بتایا ہو۔ ٹھیک ٹھیک چار دن چولین ٹھیک۔ رہی تو دون کی

پہلا۔ (غصّے مین لال ہوکر) تم بھی نرے بے دال کے بودم ہی رہے جاپان اور بھاگے۔ وہ بھی ہاربن کی فوج سے۔ معقول۔ بار روس اور جاپان کا مقابلہ اور آپ بھی ہین کہ روس کے لوگ بانی بنے جاتے ہین

دوسرا۔ آیا وہان سے جاپان کا بھانجہ بنکے۔ جہ بدی پہ بدی کا شوربہ۔ جاپان بیز ہی کیا ہو۔ روس ذرا ڈپٹ بھی دے تو پیشاب تک خطا ہو جائے۔ کچھ جانتا بھی ہو روس ہے کیا چیز یہ وہی روس ہو جسنے بہتون کو نیچا دکھایا تھا۔ یہ وہی روس ہو جسنے ٹرکی کو ناکون چنے چبوائے تھے۔ یہ وہی روس ہو جس سے کل جہان کانپتا ہو۔ ہوش ٹھکانے ہوے کہ نہین۔

پہلا۔ کیسا بڑھ بڑھکے منہ مارتا ہو۔ دیکھو تماشا آپ نے بھی جاپان کو کوئی تر نوال قرار دیا ہو یا یونان جان کیا ہو۔ یا تبت سمجھ لیا ہو۔ یہ وہی جاپان ہے جسنے چین کو چین بلا دی۔

دوسرا۔ (کھڑے ہوکر ایک چپت رسید کرتے ہوے) بل کے ہی جاتا ہو۔ لے ہم یہ سمجھے۔

پہلا۔ (اٹھکر چانٹا لگاتے ہوے) اُنہہ۔ یہ لے تو اور سمجھ۔ دیکھا بھی کچھ یا اور دکھاؤن تماشہ

دوسرا۔ (بال پکڑکے ایک گھونسہ دھرتے ہوے) ہان دیکھا خوب دیکھا۔ لے ناچ تو بھی جاپان کے برابر کتنی کا ناچ۔

پہلا۔ (لپٹ کر منہ سے ایک چکت دیتا ہوا) لے تو بھی تو ذرا یہان مٹی کا سوانگ دیکھ لے مین تجھے دکھاؤن۔ دیکھ دیکھ دیکھ۔

دوسرا۔ اوہو یہ ہے تو لے (جھکی کر ایک مچھ دانتون مین لے لیتا ہو) یہی سہی کیون دیکھا کچھ کہ اور نچاؤن ناچ لے ناچ۔ ناچ۔ ناچ۔

(چند پہلے کے طرفدار لینا لینا کہتے ہوے دھول دھپا کرتے ہوے) ہان ہان تو تو کیا خاک دکھائیگا۔ ایسے ہم دکھاتے ہین۔

(دو چار دوسرے کے پشتی بان جوتی پیزار کرتے ہوے) ابے تو یہان بھی کیا کمی ہے۔ کوئی تحط

تھوڑا ہی بڑا ہو۔ لے تو یہ لو۔ ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔۔۔۔۔
اب بھی نکلا اچا۔ تو نہین۔

اب کیا تھا۔ اچھا خاصہ جنگ روس و جاپان کا سمان بندھ گیا۔ گویا کپڑا کی لڑائی ہو رہی ہے۔

اسے میان لو کیا یاد کروگے تم تو اشتیاق جنگ مین جاپان کا سفر کرنے کو مستعد تھے۔ ہمنے تمھین یہین سب کچھ دکھا دیا۔ اور پھر وہ بھی بالکل مفت۔ ڈراپ سین۔ بے رخصت۔

راقم۔ مولینا دکنی

برخوردار کی سوانح عمری

بقیہ مضمون ۷ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء

(انور ریشمی شیروانی جسمین کا بوٹ پتلون اور فیلٹ کیپ ڈالے ہوے داخل ہوتا ہے)

خادمہ۔ (دل مین) معلوم ہوتا ہی یہ وہی شخص ہی جسکا ذکر میان تھوڑی دیر ہوئی کرتے تھے۔

انور۔ (اندر آکر کھڑا ہو جاتا ہی) معاف فرمائیےگا گو میری وجہ سے آپ کو تکلیف تو ضرور ہوگی لیکن مین پہلے یہ دریافت کرنا چاہتا ہون کہ آیا مجھے شہزادی بیگم صاحبہ کا شرف ملاقات حاصل ہو سکتا ہی۔

بیگم۔ یہ میرا ہی نام ہے۔

انور۔ (نوٹ بک دیکھکر) آپ کے مکان کا نمبر ۱۰ ہے نا۔

بیگم۔ جی ہان (دل مین) یا اللہ خیر کچھ یہ کوئی لقہ ہے یا کوئی مردم شماری کا شائستہ ہی۔ مین ڈرا سے اندر بلا کر پچھتائی۔

انور۔ (ادب کے ساتھ) بیگم صاحبہ مین آپکے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہون۔

بیگم۔ (چونک کر) کیا کہا آپ نے شادی۔ شادی کیسی

انور۔ یہ عذر آپ کا بیشک بہت معقول ہوگا کہ آپنے مجھے نہ مین نے آپ کو اس سے پہلے کبھی دیکھا تک نہین لیکن مین بصد ادب آپکو یقین دلاتا ہون کہ بات معاملے کی ہی اور اسکے سننے سنانے اور دیکھنے دکھانے سے کچھ مطلب نہین۔

بیگم جناب ایسی گستاخی کی باتین اور میرے ہی کمرے مین۔ شاید آپ کا دماغ ٹھیک نہین ہے۔

انور۔ دماغ تو اُنکا پھرا ہوتا ہی جو عشق و محبت جتا کر اپنا وقت عزیز خراب کرتے ہین اور دوسرون کا دماغ چاٹ جاتے ہین۔ اور اسکے علاوہ جسکا دماغ ٹھیک نہوگا وہ کوئی بات ٹھیک ٹھیک کم و کاست نہ کہے گا اور مین نے تو صاف صاف جھٹ سے

کہدیا لیکن کاش آپ صورت معاملات پر نظر کرین۔

بیگم۔ جناب مہربانی کرکے آپ میرے کمرے سے نکل جائیے

انور۔ لیکن مین نے ابھی پوری بات تک نہین کی ہے۔

بیگم۔ (دروازہ کھول کر) بس کہدیا تم سے چلو ٹھنڈے ٹھنڈے۔

انور۔ (الگ) یہ ٹیڑھی کھیر ہے (زور سے) اچھا آپ خفا نہون مین جاتا ہون۔

بیگم۔ میری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ آدمی کس قسم کا ہے کچھ دیوانہ ضرور معلوم ہوتا ہی۔ مجھے افسوس ہوا کہ مین نے اسے نکال کیون دیا۔ نہ سہی کچھ دیر مذاق ہی ہوتا۔ اچھا اگر ایکی دفعہ آیا تو اب خوب ہی انگلیون پر نچاؤنگی۔

(انور پھر داخل ہوتا ہے)

انور۔ یہ جو کچھ ابھی آپنے تنہائی مین کہا اسمین مجھے کچھ بھی عذر نہین۔ اب تو مین حاضر ہون۔ آپ کیون دیر کر رہی ہین۔

بیگم۔ لیکن جناب آپ نے اپنا نام تو بتایا ہی نہین۔

انور۔ میرا اصلی نام ہی جعفر بیگ لیکن لوگ انور نور کہتے ہین میری عمر بھی کم ہی جسکی تصدیق آپ میرے بنک کے کاغذات سے کر سکتی ہین۔ (کھڑے ہوکر) میری آمدنی سو روپیہ ماہوار علاوہ جاگیر مکان وغیرہ کے ہی۔ میرا یہ افسوس بدقسمتی (بیٹھ جاتا ہی)

بیگم۔ افسوس آپ کی بدقسمتیان سنکر میرے آنسو نکل آئے مگر آپکے نام کی نسبت مین برخوردار کہون گی۔

انور۔ آپ کی مرضی۔ اور آپ نے جو مجھے دیوانہ کہا ہے دیوانہ نہین ہون۔ کیونکہ دیوانہ نصف شاعر بھی ہوتا ہے۔ خدا نے مجھے وہ اعلیٰ مرتبہ نہین بخشا کہ عالم خیال کے بادیہ پیما لوگون مین جو سر نیچے اور پاؤن اوپر کرکے فلک اور اجسام فلکی کی سیر کرتے پھرتے ہین۔ مین تو سیدھا سادہ پتلی دال کا کھانیوالا اور کنکریلے پتھریلے راستون مین گھومنے والا ہون اور اگر آپ کی خاطر سے دیوانہ بھی سہی تو بھی بکار خود ہشیار (گھڑی دیکھکر) اب مین چند منٹ اور آپسے بات کرون گا۔ ہان سنئے کل مین اپنے معمولی وقت پر ٹھہر گیا جب برہ گرامین اپنی جیب سے سگار نکالنے لگا۔ لیکن میرے ہاتھ مین ایک عجیب و غریب چیز آگئی۔

بیگم۔ کیا۔

انور۔ (جیب سے کتاب نکال کر) یہ کتاب۔

بیگم (دیکھکر) یہ تو میان اطہار کی نوٹ بک ہی۔

انور۔ یہ بڑا آدمی بھی ہی لیکن بڑا بھلکڑ۔ اسی وجہ سے وہ جو کچھ کرنا چاہتا ہے لکھ لیتا ہی۔

بیگم۔ لیکن یہ نوٹ بک دکھانے سے آپ کا کیا مطلب ہے

انور۔ وجہ یہ ہی کہ آجکل مجھے گھومنے کے سوا کوئی اور کام نہین۔ مین خالی بیٹھے بیٹھے اکتا گیا تھا اسلیے جیسے ہی مجھے یہ نوٹ بک ملی مین نے اسکے ہر حرف پر عمل کرنے کا ارادہ کر لیا

بیگم۔ اچھا برخوردار بیان کرو۔ ذرا مین بھی سنون

انور۔ بہت خوب (پڑھتا ہی) یادداشت اول (مین آج دو بوریے شکر اور لامہ ۵ بورے تمباکو کے خرید کر مین مول لے چکا اسلیے یہ یادداشت خارج (دوم ۱۱½ بجے مین شہزادی بیگم صاحبہ ساکن مکان نمبر ۱۰ پر جاکر اُنسے شادی کی درخواست کرونگا) دیکھیے آج ٹھیک ۱۱½ بجے مین یہان پہونچا یا تھا میرے خیال مین یہ مد بھی خارج ہو (خارج کرتا ہی) سوم (اگر بیگم کے بھائی صاحب گالیان بھی دین تو بھی مین کچھ نہ بولون گا) ہون اسمین تو ایک تصویر بھی ہی۔

بیگم۔ ذرا مین تو دیکھون تصویر۔

انور۔ (دکھاتا ہی) تصویر۔ ایک آدمی کسی کو منھ چڑھا رہا ہی اور ٹانگ اٹھائے کسی کو مارنے کو تیار ہی لیکن جرات نہین ہوتی۔

بیگم۔ کیون بے برخوردار کے بچے یہ تو نے دوسری گستاخی کی۔ یہ میرے بھائی کی تضحیک۔

انور۔ نہین۔ میری کیا مجال۔ یہ گستاخی تو اسکی ہے اچھا خیر اب رسوم کا اخراج موقوف کرتا ہون (گھڑی دیکھکر) بارہ بج گئے اچھا اب مجھے حمام جانا چاہیے (اُٹھکر چلا جاتا ہی)

بیگم۔ ہی یہ ضرور کچھ نہ کچھ احمق۔ مگر مجھے اپنے بھائی پر ہنسی آتی ہی کہ کیا اچھا دوست مجھے ملا جسنے انکی ایسی تصویر بنائی۔ لیکن خیر۔ بہرحال برخوردار حماقت شعار کی وجہ سے کچھ دیر ہنسی تو ضرور رہی گی۔

(ہوا خانم خادمہ داخل ہوتی ہے)

خادمہ۔ حضور کچھ حکم۔

بیگم۔ کچھ نہین۔ ذرا مین اپنی بہن کے یہان جاؤنگی۔ باہر کچھ گڑبڑ کی آواز آئی۔

خادمہ۔ انکی۔ شاید مین بخشیا تشریف لائے ہین شاید آپ نہ جائین۔

بیگم۔ مین اس سے ملنا نہین چاہتی اسلیے ضرور جاؤن گی

(دروازہ کی طرف جاتی ہے) (باقی آیندہ)

ممیرے کا سرمہ

انعام پانسو روپیہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

پنج ہزار روپیہ انعام

تازہ سندات

اسنسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) بکرم بندہ تسلیم مین آپکے قابل قدر ممیرے کے سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہون حقیقت مین جیسا آپکے اشتہار مین لکھا ہو اس سے بھی کئی درجہ بہتر ہی۔ مین نے چشمہ کا لگانا چھوڑ دیا اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہون

راقم۔ رادھا کشن گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چوڑی گران۔

(۲) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہو آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہو اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہو مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین انکو جنکی آنکھون مین ایسی شکایت ہو بڑی زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند خارش و سرخی چشم کیواسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا اور سچ پوچھئے تو سردار صاحب نے یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہو اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہو کہ ملک کے تمام لوگ آپکے سرمے سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ پنڈت گنگا رام صاحب حضور نواب صاحب بہاولپور

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون و والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہو کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار۔ سبل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہو اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہو قیمت اسلیے کم رکھی ہو کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکین۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہو مبلغ دو روپے ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم مبلغ تین روپیہ ہو۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔

مشتہر

پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

تازہ سندات

اسنسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۳) جناب من میری آنکھ مین ایک مرض ہو گیا تھا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر و ڈاکٹر کیلب صاحب بہادر کے علاج سے کچھ فائدہ نہوا آپکے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی بصارت چشم مین ہے اور ایک تولہ سفید بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب والی ملک ترکستان

(۴) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہو استعمال کر نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھونکی بیماریون کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہو۔ آنکھ کو تر و تازہ رکھتا ہو اور بینائی کو طاقت بخشتا ہو درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہو آجتک کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی

راقم۔ نواب محمد حیات خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی سابق ڈپٹی کمشنر و سشن جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند۔

(۵) جناب سردار صاحب تسلیم۔ آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا مین تصدیق کرتا ہون کہ بیشک سرمہ کمزوری چشم کیلئے بہت مفید ہو میری آنکھین بہت کمزور ہین مین لگاتار ایک پہر کام کرنیسے معذور ہوجاتا تھا اب میری کیفیت ہو کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کرسکتا ہون

راقم۔ حافظ میان خورشید محمد خان خلف نواب حسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال

پنج ہزار روپیہ انعام

تعلیم نیچر پر تقلیدی رٹ

(از مولینا ستم ظریف)

دہمہ یہ مین مری تشہیر مین ہسٹری

جہان کو علم ہے روشن ہے یہ زمانے پر
کہ سب علوم سکھاتا ہے اصل مین نیچر
دیا ہو ابھی تتبع کا پوسا پورا درک
شعور و عقل سے لے کام گر ہر اک نیچر
علاوہ صنعت و حرفت کے غور سے دیکھو
بنا ہوا ہے اتالیق بھی یہی نیچر
ہر اک رواج کا اس سے ملیگا استدلال
ہر ایک رسم کی دیتا یہی ہے سب کو خبر
جو پردہ دار اسی سے دلیل لیتے ہین
نظیر اسکی ہی کرتے ہین پیش پردہ در
اگر وہ کہتے ہین حیوان نہین کوئی ایسا
مقام خاص پہ جسکی نہو گی دم یا پر
اسی سے ملتا ہی گویا ثبوت پردہ کا
کہ طرح سے بشر کے لیے ہی جسمین ضرر
تو پردہ در بھی یہ کہتے ہین ادیکھے حضرت
کہان ہے پردہ کا حامی بتلئیے نیچر
کہین تو کوئی پرندہ دکھائیے ایسا
کہ فطرةً جو قفس سے ہو راضی و خوشتر
طیور جتنے ملین گے ملین گے سب آزاد
دو رش بھی ہین کھلے بند سب یہ پیش نظر
کسی کو سامنے تو دیکھا کبھی نہ پڑتے مین
کسی کو ہمنے سنا بھی نہ اوڑھتے چادر
کوئی یہ کہتا ہے۔ ہی حسن سادگی ہی مین
کوئی یہ کہتا ہوا عورت کو چاہیئے زیور
ادھر وہ کہتا ہی۔ اس سے ہی حسن مستغنی
بغیر گہنے کے دیکھو جمال شمس و قمر
ہزارون ماسوا اسکے ہین نیچرل اورسین
جہان مین دل کو لبھاتے ہین سیکڑون منظر
کہین ہی سبزہ لہکتا کہین ہے آب روان
کہین شگفتہ ہین غنچے کہین یہ ہے گل تر
شگوفہ سازیان کرتا یہان شگوفہ ہے
ہوا ہے سحر طرازی مین وان وہ باد سحر
کہین تو سینری دلکش ہے آبشارون کی
کہین گھٹائین پہاڑون پہ آتی ہین گھر کر
گہر گہر کہین شبنم ہے سبزہ پر غلطان
چمن چمن ہی کہین باغ اپنے جوبن پر
ادھر یہ کہتا ہے "اسمین بھی عین حکمت ہی
ترا یہ حسن سے گر کیجئے بھی قطع نظر
کھلی ہوئی ہے یہ تمثیل کیجئے گا غور
بٹھاتے ہند مین ہین تم جو آج یہ گھر گھر
ملی ہی ہمکو یہ تعلیم بھی تو قدرت سے
بنائے صانع نے نتھنے ہین یہ اسی خاطر
بتا دیا ہین بیلون کی سرکشی نے پھر
نہو جو ناک تو قابو سے ہون یہ سب باہر
نہین ہین عورتین بیلون سے کم کسی صورت
کہ ہوتے تھے کبھی یہ کچھ مین انکے شور و شر
وہ اسی انکی ہی تعریف ناقصات العقل
اگر نہ ناک ہو مغرور تو کھائین یہ گوبر
جہان پہ ہو نہین نتھ کے پہنانیکا دستور
وہان کی عورتین تمکو ملین گی سب خودسر
اٹھائے منھ جہان دیکھو وہ چرتی پھرتی ہین
عرب مین جسطرح پھرتے ہین بے مہار شتر
ملین گے ہند مین بے ناتھ مرکھنے کل بیل
جو جنگلون مین بجا رون سے لڑتے ہین اکثر
بعینہٖ نہین جن عورتون نے ناک مین نتھ
نہ انپہ پائین گے قابو کسی روش شوہر
نہ جاؤ دور یہین دیکھ لو نہ گورون مین
کہ کیسی پھرتی ہین آزاد لیڈیان یکسر
اور ایک انپہ ہی کیا ہی ہین اور بھی تو مین
کہ جنہین عورتین بے نتھ ہین مرد سے بڑھکر
ہر ایک بات مین کرتی ہین سرکشی بے حد
زبان لڑاتی ہین مردون سے دو بدو فر فر
نہ ملنے اسکو جو کوئی تو ہے سراسر بیل
کرے جو اسکی نہ تردید ہے سراپا خر

راقم - میرزا لاابالی

ڈینگ مار عالم خان اور مین

اسٹیشن نیم سے۔ مین بعزم سیاحت چلا۔ اسٹیشن پر پہونچکر مین نے اپنا اور اپنے ملازم کا ٹکٹ لیا اور فسٹ کلاس پر اسباب لا دکر ایک بنچ پر جا بیٹھا۔ چند منٹ کا ریل کے چلنے مین وقفہ تھا کہ ایک صاحب ایک مزدور کے سر پر مٹی حیثیت کا ایک رولی دار گدا بستر بند مین لپیٹے اسکے اندر چھتری اور چھڑی فیشن کے مطابق ٹھسی ہوئی ایک لوٹا پورٹ منٹو بھی ہمراہ۔ جیب مین بہت سے رنگ کے کاغذ سگے مین ایک پھٹا کریبیک جسمین اوپر سے کچھ انگریزی اخبارات دبے ہوے۔ ایک چیتھڑا ہینڈ بیگ لئے وارد اسٹیشن ہوے۔ ٹرکی ٹوپی سر پر تھی جسکا پھندنا کیڑون نے کھا لیا تھا اور صرف دو چار دھاگے سیاہ باقی رہگئے تھے۔ بانات مین کیڑون کی دست درازیون نے بہت سے چھید بے ترتیب بنا دیے تھے۔ میلا کوٹ بھی اکثر جگہ کیڑون کی دست برد سے خانہ زنبور ہو رہا تھا اور امتداد زمانہ نے گرد کا ایک موٹا پلاسٹر کوٹ پر کر رکھا تھا پتلون پھٹا ہوا شرعی تھا یعنی ٹخنون سے اونچا تھا۔ جوتہ پیدل چلتے چلتے جوگوشیہ ہو رہا تھا۔ اسٹیشن پر آتے ہی اسٹیشن ماسٹر سے علیک سلیک کے بعد ایک بار اردو اور ٹوٹی پھوٹی انگریزی مین گفتگو کا تار باندھ دیا۔ آپ جانیے خلقت مشغلہ پسند۔ گھیر لیا۔ بابو۔ قلی۔ مین۔ تو غرض جمع ہو گئے۔ آپنے دو چار بار گھڑی جیب سے نکال کر دیکھی جو ساڑھے چار روپیہ والے اشتہار کی ۲۵ اشیا مفت ہمراہ لیے خاصا آ گئی تھی۔ یہی باتین کرتے رہے جب ایک منٹ ریل کے چلنے کو رہگیا۔ آپ نے جھٹ

فسٹ کلاس کا دربہ کھول کر - ناخواندہ مہمان بنکر - میری ہی بنچ پر آ بیٹھے اور اسباب کنارے رکھا کر قلی کو جو حضور حضور مانگ ہو جاسے کہہ رہا تھا - جیب سے ایک پیسہ نکال کر دے دیا - وہ غل کرنے لگا - ریل چل دی تھوڑی دیر میں جب ان کا غصہ درست ہوا تو مجھسے مخاطب ہوکر میرا نام پوچھا

مین - حضرت - گمنام - اس حقیر فقیر کو اوڑھی بیگ خان کہتے ہین

ڈ - یقیناً مجھے اب اپنے آپ سے انٹروڈیوس کرانے کی ضرورت نہو گی آپ نے دیکھ ہی لیا کہ ہزارون آدمی مجھے گھیرے تھے - مین خود مثل آفتاب کے روشن ہون -

مین - حضرت معاف فرمایئے - آپ کی ستارہ دار پوشاک تو بلا شک ہو مگر آپکی واقفیت کی عزت نہین رکھتا -

ڈ - بلاشک نہین - لیکن میرا نام سب سنین گے تب ضرور جان جائین گے - میرا اسم مبارک ہر آنریبل شمس الدولہ آفتاب الملک فارم جملہ اقوام چرند و پرند - آدم و جن مرزا ڈینگ مار خان - وہ کون شخص دنیا مین ہے جو مجھسے واقف نہین - بہت بڑا میرا کارخانہ کاغذ کا ہے یہ کاغذ بیچنے والے جسقدر کاغذ خریدتے ہین میرا کارخانہ سے لاتے ہین اور انگلش فیشن کے اشخاص اپنی ضروریات خانہ داری کے لیے جسقدر ضرورت ہوتی ہے دنیا مین کاغذ مجھسے طلب فرماتے ہین - غسل خانہ انگریزی کی حاجت مین ہی پوری کرتا ہون - کنکوے بازون کے تمام کارخانے میرے کاغذ کے ممنون ہین -

مین - کیا جناب نے کوئی پیپرل جاری فرمائی ہے -

ڈ - ایک - دو - پیپرل - قریب دو ہزار ایکڑون کے -

مین نے تمام دنیا کا سفر کیا - یورپ - افریقہ - امریکہ ایشیا - اسٹریلیا وغیرہ - ایک بار آسمان پر جاتے جاتے نصف راہ سے لوٹ آیا - چرخی کی رسیان ٹوٹ جانے سے اس ملک کی سیر کی آرزو باقی رہگئی - گو کاغذ میرے کارخانہ کا بذریعہ ہوائی ڈاک وہان جاتا ہے -

مین - کاغذ آپکا آسمان پر جاتا ہے -

ڈ - جی ہان - کروڑون رم ہر سال تمام دفتر آسمانی مین جسقدر کاغذ صرف ہوتا ہے اسکا ٹھیکہ مجھی کو ہے آخر یہ آتا کہان سے ہے - ان پیپرلون کا کاغذ بوجہ نجس ہونیکے فرشتے چھوتے نہین - پڑا ہے - ویسی کاغذ اب ملتا نہین - آپ دیکھتے نہین ہین یہ نیلی نیلی چھت (آسمان پر اشارہ کرکے) کاغذ ہی سے تو منڈھی ہے ہر سال بوجہ شدت بارش کرورون شبکہ پڑجاتے ہین لاکھون گڈیان کاغذ کی بعد برسات مرمت مین صرف ہوتی ہین -

مین - سمجھا - کوئی مخبوط الحواس یا مجنون - سکتہ سے منھ دیکھنے لگا لیکن جب بہت غور کیا تب معلوم ہوا کہ حضرت کی سیاحت طبیعت تعلی اور ڈینگ سے واقع ہوئی ہے ڈینگیا ہے -

اتنی دیر مین آپ نے پھر مہر خاموشی توڑی اور سلسلہ سخن یون آغاز فرمایا -

جناب علامہ تخلص ہون - جرمنی - ترکی - روسی - جاپانی چینی - سنسکرت - قبطی - سریانی - عبرانی - زنانی - آسمانی - زمینی تحت الثریٰ - بہت سی زبانین جانتا ہون اور انگریزی - اردو - فارسی - عربی تو میری مادری زبان ہے - یہ تو بڑی رحیب سے نکالکر جو سانپ سے چار روپیہ والی ہے تو مجھے شاہنشاہ جرمن نے قوم اور ملک کی طرف سے بطور تحفہ یادگار دی تھی - یہ گھڑی کی چین ملکہ نے اپنے ہاتھ سے اپنی بالون کی لٹ کتر کر بنکر مجھے دی -

جرمن مین مین بہت ڈھائی دن رہا - قوم طلائق سے اور کثرت دعوت اور تواضع سے فرصت ہی نہین ملتی تھی - مین نے اسی قیام مین یہ زبان سیکھی -

فرانس - اٹلی - روم - جاپان مین بھی تین تین چار چار دن رہا - زیادہ مہلت ہی نہین تھی - کارخانہ ہوا اسقدر بڑا ہے آپ دیکھتے نہین - اسٹیشن پر ابھی ہزارون آدمیون نے گھیر لیا - سفر کرنا دشوار ہے - وہان بھی یہی حال تھا - لوگون نے جب سے سنا کہ ہندوستان سے مسٹر ڈینگ مار خان آئے ہین گھیر لیا - جینا دشوار تھا - رئیسون اور شاہزادون کی دعوت سے فرصت نہین ملتی تھی - شہنشاہ روس نے بھی بلایا تھا - کئی روز زار روس صاحب کو میرے لینے کو بھیجا تھا تنگ آ کر اس سے تو مین نے یہ کہکر کہ تو ہمارے شہنشاہ کے خلاف ہے - مین تیرے یہان نہ آؤن گا - روم مین جس وقت پہونچا خود سلطان المعظم مع صاحبزادگان جہاز سے مجھے لانے آئے تھے - ترکی زبان اور روسی زبان مین نے وہین سیکھی - ایک شبانہ روز وہان قیام رہا پھر تحت الثریٰ ہوتا ہوا - زمین کے نیچے نیچے امریکا - اور وہان سے وطن پہونچا - فرصت تو ہے ہی نہین - پھر مددگار کوئی لائق نہین - خدمتگار اور ملازم ایسے نالائق کہ میرے لیے آج خاص ٹرین کا انتظام نہین کیا - آپ دیکھئے اس درجہ مین مجبوراً بیٹھنا پڑا - اب آپ کو بھی تکلیف مجھے بھی تکلیف - کیا کہون - آدمی نہین ملتا - کارندے سب نالائق - کارخانہ ابتر - اب بہت تلاش سے میان عسکری لالہ فرخری - مولوی اظلم - لالہ بالم - پنڈت کالم - پنڈت ہرک ناتھ کو تلاش کرکے نوکر رکھا اور بلایا ہے - کام کیا جانتے ہین خاک - لیکن خیر غنیمت است - ایک سہ ہزار سو دا - آپ دیکھئے غریبون کے لیے ایک چندہ دیتا ہے - قریب پچاس سے کرورکے خود دے چکا ہون - لوگ مجھی کو معزز بناکر ہر امر مین پیش پیش کر دیتے ہین - یہ دیکھئے فہرست چندہ ہے - کچھ آپ بھی مرحمت فرمایئے

مین - (مذاق سے جیب سے ایک ڈبل پیسہ نکالکر) یہ حاضر ہے -

ڈ - (غصہ سے) آپ مذاق فرماتے ہین -

مین - کیا مجال - میری اوقات ہی اسقدر ہے -

اتنے مین اسٹیشن آگیا - ریل کی سیٹی نے خبر دی جہان مین اور ڈینگ مار خان صاحب دونون اترتا تھا -

ڈینگ مار خان - (جلدی سے گبھرا کر) - یہ کون اسٹیشن ہے

مین سمجھ گیا کہ اسکے پاس ٹکٹ درجہ اول کا نہین ہے اور ایک اسٹیشن بعد یہ اتر جانا چاہیے -

مین - یہ اسٹیشن معمولی ہے یہان سے مقام مقصود دور ہے -

ڈ - ہان - مین گھبرا گیا - وجہ یہ کہ ملازم میرے سخت بے تمیز ہین - ایسا ہو اسٹیشن مقصود پر اترا کر سکین اسلیے انکو ایک اسٹیشن قبل سے ہوشیار کر دینا چاہیے ہان صاحب تو آپ ایک پیسہ سے زائد نہ دینگے -

مین - لو تھیلی پر رکھکر (پلیس ہی جانتے ہے -

ڈ - (مسکراکے) تسلیم - کیا کچھ کاغذ وغیرہ نہ لیجئے گا -

مین - حضرت نہ مجھے کنکوے کا شوق ہے نہ کاروبار خانگی کے لیے کاغذ کی ضرورت ہے - لوٹا اور کاوش کافی ہین - اتنے مین اسٹیشن پہنچا اور ٹکٹ کلکٹر صاحب ٹکٹ ٹکٹ کرتے ہوے تشریف لائے مین نے اپنا ٹکٹ دیا - اب حضرت ڈینگ مار خان صاحب نے سٹی بٹی بھول گئی - اور انکا غضب آلودت مجھے دیکھا

ٹکٹ کلکٹر - (گاڑی کا تختہ ہاتھ سے بجا کر اور سیٹی دیکر) ٹکٹ ٹکٹ -

ڈینگ مار خان - ہمارا اسباب ٹکٹ سب پچھلے اسٹیشن پر چھوٹ گیا - ہم تار دیتا ہے - تھوڑی دیر مین جواب آئیگا - ہم سات کی ریل پر پشاور جائیگا تب ٹکٹ ملیگا - ہم کابل کے نواب کا متبنی ہے -

ٹکٹ کلکٹر - پولیس پولیس - آپ حوالات - بغیر دام نہین جاسکتا

ڈینگ مار خان صاحب تو پولیس کے مہمان ہوئے اور بندہ یہ جا وہ جا - اپنی فٹن پر سوار ہو داخل خانہ ہوا -

راقم

کوڑھی بیگ از محلہ صرافی لکھنؤ

لاسہ کی

نصر من اللہ و فتح قریب
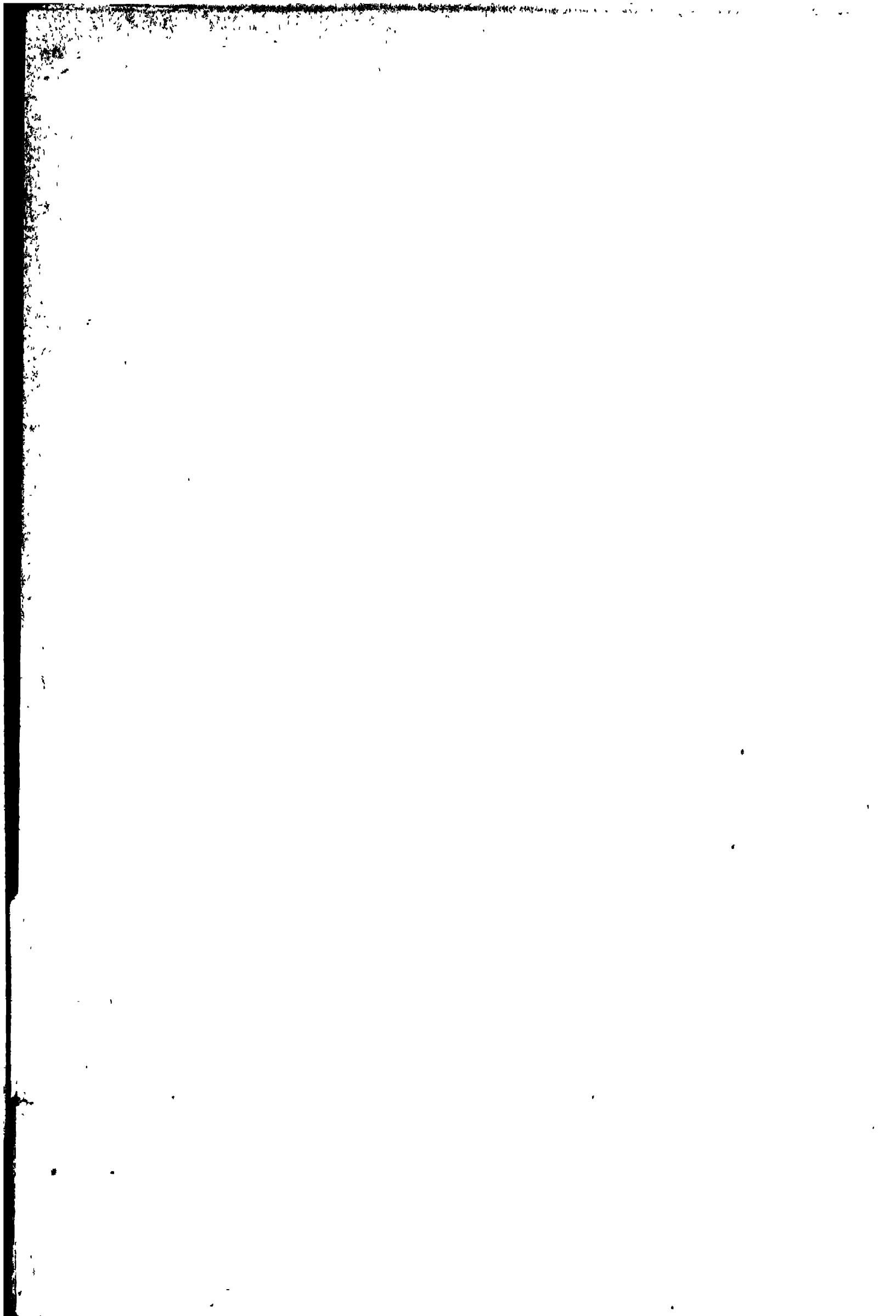
سڑک سے تھانہ تک با ضابطہ سفر

صبح کو آج تھی ہیضہ کی مجھے وہ شدت
کہ سر راہ ہی کرنے لگا رفع حاجت
حیف صد حیف جمعدار ستم پیشہ ٹون
آگیا قرب کی گلیا سے وہ پکڑا سرا بست
لاکھ مین کرتا خوشامد تھا کہ بھائی صاحب
چھوڑ دو مجھکو کہ معذور ہی بندہ سر دست
ایک بھی میری نہ اُسے مُشٹی بید سا مجھکو
تھانہ کو لیچلا وہ بانی ظلم و بدعت
خوف حاکم سے اُدھر لرزاں تھا پا ی رفتا
شدت عارضہ سے آئے اُدھر صد ہا دست
دل کی دھڑکن تھی اُدھر دیکھئے کیا آوے پیش
خوف کی وجہ سے تھی پیچ مین یادہ شدت
لیے جاتا تھا گھسیٹے مجھے وہ بانی جور
پیٹ مین شدت ہیضہ سے عجب تھی حالت
اس کشاکش مین عجب حال تھا میرا صاحب
لاکھ بہ دِقّت کا کیا دھوتی ہوئی آخر لت پت
اتفاقات سے دیکھو الٰہی باجان[۱]
مل گئیں تھانہ پہ جاتے ہوئے مجھکو اسوقت

[۱] یعنے الٰہی جان

تھین فرزکش و سر راہ بکا شاہ عالم[۲]
دیکھکر میری یہ گت ہوئی انکو حیرت
دوڑکر پوچھا جمعدار سے کیون منشی جی[۳]
لا لیے بیچارے کو کس واسطے کی تمنے گرفت
بولا صد ناز و تبختر سے وہ مغرور افسر
رستہ مین بیٹھ کے میلا یہ کیا ہے[۴] اسی وقت[۵]
اسی کا چالان ہوا ہے گا جریمانہ بھی
لیے جاتے ہیں پولس مان کر اب یہ کی رپٹ
سُن کے یہ حال مرا رے سفر دانی سب
اور آس باولقا کو ہوئی از حد رقت
پوچھی تدبیر رہائی کی ہی آخر کچھ ہے
بولا مغرور کہ تھانہ مین کرو جا جمنت[۶]
نیک دل مشفقہ صد لطف و کرم نے فی الفور
کر دیا ساتھ میرے باپ کو اپنے اسوقت
خمس کی کرکے ضمانت مری وہ بے کلان
لا یا تھانہ سے چھڑا مجھکو اُسے صد رحمت
دوسرے روز ہوا پیشی مین پیش حاکم
آہ حاکم نے کیا میری نہ کچھ بھی رعایت
حکم مجھکو دیا فی الفور کہ دیدو للہ
چار فلوس مین جرمانہ ہون کرتا اسوقت

[۲] یعنے سر راہ ۔ [۳] منشی جی [۴] یعنے کیا ہے اسنے ۔ [۵] اسوقت
[۶] یعنے سازندے ۔ [۷] یعنے ضمانت ۔

حُسنا میری وہی باولقا مہ جمال
دیکے جرمانہ چھڑالائی مجھے بس جھٹ پٹ
گوش پیچیدہ ہون اب کہ گوسیاں سوتنت
پھر کبھی بندہ سے ہووے نہ ایسی حرکت
ہے تمنا یہ بھگوتی سے کہ لے مایۂ کل
اب سر راہ نشستن کی نہ آوے نوبت

راقم ۔ بندہ کیلے ملزم دفعہ ۳۴

روسی جنرل اسٹراکلبرگ

(جسکو جاپانی جنرل اوکو نے وافنگ کو مین ۱۵ جون کو شکست دی ۔ (ٹیلیگراف)

تاکید تعلیم مذہبی

نوٹ ۔ گورنمنٹ خود تعلیم مذہبی کی حامی ہے ۔ شاعر قوم کی غفلت کی شکایت کرتا ہے ۔ زینت شعر کے لیے اسنے ایک خاص پیرایہ اختیار کیا ہے ۔ لیڈی سے فلسفہ مغربی مراد ہے ۔ بعض قوافی مشتبہ ہین ۔

ندا ہانے کہا کسنے یہ اکدن سید احمد سے
کہ مشرق کو نظر آتا نہین مغرب سے چھٹکارا
گئی دنیا تو پھیر نہ دین کو اب کیون لگا کھین
برا معلوم ہوتا ہے مسائل کا یہ پشتارا
نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ اب رہنے ہیں بیسو
مزا جسم مین مگر یہ مولوی انکا نہین چارا
دو چھینٹے دیجئے انکو حکیمانہ طریقہ سے
کہ سمجھے ایکدم ہی ہو جائے یہ مذہب کا انکارا

کوریا مین جاپانی اور روسی رسالہ (ٹیلیگراف)

پئے مقصد تھی یہ ایسے پیچیدہ طریقوں سے
کہ بس مدتا تھا اُس سے مذہب کی یہ قصر منہدم سارا
عمل جاتا رہے بالکل فقط الفاظ رہجائیں
انھیں بھی پست کردے مغربی حکمت کا نقارا
بہت مدہوش ہو جاتیں گے آپ اقلیم یورپ میں
عجب کیا ہے کوئی لیڈی بھی آنکھ آپ کو پیارا
قیامت کر گیا یہ لفظ لیڈی گوش سید میں
مصلے سے اُچھلکر یوں اُٹھے وہ مارکر نعرا
اگر آن لیڈی لندن بدست آرد دل مارا
بچشم مست او بخشیم تسبیح و مصلے را
مصلے کو تہ نہ کرکے اُٹھے حضرت سید
جو طاقت آگئی تھی دل میں اُس طاقت سے للکارا
ادھر تکیہ اُدھر تسبیح ادھر سازش اُدھر بندش
اُسے جھڑکا اُسے ڈانٹا اُسے گانٹھلے مارا
انتائے پر اظہر کب مرد عاشق تر کی ہوتی ہے
وہ سمجھے ہیں نئی اک قوم کا جغرافیہ ان گادارا
ددر نہ او پالسی نے اُسے حضرت سے تقویت دیدی
ادھر بجنے لگا فتح و ظفر کا بھیر تو نقارا
ڈنر۔ خدمت۔ تبسم۔ مشورے۔ تعدد کیسو
وہ گیسو جس سے پھیلے بوئے مست عنبر سارا
حواس ظاہری کے دام سے بچنا ہوا مشکل
کہا موہوم حوریں اور کہا پریوں کا نظارا
وہ لڈتے۔ کیچے۔ وہ چھیلے۔ یہ چت۔ انکو غش آیا
نہ ایمان میں رہی طاقت نہ دل میں ضبط کا یارا
حریفان طرب آگین نے چھیڑا ساز عشرت کو
بجایا سب نے مضراب ہوس سے دارد ادا را
بتوں کے عشق میں پڑ ہی چکے تھے عقل پر پتھر
مسوں کا بے تکلف ڈھلگیا ہر قلب پر پارا
غربیوں۔ دردمندوں۔ بیکسوں کے دل کی کیا ہستی
وہ حالت پیش آئی تھی کہ جس سے موم ہو خارا
نہ حالی نے سکت پائی نہ مہدی نے مفر دیکھا
چھٹا ہر دل سے آخر وعظ آزادی کا فوارا
زبان حال سے فریاد تھی یہ اہل تسکین کی
کہ اے نظم جہان را حافظ و اے عرش را دارا
فغان کین سحرزن دلکش مستان آفت ایمان
چنان بروند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را
تعجب ہو گیا سب کو کہ ایسا مرد با تمکین
بصیرت کھو کے اپنی یوں بنے دنیا کا ہرکارا
حباب آسا جو آسانی سے ٹوٹا گنبد مذہب
تو کیا اقبال دعزت کا ادھر بہنے لگا دھارا

پتہ تھا سب کچھ مگر دیکھا جو بالآخر تو کیا دیکھا
وہی اینٹیں وہی پتھر وہی چونا وہی گارا
ادھر شیرازۂ قومی کو ہم ہیں توڑتے جاتے
اُدھر بانی تریلیوں کی ہے ہاتھ انکے یہ بارا
نتیجے ہمنے خود آنکھوں سے دیکھے روز روشن میں
فلک نے سرکشوں کو خاک ناکامی پہ دے مارا
کہیں تحقیر مذہب کی کوئی تعلیم کرتا ہے
بجھا کر نور دل کو کب ہے چمکا بخت کا تارا
بہت ہے غفلت و ترک عمل دنیا میں یہ مانا
عقیدہ اصل ہے لیکن وہ ہونا چاہیے پیارا
مدار خیر خواہی ترک مذہب پر نہیں ہرگز
ہر اک نے دل سے انگلش کی ہے لائلٹی کا دم مارا
نہ تھا یہ مطلب سارہ کہ آنجیل کا نسخہ ہو
حریفانہ نہ ہوا انداز مطلب تھا یہی سارا
جب اپنی ہسٹری ہم بھول جائینگے تو کیا ہوگا
مدارا اک نظر اُس سین کا کہتے تو نظارا
تعجب تھا کہ ایسے مرد معقول و مہذب نے
غلط کاری یہ کیوں کی نقد مذہب کسطرح ہارا
صلوٰۃ بے وضو سے مذہبی ہے اُسطرف مسجد
ادھر قرآن پہ رغبت سے دل مذہب کا سیپارا
مشینیں چل رہی ہیں اور کسی کی کچھ نہیں چلتی
ادھر ہیں بے چھلے کندے اُدھر ہے برق وش آرا
تعجب تھا کہ آخر کیوں ہوئیں یہ حالتیں پیدا
نہ تھا یہ مطلب سید کہ اس رخ پر چلے دھارا
خود اپنی قوم کی تحقیر کرنا اسکے کیا معنی
یہ کس جادو نے بچوں کو کیا خود بین و خود آرا
کہیں اطفال ناداں ہیں کہیں پیران نابالغ
یہ غوطے کھاتے ہیں فتنے میں آتا ہے وہ بیچارا
یہ اخلاقی یہ روحانی بنائیں ٹوٹتی کیوں ہیں
یہ نفس مطمئنہ پر ہوا کیوں غالب امارا
یہ کس کل کے نہیں گے جزو ہوکر اپنی ملت کر
مگر ان اپنی بیلوں میں ملائے کوئی جغارا
ہمارے حکمران تو جرح میں سرگرم طاعت ہوں
تو ہم بندے پھریں کیوں دشت بیدینی میں آوارا
عمل مطلوب ہے بیشک مگر تو سا پنا کیوں کھوئیں
زمانے کو ہے گردش ہم نہیں ثابت سے سیارا
ہو الاول ہو الآخر یہ شبہہ روح پرور ہے
پھر و آزاد ہوکر یہ ہے بالو کا ستارہ با را
بٹھایا کیوں نہیں جاتا یہ نقش جانفزا دل پر
کہ روحانی ترقی میں ہو لڑکا عرش کا تارا

بشیر و حضرت مہدی کو ہے دن رات کا کھٹکا
مگر تھی یہ دو موجیں اُدھر غفلت کا ہو دھارا
میں پیچیدہ بحثیں پیش کرنے پر تھا آمادہ
کہ استغنی میں جناب حضرت حافظ نے للکارا
حدیث از مطرب دمی گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

راقم۔ ا۔ ح

برخوردار کی سوانح عمری

بقیہ مضمون ۱۴ جولائی [illegible]

خادمہ۔ حضور ادھر سے نہیں اُدھر سے آپ کو رستہ ہی پر ملیں گے۔

بیگم خیر خیر۔

(انور پھر داخل ہوتا ہے)

انور۔ میں حمام کو گیا تھا لیکن حمامی کمبخت اپنے گھر چلدیا مجھے نہایت ہی غصہ معلوم ہوا لیکن نیر میں نہا آیا اور اب میں مصمم ارادہ کرچکا ہوں کہ کبھی خارج کردونگا (سر اُٹھا کر دیکھتا ہے) ہیں یہ بیگم صاحبہ تو ہیں بھی نہیں پلنگ پر لیٹ جاتا ہے۔)

خادمہ۔ (باہر سے) شاید یہ پھر لوٹ آیا (پکارتی ہے) میاں انور۔

انور۔ ہاں کہو کیا میں ہی ہوں مگر تم کون ہو۔

خادمہ۔ کیا تم مجھے نہیں جانتے میں وہی ہوں جیسے سب ہوا

انور۔ (جملہ کاٹکر) کیا کہا ہوا کونسی ہوا۔ مشرقی مغربی تجارتی۔ سمندری۔ آدمی کا نام ہوا میں نہیں سمجھا۔

خادمہ۔ نہیں جناب۔ میرا لوبا نام ہوا خانم عرف ہوائی ہے۔

انور۔ خیر اگر ایسا ہی تو خبردار رہنا ایسا نہو خانم کو کوئی لے اُڑے اور ہوا ہی ہوا رہجائے۔

خادمہ۔ آپ تو مجھ سے مذاق کرتے ہیں لیکن میں پوچھتی ہوں کہ کیا آپ نے مجھے ابتک نہیں پہچانا میں کچھ دنوں فتح گنج میں میر کاظم کے یہاں بھی رہی ہوں۔

انور۔ ٹھیک ٹھیک مجھے اب یاد پڑا۔

خادمہ۔ کیا آپ سلطان بیگم کو بھول گئے وہ بیچاری آپ پر جان فدا کرتی تھی۔

انور۔ جانے بھی دو۔ بی ہوائی اب یہ باد ہوائی باتیں کہنا سننا اچھا نہیں معلوم ہوتا اور خاصکر جب میں شریف زادی سے شادی کرنا چاہتا ہوں

توپھر یہاں یہ ذکر اور بھی نہ ہونا چاہیئے

خادمہ۔ کیا آپ ہماری سرکار سے شادی کا ارادہ رکھتے ہیں

انور۔ ضرور۔

خادمہ۔ کہیں آپ مذاق تو نہیں کرتے ہیں۔

انور۔ نہیں نہیں یہ تو رجسٹری شدہ بات ہی جھوٹ یا مذاق نہیں ہوسکتی

خادمہ۔ کسکے یہان رجسٹری شدہ ہی۔

انور۔ میرے راز کے دفتر مین۔ (تصویر کی طرف اشارہ کرکے) یہ کسکی تصویر ہے۔

خادمہ۔ بیگم صاحبہ کی۔

انور۔ (اُٹھا کر جیب مین رکھ لیتا ہی۔)

خادمہ۔ یہ آپ کیا کرتے ہین۔

انور۔ مین اسے لیے جاؤن گا اور اسکا فریم بھیجدون گا اور یہ کیا ہے۔

خادمہ۔ یہ بیگم صاحبہ کی دستی تصویر ہے۔

انور۔ (اُٹھا کر جیب مین وہ بھی رکھ لیتا ہے)

خادمہ۔ یہ نہین ہوسکتا۔ دونون تصویرین فوراً مجھے دیدیجئے۔

انور۔ ہرگز نہین دونون کا فریم البتہ گھر سے جا کر واپس کردون گا۔

خادمہ۔ نہین صاحب نہین۔

انور۔ دیکھو ہوا (؟) یہ گستاخی ٹھیک نہین۔ ابھی ایک پھونک ماردون تو سو گز اُڑ جاؤ۔ (پھونک مارنے کے بہانے سے بڑھتا ہی اور اسکا بوسہ لے لیتا ہے)

خادمہ۔ جناب آپ نے شور و غل ....

ڈراپ سین

جواب الجواب

میرے سچے ڈیرسٹ دوست اودھ پنچ صاحب دام اقبالکم خاکسار نے جواب الجواب نور چشمی لالہ بھلجھڑی پرشاد ملاحظہ کیا۔ بہت سی فضولیات فرچ (؟) کہن ہین۔ آج اینجانب نے جواب مین ایک نظم موزون کیا ہے۔ روانہ میکنم تاکہ کچا چٹھا مسماۃ ناظرین پر خفیہ نہ رہے۔ آپ ملاحظہ کرین میرے اوپر دروغ گوئی کا الزام چسپ کیا ہی۔ پنچ صاحب آپ انھین سمجھا دیوین کہ انآئندہ این قسم حرکت ہرگز ہرگز صادر نشود۔ آپ انکو یہ نوٹس دیدیجئے کہ اینجانب کے شان مین اگر آپ کلمات ناپسندیدہ ظہور مین لادین گے تو ہم سیدھے عدالت مین بہ روے انالم حیثیت عرفی جا رجوع ہونگے

کرینگے۔

جواب باصواب در نظم

ساقیا جام ئے ناب پلا دے جھٹ پٹ

بھلجھڑی لال کی کرنی ہو ذری آؤ بھگت

نشہ بسیار چڑھے ہوش مین ہو بے مزگی

دخت رز کی ہو قسم تجھکو نہ کرنا قلت

لفظ شعر سے مین جملے بھی نہ مہمل ہووین

ذہن بھی کند نہ ہو طبع مین ہو وہ جودت

بھلجھڑی لال کو دیکھو تو ذرا ہمت ہن

سامنا آکے چھچھوندر نہ کرے یہ جیوٹ

ہوگئے ناچار زبان پر (یہ) کلمہ لاوین

کیجئے معاف نہ پھر ہونگی ایسی حرکت

پہیئے سے بھول گئے پردے مین منھ ڈال لیا

یہ تو ہند (؟) کبھی کھائی تھی ایسی گھوگھٹ

اللہ اللہ یہ حیا و آپ کا یہ دل گردہ

دو حرف پڑھنے پہ کیون آتی سمائی نخوت

آج کیون صبح سے چکرائے ہو مختل ہو حواس

کچھ پریشان سے ہو خیر تو ہے یا وحشت

قسمین کیون کھاتے ہین خیر آپ ہی سمجھے باعث بزم

کچھ خفا ہونگی یہ بات نہین ہے حضرت

جو کہین آپ زبان سے وہ ہی منظور سمجھے

ہو گیا خوب مین واقف کہ یہ ہو بالکل جھوٹ

ثنا بھی شیدائی آسی کا ہون جسے آپ پہ فخر

قبلہ گاہ آپ سمجھتے ہین بہ شان و شوکت

ایک بھی لفظ نہین اپنی طرف سے اسمین

اسی مضمون کو کچھ تھوڑا سا کرتا ہون ثبت

آپ نے جوش مین آکر کہین فرمایا ہے

مجھ سے بڑھکر کوئی مہمان نہ تھا با وقعت

آپ کا گھر تھا کسی شان سے رہتے اسجا

میزبان آپکی تھین ہر طرح بیٹی حشمت

خواہ بن بیٹھین مجالس مین رکن اعلےٰ

خواہ گوشہ مین کھڑے رہتے مثال ڈیوٹ

باتین بھی ایسی کہ بسیار ادائین نکلین

لاکھون دل بیتا ہون گنگا قسم اس چال چلت

بدمزہ ہوتی ہی جاتی ہے طبیعت لے پنچ

پھر ملین گے مگر اسوقت تو دیجئے رخصت

راقم

لالہ چھچھوندر

لوکل علیہ الرحمۃ

جب جاڑون گرمیون تک مین ہمارے شہر صاحب رحمت سے مرحوم ہوتے رہے ہین تو آجکل رحمت کی فصل برسات مین علیہ الرحمۃ ہونا انسے کون عجیبات کوان اقصہ تعجب خیز ہو سکتا ہی۔ خدا کی عنایت سے یہ بھی اسطرح مالامال ہین جیسے چار بنئے مہاجن بھلے آدمی ہونے مین اب رحمت کا کیا پوچھنا کیسے بجزی۔ کہان کے نعلی پشینگو۔ سب ہے ایک طرف۔ جب دیکھو میان آسمان صاحب سلسل بول ڈالے پیر فرتوت کی طرح مستعد بہ استنجا۔ بادون مین پانی بھر سے لوٹے ہی پڑے رہتے ہین۔ باران رحمت بوندا باندی سے لے کے موسلا دھار تک برسات رہتے ہین جسقدر گندگی سکو ٹلا۔ کرکٹ شہر مین میونسپل کے بھنگیون سے بچا کھچا تھا سب جاروب تقاطر سے جھاڑ بہار کے صفاچٹ کردئیے۔ اس سرے سے اس سرے تک جھک۔ براق بلکہ کچے پکے کچ پیندیلے مکانون تک کا صفایا کر دیا۔

جب حاکم حقیقی یون متوجہ ہو تو حاکم مجازی آخر کیون مستعد نہو۔ سرکار نے بھی بعض کچہریون کی عمارات کو ایک کینٹ پر بنوانے کا منصوبہ کیا ہی۔ سننے مین ابھی خمیر اُٹھ رہا ہی جب نقشہ اور تجویز پختہ ہو جائیگی مناسب موقعہ پر تعمیر شروع ہوگی۔

باقی واقعات سوانح کی پیداوار کے لحاظ سے ہمارا شہر آجکل کڑنک مرغی ہو رہا ہے۔ ہان اخبار چیون (؟) اسفیونیون کے گلستان مین جاپان اور روس کی میدان داریون کا بیان ہوتا رہتا ہی۔ مگر وہ بھی دور کی بات ہی۔ وہ گرما گرمی نہین جو روس اور ٹرکی کی لڑائی مین تھی۔ ہان تبت کی مہم البتہ فی الجملہ توجہ کے لائق تھی مگر اسمین کوئی دلچسپی نہین۔ کیا وجہ کہ ایسی ایسی ہٹ پلیتیان شہنشاہی مہمات کو ملک مین دخل رہتی ہین دوسرے اس ملک سے بجز پولیٹکل تعلق کے اور کوئی ایسا تعلق نہین۔ یہان فراغت اور اطمینان کی افراط فرصت کسے جو کہان کا مرد اور نانا مئو کا گھاٹ کرنے بیٹھے ہان وزیران سلطنت خرچہ جنگ یہان سے ولانیکی نیت سے اگر زبردستی مہم تبت کا شعذر رکھدین تو خدا کا دیا سر پر۔

غرض ہرچہ کمی رفنمے (؟) تو۔ جیسے ایک سوداگر صاحب شکر گدھے پر لاد کے سفر کو نکلے۔ رات مینہ برسا۔ شکر شربت ہوکے بہ گئی۔ یہ لہو کے آنسو رو کے رہ گئے۔ اولے پڑے گدہا بھی غرق رحمت ہوا۔ صبر کی سل چھاتی پر رکھ کے چپ بیٹھے اسپر بھی جب بجلی چمکنے لگی تب تو نہ رہا گیا جھلا کے آسمان پر سبے کہنے لگے اے باران باریدی قند ما شستی ژالہ باریدی خرم ماکشتی۔ اکنون چراغ بدست گرفتہ مارا می جوئی۔ اینک

سرمہ ممیرے کا

انعام ایکہزار روپیہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم - دھند - جالا - پروال - غبار - سیل - سُرخی - پھولا - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھاسکین - قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپے ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم مبلغ تین روپیہ ہے - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فیتولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار -

پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

تازہ سندات

اسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مکرم بندہ تسلیم مین آپکے قابل قدر ممیرے کے سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہون حقیقت مین جیسا آپکے اشتہار مین لکھا ہے اسسے بھی کئی درجہ بہتر ہے - مین نے چشمہ کا لگانا چھوڑ دیا اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہون

راقم - رادھا کشن گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چوڑی گران -

(۲) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریون کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کسی سرمہ کو اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا - مین آنکھونکی شکایات مین ایسی شکایت سے بڑی زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند وخارش وسرخی چشم کیواسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا اسمیں ہیچ آپنے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین -

راقم - پنڈت گنگا رام صاحب حضور نواب صاحب بہاولپور

تازہ سندات

اسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۳) جناب من - میری آنکھ مین ایک مرض ہے جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب بہادر و ڈاکٹر کیلب صاحب بہادر کے علاج سے کچھ فائدہ نہوا آپکے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب مہربانی فرماکر دھند اور کم طاقتی بینائی چشم مین ہے اور ایک تولہ سفید بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب والی ملک ترکستان

(۴) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کر نہایت ہی مفید پایا - آنکھونکی بیماریون کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - آنکھ کو تروتازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے آجتک کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی

راقم - نواب محمد حیات خان بہادر سی - ایس - آئی سابق ڈسٹرکٹ و سشن جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند -

(۵) جناب سردار صاحب تسلیم - آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا مین تصدیق کرتا ہون کہ بشکایت کمزوری چشم کیلئے بہت مفید ہے میری آنکھین بہت کمزور تھین لگاتار ایک پہر کام کرنے سے معذور ہوجاتا تھا اب میری یہ کیفیت ہے کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کرسکتا ہون

راقم - حافظ میان خورشید محمد خان خلف نواب حسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال

انعام ایکہزار روپیہ ... ۱۹۰۱ء

برخوردار کی سوانحعمری

تتمہ ۲۱ جولائی ۱۹۰۷ء

(شمشاد زور سے دروازہ بند کرکے داخل ہوتا ہی)

کمبخت ۔ ناشدنی ملعون ۔ ابلیس ۔

خادمہ ۔ ایک چینی کا پیالہ اسکے ہاتھ مین دیدیتی ہی وہ اسکو پٹک دیتا ہی ہانپتا ہے)

انور ۔ (خادمہ سے) یہ متین اور مہذب شخص کون ہی ۔

خادمہ ۔ بیگم صاحب کے بڑے بھائی ۔ (پیالے کے ٹکڑے لیکر باہر جاتی ہی)

انور ۔ بیگم کے بھائی ۔ اچھا مین تصویردار یاد داشت کو ابھی نہ خاہب کرون گا ۔

شمشاد ۔ ناٹر خانم ۔ ارے کیا اس کمبخت کو سانپ سونگھ گیا

انور ۔ جی تھوڑی دیر مین کام بھی کرنے لگا ۔ آخر ہو کیا ۔

شمشاد ۔ کیون بےکار گھبرانے ۔ تو پوچھتا ہی ہو کیا ۔ آج نرز اکڑ گیا ۔ ہان کچھ لوگ مرغولیان کھیل رہے تھے بیچ مین سے نکلے ہوا ہین کہ بس مجھے غصہ آگیا اور مین نے کہا کیون ۔ انھون نے آسمین سمجھا ہین کیا

انور ۔ کیا آپکو کیون غصہ آیا ۔

شمشاد ۔ بیہودہ بک بک مت لگا سُن ۔ بس اسی قدر سننا کافی ہی کہ مجھے غصہ آیا اور مین نے کمر سے نکالا پستول (طمنچہ نکال کر دکھاتا ہی ۔)

انور ۔ (شمشاد سے) کہین ابتک بھرا تو نہین ہے (خوف سے کرسی کی آڑ مین چھپ جاتا ہے)

شمشاد ۔ ہان ابھی اسکی ایک نال بھری ہے ۔

انور ۔ الحمدللہ (جی مین) اگر کہین نشانہ ٹھیک لگا تو مطلع صاف ہے

شمشاد ۔ اسی وقت ایک آدمی ایک میلا کچیلا حقہ لیکر میری طرف چلا ۔ لیکن مین نے اسے بیس ہی قدم کے فاصلہ پر ۔

انور ۔ بس بس جناب ۔ اب زیادہ تفصیل مین سُن چکا ہون

آپ کی گولی ایک سوداگر کے چینی کے صندوق پر پڑی ۔

شمشاد ۔ بس ایک جھنکار ہوئی اور ایک اپ دکا ۔

انور ۔ (ڈرکر) اب کیسا ۔

شمشاد ۔ بس اشرفیونکے گرنے کا ۔ کیا نام کہ ۔ کیا یہ خانم کمبخت آج نہ آئیگی ۔

انور ۔ (لاٹھ کر) خانم خانم ارہی اوہوا ئی خانم چل کمبخت جلدی ۔

شمشاد ۔ کاہ چور کمبخت ۔

انور ۔ نمک حرام ۔ (انور شمشاد کی ہر بات مین پیروی کرتا ہی)

شمشاد ۔ خانم ۔

انور ۔ خانم ۔ خدا جناب صبر کیجئے ۔ آپ تو بیجا برہمی کرتے ہین ۔

شمشاد ۔ نہین جناب اگر کوئی مجھے تکلیف نہ دے تو مین برخلاف اُسکے ۔ جو ابھی آپ نے کہا کیا نام کہ مین تو ایسا حلیم ہون کیا نام کہ جیسے بھیڑ کا میمنہ یا اونٹ کا بچہ (پکارتا ہی) ارے او خانم ۔

انور ۔ بلاشک آپنے بہت عمدہ مزاج پایا ہی (دیکھتا ہی) صاحب من ۔ خانم ۔

شمشاد ۔ ہان جناب کیا نام کہ جب مین پیدا ہوا تو کیا نام کہ لوگون نے میرا چہرہ جو کیا نام کہ بہت نرم و نازک تھا دیکھکر یہ سمجھا کہ کیا نام کہ یہ لڑکی ہے ۔

انور ۔ بیشک بیشک صاحب من ۔ کیا صاحب من یہ غلطی بہت دنون کے بعد معلوم ہوئی ۔

شمشاد ۔ نہین ۔ مجھے ابتک اسکے دریافت کرنیکی فرصت نہین ملی لیکن صرف یہ جانتا ہون کہ مجھے تندرستی قائم رکھنے کے لیے غصہ کرنے کی ضرورت پڑتی ہی (کہہ اکر) شاید میرے چہرے کا رنگ اسوقت سرخ ہے ۔

انور ۔ نہین قرمزی ۔

شمشاد ۔ آہا میرا بھی خیال تھا ۔ مدت سے آج بہی حالت ہے

انور ۔ خانم خانم ۔

شمشاد ۔ بولتی ہی نہین مردار ۔

انور ۔ ہاہ (شمشاد سے) کیا عمدہ خیال (تمنچہ لیکر چھت پر فیر کرتا ہی ۔)

(خادمہ داخل ہوتی ہے)

خادمہ ۔ کیا آپنے مجھے پکارا ۔

شمشاد ۔ واہ کیا عمدہ خیال آپ نے فرمایا ۔ شاباش شاباش (خادمہ سے) لے یہ اشرفیان اس چیراسی کو جو نیچے بیٹھا ہی دے آ ۔

خادمہ ۔ یا اللہ تیری پناہ ۔ اے اب کیا ہوا ۔

شمشاد ۔ کمبخت تو پھر متعجب ہوئی ۔ اگر تجھے یہان نوکری کرنا ہی تو خبردار ہمیشہ کون کی کسی بات پر تعجب نہ ظاہر کرنا ۔

خادمہ ۔ بہت خوب حضور ۔ (ہنستی ہے)

شمشاد ۔ کیون تو نے بتیسیین کیون نکال دین ۔

خادمہ ۔ یون ہی کچھ خیال میرے دل مین آگیا ۔

شمشاد ۔ خبردار ۔ اب کبھی ایسی حرکت ہوئی ۔ تو مین دانت توڑ دون گا ۔

انور ۔ ہان ہوائی خانم یاد رکھو ۔ نہین تو ہم لوگ تمھین ایسا دابین گے کہ اس وسیع کھڑکی سے بھی تمھین نکلنا دشوار ہوگا ۔ (کھڑکی دکھاتا ہے)

شمشاد ۔ (تمنچہ اٹھاکر) ٹلتی نہین جگہ سے چل ۔

خادمہ ۔ (بھاگ جاتی ہی لیکن ہنستی جاتی ہے) جی حضور جی حضور ۔

شمشاد ۔ بس اب سب ہو چکا ۔ اب مین گھنٹہ بھر تک نیک مزاج رہون گا ۔

انور ۔ (الگ) اب یادداشت نمبر ۳ کے اخراج کا وقت آگیا ۔ پستول دفع ہو چکا ۔ اور یہ گھنٹہ بھر کے لیے نیک مزاج بھی ہو گیا (اپنی ایک ٹانگ اوپر اُٹھاتا ہے ۔)

شمشاد ۔ (گرج کر) یہ تو کیا کرتا ہی (اپنا تمنچہ پھر بھرتا ہی)

انور ۔ کچھ نہین جناب ۔ کچھ پیر مین درد ہی ۔ لیکن آپ کیا کرتے ہین ۔

شمشاد ۔ مین صرف تمنچہ بھر رہا ہون ۔ کیا معلوم کس وقت بحث مین آہنی دلائل کی ضرورت ہو ۔

انور ۔ (الگ) اچھا یادداشت نمبر ۲ کا اخراج کچھ دیر کے لیے موقوف ۔

(بیگم داخل ہوتی ہے ۔)

چیمبرلین کا پین بام

چیمبرلین کے پین بام سے بڑھکر کوئی دوا ایسی نہین ہی جو ہر گھر مین ضروری اور ہر مطلب کیواسطے مفید ہو مثلاً کسی چیز سے کوئی عضو کچلا یا مضروب ہو تو فوراً چیمبرلین کا پین بام استعمال ہو اس سے بہت جلد اندمال ہوجاتا ہی ۔ دردسر ۔ درد دندان ۔ اور دیگر اوجاع جو چہرہ مین ہوتے ہین سب کو فائدہ کرتا ہی درد اگر ہو تو اس دوا کی مالش سے فوراً جاتا رہتا ہی ۔ علی ہذا پہلو یا سینہ کے درد مین ایک دفعہ کے استعمال سے شفا ہوتی ہی وجع مفاصل سے بہت جلد صحت ہو جاتی ہی پس چیمبرلین کے پین بام کی بوتل ہر گھر مین موجود رہنا ضروری ہی ۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ایک دفعہ کے استعمال سے شفا کلی ہوتی ہی قیمت ۔۔۔ عام سب دوا فروش بیچتے ہین ۔ چنانچہ لکھنؤ مین ڈاکٹر محمد یوسف خان کی دوکان مین جو محلہ نظیر آباد مین ہی چیمبرلین کی سب دواؤن کا ذخیرہ ہے ۔

دنیا کے سر پر شیطانی تھیٹر
پہلا ایکٹ

جب تک ہمارے ملک میں بلند نظر قدردانی نہ پیدا ہوگی اسوقت تک ہمکو اس طوفان بےتمیزی کے کم ہونے کی امید نہ کرنی چاہیے مگر ان رسالون کی حالت موجودہ دیکھکے شکر کرنا چاہیے کہ ہماری رائے مین تقدیم کے لحاظ سے مخزن لاہور دیکھکے شکر کرنا چاہیے اسکے اڈیٹر اور موجد ابزرور لاہور انگریزی اخبار کے مشہور اڈیٹر شیخ عبدالقادر بی آے ہین۔ مخزن کے مضامین بھی اچھے اور مفید ہوتے ہین اگرچہ بعض مضامین شاعری اور نثار ی کے ایسے بھی شائع ہوجاتے ہین جو ایک لائق اڈیٹر کے طرز تحریر کے ہم پہلو ہونیکی صلاحیت نہیں رکھتے مگر لکھائی چھپائی اور سب سے بڑی بات یہ ہو کہ کاغذ کی حالت دیکھنے نہایت قابل تعریف ہے۔

اردوے معلّٰی

یہ رسالہ بھی مضامین کی ترتیب تہذیب اور اہتمام کے اعتبار سے جسقدر اچھا سمجھا اور مانا جاے کم ہو یہ علی گڑھ کے ایک بی اے کے ہاتھون سے نکلتا ہو۔ بادی النظر مین یہ بات بھی ملک کے شکرگزار ہونیکی ہو کہ نئیل اور لبند نظر لوگون کی قدیم شاعری کو حقارت یا اعتراض کی نظر سے نہین دیکھتا بلکہ اسکے جواہرات لاپی آبدار جنکو اس زمانے مین گوہر شب چراغ کہنا چاہیے ثابت کرتے ہین کہ اگر کوئی اسنے چشم پوشی کرنا چاہے تو جہان بوجھ کے خفاش ہی نہین بنتا بلکہ جاہل بھی ہو جو اپنے بزرگونکی عظمت اور لیاقت کو تنگ نظری سے نہ جاننے کی وجہ سے یہی سمجھتا ہو کہ جو کچھ اچھائی ہو وہ آج ہی کل ہی پیدا ہوئی ہے پہلے لوگ ہمارے ننگ و عار کے باعث تھے یہ رسالہ ہمارے نزدیک مستحق ہو کہ جہان تک ہوسکے پبلک اسکی ہر طرح سے اعانت اور مدد کرکے قدردانی کا ثبوت دے۔ اور اسکے لائق فائق نیک مزاج نیک دل اڈیٹر کی ہمت قاصر نہونے دے۔

عصر جدید

اسکے نمبر صرف دو ہی ایک ہمنے دیکھے ہین یہ بھی ایک مشہور لائق بی اے میرٹھ سے شائع کرتے ہین۔ جو رسالہ اچھے ہاتھون سے نکلتا ہوگا وہ خواہ مخواہ اچھا ہی ہوگا

علی گڑھ منتھلی

اسکو بھی مایضاًین سمجھیے۔ علی گڑھ کالج کی پیداوار ہی۔ بہرصورت تہذیب سے ہمدوش۔ اور ترقی سے ہم آغوش سمجھنا چاہیے۔

افسانہ

یہ رسالہ مولوی ظفر علی خان صاحب بی۔ اے مشہور مترجم کا نکالا ہوا ہو۔ پہلے اسمین یہ التزام تھا کہ افسانہ کا ترجمہ ہوتا تھا ہے اشاعت کے زمانے ہی مین ایکطرح کی رائے ظاہر کردی تھی کہ باوجود حالات خوشامد زمانہ پورے طور سے مفید ملک نہین کہا جاسکتا اور نہ کمالت محض قصے کہانیون اور پرجوش طرز انشا پردازی کی سفارش سے ایک لائق عالیدماغ خوش فکر بی اے کے لائق ہوسکتا ہے ہان اگر محض دلچسپی کی چاٹ کے واسطے کوئی حصہ افسانے کا بھی لگا دیا جاے تو زینت ہوسکتا ہو الحمدللہ اس سال سے اور مضامین بھی اضافہ کیے گئے اور اس حصے کا نام دکن ریویو قرار دیا گیا۔ مضامین کے اعتبار سے یہ رسالہ بھی انھین رسالون کے لکر کا بن سکتا ہو بشرطیکہ مہلت متوجہ ہونیکی دے اور خدا سے امید ہو کہ جبھی اسی میز پر جگہ پانے کا مستحق ہوگا جسپر آسکے اور معاصر ملک کے دل و دماغ شاد اور روشن کرتے ہین۔

زمانہ

یہ رسالہ بھی کانپور سے بابو دیانرائن صاحب ایم اے نگم کی اڈیٹری سے شائع ہوتا ہے۔ مضامین کے اعتبار سے اسمین اچھی ترتیب کے ساتھ مضامین درج ہوتے ہین اور خیالات پختہ اور سنجیدہ ظاہر ہوتے ہین مگر صورت لکھائی چھپائی مین البتہ کبھی معلوم ہوتی ہے لائق اڈیٹر کی مسلسل کوششون سے کچھ عجب نہین کہ اچھا شائع ہونے لگے ورنہ ہمکو مضامین کے جواہر آبدار کو زمین سے لپٹے ہوے دیکھکے تاسف ہوتا ہو۔ اسمین فی الحال ریویو شائع کرنے کا بھی انتظام ہوا ہے۔

خدنگ نظر

اس رسالہ کا مذکور ہو ... بعد طعام ... اسکو دماغ کے لائق پاکیزہ طبیعت ... منشی نوبت راے صاحب نظر نے کئی سال ہوے شائع ... مگر ابتدا مین صرف شاعرانہ گلدستہ تھا اسوقت بھی ... چھپائی اور کاغذ کا اہتمام اول درجہ کا تھا اور کیون نہوتا کہ حضور نظام الملک آصفجاہ والی دکن کی سالگرہ کی یادگار مین نکالا جاتا اور پیشکش حضور ہوتا تھا اسکے مالک و مہتمم نظر صاحب کی نفاست پسندی خوش سلیقگی کا یہی تقاضا ہونا چاہیے کہ لاکھ دقتین اور موانع پیش آئین مگر جب آب وتاب سے رسالہ نکالا ہو برابر ویسا ہی نکلتا ہے۔ نظر صاحب مبدء فیاض سے جہان تخئیل شاعرانہ زبان اور فن کی نفاست سے بہرہ اندوز ہین وہان رسالے کی ترقی مین ہر حال کوشان ہی رہتے ہین اور اسی کا نتیجہ ہو کہ آپنے علاوہ حصہ نظم کے نثر کے مضامین بھی رسالہ کرنا شروع کیے ہین اور اسکے لکھنے والے بھی اچھے اچھے ... اپنے ہمسر ... پاکیزہ کے ملاحظہ اسکو سب رسالون سے بڑھا چڑھا رکھتے ہین۔

خدا کے فضل سے یوسف جمال
آگے جاتے کیا ہو بمبری

دنیا کی ہوس کی کوئی انتہا نہین۔ اگر خدانخواستہ شہر یا شہری کوئی خود منہمک ہونے پر جیسے پیر صاحب بچکیا ئین تو یار لوگ مریدان می پرانند کے مصداق بنین۔

چنانچہ اس خطاب باری کی فصل مین ہمارے البشیر صاحب کو نواب محسن الملک بہادر کو بھی اور زیر بار خطاب کرانے کی سوجھی اور اگرچہ نواب صاحب بہادر بعنایت حضور نظام خطابون سے گو ندی کی طرح لدے پھندے خطابونسے مستغنی ہین بلکہ بقول شخصے وہ افراط ہو کہ وہ سنبھالے اٹھاتے نہین بنتا یعنی منیر نواز جنگ ایک محسن الدولہ دو محسن الملک تین تین خطابون سے خزانہ ہوس پر کیے ہین اور مزید خطارن پر۔

> کا ستی چشم حریصان پر نشد
> تا صدف قانع نشد پر در نشد

یا تا آنا ہو تو منتر تقاضاے ہمطلبی البشیر کو ستاتا ہو کہ گورنمنٹ انگریزی سے بھی قومی خدمات کے صلے سے خطاب دلوائے لیکن قومی خدمات کی عوض قوم ہی خطاب دیسکتی ہے اسکا یہ حال ہو کہ محسن الملک پر صاد کرچکی ہے۔ اگر سرکار انگریزی کچھ ادب اور سارے دو کا جھگڑا یاد کرتی ہو تو خیرگوش الملک محسن الدولہ تجویز کرلی ہو۔ آگے سرکار جانے اور اسکا نام ہے۔

لوکل علیہ الرحمۃ

اس ہفتہ خوب بارش رہی۔ شہر ایک تو خلقی سڑیا یا تھا۔ اور بھی ادھ سڑتے کو ٹھلنے کا بہانہ ہوگیا۔

میان طاعون تشریف لے گئے مگر آمونکی کثرت اور اہل شہر کی گندہ پسندی مکھیون مچھرون سے استقبالاً ہیضہ کی امید بے موقع نہین ہوسکتی۔

عدالت ڈپٹی کمشنری کی عمارت کے واسطے جگہ تجویز کرنے مین کہتے ہین اسدفعہ ہمارے لفٹنٹ گورنر بہادر زیادہ مصروف رہے عمارت جو مہاراجہ بالکرشن کے امام باڑے کے نام سے مشہور ہو اور جو فی الحال کسی طرح سے امام باڑہ نہین کہی جاسکتی کھدکے نئی کچہری بنے گی

[illegible] کی سوانح عمری

[illegible] سے [illegible]

انور۔ مگر نہیں حضرت آپکی تصویرین واپس دیتا ہون لیکن خوشی سے نہین بلکہ مجھے اسکا رنج ہے کہ بالکل بیہودہ محنت جلنے دیتا ہون اب مین نے یادداشت کی سب مدین پوری کردین اب آگ دکھا کر [illegible] تصویرات [illegible] کا ارادہ کرتا ہون لیکن وہ دیکھ لیتا ہون سوائے یادداشت نمبر ۵ کے کہ اسکے پورا کرنے مین سخت خطرے ہین اور چلتے چلتے یہ نوٹ بک جو یہان بختیار کی میرے ہاتھ لگی اسکو بھی رکھے جاتا ہون (نوٹ بک دیتا ہے)

شمشاد۔ ابے مردود اس بک بک سے کچھ مطلب بھی ہے۔

انور۔ (بیگم سے) بیگم صاحب خدا کرے آپکے آیندہ شوہر صاحب جنکو بدقسمتی سے کچھ یاد نہین رہتا۔ آپکا خوش کرنا نہ بھولین۔

بیگم۔ (مسکرا کر) ضرور اگر وہ اپنی تحریر کی حرف بحرف پابندی کریگا تو میرے خیال مین یادداشت نمبرہ بھی اسے نہ بھولے گی۔

انور۔ مگر بیگم صاحب یادداشت نمبر ۵ تو اسمین ہے ہی نہین

بیگم۔ معاف کیجئے گا۔ اسمین ایک ایسا کام درج ہے جو کسی طرح فروگذاشت ہو ہی نہین سکتا۔

انور۔ وہ کیا۔

بیگم۔ (کتاب جیب مین رکھکر) اسکے لیے دوسرا ورق الٹیے تو معلوم ہو جائیگا۔ (خادمہ سے) خانم روشنی لیکر انکو باہر پہنچا دو (پھر بیٹھ جاتی ہے)

خانم۔ بہت اچھا حضور

انور۔ (عالم تحیر مین) یہ آخر کیا ہے کچھ سمجھ کام نہین کرتی۔

شمشاد۔ ابے [illegible] کرتا ہے۔ جائیگا بھی کہ نہین۔

انور۔ (انگوٹھی دیکھکر) بیشک [illegible] گزر گیا اور [illegible] اچھا صاحب مین جاتا ہون

شمشاد۔ [illegible] کہین دور بھی ہو جلدی۔

انور۔ (جاتے جاتے رکھکر) [illegible] (پھر کر شمشاد کی پیٹھ پر لات مارنا چاہتا ہے) جو یہ صرف ایک ورق الٹنے کیلئے میری تمام محنت رائگان جاتی ہے۔ ایسے زمانہ مین جبکہ ریل تار ٹیلیفون وغیرہ جاری ہین ایک بائلے آدمی کی یادداشت سے مجھے دھوکا ہو جائے غضب ہے (منہ پر سے) [illegible] کا کلدار [illegible] دیتا ہوں در حقیقت آپ کا فرمانا بہت ٹھیک ہے غصہ سے آدمی کی طبیعت [illegible] ہو جاتی ہے۔

شمشاد۔ تیرے اور تیرا کی [illegible] نکل یہان سے۔

انور۔ غصے سے سب کیدی مسخرے جاتا تو ہون (چلا جاتا ہے)

شمشاد۔ ہو تو یہ مردود پاجی لیکن پھر بھی مین اسکی کچھ باتین پسند کرتا ہون لیکن یہ کچھ مین سمجھا نہین۔

بیگم۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ بختیار کی نوٹ بک اتفاقاً اسکے ہاتھ لگ گئی اسنے اسکی سب یادداشتین پوری کرنا شروع کر دین۔

شمشاد۔ آخر یہ ہو کون۔ گو کہ پڑھا لکھا اچھا ہو لیکن اس چال چلن کا پتہ تھوڑا ہی چلتا ہے شاید کوئی لقہ لچہ ہو بھیس بدل ڈالا ہو۔

خانم۔ نہین جناب یہ بات نہین تھی یہ شخص شریف ہے

شمشاد۔ سبحان اللہ ہوائی۔ آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا۔

خانم۔ مین نے کچھ دن اسکے ایک دوست کے یہان ملازمت کی ہے۔

بیگم۔ ہان معلوم ہوا۔ خیر اچھا ہوا وہ چلا گیا۔

شمشاد۔ (گھڑی دیکھکر) اوہ گیارہ بج گئے کیسے جلدی دن غائب ہو گیا۔

بیگم۔ دن کیسا۔ رات کیسی۔

شمشاد۔ اچھا ہم بستر پر جائین اور وہان خوشی خوشی یہ خواب دیکھین کہ ہم پھر اپنے شہر پہونچ گئے اور میان بختیار کو علم طبیعات کا ذوق دلا کر پھر دیہات مین پہونچا اور وہان اس سے اور ہمارے دوست [illegible] اور اسکے خاندان سے جو ہمارے اوپر ایک بار احسان کر چکا ہے ملاقات ہو گئی۔

بیگم۔ بھائی صاحب یہ بات حد سے گذر گئی ہے اب جب مین چلی جاؤنگی تب کہین پیچھا چھوٹیگا (خادمہ سے) تمھاری اب کوئی ضرورت نہین ہے جا کر سو رہو (چلی جاتی ہے) شمشاد چراغ گل کر دیتا ہے اور لیٹ رہتا ہے۔

(انور بغل مین ایک صندوقچہ دابے ہوئے داخل ہوتا ہے)

انور۔ لیجئے صاحب مجھے یادداشت پنجم بھی معلوم ہو گئی ایک پرچے پر لکھکر میرے کپڑون مین پڑی دیر ہو گئی ہے اور کوئی کسی شریف کے یہان بلا ضرورت ایسے وقت نہین جاتا تھا لیکن ۱۲ بجے ہونگے ابھی پھر بھی کچھ مہلت باقی ہے اور جبتک مجھے اختیار ہے نہ معلوم میری لیلی کہان ہے۔ کیا ہی اسکا مسکن رشک گلشن ہے۔

شمشاد۔ (اندر سے) خانم ارے تو نے میری چادر کہان ڈالدی ہے

انور۔ (ڈر کر) ارے کمبخت یہ ابتک نہین سویا خدا بچے

بیگم۔ گاتی ہے اور کمرے سے ستاری کی آواز آتی ہے

چہ پوشی کردہ بر روئے کہ آن پنہان نمی ماند
وگر بے پردہ می داری ستم را جان نمی ماند
نگو لے دیدہ کاندر روئے او حیران چہ ماند ستی
کدامین دیدہ کاندر روئے او حیران نمی ماند

انور۔ باہر سے

زخشم کافرت گر غمزہ لشکر می کشد ہر سو
بہفت اقلیم تن یک منزل آبادان نمی ماند
من درویش رسوائی جہان گشتم زعشق تو
جو شیوہ عشق و درویشی ہے پنہان نمی ماند

واللہ یہ کمرہ ہے یا بلبل کا آشیانہ۔ گیا راگ ہے جی خوش ہو گیا۔ (دل مین) خدا کرے یہ میری خواہش منظور کرے (زور سے) صاحبو کوئی گھر مین ہے۔

شمشاد۔ (چیخ کر) کیون بے شہدے تو اس وقت بھی پریشان کرنے آیا۔ [illegible] چکھا ہی دون۔ نہین جانتا۔

کہ پیوستہ مزاج آدمی یکسان نمی ماند

(باقی)

قطعہ

اک دوست نے مجھ سے کی شکایت اک روز
عادت ہے تمھاری لاابالی یہ کیسی!
سنتے نہیں آپ کیوں، یہ کیا صورت ہے
دنیا سے یہ طرز ہے نرالی کیسی؟
میں نے کہا سچ ہے اور بجا ہے۔ لیکن
بات اپنی جناب نے بھی ٹالی کیسی؟
مجھکو بھی حضور سے یہی شکوہ ہے
پھر سکتے تو ایک ہاتھ سے یہ تالی کیسی!

(میرزا لاابالی)

استحالے کی چگونگی

یوں تو اس کائنات کا نظم ہی استحالے کے محور پر اسطرح قائم ہے جیسے ہنڈولا یا رہٹ یا چرخا یا دولاب۔ مگر آج کل تو ہمارے میاں ہندوستان اس خلقی چکر گھنی میں ایسے غلطاں پیچاں۔ تگنی کے ناچ میں مشغول ہیں کہ لٹو۔ پھرکی سب بیکلے باس کوب تک تماشاگر ہے۔ بلکہ بعض وقت تو عقل اور فہم میں اس پر کلچپ ہونی لگتی ہے کہ دیکھنے والا چکر میں ہے یا شے مرئی۔ خیر صاحب یہ مالاینحل۔ تغیے۔ عقدے۔ تو حکمائے مناظر و مرایا جانیں۔ تماشائیوں کو اس سے بحث کرنا۔ اپنا مزا کرکرا کرنا ہے۔ لوٹ جانے لٹا رجانے دھونکنے والے کی بلا جانے۔ نہ اس سیمیا کے پروفیسر۔ نہ اس تماشے کے تماشاگر۔ استادی نے جس سامان کو پیش کر دیا۔ دیکھتے ہیں۔ جس کھٹولے یا کٹھرے پر بٹھا دیا بیٹھے ہیں۔ مزے سے سیر کرتے۔ دندناتے۔ ہوائیں کھاتے۔ بہاریں اڑاتے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق ساکن و متحرک سمجھتے چلے جاتے ہیں۔

خیر ہمارا تماشا پورا اثر اکون کہے کس کس کی چشم بصارت میں بریلی کے پاگل خانے کا سرمہ لگائے۔ یا بصیرت پر لارنس اور میو کی عینک لگائے۔ مختصر یہ کہ تغیر۔ پھیر بدل۔ انقلاب سب۔ وہ داخلی خارجی اندرونی بیرونی زور باندھا ہے کہ ریل یا جہاز کی سواری خشکی کی طرح رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں برق بنکے ہو پہنچا ہے یعنی حیوان ناطق انسان میں بین طور سے تناسخ کا بدشکلی صورت نوعیہ ہی میں لگا دیا ہے اور اہل تناسخ کے عقیدے کے مطابق جزا و سزا کا جھگڑا بالا بالا اڑا کے کچے اہلیان معاملہ کی طرف تو قصد

مزید برہ ادھار پر کاروبار شروع کر دیا ہے۔ آپ جانیے بعد تخلیق آدم سے ایسی کیسی فروعی کارروائیاں مثلاً شیطان کا اغوا اور اسکے اور ضمنی سزائیں وغیرہ اکثر ماما حوا کے بیٹیوں کے حصے میں پڑی ہیں۔ پس اسی قاعدے کی سند پر ترمیم و تنسیخ کی انتظامی کارروائی بھی یہاں جنس اناث سے شروع ہوتی معلوم ہوتی ہے تاکہ اگر علتی معلوم ہو آیندہ روا رکھی جائے۔ قانون نیچر میں چسپاں کر کے مستقل طور سے باضابطہ مستند کر دیا جائے۔ نہیں، رکیات ناقص کی مد میں ڈالدیجائے آپ جانیے آجکل عورتوں کی بے پردگی کی بحث بڑی گرماگرمی سے شروع ہے۔ بلکہ لیاقت۔ عالیہ اعلی تہذیب۔ محبت ملک کے مترادف بے پردگی نسواں بھی قرار پائی ہے۔ پہلے اپنی اپنی جگہ بعض لوگ پردہ کی آڑ میں چون و چرا کرتے تھے مگر حال میں کئی سال سے تعلیمی کانفرنس میں بھی ان ہی صاحب کی ڈوڈلی داخل ہو گئی ہے اور شاہد مدعا بے پردہ یوں دانشگاف چھیڑ دیا گیا ہے کہ جبتک عورتیں گھر سے نکال باہر نہ کی جائینگی ملک اور قوم کی ترقی کا سودا محض خیال خام ہے مگر خیریت یہ ہے کہ سلامتی سے یہ کانفرنس ازل سے سست تدبیر ٹھہری۔ پیر نیچر یعنی سر سید مرحوم کے بڑھاپے کی نتیجہ یادگار ہے۔ اور آپ جانیے ایسے عالم میں سستی رات مارے کے نکال دینے کے لائق ہے یہاں اگر کام کی بات ہی تو سستی اور بھرتی۔ اس سبب سے یہ گاڑی جیتے جون کرتی تھے تک کی چال رہتے بوڑھے میاں اور جوان بیوی کا گھر بحال خراب تباہ چلی جاتی ہے لیکن اس جلیدن کی جگہ گھسکیدن سے نقل مکان تو کچھ نہ کچھ ہوتا ہی ہے۔ اسی طرح یہ بھی معاملہ سمجھو۔

مگر حال کے ایک مقدمے کے فیصلے نے کچھ کچھ جھلکی حقیقت کی دکھائی ہے۔ مفصل حال یہ ہے کہ ڈھاکہ مسٹر اے۔ سی۔ رائے ایک برہمو بھائی نے اپنی ناموس یعنی بیوی کی بے حرمتی کے الزام میں وہیں کے ایک رئیس بابو موہن سنگھ ندھی کے نام نالش دائر کی تھی۔ استغاثہ تھا کہ مسٹر رائے کی گھر والی یعنی جورو بیعنے ننگ ایک دن مسٹر لال موہن کی عورتوں میں بیٹھی بات دگل فشانی کر رہی تھیں کہ بابو لال موہن سنگھ کا دخول ہوا۔ اور آنکھوں اور بصارت عطیہ خداوندی کو یا حسن وجوہ مسٹر رائے کی بیوی کے حسین چہرہ کے نظارے سے لذت گیر بنانے لگے یعنے خدمت لینے لگے (گویا نیچر کی عطا کی ہوئی نعمت کا استعمال مناسب کرنے لگے) اور پھر مزا یہ کہ ٹکٹکی باندھ کے دیکھتے رہے۔ گویا نظر کی تھی

[illegible] کی ڈلی جو ترکیب اپنی [illegible] وہ مطالب ادا کیے جو ٹھوڑی کی ڈکشنری میں [illegible] نظری کے تار پر آتے جاتے ہیں۔ غرض صاحب [illegible] کا کرنا کیا تھا کہ برہمو لیڈی صاحبہ کا دل اس گرمی نظارہ کے سموم سے چرمرا ہوکے مرجھا گیا۔ اسپر لیڈی صاحبہ جامہ سے باہر ہوگئیں اور [illegible] گھر آتے ہی اپنی جائز لذت اڑانے والے یعنی شوہر سے اس حرکت کی جو غالباً حسن و نظارہ کی بجلی کشش یا اٹرکشن یا ایک قسم کے اتصال سے پیدا ہوئی ہوگی۔ شکایت کی گویا لگوائی [illegible] ہاتھوں ہاتھ بھرا۔ چنانچہ شوہر صاحب مسٹر رائے نے مجسٹریٹ مسٹر [illegible] صاحب بہادر کے اجلاس میں استغاثہ دائر کیا۔ پیشی ہوئی آپ جانیے ایسا مقدمہ تماشائی مختلف چاٹ اور مصالحوں سے درعدالت پر بمصداق

روز رہتی تھی دربار پہ ٹھیٹھ
آج سنتے ہیں کہ رستا ہی نہیں

جوق جوق جمع تھے۔ اس سے بڑھکر تھیٹر تماشا اور کیا ہوگا۔ مگر نتیجہ وہی ہاتھ لگے تین کانے۔ مدعی علیہ بری صحیح سلامت آئے اور کسی کی ناک کٹ آئے تو وہ بچ گئے۔ مقدمے کے فیصلے میں۔ جج صاحب فرماتے ہیں کہ مسٹر رائے کی بیوی اگر پردہ نشین ہوتی تو ملزم کی یہ حرکت یعنے دیکھنا قابل مواخذہ تھا مگر اس برہمو لیڈی نے برہمو زنانہ مدرسہ کی تعلیم پائی ہے اور مجمع و سماج میں مردوں کے ساتھ بے تکلفانہ بیٹھتی ہے۔ ایک دفعہ نرائن گنج کے بنگلے میں اکیلی رہ بھی چکی ہے۔ نرائن گنج سے ایک اجنبی کے ساتھ سفر کرتے کرتے ڈھاکہ تک آئی تھی۔ اپنے خاوند کے دوستوں کے سامنے بے تکلف ہوتی ہے۔ انکی خاطر داری (جسکو انگیجمنٹ کہتے ہیں) پوری۔ مٹھائی۔ پھل۔ پان دینے میں ذرا بھی نہیں جھجکتی تو پردہ نشین کیونکر کہی جا سکتی ہے۔ مجرم کی اس حرکت میں چاہے شرافت اور اعلیٰ اخلاق کی کمی ہو مگر قانونی تجویز سے بے حرمتی اور توہین کی حد نہیں۔

غرضکہ اس رنگ کو دیکھ کے ایک ترکیب والی نیک بخت نے نیچر سے نسخہ لجاجت مانگ کے یوں خلقی جر تر کیا کہ آپ [illegible] سے اودبلاؤ ہوگئیں۔ سمجھیں جیسا موقع ہوگا عمل کیا جائیگا۔ جسطرح وہ خشکی اور تری میں رہتا گھر بناتا ہے ہم بھی وہاں پردہ یہاں بے پردہ رہینگے اور دونوں جگہ کے لطف اٹھائینگے آپ جانیے اگلے لوگ کچھ تو سمجھ کے کہہ گئے ہیں۔

شوکت روس

حق نے کیا خواب پریشان دکھایا اسکو

خواب یا بیداری

وہ دل ہو روتی بھڑیے عاشقی پیشہ
وہ کرسیون پہ بیٹھنے والا نیچے رہتا ہی
وہ پہ معاملہ دو گھنٹہ نائب نہ رام
وہ رکیون جائے سمیان خواجہ سرا اگرچہ دونون
صحبتون کا لطف اٹھاتے ہین مگر معرکہ عشق و فراق اور تمنا
بیگھے اور نیچر کے بہت سے فیضون سے محروم رہتے ہین
اور ہم تھوڑ ون کی پلٹن مین بھرتی ہو جانے مین چونہ پرندو
نہ پرندون مین - آخر کو گھر کی ہوئین نہ گھاٹ کی -

اسلام کا خط سید مہدی علی صاحب ساکن اٹاوہ حال وارد علیگڑھ کے نام

سید مہدی علی صاحب دام علیگڑھ علم

مین نے تمکو محسن الدولہ محسن الملک منیر نواز جنگ نہین لکھا اور نہ نواب کا بھاری دستہ تمہارے نام کے ساتھ لگایا ہی - نہ مین نے تمہارا نام مولانا یا مولوی کے لفظ سے مزین کیا ہی - شفیق و مہربان کا بھی موٹا پلاسٹر نہین چڑھایا ہے - مین نے تمکو سادہ سادہ سید مہدی علی صاحب کے لقب سے یاد کیا ہی یہان تک کہ خان صاحب بہادر یا صرف خان صاحب ہی نہین لکھا ہی اس سے تم کبیدہ خاطر ہونا اور مجھے یقین ہی کہ نہو گے - سنتا ہون تم افراط سے عاقل ذکی اور فہیم ہو اور مشہور ہے کہ بعد سبحان علیخان صاحب و تاج الدین حسین خان صاحب وغیرہ مشہور صاحبان دانش کے یہ آخری دورہ تمہارا ہی ہی جب تب تم خود اس میری سادگی اور بے ساختگی پہ معترض نہو گے اور بات سمجھکر چپ ہو رہو گے کہ کہان تک تم میری طرف سے اس طرز تحریر کے مخاطب ہونے کے مستحق تھے اور میری طرف سے نہ سمجھے ہو تو اب سمجھ لو کہ منیر نواز جنگ وغیرہ خطابات یا نواب یا بہ نواب (کیونکہ یہ نہین معلوم تمکو خطاب بلفظ نواب ملا ہی یا صرف خوشامدیون نے لقب کے اوپر لفظ نواب کا دستہ جڑ دیا ہی) مجھے لکھنے کی کون وجہ تھی یہ خطاب تمکو ریاست حیدرآباد کی کارکردگی کے صلہ مین ملا ہی - مین نے نہین دیا ہی نہ میری قوم نے نہ میرے دوست انگریزون نے - نہ تمنے میری مرضی کے مطابق کوئی کام ایسا کیا ہی جس سے مین تمکو محسن الدولہ یا محسن الملک تسلیم کر لون - اب رہا لفظ مولانا یا مولوی اسکا تم خود ہی تصفیہ کر لو کہ میری زبان سے تم اسکے مستحق ہو - شفیق مہربان وغیرہ

لیے محبت کے الفاظ جس سے تمہاری مہربانی میری نگاہ مین ٹپکے مین کیسے لکھ سکتا تھا - (کیونکہ دنیا جانتی ہی کہ مین جھوٹا نہین) تمنے میرے ساتھ کیا مہربانی اور محبت کی ہی - خان صاحب یا خان صاحب بہادر کے بھی تم مستحق نہ تھے کیونکہ نہ تو حاکم وقت کی سرکار سے یہ خطاب ملا ہی نہ تمنے کوئی بہادری اپنی زندگی مین اپنی دکھلائی ہے حیدرآباد مین مدتون رہے مگر ایک چڑی تک تمنے نہین ماری ہے - شیر اور بھیڑیے کا کون ذکر تب تمکو بجز اظہار جرأت کے بہادری کا خطاب میر کیسے دیتا تم اپنے کو سید کہتے ہو لہذا مین نے بھی صرف سید تمکو لکھنے پر اکتفا کیا ہی - مین تمکو کیون خط لکھتا ہون اس پر بلاشک تمکو تعجب ہوگا - تمکو شاید معلوم ہوگا میری عادت نہین ہی کسی کو بلا وجہ مخاطب کرون یا مین تمکو شکوہ کرون - قدرت نے مجھے صرف سید ... پیدا کیا ہی اور ... مجھکو ... اور زمانہ نے ... میرے ساتھ اور میرے احکام

کاسک یا قزاق

روس کے قومی حیات کا پشت پناہ - اور نادشہسوار ومیدان جنگ آزما - سفاک - بیباک - گھوڑے کی پشت ہی کو اپنا گھر سمجھتا ہے اسکا بھالا کل کائنات ہوتا ہی - ٹیلیگراف

کے ساتھ کئے ہین - اسکا مجھے کچھ گلہ نہین ہی مین اسکا مستحق ہی تھا اور ہونا چاہیے - بے تخلیق ہوا سوقت تک بہت سے تستے قبل اسیطرح لوگ میرے ساتھ برتاؤ کرتے تھے اور تمھارے بعد بھی کرتے جا ئین گے - یہان تک کہ قیامت آجائیگی میرے مولوی جب تمھارے پیر نیچر مجھے آکر شیاطین کہتے تھے تو مین انسے صاف صاف کہدیتا تھا کہ اس بیچارہ پر کیون الزام لگتے ہو - دین و دنیا دونون میرے پاس ہین جسکا جی چاہے دونون مجھ سے لے جسکا جی چاہے ایک چیز انمین سے چھانٹ کر الگ کر لے چنانچہ ہر شخص نے بقدر ضرورت خود تینون طریقون سے جو پسند کیا وہ لے لیا مین نے انکو یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ ضرورت ام الایجاد ہے ضرورت ایسی ان بیچارون کو ا علی بیلی ہی کرین تو کیا کرین - سر سید کا دورہ گذر گیا لیکن مین انکی اسقدر تعریف کرون گا کہ کسی جلسہ مین وہ میرا نام نہین بھولا اور میرے کہلائے جانے کو اپنی نسبت فخر سمجھا کیا - بلکہ جب دوسرون کو وہ طعنہ دینا یا چھیانا چاہتا تھا تو میرے نامی بچون کی نسبت وقصہ انکو سناتا

تھا اور انکی رگون مین بوقت غصہ یا جوش زبان ہی سے نہین بلکہ رگون مین خون اتھی دوڑنے لگتا تھا - مین نے خود بین سے خود ہی اس واقعہ کو بچشم خود دیکھا ہی کہ سرخ سرخ ذرات خون کے تیزی سے انکی رگون مین دوڑتے تھے -

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم دیکھو اس شیطان کمبخت کو جسکے تم نیچری نہین قایل ہو - جب مین اسوقت پیر نیچر کے حالات چشمدید تسے بیان کر رہا ہون تو دوسرے کمبخت میرا منھ چڑھا کر یہ کو رہا ہے "جی ہان" گنگید ڈون نے بھی ایک بار پرندون سے لکر یہ کہا تھا کہ ہم تم مین سے ہین کیونکہ ہمارے پر ہین - پھر چوپایون سے ملکر یہ کہا تھا کہ ہم چرندے ہین اور تم مین سے ہین کیونکہ ہم منھ سے چرتے ہین اسی طرح سید احمد خان تم مین سے تھے جب تمھارا دورہ آیا تب میرے مولوی خوش خوش میرے پاس آئے اور کہا کہ اب دورہ مہدی ہی پھر ہماری قدر ہوگی - مین نے انسے کہا

این خیال است و محال است و جنون

کس فکر مین ہو اپنا کام کرو نام سے وضو کا نہ کھاؤ - مگر یہی کہتے ہے صاحب مہدی ہو مہدی - مین چپ ہو سا - آخر اردو کی تان اول عربی کے اخر جملہ پر ٹوٹی اب مولویون کو مین نے سات سلام کئے تمھارے علی گڑھ کے طالبعلم جو عربی کی نسبت اپنی راے کا اظہار کیا ہی اور تنے اور ڈپٹی نذیر احمد نے جو بصورت ظاہری اپنی راے عربی کی بابت دی ہی وہ مین نے دیکھی - مجھے حسب عادت نہ اسکا گلا ہی اسنہ اسکا شکوہ عربی اسکی مستحق ہی ہی چند انگریزون نے جو بوجہ محبت قدیم و اخوت ہمسائیگی ہم مذہبی یعنے اہل کتاب ہو نیکے جزامیا العلوم عربی کی بابت علی گڑھ مین بحث چھیڑی تھی اور سرکار انگریزی نے جو جوش محبت رعیت پروری مین ایک پروفیسر عربی دینا تجویز فرمایا تھا اسکو بھی مین نے دیکھا اور شکر گزار ہوا قدرت خدا ہی کہ مسلمانون کو جو مسلمان کہلاتے ہین اور ہندوستان کے اسلام کی آیندہ نسل زندہ کرنیکے دعویدار ہین یا رفارمر قوم بننے کے دعویدار ہین - جیسے تم - وہ تو عربی سے بضرورت یا بہ مصلحت ایسے معترض اور غیر قوم مسلمانون کی مذہبی زبان کے ایسے قدردان اور ایسے ہمدرد تمھارے ٹیڑکل طالبعلم نے جو بظاہر میری قوم کے ساتھ اور گویا در اصل میرے ساتھ کیا ہی اور جس قوم غیب سے ہمارے آقا و نامدار و باعث ایجاد کون و مکان ہی تھے اسکا مجھے کیا شکوہ ہے اور کون آس بیچارہ سے نئی بات کی مفلس کو نفرت کی نگاہ سے سب دیکھتے ہین - وہ تو بیچارہ بچہ ہی - خود حالی نے جو ایک حرف انگریزی نہین جانتے ہین کیا مجھے ذلیل کرنے کو چھوڑا ہی (دیکھو سدس حالی ہر مدین اخلا تاشائع وغیرہ) یہان تک کہ میرے احکامات کی بھی توہین کی ہی - مصرع

اتار اپنی حد سے نہ آگے - الخ

میری صورت سیرت کو جو خدا نے بنائی ہی خوب دل کھول کر چڑھایا ہی اور ذلیل کیا ہی تمھارے پیر نیچر نے خود کیا : تفیقہ انکار کیا ہی آسمان زمین - فرشتہ - شیطان جن بھوت - دوزخ بہشت معجزہ نبوت - ولایت کرامت - سب ایک طرف - کاٹ چھانٹ کر پھینکدی ہی - جس دوزخ اور بہشت کی ماہیت اب عنا لبا انپر کھل گئی ہوگی مگر انھون نے جہان سب کیا وہان یہ بھی ایک سنت تھی انہین کر لیتے تھے اور انکار کر جاتے تھے جب اعتراض ہوا جھٹ سے فرمایا یہ لعنت اللہ علے قائلہ - نہ میرا یہ مسلک ہی اور نہ میرا اعتقاد (دیکھو بحث ازالت البھتان بمقابلہ جناب مولوی علی بخش خان مرحوم)

ٹیلیگراف

روسی جنگجو لیڈی

جنگ حال مین شرکت کے لیے معزز عالی خاندان کی بیگمات اپنی طرف سے جنگی خدمات بجا لانیکو مستعد ہین انمین ہر درجہ کی منچلی - اور دلیر نڈر - نشانہ مین طاق اور شہسواری مین مشاق بیگمات شامل ہین اور جاپانیون سے لڑنے کے واسطے انکی ایک پلٹن الگ بننے والی ہے -

حالی نے تو کمال ہی کیا۔ ہر جگہ صاف صاف مجھے مفلس کم مایہ بنایا ہی گویا ہندوستان میں آکر مین نے راحت پائی ورنہ بھیک مانگتا تھا (دیکھو شکوۂ ہند کے کل بند) ذرا حالی سے تم ایمان سے پوچھو کہ مسلمان کب ایسے مفلس تھے۔ جب انہوں نے تو عرب کے سرداروں اور تاجروں اور امیر و کبیر گو دمین پیچے جوان ہوے تو عرب اور یمن کے بادشاہ بنے۔ عجم۔ روم۔ خوغزنی۔ اسپین فرانس سب کی سلطنتوں مین جھنڈا شان و شوکت کا لہرایا۔ ہندوستان آئے تو اسی حشم و خدم سے مسلمان مفلس کب تھے جو حالی نے لکھا ہی۔

سہتے قانع اپنی محنت اور مزدوری سے خوش

عربی گھوڑے عجمی تازی سواریون مین تھے لمبی دون والے اونٹ تو صرف بوجھ لادنے یا تجارت کے مال لیجانیکے واسطے تھے۔ ہم شہریان کب تھے۔ علوم و فنون جو مسلمانونکے پاس تھے وہ ابتک باقی ہین۔ یہ دوسری بات ہی کہ حالی کی نگاہ مین وہ بیکار ثابت ہون کہین یہ نہین کہا جا سکتا ہی کہ نہین رہے۔ حالی کی یہ تہمت محض فضول ہی کہ ہندوستان مین آکر مسلمانون نے اپنے علوم بھولا دیے۔ دینی علوم ہین کہ

جنھون نے نذیر احمد کو شمس العلما اور حالی کو شمس العلما بنادیا۔ مگر حالی پورے عالم نہین ہین اور صرف پڑھے لکھے ہین اور اس خطاب کے بھی مستحق نہ تھے مگر انھین عربی کتابون کی تحصیل ہی۔ اگر حالی یہ کہتے کہ علوم عربی سلطنت کے ساتھ گئے یا علوم جدیدہ نے علوم قدیم کو پامال کردیا ہی اور اب یہ علوم سیکھنا چاہیے تو یہ امر دوسرا تھا انھون نے تو یہ ثابت کیا ہی کہ وہی علوم قدیمہ مسلمان بھول گئے۔ تمھاری نسبت آج کل یہ بحث ہی کہ تمکو سرکار سے کوئی خطاب بہ خدمات قومی ملنا چاہیے۔ خدمات قومی تمنے کون کین اور کیون تمکو خطاب ملے۔ سر سید احمد خان تو خیر خواہ گورنمنٹ تھے تمنے کونسی خیر خواہی غدر مین کی ہی دنیا کی ہوس کبھی انسان سے نہین جاتی ورنہ تمھارے اب یہ دن تھے کہ کھانے بھر کو خدا نے تمکو کافی دیا تھا۔ حج کر آتے۔ زیارتین کر آتے۔ اور اناوہ کی مسجد مین آکر تلافی مافات کرتے۔ اب اگر خطابات تمکو ملے بھی تو کیا۔ ایسی تو امید رکھو نہ جیسے سید احمد خان صاحب کا برتاؤ گورنمنٹ سے تھا یا گورنمنٹ کا سید احمد خان کے ساتھ۔ ہان کہنی ملنے سے خانصاحب خان بہادر بنجاؤ گے مگر اردو والے مضامین

تمنے ایسی کمزوری دکھائی ہی کہ جسسے میری رائے مین تو قومی فارمر بننے کے بھی تم مستحق نہین ہو۔ ہان مسٹر اودھ پنچ کی زبانی جو ہمکو خبر گرم شمس الملک محسن الدولہ کے خطاب لینے کی تجویز ہوئی ہی اس سے مجھے اتفاق ہی اسمین کچھ مضایقہ نہین ہی بلکہ مصلحت نواز جنگ بھی اسمین بڑھا دیا جاوے تو اور لطف ہو۔ تمھارے وقت مین تو مسلمانون کے جتنے پر پرزہ باقی تھے اور کتر لیے گئے۔ عورتین باقی تھین انپر بھی ہاتھ صاف کیا جاتا ہی اور زبردستی انکا پردہ ڈولی سے کھینچ کر پھینکا جاتا ہی اور زبردستی مدرسہ مین بلوانے کی فکرین ہین۔ مہدی علی یاد رکھو کہ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہی اور ایک عالم بالا اسکے لیے ضرور رہی۔ آخر کبھی ان آنکھون سے اگر قوم اسلام کے ساتھ زبان سلیم سے نیکی کروگے تو میرے سامنے اور میرے آقا کے سامنے سرخرو رہوگے۔ مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ بہشت اور دوزخ دونون ہین اور اب سید احمد خان اسکے قائل ہوے ہین۔ نہ یقین ہو تو سید صاحب کو لکھ کر دریافت کرلو۔ آنا تمکو بھی یہین ہی جو مناسب سمجھو کرو۔

راقم
دین اسلام

جنرل اسٹاسل

پورٹ آرتھر کی حفاظت آپکے ہی سپرد ہی۔ آپ کا قول ہی۔ جاپانی دو برس مین پورٹ آرتھر پر قبضے مین آنیوالا نہین۔

جاپانی جنرل اوکو۔ نانچ لینچو و افنگ کو

انھون نے بہت فتوحات نانشین و لیچو مین حاصل کی یا دنا رسیگی۔ سامنے کی چوٹ کا ایسا مقابلہ کیا کہ دوسرے جنرل سے غیر ممکن تھا۔ روسی مورچہ ایسا زبردست تھا کہ لوگ کہتے تھے چھوٹنے والا نہین۔ مگر انھون نے

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معززانگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار سیل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکین۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپے ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم مبلغ تین روپیہ ہے۔ خالص ممیرے فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ایک ہزار روپیہ انعام

تازہ سندات

انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مکرم بندہ تسلیم مین آپکے قابل قدر ممیرے کے سرمہ کو عرصہ پانچ سال سے استعمال کرتا ہون حقیقت مین جیسا آپکے اشتہار مین لکھا ہے اس سے بھی کئی درجہ بہتر ہے۔ مین نے چشمہ لگانا چھوڑ دیا اور اب بغیر چشمہ کے بخوبی قلم ترقیم سکتا ہون

راقم۔ رادھاکشن گورنمنٹ پنشنر مقام دہلی محلہ چوڑی گران۔

(۲) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریون کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین آنکھونکی جملہ امراض مین رائج شکایت سے بڑی لوگون کو استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند خارش وسرخی چشم کیواسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا اصلی ممیرے کا سرمہ استعمال سے واقف نہین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین نا ممکن ہے امید ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائینگے اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔

راقم۔ پنڈت گنگا رام صاحب حضور نواب صاحب بہاولپور

تازہ سندات

انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۳) جناب من۔ میری آنکھ مین ایک مرض ہے جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر و ڈاکٹر کیلب صاحب بہادر کے علاج سے کچھ فائدہ نہوا آپکے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ علاوہ سرخی دھند اور کم طاقتی بیماری چشم میں بھی اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین۔

دستخط۔ سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب والی ملک ترکستان

(۴) مین نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کر نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھونکی بیماریون کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھ کو تروتازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے آجتک کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھی

راقم۔ نواب محمد حیات خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی سابق ڈویژنل وسشن جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند۔

(۵) جناب سردار صاحب تسلیم۔ آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا مین تصدیق کرتا ہون کہ بشکایت کمزوری چشم کیلئے بہت مفید ہے میری آنکھین بہت کمزور تھین مین لگاتار ایک پہر کام کرنیسے معذور ہو جاتا تھا اب میری یہ کیفیت ہے کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کرسکتا ہون

راقم۔ حافظ میان خورشید محمد خان خلف نواب حسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال۔

خوف شدت یرقان

پہاڑیکے کھو (وہے) مین رگڑیدن کا مصدر زور زور سے گردن کے اپنے بال نوچے ڈالتا ہی۔ خوشنگیہ پھڑون سے بیزار جان سے عاری ہو رہا ہی اور چاہتا ہے جسطرح لومڑی اپنی جان ان کھٹملونسے بچاتی ہی بچارے یعنی یہ بھی کسی پشم والی بکری کی کھال منھ مین دبا کے دریا کنارے چلا جائے اور آہستہ آہستہ پانون دریا مین در آئے۔ پسو کھٹملی جو سے سوکھی کھال مین جمع ہوتے جائینگے۔ جب گردن تک غرق ہو جائے تو کھال اُسی سطح آب پر چھوڑ شتاب سے غوطہ لگائے اور نکلے بھاگے بہت دور۔

خیر صاحب میان بہادر صاحب تو رہے اُترکے کونے پر جھنجھلاتے یہان مست ہاتھی صاحب کو دلگی جو سوجھتی ہی۔ تھان سے کھڑے کھڑے جھیل مین ہلچل دلگی پیدا کرنے کی نیت سے اپنی سونڈ دراز دستی اور قوت دکھانے کو بڑھا دی۔ اگرچہ قازین لمبی گردن لے ہین مگر کہان یہ موٹی دلدار کالی بلاے آسمانی اور کہان پرندون کی ہاتھ دو ہاتھ کی لمبی گردن۔ کلریان کی کلریان قاؤن قاؤن کرکے بھاگین سامنے سے۔ جھیل بھر مین تہلکہ پڑا۔ ہیجان طوفان برپا ہو گیا۔ کوئی لنگڑی اوتر کو منھ اُٹھائے بھاگی جاتی اور کوئی اوپر ہی اوپر منڈلا رہی جیسے بڑے دن کی تعطیل مین پلٹن کے گورے کسی قریب جھیل مین دریائی جانورون کے شکار کو جاتے اور بیچارے جانورون کو تہلکا کے جھیل بھر کو متھ ڈالتے ہین اسیطرح ہمارا ہاتھی سونڈ سے شمالی جھیل کو دھنڈی بناتا ہی

وہ دیکھئے ایران کی بلی اپنی جگہ خرخر کر رہی ہی اسکو وہم یا خیال ہو گیا ہے کہ میرے بھلے بچے میان شیر صاحب میری طرف دیکھ رہے ہین۔ نہ معلوم اُنکا خیال یہان کو سلام ہی کا قصد ہی یا ریچھ سے جو ملا کر رکھا ہی اُسکا گلہ شکوہ کرینگے۔ اس مارے اپنی ہی جگہ کسی خیال سے بےچین ہو رہی ہی۔ کبھی ریچھ کو قلابازیان کھاتے دیکھتی ہی کبھی شیر کی قرناشون کا اندازہ کرکے ششدر و پیچ مین رہجاتی ہی مگر ہر خیال مین دونون کان کھڑے کیے ہوے ہے۔

وہ کابلی بھیڑیے کو دیکھئے جو سرسبز اور شاداب مرغزار مین چرچر کے دناب ہو رہا ہی۔ سوچ مین ہے کہ کہین ایسا نہو موٹا شکار سمجھ کے ریچھ بر وقت مہلت منھ مارے۔ حسب عادت مجھکو چھاپ نہ بیٹھے اس مارے وہ اپنے دانت پیسے اور ٹانگین تولے ہا ہی ایک گوشے مین شتر مرغ اپنے بوقلمونی سے کیسے کیسے لمحہ لمحہ رنگ لاتا اور کبھی اپنے بچون کو دیکھتا۔ اور کبھی چرگدری کی نظر دیکھکے پر لٹکا بال اور دم پھلاکے ناچ رہا ہے

وہ دور بہت کے چرغ (لکڑبگھا) اس رنگ کو دیکھ دیکھکے خندہ وندان نما کے ساتھ تماشا دیکھ رہا اور گویا موقع پاکے لنگڑی تاڑانیکو مستعد ہے۔

یہ دیکھئے مسٹر شیر صاحب جو زیبرا اور زرافہ سے روز آزمائی کر رہے ہیں اور چونکہ زیبرا کی نسبت ابتک مشہور ہی کہ یہ جانور تربیت پذیر نہین اسلیے اُنسے رام کرنے کی دوڑ دھوپ کر رہے ہین اور کبھی کبھی اُس پیشہ کی صدا (جو ریچھ کو یاد دلا بنانے ہے) بالمونیم کی طرح سُر لاکے خوشنوا بنا رہی ہی اور مارے مسرت کے حرز کر رہی ہین۔

ایک آدھ چیرگد شدت جوع البقر سے بربری بکری یا کسی اور جنگلی مرغی کو اُچک اُچک کے چونچون سے گوشت اور بال پشم نوچ رہا ہے۔

چینی چوہی اپنے پنجرے مین بند جھولا جھول رہی اور بار بار لیشہ کی چالاکیان دیکھ دیکھکے ہنس رہی ہے مگر بےچینی سے اسکی منتظر ضرور رہی کہ پنجرا ٹوٹ سکے اور کچھ نہو سکے تو جو دشمن سمجھا جاے اسی کے کسرٹ اور بارود کے بورے یا کارتوس کاٹ دون۔

مصر کا فیل جو کہ چند روز سے بڑے بڑے گرن مال کی خرچیان کی خرچیان ڈھوتا تھا۔ کانون مین ہوا بھرنے سے دریاے نیل کا تاریخی پانی پینے کو لپکتا جاتا ہے۔

غرضکہ اس عجائب خانہ مین آجکل کوئی جانور ایسا نہین ہی جو کسی نہ کسی دھن مین نہو اور یہ اندیشہ پیدا نہو کہ انتظام سابق بدلنا نہ پڑے گا۔

اُردو کے چند رسالے

بقیہ نمبر ۲۷ تتمہ ۲ جولائی سنہ ۱۹۰۸ء

کشمیر درپن

اگرچہ اسکے نام سے خیال ہو سکتا ہی کہ یہ رسالہ اُنھین مباحث اور مضامین سے واسطہ رکھتا ہوگا جو کشمیر اور اہل خطہ سے متعلق ہوتے ہونگے اور حقیقت مین اسکی ابتدائی رفتار ایسی ہی تھی حتی کہ عام طور سے اردو خوان پبلک کی نظرون سے گزرنے کا مستحق نہ متصور ہوتا تھا۔ مگر چند سال ادھر سے جہان اور تغیر و تبدل ہوے وہان اسکے وسیع نظر اور بلند خیال نکالنے والون نے اس قید کو توڑ کے وسیع تر پیمانے پر شائع کرنا مناسب خیال سمجھا

اسمین علاوہ اُن مضامین کے جو مخصوص اُس گروہ کیواسطے ہو سکتے ہین اور بھی طرح طرح کے مضامین مفید ملک دیے اور اکثر لائق لوگون کے لکھے ہوے ہوتے نیز فضول لیکلفات سے پاک۔ صاف زبانی سے معرا خو شخط۔ خوش وضع خوش اسلوب ہوتا ہے۔ الہ آباد سے شائع ہوتا ہی۔

آزاد

یہ رسالہ بھی پنجابیون کا نکالا ہوا لاہور سے شائع ہوتا ہی۔ اسمین بھی مضامین مفید ملک نکالنے کی کوشش کیجاتی تہنے اسکے شائع کرنیوالون کی طبیعت داری کا زرخیزی دماغ جودت کا ادنی ثبوت یہ ہے کہ اپنے مضامین کی خوبی اور پسند عام کے اطمینان پر زرا زرا سی فروگزاشتین قابل توجہ نہین سمجھتے اور اگرچہ اخبار آزاد برسون تک خوبیون کے ساتھ اودھ سے نکلتا اور اپنے گروہ مین ممتاز و مشہور رہا اور اب بھی ضمیمہ اودھ پنچ ہو کر ہمارے ہان سے شائع ہوتا ہے مگر اس لاہوری دبیع الجلد کو اخلاقاً بھی استمزاج لینے کی ضرورت محسوس نہوئی۔

خیر اس رسالہ بازی کے عہد مین جب رسالے اخبارون کی جگہ نکلتے چلے آتے ہین تو انکے نامون کا تحط پڑنا کوئی تعجب کی بات نہین۔ بلکہ مضمون نگارون کا ملنا تعجبات سے ہے۔

دبدبہ آصفی

یہ رسالہ حیدرآباد دکن سے بسرپرستی حضور مہاراجہ صاحب مدار المہام دولت آصفیہ عرصہ سے نکلتا ہی۔ ابتدا مین ہمارے دوست پنڈت رتن ناتھ سرشار بھی (بوجہ تعلق مہاراجہ صاحب بہادر) مدد دیتے تھے مگر بعد چند روز اسکو شل قدح دُرد آلود کے لبوں سے دور کر دیا تھا۔ پھر اُسوقت سے بعض بعض تاریخی اور پرانے علمی مذاق کے مضامین سے لبریز ہوتا ہی اور عظیم رتبے بورون کی طرح باوقعت ملنے کے لائق ہی۔ وہ بھی شاید اس خیال سے کہ مہاراجہ صاحب بہادر کو عربیت کی جانب توجہ ہی اور آجکل جیسے ایک سیدانی سے (اگدرم) یعنی کچا پکا نکاح یا کچھ بندھن کیا ہی خواہ مخواہ اسطرف اظہار رجحان ہی اور موٹے موٹے حرفون مین چکنے کاغذ پر بانچہ بھاری گئے (یا مجوب الکلام کا پرچہ گود مین لیے نکلتا ہی ورنہ بجز ابجد خوانان اردو اور کسی کے کام کا نہین۔ نہ لکھنے والے اسکو اچھے مضامین سے قابل توجہ بناتے ہین۔ لیکن یہ کیا لم فخر کی بات ہی کہ گلیڈ اسٹن آنجہانی کیطرح ایک فرزیر اس رسالے سے تعلق رکھتا ہے۔

قرط ہو خواہی میں سالس کا مجھ کو بھی — قول تیرے پہ بھی ہر قطرہ ہی ملتا ہے

ناصحا بس الخ

بیچ میں لیتی اُدھر کا کل خمدار آکے — جو ادھر جانے کو ٹنا ہے
اور وہ ظالم جدا چیت کے فرمانے کو — ناوک مژگان نگہ یا قرکمین لگا کر

ناصحا بس الخ

پھر نہیں مجھ کو ہنسی بھی ادا مین ذرا — کہ نہیں تم نے کہیں بھی نکی جفائین ذرا
جب مین کہتا ہون مرا حال دل مین — انگلیاں منہ کا دیتی ہو دے کے سر ساٹا کر

ناصحا بس الخ

عمر کا فسانہ کہین آپ بہ سر کیجئے — شکر یہ کیا کہون قطع نظر کیجئے
ناصح بیہودے چیئے حذر کیجئے — پیار کی مین قسم اور آگ یہ بھڑکا کر

ناصحا بس مینے ترے کیا مجھے سمجھا ئے ہے

راقم

تقلید ہیرو یعنی مسٹر کلافر

ایک موسمی ایشیائی پوئیٹری

ہائے یہ برسات کا عالم — اور اندھیرے یہ رعنائی
ٹھنڈی ہوائین یہ موسم — یہ رت اور یہ تنہائی

گھنگھور گھٹائین آتی ہین — دل میرا بیٹھا جاتا ہے
رل مل گھل مل جاتی ہین — مجھکو رونا آتا ہے

پھر کڑک کر رعد گرجتا ہے — اور بجلی چمک کرتی ہے
منہ کا باجا بجتا ہے — اور ہوتی ہے اک دلکش لے

چھیڑتی ہے کاوش غم — بھرتا ہون نہین آہین سرد
اک ہوک جگر سے ہوا ٹھتی — اور ہوتا ہے کچھ میٹھا درد

بیچین طبیعت ہوتی ہے — اور آنسو گرنے لگتے ہین
کہتا ہون روکر ہائے ہائے — کیونکر دل بہلاؤن مین

سُنسان مکان اور کوئی نہین — ہائے ستم ایسے وا ستم
بیچ آہستا ہون نہین آہ وہین — ہائے صنم ہائے وائے صنم

جوش میں پھر تو وحشت کے — پھاڑ گریبان لیتا ہون
گر پڑتا ہون روتے روتے — آنکھون سے نکلتا ہے خون

بیہوشی سی ہو جاتی ہے — منکا بھی ڈھل جاتا ہے
موت سرہانے روتی ہے — اک سانس سا جاتا آتا ہے

عالم مین بیہوشی کے — دیکھتا ہون پھر اور ہی رنگ
یعنی تم ہو پاس مرے — دل مین ہے کچھ اور سا امنگ

بھولی بھالی پیاری صورت — اور تبسم ہونٹون پر
حسن کی دیوی موہن مورت — بانکی چتون ترچھی نظر

رندجنون مین بیتابانہ — پاؤن پر گر پڑتا ہون
شوق مین مثل پروانہ — چومتا ہون پھر مین پاؤن

تم رحم پہ اسیر کھاتے ہو — کہتے ہوئے اب آؤ ذرا آ
پھر آپ گلے لگتے ہو — پوچھتے ہو کیون روتا تھا

ہوتا ہون مین صدقے قربان — رکھدیتا ہون لب پر لب
چوم کے منہ پھر میری جان — کہتا ہون افسانہ سب

ہائے ستم ایسے بیتابی لا — تجھپر جھپٹ پڑ جائین
آنکھ رہتی ہے کھلجاتی — وہی مکان پھر وہی مین

بھاڑ کے آنکھین چار طرف — ڈھونڈھتا ہون تکر ہولے
بیچ نانہ خاک تجف — پھر بت کیطرح مایوسی سے

حیران سار ہجاتا ہون — ہوجاتا ہے سکتا سا
کیونکر تجھکو پھر پاؤن — تو ہی مجھے کچھ بتلا جا

راقم

مس چشتیہ گورگانیہ

توکل علیہ الرحمۃ

برسات خوب ہورہی ہے جتنی گزشتہ واصلات

سنین خشک سالی کی ہونگی سب کا حساب

کتاب بیباق ہوتا ہوگا۔

اسی لپیٹ مین طاعون کا انتظام بطور پیشل زمرگ

وادیلا ہورہا ہے۔ زیادہ القدس باقی ہوس

مجلس

عالیجناب نواب قمرالدین حیدر خان بہادر معروف مرزا رضا صاحب متخلص بہ جنون حسب عادت مستمرہ آخری یکشنبہ جمادی الآخری ۱۳۲۴ھ ہجری ایک بڑی دھوم دھام کی مجلس مین (جو آپ کے والد بزرگوار نواب سراج الدولہ ہما سردار جنگ کی تقریب مین بمقام چودھری گڑھیا ہوگی) اپنا لاجواب مرثیہ پڑھینگے۔ اس سال خاص اہتمام کیا گیا ہے اور بڑی دور دور سے حضرات بکثرت تشریف لائینگے۔

رازحیات

اس ناول کے ہر ایک بیان مین ایک عجیب غریب رازعیان ہوتا ہے۔ کتاب ہاتھ مین لیکر اسکے چھوڑنے کی خواہش نہین ہوتی۔ ہندوستان کے اعلیٰ درجہ کے اخبارون نے انکی تعریف مین اپنے پرچے رنگے ہین قیمت ہر دو حصہ ڈیڑھ روپیہ۔

دیگر ناولین ۔ حریف ۲ ، عجیب اجنبی ۸ ، پہاڑ جادوگر ۸ ، تاش کو تنکہ کبھی ۱۰ ،

ینبو بھارت جیون بنارس سٹی

پانچ ہزار روپیہ انعام

سرمہ قند کا

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہی کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - سبل - سرخی - پھولا - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹرون اور حکیم سجاوادوراد ویہ کو آنکھ کے مریضون پر بجائے اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہی اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہین رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہی - قیمت اسلیے کم رکھی ہی کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکین - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپے - میرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہے - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار -

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہی

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہی بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہی بالخصوص منصلہ ذیل امراض کیلیے بمنزلہ اکسیر ہی - آنکھون سے پانی کا بہت جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکا آنکھ آنا کہتے ہین جلن اور کمزوری نظر - ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور انسے سیٹ گرانیولیشن کہ ہمارے ملک مین کوئی مصری کیمیاوی نسخہ نہین اسلیے ہر کسی کیلیے اسکا استعمال مفید ہی مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹر ملنا مشکل ہی وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے - اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلیے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہی
راقم - ڈاکٹر ام بی سانگلی صاحب بہادر ایم - ڈی - ایم ایس - سندیافتہ یونیورسٹی اڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہی مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہی - مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوے تھے اور پڑوال پڑتے تھے - اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھین - انہین کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پروسکتی تھی - اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے صحت کلی پائی
راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہی ان مریضون پر کہ جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری راے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہی اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو - یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے -
راقم - ڈاکٹر برج لعل گھوش راے بہادر ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) مین اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہی اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کی مریضون پر استعمال کیا میری راے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماری سے بچنے کیلیے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہی -
راقم - خان بہادر ڈاکٹر سید اشرف الدین ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۵) کرم بندہ - مین نے آپکا سرمہ آنکھون کی بہت سی بیماریون مین استعمال کیا بہت ہی مفید پایا - خاصکر کارنیا اور گرینولر لائیڈ پلکون کی بیماریون مین تو بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوا ہی - مین آنکھون کی ہر ایک قسم کی بیماری مین اسکے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون مہربانی کرکے ایک تولہ اور بھیجدین
راقم - ڈاکٹر کاشی رام صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ ریاست پٹیالہ

(۶) جناب پروفیسر صاحب تسلیم - آپکا سرمہ ایک مریض پر استعمال کیا جسکو عرصہ سے دھند - ناخونہ تھا - زنک لوشن کاسٹک لوشن بورسیک لوشن - لیڈ لوشن کسی سے اسکو فائدہ نہوا آپکے سرمہ سے ایک ہفتہ کے اندر کلی فائدہ ہوا -
راقم - ڈاکٹر نوازش علی پنشنر مقام دیوبند

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے سرمہ کی سند ... [illegible]

معلم الملکوت کی چٹھی

دار العلوم گورنمنٹ کالج علی گڑھ کے نام

اور لارڈ بیوٹن یونیورسٹی آف دی علی گڑھ کالج و حیات الکلام

دار العلوم تہذیب کی۔ کوڈ ماربنگ قریب آل

تم میں جو مجھ سے واقف ہیں اور میرے وجود کے قائل ہیں۔ اور بیشتر وہ لوگ جو مجھ سے قطعی ناواقف ہیں اور میرے وجود کے بھی قائل نہیں اُنسے میں چند امور خلوص سے کہنے والا ہوں۔ میں فرض کئے لیتا ہوں کہ اول الذکر گروہ تم میں بہت کم ہے اور موجودہ چند برسوں کے بعد جبتک تعلیم فلسفہ جدید اپنا گھر انکے دلوں میں بخوبی نہ کر لے۔ اور آخر الذکر گروہ کی تعداد اضعاف مضاعف ہے لیکن اس سے میرا کچھ ہرج نہیں اور نہ مجھے اس سے زیادہ سروکار۔ میں اسکو تسلیم کرتا ہوں کہ دونوں فریقوں میں سے کوئی ایسا شخص اس پاک دل جماعت میں نہوگا جسکو مجھ سے عداوت ہو اور میرے لیے تلوار کھینچے رہتا ہو۔ خواہ وہ سب میرے وجود کے قائل ہوں یا نہوں لیکن تہذیب اور متانت کالج نے انکی صاف دلی کو میری طرف سے اُس کینہ سے ملوث نہ کیا ہوگا جسمیں اس گروہ کے پرانے فیشن کے لڑکے اور انکے تک مبتلا ہیں۔

مجھے خوف ہے کہ تم میں سے بعض ایسے سادہ طبیعت کے بالکل جدید پنپے ہوئے طلبا بھی جمع ہوگئے ہونگے جنکے کانوں اور دلوں میں اپنے والدین اور ملاؤں کی زبانی سنے سنائے قصہ جاگزین ہونگے انکو میں صرف اسقدر بالفعل ہدایت کرتا ہوں کہ تہذیب تعلیم کے کالج کے اثر ہونے تک جو یقیناً ضرور ہوگی دبشرطیکہ کوئی والی ایسا ہی جوہر قبولیت سے معرا نہو اور ازلی تہذیب جدید سے معرا نہو) وہ میرا نام سننے سے دہشت کی نہ لے اور میری تقریر پر کان نہ کھڑے کرے قبول کرنے نہ کرنے پر مجھے اصرار نہیں ہے۔ انکو صرف اسقدر سمجھ لینا چاہیے کہ میرا کام ہمیشہ براہ راست سے پھر انے کا نہیں ہے میں بھی مخلوق ہوں اور دل رکھتا ہوں۔ مجھ میں بھی ہمدردی۔ محبت۔ اخلاق کا مادہ ہے۔ آدم کے ساتھ اگر مجھے کچھ رنجش تھی تو اب بچوں سے کیا مجھے رنج ہو سکتا ہے۔

میں قائل پر نظر رکھنا چاہیے۔ ماقال کو دیکھو۔ وہ گروہ تمھارا جو میرا قائل نہیں ہے اس سے کہو کہ قائل چاہے ہو یا نہو مگر بات سننے کی ہوس ہو۔ وہ لوگ جو میرے وجود کے قائل ہیں اور جنکو مجھ سے رنج نہیں ہے اُنسے کہو میری تعصب پارینہ سے میری زمان موجودہ کے مفید باتوں کا مقابلہ نہ کرو جو میں کہتا ہوں سنو۔ یہ سب تسلیم کر لیں کہ میرا وجود ہے اور میں بھی مخلوق ہوں۔ کل اقوام میں آدم سے زیادہ مجھے امت محمدیہ سے محبت ہے اسلیے کہ یہ میرے محسن کی امت ہے اور مجھے رحمت للعالمین نے ایک بڑے طمانچہ غضب سے نجات بخشی ہے۔ اس کالج کے بانی کا حبیبہ صدری کا احسان بھی مجھپر بہت ہے مجھے سب عوام امت محمدیہ سے زیادہ تم کالج کے مہذب اور امید خیز بچوں سے محبت ہے۔ یہ تمکو خواہ مخواہ تسلیم کرنا چاہیے کہ میرا علم تمام عالم کے علم سے وسیع ہے۔ میرا سن بھی بہت ہے اور تجربہ بھی بہت ہے۔ جو بات کہوں گا وہ پکی ہوگی۔ شرع شریف کے احکامات میرے سامنے نازل ہوئے تھے۔ مولویوں نے میرے سامنے تفسیریں لکھیں۔ احادیث ترتیب دیے۔ میں موضوع اور غیر موضوع احادیث سے بھی ماہر ہوں۔ تمھارے بانی کالج نے جس محنت اور استقلال سے کالج کی تعلیم کی تجدید بنیش کی اُسکا اندازہ اور مفاد مجھسے زیادہ کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا اور واقعی وہ ایک شخص ولی دماغ کا تم میں تھا اگر ابتدا ایسے دو ایک اور پیدا ہو جاتے تو میرے تمھارے یہ جھگڑا فساد جو مولویوں نے برپا کر رکھا کبھی نہوتا اور صلح کل پالیسی مرنج و مرنجان طریقہ کی قائم ہو جاتی۔ تمکو میں نے یہ یقین دلا دیا ہے کہ سب سے چہ ہندو۔ پارسی۔ یہود۔ نصارا۔ بودھ۔ چلیشیائی۔ یورپین۔ حبشی۔ جاپانی۔ ملحد۔ دہریہ۔ سب سے زیادہ مجھے تمسے اور تمھاری قوم سے انس ہے۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ تم ترقی کے ایسے زینہ پر پہونچو جہان کوئی قوم بنی نوع انسان نہ پہونچ سکے اور نہ پہونچیگی۔ تمھارے بانی نے بہت استحکام سے تمھاری قوم کے خیالات بدلنا شروع کیے تھے اب تم سب کر سکتے ہو وہ دنیا سے چلا گیا لیکن مادہ موجود کر گیا ہے۔ یاد رکھو دنیا دین کو کوئی تعلق نہیں سلطان کا کام اور یہاں کا اور جبتک یہاں رہو۔ یہاں کی ہوا آزادی تہذیب سے فائدہ اٹھاؤ۔ وہاں جا کر دوسری لائف شروع ہوگی۔ وہاں کے مناسب کام کر لینا جسکی بابتہ تدبیر تمھارے بانی کالج نے وہاں کا رنگ دیکھ کے کر رکھی ہوگی۔ اور وہاں کی حالت فلسفہ جدید نے کچھ کچھ بتلا دی ہے اور پرانا بڈھا شاعر کہ گیا ہے۔

> ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
> دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

تمھارے ملا بار بار جتاتے ہیں کہ میں نے بہشت۔ دوزخ کل عالم بالا کے سیر کی ہے تمکو یہ بخوبی معلوم ہے اور تمھارے ملا خود بھی کہتے ہیں کہ انھوں نے وہ عالم نہیں دیکھا ہے پھر یہ نکتہ سمجھ لو کہ میں نے اُس عالم میں شرار دوزخ دیکھکر یہ خوف کیا۔ نہ بہشت دیکھکر للچایا۔ نہ قہر خداوندی و رحم باریتعالی کا خیال کیا اگر در اصل وہاں یہ سب باتیں تھیں تو میں نے دنیا کو کیوں اختیار کیا اور ایسے لذات جیسم دید اور قہار شدید سے چشم پوشی کی۔ کوئی مولوی بتلا دے کہ اُسنے خود دیکھا ہے۔ کیا میں سڑی ہوں مجنون ہوں۔ آخر یہ سب باتیں سنا کر وہ اصل وہی ہے جسکو تمھارا بانی سمجھکر بلکہ شاید دیکھکر تمکو بتا گیا ہے۔

اب باتیں جو مجھے کہنا ہیں سنو اور مفصل سنو۔

(۱) عربی سے قطع تعلق تمنے خوب کیا کیا۔ عجمی فنون کے سامنے لمبی گردن کے اونٹ۔ کروٹن ارکڈ کے سامنے ببول اور کھجور سے کیا مطلب یہ تمھارے مطابق حال ہرگز نہیں پھر عربی پڑھنے سے اور کیا حاصل۔ اسپر خوب جمے رہو اور کسی طرح اسطرف رجوع نہ ہونا۔

(۲) تم جانتے ہو حوا پر میں کیسا مہربان تھا بس خلاف وضع ہو اگر انکی ہم جنس اولاد سے لاپروا ہو جاؤں۔ اسی سے باصرار کہتا ہوں کہ تم پردے کو ضرور توڑ دو۔ عورتیں ضعیف

ہوسکے جاتے ہیں - لطف زندگی نہین اٹھا سکتے - (۲) مولویون کی ؟ تو ن کا خیال - جسکا دل صاف ہو وہ ہر جگہ صاف ہی - فرض کرو کسی عورت پر کوئی دشمن الزام بدلگاوے تو پردہ داری کی حالت مین زیادہ بہتان ہوسکتا ہی بہ نسبت عدم پردہ کے ہر چند اعضاے انسان مصرف کے لیے بنائی گئی ہی - آنکھ دیکھنے کے لیے - منھ بولنے کے لیے - دانت بھی خوا مخواہ کھانے کے لیے وغیرہ وغیرہ - بس تہذیب کے موتی پردہ مین چھپانا کون عقلمندی ہے -

(۳) تعلیم نسوانات ایسی ہی ضروری ہے جیسے پردہ توڑنا مختصر دیکھو بیوی امت الزہرہ قران شریف کا ترجمہ ہے لگا کر پڑھتی ہیں - مساۃ زہرہ بیگم وزیر یا نسیم پڑھین لیکن اپنی بیٹیون کو - نہین دینگی - اور فوائد سے تم خود واقف ہو - ہوا خوری پر بھی پرجوہنے کا ملکا لنا قائم کر دو - رفتہ رفتہ بعد چندے سب خلل رفع ہو جائیگا - لوگ بک جھک کر چپ ہو رہینگے - مدرسہ مین لاکر فوراً کلاس مین لڑکیون کو داخل کرادو - دیکھو چند خاتونون نے اگر جرات کی تو کسنے روکا -

(۴) نماز - روزہ - حج زکوۃ کو تم خود ہی بیکار سمجھتے ہو جہانتک ہو اور بھولاؤ -

(۵) کھڑے کھڑے ہمیشہ پیشاب کرو - حکمت سے مفید بھی ہی - ادرار کے لیے اور جلدی فراغت بھی ہو جاتی ہے -

(۶) آب دست مین پانی بہانا فضول خرچی اور اسراف ہی اگر نہ واقف ہو تو کسی سے مسئلہ پوچھ لو - کاغذ بہت ہی لطیف چیز ہے - خصوصاً جاذب - اس سے تو بتلون مین ایسی خشکی آجاتی ہی کہ ریگستان گرد مات ہو جاتا ہے -

(۷) مسائل شرعی کا تعلق بہت کم ہو گیا ہے اور یہ خوب ہی لیکن ترمیم بلکہ شکست قانون وراثت پر اور دو یہ ضروری مسئلہ ہی - فوائد سے تم خود ماہر ہو اسقدر یادگار پرانے خیالون کی کھٹکتی ہے جو خواہ مخواہ لوگ یاد کیا کرتے ہین -

(۸) شراب - سود - کے فوائد ظاہر ہوتے جاتے ہین مصلحت وقت سود لینے کے لیے لازمی ہی - نہ مدرسہ بغیر سود و نفع جاری ہو سکتے ہین نہ امارت بے محنت بڑھ سکتی ہے -

(۹) جانتے رہو وہ نیچری مولوی قدر کے لائق ہین جو بظاہر کبھی ہمارے مخالف نظر آتے ہین اور اسلام کے مسائل انکو درست - نکر سیاہ بے مفید بیان کرتے ہین اور

اسی قسم کے ترجمے و تفاسیر کی بالفعل ضرورت ہے اگر کوئی جوان مرد مستعد ہو جاوے -

سید تھا سا جو تفسیر لکھ گیا اس سے لوگ چونک اٹھے ہین اور اُسنے قوم کا علاج بذریعہ تفسیر اُس حکیم کیطرح کرنا چاہا لقمانے پیرا نکو جلا ڈالنے کا اور جلدی سے آگ مین ڈالکر کیٹ دفع کرنے کا ارادہ کیا تھا بہ نسبت اُسکے کو جا بجا کر رفتہ رفتہ صاف کرے اب اُسی کی ضرورت ہے اور اسپر ہمارے علما کو زیادہ توجہ کرنا چاہیے - ایسے ترجمون سے مولوی اور کم پڑھے مسلمان جلد دام مین آجائینگے -

باقی پھر کبھی بشرطیکہ توجہ کرو گے

راقم نیاز

بندہ

شیطان - ابلیس - ازدار السلطنت تحت الثرےٰ

بید

جس روش بوٹ - ٹھوکر - اور لات - اپنی لذت اپنی خوشگواری مین آپ اپنی نظیر مانے گئے ہین یا اپنے حیرت انگیز خواص اور تاثیرات سے جس دیدہ دنیا کو انھون نے حیران و دنگ کر رکھا ہی اسی طرح تجربہ پر پبلک ہمارے اس نئے میوے کو بھی پائیگی - بلکہ یہ میوہ کچھ اُنسے بھی بڑھا چڑھا ہے تو بھی اسکا امتیاز اس سے بھی ہو سکتا ہی کہ وہ تینون میوے ہمارے اسی ولایتی درخت کے حصہ زیرین مین لگتے اور پھولتے پھلتے ہین مگر یہ اُسکے بالائی حصہ مین پرورش پاتا اپنی دلغزی اور ندرت کی بہار دکھاتا ہی - یہ شکل و شباہت مین اکثر دو قسم کا ہوتا ہی - ایک تو پونڈے کی برابر موٹا اور اس سے قدرے کم لمبا رنگ مین زیادہ بادامی کبھی سرخ اور گاہے سفید و سیاہ بھی مگر ذائقہ مین پونڈے سے بدرجہا بہتر و خوشتر - دوسری قسم ترنی کی شکل باریک و پتلی ہوتی ہی مگر لمبائی مین موٹی قسم کے برابر - یا یون سمجھو باریک ٹکون کی طرح - رنگ اسکے بھی مختلف تو ضرور ہوتے ہین مگر سفید زیادہ لذیذ ہوتا ہی اور پہلی قسم مین بادامی زیادہ پر کیفیت انتہا خوشگوار مانا گیا ہی اسی واسطے انھین دو قسمونکی زیادہ کھپت اور خریداری پہلی بھی ہی - واقعی قدرت کی نیرنگیان نیچر کی چٹکیان عجیب حیرت انگیز اور تعجب خیز ہوتی ہین کیا معنی اسی کو ملاحظہ کیجیے کہ اصل مین تو ایک ہی میوہ ہی مگر پھر بھی کیا فرق اسکے لحاظ سے کیا تاثیر و خواص کے عجائبات کو

نظر کرتا ایک دوسرے سے اسی طرح جدا ہے جس صورت دن رات سے یا کھرگھاٹ سے یا سپاہی لاٹ سے یا ڈاکٹر نائل کی شاعری داغ سے یا ہندوستان روس سے وغیرہ وغیرہ -

گر سعدی آج سے تقریباً چھ سو برس پیشتر جو ہرگز از شاخ بید بر نخوری فرما گئے ہین لیکن زمانہ کی گردش - نیچر کی پھیر پھار قدرت کی کایا پلٹنے آج اُس کلیہ ہی کو سرے سے لغو و بے اصل قرار دیدیا - ہم اوپر بتا آئے ہین کہ بید کی دو قسمین ہین پھر دونون شکلون مین صورتاً تو خیر لیکن ان سیرتاً زمین آسمان کا فرق ہی چھوٹی قسم بمصداق - ہر کہ بقامت کہتر بقیمت بہتر " بڑی پر ہر پہلو سبقت لیے ہوئے ہی - لہذا ہم اول اسی کے تراشے خواص اسکے فوائد سے عام لوگون کو آگاہ کرتے ہین -

اگر آپ کسی لائق اور شفیق ملا کے ذریعہ اپنے ننھے ننھے بچون کو اسکا استعمال کرائین تو وہ وہ روحانی اخلاقی اور علمی ترقیان فطرت مین پیدا ہو جائین جو مرتے دم تک اُنسے علیحدہ نہون جسکے کھانے پر بے سمجھ سے بے سمجھ نادان سے نادان غبی سے غبی لڑکا بھی ضرور ایک نہ ایک دن - مولوی منشی - عالم - فاضل اور جانے کیا کیا کچھ ہو جاوے - اگر آپ یہ عجیب میوہ کسی پروفیسر یا پرنسپل کی نگرانی مین اپنے بالغ لڑکونکو تھوڑا تھوڑا کھلانا شروع کرین تو باوجود بدشوقی - بے پروائی اور عدم توجہی کے کبھی نہ کبھی تو کالج سے بی - اے - ایم - اے ہو کر ضرور نکلین پھر اسی پر کچھ منحصر نہین بلکہ ولایت جا کر بیرسٹر ہون - ڈاکٹر بنین - یا سول سروس کے مقابلہ مین کامیاب ہون غرض ہر صورت مین دنیا کے سرتاج بنجائین - تہذیب و فیشن کے تو گویا مجسم پتلے ہو جائین - یہ میوہ لڑکون کو تو یقیناً اکسیر یا آب حیات ہی ہی - قطع نظر اسکے روحانی اور اخلاقی تعلیم پر اسکا زیادہ اثر ہوتا ہی اُن معزز و نیک پیشہ مُنیکی کے حق مین تو سراسر شیر مادر ہی سمجھیے بعض خاص عام کی خاطر ہمدردی انسانی کی پیروی مین جب ہو سکتے ہین کہ کسی بیچارے کے ہان روپیہ پیسہ کی جگہ نہین یا دیو وغیرہ کی وہ حفاظت نہین کر سکتا تو خفیہ طور پر - انکو اگر اسکو اُس بار سے سبکدوش کرتے اسکی حفاظتون کی فکر سے استراحت بخشا کرتے ہین - پھر اس اولوالعزمی کو تو ملاحظہ کیجیے کہ محض اس خیال سے کہ کہین انکا یہ نیک کام بربادنہ ہو جاسے یا اسکا ثواب انھین نہ ملے یا کم ہو جاوے وہ اپنا نام

جاپان کا پیچ

معذرت

ہفتہ کے دن سے بندہ اڈیٹر و مہتمم دفعتہً بیمار اور
کام سے معذور ہے جسطرح ممکن ہوا اخبار ہذا
ختم کیا گیا۔ ہفتہ آیندہ دیدہ خواہد شد

مشتہر
اڈیٹر و مہتمم اودھ پنچ

ناخلف نور چشم

موسم بہار

فتح الملک عرف مبارک — ایک بہادر نوجوان [illegible]
اکبر — فتح الملک کا ساتھی اور جانی ہمراز
یحیٰی — جواہرات اور سونے کا تاجر
جمال آرا — یحیٰی سوداگر کی بیٹی
وزیر الملک — وزیر کی بیٹی
گلشن آرا — گلشن آرا کی خادمہ
سلامت — شاہی دستار پر نوکر
بہار — کلیم کا بیٹا
کلیم — افسر فوج
نور چشم — فتح الملک کا عزیز اور اسکی جائداد
بہادر علی — کا غاصب

بھتیارے، بادشاہ، تیر و تفنگ وغیرہ، چند کشتی بان — کچھ بدمعاش لوگ

وقت ۱۵۰۰ء

سین پہلا

ایک جوہری کی دوکان۔ دہکتی ہوئی آگ کی بھٹی تپائی پر مبارک اور اکبر کام کرتے دکھائی دیتے ہین۔ مبارک آگ مشتعل کرتا ہی اور اکبر ایک انگوٹھی پر جلا کر رہا ہو اور گاتا ہی

ہر گل خودرو کو ہے تشویش سامان بہار
اسکے وحشی کا جنون شاید ہو مہمان بہار
اسکے باغ حسن کی بڑھتی ہو گل چینی ہوس
چاک ہو گا شل گل سو جان سے دامان بہار
چشم نرگس زلف سنبل خط بنفشہ چہرہ گل
بر سمن قد سرو قالب بلغ نوجوان بہار
پھر استقبال گل بلبل چلے ملک عدم
ہم عزیزون کو مبارک تہنیت عنوان بہار

لو شاہی انگوٹھی تیار ہو گئی (بھٹی کی طرف جا کر) جب تک مین اسے درست کرون تم دوسری انگوٹھی سانچے مین سے نکال دو (مبارک جلتی ہوئی سونے کی تازہ ڈھلی ہوئی انگوٹھی نکالتا ہے۔

اکبر۔ دیکھنا کہین ہاتھ نہ جل لینا۔

مبارک۔ اسکو کیا کہا جاے مین ہنوز اناڑی ہون (انگوٹھی نکالکر میز پر رکھ دیتا ہے)

اکبر۔ میری وجہ سے تمہین سخت تکلیف ہوتی ہی

مبارک۔ نہین بھائی تکلیف کیسی میری یہ تمنا ہو کہ مین تمہاری کوئی خدمت کرون۔

اکبر۔ نہین میان ایسا نہ کہو جب مجھ پر مصیبت تھی تو تم نے میری مدد کی لیکن اب اگر میری ناچیز مدد سے کچھ بن پڑتا ہے تو وہ مین تمہارے لیے کرنے کو تیار ہون۔

مبارک کیا کہا تم نے۔ کیا تم اس سلوک کو جو میرے ساتھ کرتے ہو ناچیز کہتے ہو۔

اکبر۔ کیون بھائی تم ہی انصاف سے کہو کہ ایک ناچیز آدمی اپنے کام کو سواے ناچیز کے اور کیا کہہ سکتا ہی

مبارک۔ میرے سچے دوست۔ تمہاری اسقدر انکساری مجھے بعض وقت بہت ہی بری معلوم ہوتی ہی

اکبر۔ لیکن ہم دونون خدا نے چاہا تو دشمنون کو خوب تگنی کا ناچ نچا دین گے لیکن واللہ ایک بہادر رئیس کا ایک ادنیٰ زرگر کا بھیس بدلنا اور بعوض میدان جنگ مین شمشیر آبدار کے جوہر دکھانے کے سندان پر سونا پیٹنا کیا اچھا تماشا ہے۔ لیکن تم نے محنت خوب کی ہی (ہنسکر) اب مین تمہاری تنخواہ مین اضافہ کر دون گا۔

مبارک نیکدل صاحبزادے مین تمہارا شکریہ ادا کرتا ہون

اکبر۔ (بگڑ کر) کیا کہا۔ صاحبزادے۔

مبارک۔ کیون کیا حرج کیا ہی۔ بگڑتے کیون ہو۔

اکبر۔ قسم انکے سر کی اگر اسوقت کوئی دوسرا ہوتا تو۔ اب کیا کہون۔

مبارک۔ اہاہاہا۔ اب سمجھا لائی گلہری کیون نہو۔ وہ تو مین پہلے ہی کھٹک گیا تھا کہ ان دزدیدہ نگاہون کے کیا معنی۔

اکبر۔ (غصہ کے لہجے مین) نہین جناب۔ مین نے تو صرف چند ہی بار دیکھا ہی لیکن قسم بخدا دزدیدہ نگاہ کبھی نہین کی۔

مبارک۔ لیکن مین تو انھین دزدیدہ کہونگا

اکبر۔ تو پھر مین خیال کرتا ہون کہ آپ ایسے شخص کو چور ہی سمجھتے ہونگے۔

مبارک۔ خیر چاہے جو کچھ ہو مجھے تو ہنسی اس بات پر آتی ہی کہ تم بھی بجا خوب چیر غوثہ ہوے۔

اکبر۔ جی ہان جو جیسا ہوتا ہی ویسے ہی لوگون کو خوب پہچانتا ہے۔

مبارک۔ انہین کوئی شک نہین خیر آؤ جلدی سے آج کا کام ختم کرلین۔ جیسے جیسے دن جھکتا جاتا ہے میری طبیعت کام سے بھاگتی ہے بقول شخصے آتش شوق والا معرعہ شام ہوئی ہی تم یہ انگوٹھی میان یحیٰی سوداگر کے یہان لیجانا تمہارا وہان جانے کو جی بھی چاہتا ہوگا۔

اکبر۔ بہت اچھا مین ضرور جاؤن گا۔

مبارک۔ (آفتاب کی طرف دیکھکر) الحمد للہ عاشقون کی پردہ دار رات آتی ہی۔ اب کیا ہی بہار ہی بہار ہے شام کا وقت سیر دریا گلشن آرا اور ہم

اکبر۔ خیر بہار ابھی خدا حافظ ہے۔

ہنسے جب تیری شب فرقت مین روشن شمع کی
آہ صرصر بھی رہی امید دست دشمن شمع کی
محفل آرائی رہی دیجور کی اکثر وہان
کم ہوئی شرمندہ میری خاک مدفن شمع کی

سین دوسرا

(لب دریا۔ وقت غروب آفتاب۔ یحیٰی۔ سلامت۔ نور چشم اور مبارک آتے ہین۔)

سلامت۔ سنتے ہین کہ بادشاہ بھی انکے استقبال کو تشریف لائین گے۔

یحیٰی۔ کیا تعجب ہی انکو بہادرون کے ساتھ ایسی ہی محبت ہے

سلامت۔ انکو ایسا چاہیے بھی تلوار ہی سے عزت دولت سب کچھ ہے۔

(باقی)

چیمبرلین کی کھانسی کی دوا

نزلہ کو پ طرح طرح کھانسی خراش گلو اور سوزش حنجرہ کی تمام پیچیدہ شکایتون مین تیر بہدف دوا ہے۔ نونش ذائقہ اور اس سے صحت یقینی ہوتی ہی۔ یہان کی آب و ہوا مین یہ خطرہ کی بات ہو کہ اگر سخت زکام مین غفلت کیجاے تو بہت جلد تپ اور نمونیا ہو جاتا ہی۔ یہ عارضے ایسے ہین کہ بہت سے اموات انکے ذریعہ سے واقع ہوتے ہین جب کام پید ا ہو چیمبرلین کی کھانسی کی دوا فوراً استعمال کیجاے عارضہ کی ترقی رکجاے گی چیمبرلین کی کھانسی کی دوا مین کوئی مضر چیز شامل نہین ہوتی بیکر نوجوان تک کو نہایت آسانی اور اطمینان کے ساتھ دیجا سکتی ہی ہر حالت مین تیر بہدف اور پر تاثیر ہو۔ پس ایک بوتل آج ہی خرید کرو قیمت عہ م و عہ ہر سب دوا فروش بیچتے ہین چنانچہ لکھنؤ مین ڈاکٹر محمد یوسف خان کی دوکان مین جو بمقام نظیر آباد ہے چیمبرلین کی سب دواؤن کا ذخیرہ ہے۔

ڈلائی لامہ کا فرار یا نروان

مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھے ہو تڑا کے پاس
بدگمان وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس

مگر بعض محلے والے کہتے ہیں وہ جا بجا بیٹھتے ہیں۔ خیر حفاظت وغیرہ کا انتظام پولیس والے جانیں مگر اتنا ہم بھی کہیں گے کہ یہ گروہ ہو پلے سرے کا احمق۔ کیا وجہ کہ ایسی ہی تکلیف دہ تابھی کلکتہ بمبئی سکا نہ۔ دہلی کے ہو لیے۔ یہان بجز حرمان اور مایوسی کے کیا ہاتھ لگے گا۔ بلکہ کچھ عجب نہیں بعض تو ایسے لیٹین جو خود چورون سے مدد کے محتاج ہون۔ مال تو پہلے ہی سے بیکاری بے شغلی۔ افیون۔ چنڈو۔ فضولی اسراف کم بخت ہاتھا جان البتہ بری حال بھلے مانس بچی تھی وہ بھی انگریزی عملداری نے امن چین اور بچہ کشی کے کلون کی بدولت سواد ہر طاعون نے دست درازیان کرتے کرتے بالکل ہی پوچ چونچ بنا دیا ہے اگر کچھ نفوس جیتے ہین تو اللہ کا نام لینے یا ٹیکس حاکم دینے کیواسطے۔

تازہ تار

۲۲۔ اگست۔ لندن۔ جنرل اسٹوسل کے ایک مراسلہ مین بیان ہے کہ جاپانیون نے خلیج لوتزا کے مورچون پر ایک دور روزہ حملہ کیا تاہم تمام مورچے قائم رہے۔ غنیم کا نقصان نہایت سخت تھا۔ جہاز پلاڈا مین پندرہ اور ریولیسن مین گیارہ سوراخ ہین جو ۱۰ ماہ حال کی جنگ مین ہوے تھے مخالف جہازون کے پندرہ ٹارپیڈو نل ٹوٹ گئے تھے

فلوٹنگ ڈاک (روان گھاٹ) جو سینٹ پیٹرسبرگ سے لیاڈ کو جا رہا تھا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے اور وہ بالکل تباہ ہو گیا۔

جہاز جو روسی جاپانی تباہ کن اور گھاٹ کے مابین (اسکو … کا گھاٹ) لنگر زن ہوا جو برٹش ملکیت ہے۔

دو امریکا کے جہازون کو حکم ہوا ہے کہ بندرگاہ وڑین کی بے تعلقی کی حفاظت کے لیے تیار رہین۔ ایک دخانی جہاز رپورٹ کرتا ہے کہ ایک نامعلوم جنگی جہاز جسکی نسبت روسی ہونے کا یقین ہے پنجشنبہ کے روز کیپ سینٹ فرانسس کے قریب تھا۔

گروز زرٹرنڈ اور دو ٹارپیڈو کشتیان کل گریٹ بلٹ سے گذرین یہ بحر قلزم مین سوداگری کے جہازون کی تلاش مین جا رہی ہین۔

روئٹر کا نامہ نگار رسنگھائی بیان کرتا ہے کہ کانسلون نے اپنے جلسہ مین قرار دیا ہے کہ جنگی جہازون کے مسئلہ کی نسبت پیکنگ سے دریافت کیا جاوے اور اسکو لد جہاز پر اڑتالیس گھنٹہ کام بند رہے۔

مجلس

عالیجناب نواب قمر الدین حیدر خان بہادر عرف سردار صاحب متخلص بہ جنون حسب عادت مستمرہ آخری یکشنبہ جمادی الاخر ۱۳۲۲ ہجری ایک بڑی دھوم دھام کی مجلس مین جو آپ کے والد بزرگوار نواب سراج الدولہ بہادر سردار جنگ کی تقریب ولیمہ مین بمقام چودھری گڑھیا ہوگی۔ اپنا لاجواب مرثیہ پڑھین گے۔ اس سال خاص اہتمام کیا گیا ہے اور بڑی دور دور سے حضرات بکثرت تشریف لائینگے

اودھ و روہیلکھنڈ ریلوے

اشتہار

عرس اجمیر شریف

اعلان کیا جاتا ہے کہ اودھ و روہیلکھنڈ ریلوے کے جملہ اسٹیشنوں سے براہ دہلی اجمیر شریف تک ان اصحاب کو جو کہ عرس شریف حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمت اللہ علیہ میں جو کہ بمقام اجمیر بتاریخ ۱۲ لغایت ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ لغایت ۱۶ رجب سنہ ۱۳۲۳ ہجری منعقد ہوگا شریک ہونا چاہتے ہیں اس ریلوے پر تا دہلی ایک سمت کا کرایہ بحیثیت اور اجمیر اسٹیشن پر از دہلی تا اجمیر یک و نیم کرایہ دینے سے آمد و رفت کیلئے ہر درجہ کے ٹکٹ ۹ ستمبر سے ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء تک دیے جاوینگے۔ ٹکٹ ہذا برائے واپسی ۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء تک کارآمد ہونگے۔ اس ریلوے کے چند خاص اسٹیشنوں سے اجمیر شریف تک کا کرایہ درج ذیل ہے لیکن ٹکٹ ہر اسٹیشن پر دستیاب ہو سکتے ہیں۔

کرایہ واپسی اسٹیشن ہاے مندرجہ ذیل سے اجمیر تک

نام اسٹیشن	درجہ اول روپیہ	آنہ	پائی	درجہ دوم روپیہ	آنہ	پائی	درجہ اوسط روپیہ	آنہ	پائی	درجہ سوم روپیہ	آنہ	پائی
مغل سراے	۶۳	۱۵	۰	۳۲	۱	۰	۱۵	۷	۰	۱۰	۴	۰
بنارس	۶۲	۵	۰	۳۲	۱۲	۰	۱۴	۳	۰	۹	۴	۰
جونپور	۶۱	۱۴	۰	۳۰	۰	۰	۱۳	۱۲	۰	۹	۱	۰
کھیتا سراے	۶۰	۱۵	۰	۳۱	۹	۰	۱۲	۱۰	۰	۹	۰	۰
شاہ گنج	۶۰	۹	۰	۳۱	۶	۰	۱۲	۸	۰	۸	۱۵	۰
اکبرپور	۵۸	۱۳	۰	۳۰	۸	۰	۱۳	۱	۰	۸	۱۱	۰
فیض آباد	۵۶	۹	۰	۲۹	۶	۰	۱۲	۸	۰	۸	۷	۰
رودولی	۵۵	۱	۰	۲۸	۱۰	۰	۱۲	۲	۰	۸	۴	۰
دریاباد	۵۴	۲	۰	۲۸	۳	۰	۱۱	۱۵	۰	۸	۰	۰
براگاؤں	۵۵	۰	۰	۲۸	۱۲	۰	۱۲	۴	۰	۸	۵	۰
صفدر گنج	۵۳	۰	۰	۲۷	۱۳	۰	۱۱	۱۲	۰	۸	۱	۰
بارہ بنکی	۵۴	۱۱	۰	۲۷	۰	۰	۱۱	۹	۰	۷	۱۵	۰
چند نروا	۵۳	۶	۰	۲۷	۱۳	۰	۱۱	۱۲	۰	۸	۰	۰
بہرام گھاٹ	۵۴	۱	۰	۲۸	۲	۰	۱۱	۱۴	۰	۸	۲	۰
رسولی	۵۳	۰	۰	۲۷	۹	۰	۱۱	۱۰	۰	۸	۰	۰
ٹکور	۵۲	۴	۰	۲۷	۳	۰	۱۱	۷	۰	۷	۱۴	۰
لکھنؤ	۵۱	۱۰	۰	۲۶	۱۴	۰	۱۱	۵	۰	۷	۱۳	۰
بادشاہ پور	۵۹	۱۱	۰	۳۰	۱۵	۰	۱۳	۵	۰	۸	۱۳	۰
پرتاب گڑھ	۵۸	۵	۰	۳۰	۴	۰	۱۲	۱۵	۰	۹	۱۰	۰
پھاپھامئو	۶۰	۱	۰	۳۱	۲	۰	۱۳	۶	۰	۸	۱۴	۰
مئو آئما	۵۹	۵	۰	۳۰	۱۲	۰	۱۳	۳	۰	۸	۱۲	۰
سلطانپور	۵۸	۱۳	۰	۳۰	۰	۰	۱۳	۱	۰	۸	۱۱	۰
امیٹھی	۵۶	۱۵	۰	۲۹	۹	۰	۱۲	۱۰	۰	۹	۸	۰
راے بریلی	۵۴	۱۰	۰	۲۸	۶	۰	۱۲	۱	۰	۸	۳	۰
جائس	۵۵	۱۲	۰	۲۸	۱۵	۰	۱۲	۵	۰	۸	۵	۰
اناؤ	۵۲	۱۱	۰	۲۶	۱۵	۰	۱۱	۱۳	۰	۷	۱۵	۰
کانپور (او-آر-آر)	۵۴	۶	۰	۲۸	۴	۰	۱۲	۰	۰	۷	۱۵	۰

کرایہ واپسی اسٹیشن ہاے مندرجہ ذیل سے اجمیر تک

نام اسٹیشن	درجہ اول روپیہ	آنہ	پائی	درجہ دوم روپیہ	آنہ	پائی	درجہ اوسط روپیہ	آنہ	پائی	درجہ سوم روپیہ	آنہ	پائی
کاکوری	۵۱	۱	۰	۲۶	۱۰	۰	۱۱	۲	۰	۷	۱۱	۰
ملیح آباد	۵۰	۱۱	۰	۲۶	۷	۰	۱۱	۱	۰	۷	۱۰	۰
سندیلہ	۴۹	۱۱	۰	۲۵	۱۵	۰	۱۰	۱۳	۰	۷	۷	۰
ہردوئی	۴۷	۱۰	۰	۲۴	۱۴	۰	۱۰	۵	۰	۷	۲	۰
آنجھی	۴۶	۷	۰	۲۴	۵	۰	۹	۱۳	۰	۶	۱۵	۰
شاہجہانپور	۴۵	۴	۰	۲۳	۱۱	۰	۹	۱۱	۰	۶	۱۱	۰
تلہر	۴۴	۸	۰	۲۲	۵	۰	۹	۸	۰	۶	۱۰	۰
بریلی	۴۲	۸	۰	۲۲	۵	۰	۹	۰	۰	۶	۴	۰
انولہ	۴۲	۵	۰	۲۲	۴	۰	۸	۱۵	۰	۶	۴	۰
چندوسی	۴۰	۱۱	۰	۲۱	۷	۰	۸	۹	۰	۵	۱۵	۰
اُجھانی	۴۲	۱۴	۰	۲۲	۰	۰	۹	۲	۰	۶	۵	۰
علی گڑھ	۴۴	۸	۰	۲۳	۵	۰	۹	۸	۰	۶	۱۰	۰
مراد آباد	۳۹	۰	۰	۲۰	۹	۰	۸	۲	۰	۵	۱	۰
رامپور	۴۰	۱	۰	۲۱	۳	۰	۸	۶	۰	۵	۱۴	۰
امروہہ	۳۷	۱۳	۰	۲۰	۰	۰	۷	۱۳	۰	۵	۶	۰
ہاپڑ	۳۳	۱۵	۰	۱۸	۹	۰	۷	۲	۰	۴	۱۳	۰
بابوگڑھ	۳۵	۴	۰	۱۸	۱۱	۰	۷	۳	۰	۴	۱۴	۰
کانٹھ	۴۰	۲	۰	۲۱	۲	۰	۸	۷	۰	۵	۱۴	۰
دھامپور	۴۱	۵	۰	۲۱	۱۲	۰	۸	۱۱	۰	۶	۱	۰
نگینہ	۴۱	۱۵	۰	۲۲	۱	۰	۸	۱۴	۰	۶	۳	۰
نجیب آباد	۴۲	۱۳	۰	۲۲	۸	۰	۹	۱	۰	۶	۵	۰
لکسر جنکشن	۴۴	۶	۰	۲۳	۴	۰	۹	۸	۰	۶	۹	۰
ہردوار	۴۵	۸	۰	۲۳	۱۴	۰	۹	۱۲	۰	۶	۱۳	۰
دہرادون	۴۸	۰	۰	۲۵	۵	۰	۱۰	۱۰	۰	۷	۶	۰
رڑکی	۴۵	۲	۰	۲۳	۱۰	۰	۹	۱۱	۰	۶	۱۱	۰
سہارنپور	۴۶	۷	۰	۲۴	۵	۰	۱۰	۰	۰	۶	۱۵	۰

دفتر صاحب ٹرافک سپرنٹنڈنٹ
لکھنؤ مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۵ء

بحکم
پی رینر صاحب
قائمقام ٹرافک سپرنٹنڈنٹ اودھ و روہیلکھنڈ ریلوے

اردو شاعری

ہوں سراپا ساز آہنگ شکایت کچھ نہ پوچھ
ہے یہی بہتر کہ لوگوں میں نہ چھیڑے تو مجھے

آجکل ہمارے دنیا میں آجکل مستقبل اردو شاعری پر جب معاملہ بورہی ہو شاید وہ خود الله کرتی نہ ہو۔ شیطان پر اسقدر لا حول نہ پڑھا گیا ہوگا۔ بیچارے شاعرون نے آسمان پر اسقدر تبرا نہ کیا ہوگا جیسی کچھ اسپر سب طعن ہو رہی ہے اور ہر شخص بجاے خود ایک راے قائم کرکے معائب جو بطور نکتہ چینیوں پر اوسکا دکھاے بیٹھا ہے۔ قباحت پر قباحت ستم پر ستم اصلاح پر اصلاح کی تدبیرین بتائی جا رہی ہین غرض اردو کے تمام تدبیر اصلاح کنندون کا ایک اچھا خاصہ گروہ برساتی کیڑون کی طرح زمین سے اُبل پڑا ہے اور یاجوج ماجوج کی طرح محاسن شاعری کی سد سکندری توڑ کر نکل پڑا ہے اور وہ چیم دھاڑ لینا دینا مچائے ہے کہ تو بہ بھلی اور یہ کہنا نامناسب نہوگا کہ اس گروہ کا

ہرکس بخیال خویش خبطے دارد

کا مصداق ہو۔ اسکے رفارمرون مین تمام خدا چند ایسے حضرات بھی ہین جو سیدھا سیدھا اپنا نام بھی نہین لکھ سکتے مگر اردو کے قواعد منضبط کرنے کے لیے موجود ہین۔ اور بعض جلدباز یارون نے تو کچھ اناپ شناپ لکھ بھی مارا ہے چنانچہ کوئی ردیف قافیہ کے اڑانے کی فکرین کر رہا ہے اور نئی نئی بحرین ایجاد اور پرانی متروک کرنیکے تیے بے سبب بخیل ہین ڈبکیان کھا رہا ہے۔ اور کوئی تذکیر و تانیث کا بیڑا حبب مسئلہ لیے اسما مذکر کو ایک طرف اور اسما مونث کو دوسری طرف وانقلاطمنت کو تیسری طرف اسم وار چھانٹ چھانٹ کر کھتونی یا ڈھیر کر رہا ہے اور نئی لغت اور مصطلحات بنانے کیلئے منہمک اور نتانوے کے پھیر مین پڑا ہے کوئی صاحب کہتے ہین کہ حضرت مین نے بڑی ہی تحقیق سے یہ قواعد منضبط کئے ہین ساری دنیا استعمال کرے اور جتنی غیر ذی روح چیزین ہون خواہ وہ مونث ان ہی کیون نہون مذکر بولی جائین یعنی پانی اچھی ہے۔ کتاب عمدہ ہے۔ ہاتھی آتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ چند حضرات محض اسوجہ سے اردو شاعری کے مخالف ہین کہ یہ بیچاری نہین غرض خدا جانے۔ الابلا کیا کیا نہین ہے اور اکثر لوگ کہتے ہین کہ بھاشا سے چوری نہین بلکہ سینہ زوری کیجاے اور زبردستی نئے نئے ہونہار طفل مضامین پھسلا کر اور کبھی کبھی آنکھ بچا کر زبردستی پکڑ لا کر اور وہ بڑھیا (اردو شاعری) کی گود مین خواہ انہین ان بیچاریون لولے لنگڑے بچونکی پرورش کی طاقت ہو یا نہو مگر انکی گود مین دیدیے جائین اور راے قائم کیجا چکی ہے کہ اردو شاعری کا سوکھا ہوا چمن بجاے جیحون سیحون کے گنگا جمنا کے پانی سے سینچکر تیار کیا جاے۔ سبل کو کھیت سے نکلوا کر لالہ کا درخت جڑ سے کھود کر پھینک دیا جاے۔ اور اسکی جگہ تاڑ کھانا لگا دیا جاے۔ سرو جیسے بے ثمر درخت کی ضرورت نہین لہذا قمری کی دُم کتر کر ایشیا کی طرف اڑا دینا چاہیے اور ملیح آبادی آم کا قلمی درخت لگایا جاے جسمین اچھے اچھے آم چٹنی اچار وغیرہ کھانے مین آئین اور کوئل کی کوکو کھائے نرگس کی آنکھ بیچاری نیچرل شاعری کی نوکداری سے جوا کر طرح نیچے کی چوڑی چھوڑ دیجاے کہ چارون طرف اُچک اُچک کر زمین کو آنکھ کیا کرے۔ کندہ ناتراش شاخ مرجان کی بھی کوئی ضرورت نہین ہے۔ کنول کی تہنی اسکا کام دیگی گلاب کا پھول بھی نرالی چیز ہے اسکی خوشبو سے اسکے بہار پر زلہ گرا کرتا ہے لہذا کیلے کا درخت لگا دیا جاے کیونکہ اول تو تنئی روشنی کی برکت سے ایسے معشوق کم ہین جنکے گال خدانخواستہ گلاب کے پھول سے تشبیہ دینے کے لائق ہون اور اگر ہین تو انکو پوچھتا ہی کون ہے۔

سے ہمارے مغربی معشوق انکے گورے گورے گالون سے کیلے کی نسبت کافی ہے۔ اسی طرح انکے رخسارون پر سیاہ تِل کیون ہونے لگا اور اگر نعوذ باللہ صانع قدرت کی بے احتیاطی سے یہ ہی کا کوئی چھینٹا صریر قلم سے اڑ کر پڑ گیا ہے تو اسکی تشبیہ کے لیے بنفشہ کا ڈھونڈھنا اور کابل قندھار کی خاک چھانتے پھرنا اور پھر وہان سے ہندوستان مین لا کر مہیا کرکے وعدہ پر تبسم فروش لعبتان ہند کے ہاتھ بیچنا کس خدا نے بتایا ہے بس ایک سیاہ مین سنا تا ہوا جنور ایک کران بھولے بھالے معشوقونکے ہاتھ بیچ ڈالیے اور وہ ام کھڑے کر لیجئے مثل مشہور ہے کہ نہ ہلدی لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا آئے۔ غرض اسی طرح سب پر کرنے جھاڑ جھنکاڑ کو نکالکر نئے نئے پودھے لگانا چاہیے اور ایک نیا باغ شداد کی طرح تیار کرکے ناموری حاصل کرنا چاہیے۔

افسوس ایسے خیالی پلاؤ پکانے والون پر کہ وہ قبل اسکے کہ اردو شاعری کی ضروری اصلاح کرین۔ ایسی فضول تمنائین کرتے ہین اس سے ہمکو بھی اتفاق ہے کہ اردو شاعری قابل اصلاح ہے اور نہ اس سے انکار ہے کہ اسمین کسی قسم کے معائب نہین ہین اور ہر طرح پر مکمل ہے ہین اور ضرور ہین مگر اسقدر جیسا کہ لوگ اسکو بدنام کر رہے ہین بھاشا یا ہندی شاعری کا تتبع کرنا اگر ناممکن نہین ہے تو ایسا آسان بھی نہین ہے مگر ہم اپنی اردو شاعری کی ان ضرورتون اور جن اصلاحونکی فی الحال وفی الحقیقت ضرورت ہے بالا ے طاق رکھکر بھاشا کی طرف توجہ کرین تو کس بنا پر یہی نا کہ محض اردو شاعری کے خیالات کو بھاشا کے رنگین تخیلات سے وسعت دیجاے تو یہ ضرورت اسوقت داعی ہو سکتی ہے کہ کوئی بات بھاشا مین بہ نسبت اردو کے خصوصیت کے ساتھ موجود پائی جاتی ہو اور اردو شاعری مین اسکا ہونا ناممکن ہو ہمارے خیال مین اگر ہندی شاعری مین کوئی بات اردو شاعری سے زیادہ ہو تو وہ ترکیب بندش و وسعت مضامین ہے جو کہ مخصوص اسی کا حصہ ہے اور اردو شاعری کو قیامت تک بھی یہ بات حاصل نہین ہو سکتی کیونکہ ایک ہندی شاعر جس فیاضی نما ترکیب سے اپنے خیالات یا مضمون کو باندھ جاتا ہے اسکی خوبیان دیکھنے اور غور کرنے سے تعلق رکھتی ہین قطعہ اور رباعی جو فارسی اور اردو مین اقسام نظم کی ایک نوع ہے اسمین بہت کم پائی جاتی ہے اور وہ محض اس وجہ سے کہ ہندی مین ایک غیر معمولی گنجائش اور وسعت قدرتاً موجود ہے کوئی سری نی بان کا شاعر ایک مضمون کو کئی ایک شعرون مین نظم کرکے رباعی یا قطعہ سے تعبیر کرتا ہے اسی کو ہندی شاعر ایک شعر مین نظم کرکے دکھلا دیتا ہے اور یہ کہنا مبالغہ نہوگا کہ دریا کو کوزہ مین بند کر دیا کرتا ہے مثلاً کسی ہندی شاعر کا ایک یہ مشہور شعر آنکھونکی تعریف مین ہے

ھ اردو شاعری۔ لوگ یہ موا نیچرل کیا بلا ہے؟
زمانہ۔ بڑی بی گھبراؤ نہین سینتی جاؤ سب سمجھ جاؤگی۔

روس اور جاپان کی پکڑ

برہتے ہین ہندوستان کے حالات سنکر پوچھا سکے کہ مسلمان ایک آزاد اور انصاف پسند و اسلام دوست سلطنت کے زیر سایہ ہین ہم لوگ خوش ہین اور سلطان فرمایا کرتے ہین کہ بعد انعدام سلطانان ہند لعبد سلطنت اسلام جس بادشاہ کے زیر علم ہے وہ اہل کتاب اور قدیم ہمسایہ بھائی ہین لیکن یہ دیکھکر کہ وہان مسلمانون کا اب کوئی سرغنا قوم نہین رہا اور عموماً سب غافل ہین ۔ ہر نا اہل سرغنا بننے کو تیار ہی جو لوگ سبب قوم واقفی ہین وہ ضروریات قوم سے لابلد ہین اور بعض نادان دوست ہین سید احمد خان کی حالات طبعی و رجحان دلی کا وزنامچہ مین نے دیکھا ہے اُنمین اسقدر ضرور پایا جاتا ہو کہ آن مسلمانون کے دوست تھے اور ترقی قومی کا خفیف جوش اُنمین تھا لیکن یہ ایک افسوسناک حالت تھی کہ وہ ضدی اور خود پسند طبیعت کے شخص تھے غیر یہ غنیمت تھا کہ مسلمانون کو اگر دنیا کی طرف اُنھون نے دوڑایا تو دینی لشتارا جو اُنکی پشت پر لٹکا ہوا تھا بجبر نہین چھین لیا ۔ نئی پوشاک انکو دکھلا کر للچاتے تھے لیکن بجبر اُنکا جبہ چھین کر پھینک دینے کا ارادہ نہین کیا کرتے تھے ۔ فلسفہ جدید کا آئینہ اُنکے ہاتھ مین ضرور دینا چاہتے تھے لیکن عرب کے سبز حریر اور عجم کے دیبا مین لپیٹ کر کم سے کم یہ امید ضرور تھی کہ قوم مین اگر کسی وقت عظمت فطرتی جوش کر گئی تو پھر قیصرانہ قومی جدید انگریزی جلد بندی کی شکل مین درست ہو جائیگا اور مسلمان اپنی حالت جدید طریقہ سے سنبھال لین گے ۔ دین کو دنیا کے ساتھ لیکر دوش بدوش مثل دیگر بلاد یورپ کے مسلمانون کے مذہب اور دنیا دونون کا محمل اونٹ پر رکھین گے لیکن اب یہ خبرین تمہاری عہد سکرٹری شپ مین دیکھکر کہ قدیم قومی عظمت و شوکت پر چھری پھرنے والی ہے اور عربی تعلیم کے ساتھ پردہ اسلامی بھی ۔ ر خصت ہونے والا ہی ۔ بہتسی مایوسانہ خیالات دل مین جاگزین ہین ۔ ہر قوم کم سے کم اپنی قومی صفات سے موصوف رہتی ہے لیکن مسلمان محض دہریے فلسفہ جدید پر تمام دار و مدار دارین کا منحصر کئے بلا انوار مذہب و اسلام ٹھوکرین کھاتے پھرین گے ۔ مولانا یاد رکھو الحیاء من الایمان عورتون مین پردہ بڑا ذریعہ عصمت اور غیرت کا ہے ۔ پردہ ہی پر تمام قومی عظمت اور عزت کا دار و مدار ہے پردہ ہی ایسی چیز ہے کہ جسکی بدولت مسلمان آج دوسری قومون مین باہمت و باعظمت سمجھے جاتے ہین پردہ کی رسم بحکم خدا و رسول ہے اور خاص تاکید آئی ہے عورتون کو پردہ کیا آواز سنانا غیرون کو سخت گناہ ہے ۔ تمام مذہبی کتابین اسی سے بھری ہین یہانتک کہ عورت بلا اجازت اپنے شوہر کے کہین نہین جا سکتی

(دیکھو قصہ جناب سیدہ و ملاقات با نیک زن ۔) حضرت معصومہ بعد وصال حضور سرور عالم کبھی نہین ہنسین لیکن جب ایک عورت جنازہ کے لیے گہوارہ بنا کر لائی تب آپ مسکرائین میت کے لیے پردہ کا حکم ہے نہ کہ زندہ کے لیے کیا یہ سچ ہے کہ تمنے بمبئی کانفرنس مین کہا کہ مین پردہ موجودہ کا مخالف ہون کونسا پردہ موجودہ ۔ ڈولی ۔ پالکی ۔ میانہ کیا تمہاری راے مین جالی کی نقاب ڈالکر مسلمان عورتین سر بازار پھرین ۔ سنو ۔ پردہ ہندوون سے نہین لیا گیا ہی بلکہ مسلمانون سے ہندون نے سیکھا ہی عرب مین برقع اوپر چادر بیچ ایسا ہوتا ہی کہ جس سے ہزار درجہ پردہ داری ہوتی ہے ۔ وہان ڈولی نہ تھی یہان ڈولی آکر ملی مسلمانون نے پسند کی ۔ ڈولی پر شرعاً حکم ہے کہ اتنا بوجھ لاد دیا جاے کہ کہارون سواری کو تول نہ سکین کیا تمہارے نزدیک یہ مناسب ہی کہ مسلمانون کی عورتین برقع ڈالے اسٹیشنون پر ماری ماری پھرین اور ہر کہہ و مہ آنپر پھبتیان اور آوازہ کسے ۔ کیا تمنے سیکڑون واقعہ مسافرت مین اُن بے پردہ عورتون کی بابتہ نہین سُنے ہین کہ جنپر گرانیون اسٹیشن کے باہرون گوررون نے ناجائز حملہ کئے ہین ۔ کیا تم یہ مناسب سمجھتے ہو کہ اگر کسی مسلمان عورت کی کسی راہ گلی مین نکلتے ہوے توہین لیجاے اور اسکی چارہ جوئی کے واسطے عدالت مین جلاے اور کچھ جرمانہ یا سزا اُس توہین کا کافی معاوضہ ہو ۔ کیا مسلمانون مین اب بھی وہ رعب وداب قومی باقی ہے کہ جسطرح حکمران قوم کی عورتون سے ادب اور تعظیم سے پیش آتے ہین اُسی طرح لوگ مسلمان کی عورتون سے بھی پیش آئین گے ۔ تم سید احمد خان کے لکچر کے بھول گئے پڑ بانا ۔ عورتونکا کیسا ہم تم سب انھین ماؤن کے نہین بچے جو سب محض جاہل تھین ۔ کیا ہم مین تم مین کسی تہذیب اور لیاقت کی کمی ہے کیا ہماری تمہاری عورتون کی صحبت قائم نہین تھی کیا ہم مین اور تم مین ایک ایک اسفندیار اور رستم نہین گذرا ہے عورتون کو اسیقدر پڑھائیے جسقدر سید احمد خان نے پرانا طریقہ پنجاب مین گھر کی بڑی بوڑھیون کے ذریعہ سے بتلایا ہی بس اُسی قدر تعلیم کافی ہے ۔ مذہبی احکامات سے تم خوب واقف ہو اُسپر ضد کرتے ہو یا عمداً اسپر کان نہین دھرتے ہو یا ضرورت نہین سمجھتے ہو مذہب کو قطع کرکے کسی قوم نے دنیا مین کامیابی نہین اُٹھائی ہی کون شخص کہہ سکتا ہی کہ سید احمد خان نے مذہب کو منقلب ہونے والے اور رنت سنے ثبوت نہم پہونچانے والے فلسفہ سے ملانے مین کسقدر غلطی کی ہے اور ڈھونڈھکر معنی تلاش کرنے مین کسقدر انکو

کوفت ہوئی ۔ مہدی علی یا سید احمد خان نے جو کچھ کیا اسکا نتیجہ انھون نے اپنی آنکھ سے دیکھا تم وہ ضد نہ کرو جو انھون نے کی اور قوم کو قوم بتاؤ ۔ سچ تو یہ ہی کہ تمہارے ہاتھ مین اسوقت بہت کچھ ہے ۔ دولت انگلشیہ مسلمانون کی مخالف ہرگز نہین ہے اور نہ اُنکی مذہبی ترقی روکنے والی ہے یہ سلطنت دراصل بہت مستحکم اصول پر قائم ہے ہر قوم کے رگ و ریشہ سے یہ سلطنت بخوبی واقف ہی بڑے بڑے عالم انگلستان مین اب بھی موجود ہین دنیا جانتی ہے کہ مسلمان کیا چیز ہین اور اُنکا وجود اُنکی مذہبی ترقی آیا سلطنت کی منافی ہے یا موید ۔ سنو ۔ مہدی علی عربی ہی ایک زبان ہی کہ جو مسلمانون کو مسلمان اور قوم کو قوم کریگی اگر صانع کے قائل ہو اور ضرور ہونا چاہیے کیونکہ کوئی صنعت بغیر صانع کے ہو نہین سکتی ہی تو اسکی بنائی ہوے احکامات بھی واجب التعظیم اور واجب التعمیل ہین فلسفہ پڑھاؤ اور آلات کے ذریعہ سے ستارونکا زمین ہونا سُنتے رہو لیکن مذہب کی جڑ لڑکون کے دلون سے نہ اُکھاڑنے دو اور سما کے معنی آسمان ہی رہین گے خواہ فلسفہ جدید اپنی نگاہ کی غلطی سے اُسے نہ مانے ستارہ ستارہ ہی رہین گے اور زمین زمین معنی وہی رہینگے جو شاہ عبد القادر رحمت اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ صاحب فرما گئے ہین جب خالق کو مان لوگے تب نماز روزہ حج زکوۃ سب فرض رہے گا ۔ احکامات نجوم نے سائنس کو اپنے سچے احکام دکھلا کر بعض وقت مسلمانو کو حیرت مین ڈالدیا تھا (دیکھو قصہ خلیفہ ہارون الرشید و یہودی منجم و فیصلہ جعفر برمکی) لیکن کثرت النجوم برب الکعبہ سہا ماہ نخشب نے چکا چوند آنکھون مین لگا دی تھی لیکن مسلمانون نے اُسے صنعت ہی سمجھا طلسمات کا علم جسکو تم سب جھوٹا سمجھتے ہو جو کسی زمانہ مین سچا سمجھا جاتا تھا اور جسنے چشم زدن مین دو گھڑیان گا ڈکر بڑے بڑے تماشے عالم مین دکھلائے ہین اگر تم لوگو کے وقت مین ہوتا تو لوگ اسکو کیا کچھ سمجھتے کون چیز علوم جدید کے جاننے سے ترقی مین ہارج ہو اجی پیغ چاہے ستارہ ہر جاے زمین اسکے ماننے نہ ماننے سے ہماری دنیا کو کون نقصان ہے ہمکو تو انسان ہونا ہی اور دوسرے قومونکے پہلو بہ پہلو چلنا کچھ ہم پروفیسر سائنس کے بنکر غبارے ایجاد نہین کرینگے قطب شمالی کو نہین تلاش کرینگے ۔ انگریزون کے ساتھ خوب کھانا چاہیے ولایت خوب جانا چاہیے سپیچ خوب دینا چاہیے ۔ مضامین نہایت لطیف لکھنا چاہیے کہ انگریز ہماری عبارت کو نہ پہونچین ۔ ہائی کورٹ مین بیٹھکر شرعی مسئلہ خوب شرح و بسط سے انگریزی مین

پانچ ہزار روپیہ انعام

ہیرے کا

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑبال۔ غبار۔ سبل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بھائی اور ادویہ کو آنکھ کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپے۔ ہیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہے۔ خالص ہیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴؎ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ہیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلیے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا بہت جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو آنکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر۔ ناخنہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسنے سب کا کرانا ہے کہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلیے ہر کسی کیلیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے۔ اسلیے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلیے ہیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے
راقم۔ ڈاکٹر ام پی سانگلی صاحب بہادر ایم۔ ڈی۔ ایم ایس۔ سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) میں بڑی خوشی سے ہیرے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خود بخود بال نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑتے تھے۔ اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں۔ انہیں کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پر و سکتی تھی۔ اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے صحت کلی پائی
راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ہیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو۔ یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔
راقم۔ ڈاکٹر بی لعل نگوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے۔ اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کی مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کیلیے ہیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔
راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر سید اشرف علی ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۵) کرم بندہ میں نے آپکا سرمہ آنکھوں کی بہت سی بیماریوں میں استعمال کیا بہت ہی مفید پایا۔ خاصکر کارنیا اور گرینولر اور پھلیا کی بیماریوں میں تو بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ میں آنکھوں کی ہر ایک قسم کی بیماری میں اسکے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں مہربانی کر کے ایک تولہ اور بھیجدیں
راقم۔ ڈاکٹر کاشی رام صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ ریاست [illegible]

(۶) جناب پروفیسر صاحب تسلیم۔ آپکا سرمہ ایک لڑکے پر استعمال کیا جسکو عرصہ سے دھند سا ہو رہا تھا۔ زنک لوشن کاسٹک لوشن بورسیک لوشن۔ لیڈ لوشن کسی سے اسکو فائدہ نہوا آپکے سرمہ سے ایک ہفتہ کے اندر کلی فائدہ ہوا۔
راقم۔ ڈاکٹر نوازش علی پنشنر مقام دیوبند

پانچ ہزار روپیہ انعام

[illegible]

ناخلف نورچشم

بقیہ مضمون ۲۵- اگست ۱۹۲۴ء

یحییٰ - بیشک جناب بکاہے کہئے کہ بی طوا صاحبہ زہرا علیہ السلام کی والدہ شریفہ ہیں -

برخوردار - افسوس اگر ایسا ہو تو میری تلوار - تو اب تک لاولد ہی ہے

ست بچنے - اس بات تمھارے ہنر ہونے کا راز کھل گیا -

برخوردار - (رو کر) کیا کرون - میری خطا کچھ تھوڑے ہی ہے یہ میری والدہ کا قصور ہے - ابتدا ہی سے انھون نے مجھے لاڈ پیار مین رکھا - گھر کی دہلیز سے باہر قدم نہ رکھنے دیا اور یہی وجہ ہے جو انھون نے محبت سے میرا نام نورچشم رکھا - اے کاش مین بھی اس کام کا ہوتا

ست بچنے - اچھا آج ہی تو نواب بہادر میدان جنگ سے لوٹے ہین تمھین انکے پاس لے چلین گے -

مبارک (چونک کر) ہین - کیا نواب آج ہی پہونچ جائین گے

ست بچنے - کیون یہ سوال کیسا - تجھے ان معاملات سے کیا مطلب

نورچشم - یہ تو سنکر مجھے بھی تعجب ہوا - بھلا ادنیٰ سنارکو ان معاملات سے کیا غرض -

مبارک - (دل مین خفا ہوکر) حضور میرا ایک بھائی انکے یہان ملازم ہے اور علاوہ برین مین انکی بہادری کا شیفتہ ہون -

ست بچنے - ماشاءاللہ پھر کیون نہ ہمارا ملک فتحیاب ہو جبکہ یہان کے کاریگر تک جوش سے بھرے ہین

مبارک - حضور اگر مجھے پل پر جگہ عنایت فرمائین تو مین بہت ممنون ہون گا - مین بھی انکا استقبال دیکھ لیتا

ست بچنے - تمنے وہ جڑاؤ طلائی ہار جو انکے لیے بنا ہے مکمل بھی کر دیا ہے کہ نہین -

مبارک - جی حضور -

ست بچنے - اور شاہی انگوٹھی بھی -

مبارک - جی حضور -

ست بچنے - تب جاؤ مطمئن رہو مین تمھارا انتظام کر دون گا -

(سلامت کے کان مین کچھ کہتا ہے -)

مبارک (دل مین) ہون تو مین خوش قسمت (چلا جاتا ہے)

نورچشم - دیکھا آپ نے - یہ جوش اسی شئے کا نام ہے -

ست بچنے - (سلامت کی طرف مڑکر) یہی شہزادہ ہین جنپر آپکے دوست قرض پا سکتے ہین - لیکن

نورچشم - آہ مین کب کا میدان جنگ کو جا چکا ہوتا لیکن مجھے تمھاری طرح لانگ فریب بیٹی -

ست بچنے - بس بس - یہ بیفائدہ کی بک بک رہنے دیجئے آپ کو قرضہ کی نسبت معاملہ کرنا ہو وہ دوسرے وقت دیکھا جائیگا - (سلامت سے باتین کرنے لگتا ہے)

نورچشم - ایسا مغ آدمی مین نے کم دیکھا ہو اس سے باتین کرتا ہو اور مجھے سوکھا ٹالتا ہو

ست بچنے (سلامت سے) لیکن اپنی ضمانت تو کچھ بتلائی ہین -

نورچشم - (بچنے سے) مجھے ایک بات اور عرض کرنا -

ست بچنے - میرے مخلص دوست مین اسوقت کام مین مصروف ہون - دوسرے وقت ذکر فرمائیے گا -

نورچشم - مین اپنے سب کام ہرج کرکے اسکے کہنے پر نہار ہون - آپ سے صرف سنا بھی نہین جاتا -

ست بچنے - (چین بہ جبین ہوکر) مین نے ایک بار عرض کر دیا کہ مین اسوقت کچھ نہین سنونگا -

نورچشم - (دل مین) اللہ رے غرور - اللہ ری نخوت - ہونہہ - چلدیتا ہے -

(نواب بختیار اور الٰہی بخش انکا داروغہ داخل ہوتے ہین)

الٰہی - میرے آقا خوش آمدید -

نواب - مین تیرے استقبال کیواسطے آنے سے بہت خوش ہوا

الٰہی - یہ غلام حضور کی نمایان فتح و نصرت پر مبارکباد عرض کرتا ہے -

نواب - اچھا اب بتلاؤ گھر کا کیا حال ہو -

الٰہی - حضور کے اقبال سے سب درست ہو -

نواب - میرے قلعہ کا کیا حال ہے -

الٰہی - ابھی باقی تو ہے لیکن قابل مرمت ہو -

نواب - کیون اسکی مرمت کیون نہ کیگئی -

الٰہی - حضور مرمت کے لیے مزدور درکار ہین اور مزدورون کیلئے روپیہ -

نواب - کیا جائداد کی آمدنی کافی نہ تھی -

الٰہی - حضور آمدنی تو سب جنگ گاہ مین حضور کے لیے چلی جاتی تھی -

نواب - خیر اگر روپیہ موجود نہین ہو تو مجھے جائداد رہن کرنا ہوگی

الٰہی - حضور وہ تو پہلے ہی سے رہن ہو -

نواب - کیا کہا - میری جائداد رہن -

الٰہی - حضور سکا کچھ حصہ -

نواب - کس طرف کا تعلقہ -

الٰہی - جانب شمال والا -

نواب - ارے میری آبائی جائداد رہن کردی - وہ جو مجھے مرزا فتح الملک سے ملا اسے کیون نہ رہن رکھا -

الٰہی - حضور مہاجن اسکی ضمانت ناکافی بتلاتے ہین -

نواب - یہ کیون -

الٰہی - بازار میں گپ اڑ رہی ہو کہ فتح الملک ابھی تک زندہ ہین -

نواب - (ضبط مین آکر) جھوٹے ہین وہ - مین نے خود قتل ہوکر زمین پر گرتے ہوئے دیکھا -

الٰہی - لیکن سپاہی بعض وقت کبھی تو کرتے ہین -

نواب - بے ایمان دغاباز -

الٰہی - حضور والا غلام خود یہ بات نہین عرض کرتا بلکہ لوگ ایسا کہتے ہین -

نواب - لیکن اسکا دو برس سے تو کہین نام و نشان بھی نہین معلوم ہوا -

الٰہی - لیکن حضور والا لوگون نے اُسے شہر مین دیکھا اور شناخت کیا -

نواب - کہان -

الٰہی - حضور اسی دہلی شہر مین - وہ اور ایک ایرانی لڑکا گشت لگا رہے تھے -

نواب - (دل مین) یہ تو کچھ گڑبڑ معلوم ہوتی ہو - آخر یہ دشمنون سے بچ کیسے بھاگا - خیر جو کام کا فرنگا جیل خانہ پورا نہ کرسکا وہ مین کرون گا - زندہ رہنا ٹھیک نہین -

(خدمتگار کی طرف مڑکر) اچھا اسوقت جاؤ شام کو ڈیوڑھی پر حاضر ہونا

(باقی)

چیمبرلین کا پین بام

چیمبرلین کے پین بام سے بڑھکر کوئی دوا ایسی نہین ہو جو ہر گھر مین ضروری اور ہر مطلب کیواسطے مفید ہو مثلاً کسی چیز سے کوئی عضو کٹ گیا ہے یا مضروب ہو تو فوراً چیمبرلین کا پین بام استعمال ہو اس سے بہت جلد اندمال ہو جاتا ہو - درد سر درد دندان - اور دیگر اوجاع جو چہرہ مین ہوتے ہین سب کو فائدہ کرتا ہو درد اگر ہو تو اس دوا کی مالش سے فوراً جاتا رہتا ہو علی ہذا پہلو یا سینہ کے درد مین ایک دفعہ کے استعمال سے شفا ہوتی ہو دیچ مفاصل سے بہت جلد صحت ہو جاتی ہو پس چیمبرلین کے پین بام کی بوتل ہر گھر مین موجود رہنا ضروری ہو - یاد رکھنا چاہیے کہ ایک دفعہ کے استعمال سے شفا کلی ہوتی ہو قیمت صہ ہر جگہ سب دوا فروش بیچتے ہین - چنانچہ لکھنؤ مین ڈاکٹر محمد یوسف خان کی دوکان مین جو لب سڑک امین آباد ہے چیمبرلین کی سب دواؤن کا ذخیرہ ہے -

ریچھ کا تماشا

کچنر۔ ڈرو نہیں۔ ریچھ کا ناچ تم دیکھا کرو

کی طرف خاص اس مقصد کیواسطے توجہ کرینگے تو ہمارے خیال مین اس سہل کمی کا تجویز

چشم بد دور اکنون کار گذشتہ

کے اور کچھ نہین سمجھا جا سکتا کاش جہتمد رہینگے کوششین کیجاتی ہین اگر لوگ فارسی کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھالین تو کیا اچھی بات ہو کیونکہ فارسی سے زیادہ قابل لرزم حالت شاید ہی کسی زبان کی ہو ایسا تذکرہ ان زمانہ کے ہاتھون جو کیفیت اسکی ہو محتاج بیان نہین اور یہان تک نوبت پہونچ چکی ہے کہ اس زبان کا نشان بجز اطبا کے نسخون کے اور کہین نہین پایا جاتا اور اگر یہی حالت خدانخواستہ چند دنون اور رہی تو فارسی کا نام لینے والا بھی دکھائی نہ دیگا اس امر مین شاید کسی کو کلام ہوگا کہ اردو فارسی کی شاعریان واحد المذاق نہین ہین اردو جو کچھ برا بھلا آج اسوقت آپ دیکھ رہے ہین وہ فارسی کا فیضان ہو اور پھر اگر اردو کی موجودہ شاعری کچھ ترقی کر سکتی ہو تو اسی کی بدولت دوسری زبان سے اسکی ترقی چاہنا بہت دشوار ہو کیونکہ

آدم بہ آدم میرسد کوہ بکوہ نمیرسد

خاکسار

سید محمد علی امید امیٹھوی

(باقی)

فوائد بے پردگی

بی بی کو جو پردہ سے برہنا کر دے
عزت دے وہ آبرو دے زر دے گھر دے
پر عقل کے اندھون کو نہین سوجھتا کچھ
غفلت کے یہ آنکھون پہ پڑے ہین پردے

راقم - میرزا لاابالی

کلام الملوک ملوک الکلام

(ریویو)

کلیات سحر

سحر تخلص تھا اعلی حضرت امین الحرم نصیر الملت والدین آنریبل امید الدولہ سعید الملک راجا محمد امیر حسن خان صاحب بہادر ممتاز جنگ کے - سی - آئی - ای - ایف - سی - یو - والی ریاست محمود آباد (ملک اودھ) کا - جناب مرحوم تمام خوبیون میں مشہور

عالم اور محسود اقران رئیس تھے وہ اگرچہ شاہ اور شاہنشاہ نہ تھے لیکن انکی وجاہت اور وقار اور علو ہمت شایان ایسی تھی کہ کسی بڑے ملک کے بادشاہ ہوتے - ذہانت اور فراست ایسی ہی تھی انکے اشعار مین بھی یہ سب باتین آفتاب کی طرح روشن اور ظاہر ہین انکے کلام سے پایا جاتا ہو کہ مذاق عاشقانہ رکھتے تھے - بقول مرزا بیدل

بے اثر عشق بہ سنگ وچہ دلی
بے نمک عشق چہ آب و چہ گل

آخرکی ان پانچ صدیون مین سلاطین - اور امراء عظام مین سلطان سلیم خواندگار سلطنت ٹرکی اور نظام الدین علی شیر وزیر سلطنت خراسان و ایران کے سوا کوئی شخص ایسا نہین ہوا جسپر شاعر ہونے کا اطلاق ہو سکے لیکن اس زمانہ مین انکو بھی صف شعرا مین داخل کرون گا بیشک وہ اردو زبان کے شاعر تھے شاعر سے میری مراد یہ نہین کہ طبع موزون رکھتے اور کبھی کبھی شعر کہتے کما قال الشیخ العارفین مولانا و مقتدانا علامہ علی حزین

تہرکو یک دو سہ مصرعہ بیکد گر بستند
رموز معنے وورد سخنوری دانند

علم اور شعر دو مماثل الفاظ ہین جیسے حیدر - اسد - العلم دانستن الشعر دانستن کما قال الشاعر ؎

لَیْتَ شِعْرِیْ ہَلْ لَنَا ذَاتَ یَوْمٍ
بِجَنُوْبِ فَارِعٍ مِّنْ تَلَاقٍ

یہ شعر بڑا پرانا زمانہ جاہلیت کا ہو معنی یہ ہین - اے کاش مین یہ جانتا کہ آیا ہم کسی دن اُس شخص سے ملاقات کرینگے جو قلعہ فارع کے جنوب کیطرف رہتا ہو - لیکن مجازاً و اصلاحاً عالم کہتے ہین - کو الف وو قوانین فن اور مسائل اور حقائق مذہب کے جاننے والے کو اور شاعر کہتے ہین کلام انسان کے نکات اور حسن و قبح کے پہچاننے والے کو (موزون اور بالقصد اور مقفی کی قید ضروری ہین اسلیے کہ ہم اس جگہ وہ قول لکھ رہے ہین جسکو حکمانے اختیار کیا ہے) اب ہم مژدہ مسرت سناتے ہین ملک کے ان لوگون کو جو شاعری کے دلدادہ ہین کہ انھین معلی القابکا دیوان جنکے مختصر حالات اوپر لکھے گئے ہین ریاست کے خاص مطبع مین بعد رتِ کثیر چھاپا گیا ہو کیونکہ تصحیح کا بڑا اہتمام منظور تھا لیکن مہتمون کی غفلت اور تنقیح اور تصحیح کرنیوالون کی لیاقت سے بعد اغلاط کتابت مین ہوسے ہین تنبیہ - قم ماند کے صفحہ (۴۰) سطر (۷) مین ؎

زیدہ سوے کفر ز ایمان نرستم

زیدہ یائے تحتانی کے ساتھ لکھنا چاہیے تھا علی ہذا دیوان کے صفحہ (۱۲۱) سطر ۴ مین ؎

جاے آداب بزرگی مین جو تھی ارض عربی

ارض عرب صحیح ہو بغیر یے کے - مگر اس بے انتہا حسین اور دلفریب معشوقہ سخن کے چہرے پر غلطی کو گل والائی بجاے افشان کے جو

چھڑکی گئی ہو اسکو علم و ہنر سے عشق رکھنے والے اصحاب صحت کے بیش قیمت ریشمی رومال سے پاک و صاف کر کے خانہ دل مین جگہ دینگے - یہ پہلا دیوان ہو جسکے ساتھ (۲۴۲) تاریخین انطباع کی چھپی ہین انمین دو تاریخین ساحر ریاض بحر نسیم جلال افضل کی تاریخین اچھی ہین اور ان سب مین ریاض کا بلند خوب ہی پھولا پھلا لائق دید ہو اور (۱۱) ہادہ ساحر کی تاریخ سب تاریخون کی سرتاج اس سن و سال مین یہ سحر کاری الم نو - دولت و حشمت کے ساتھ یہ بھی ارث مین پائی ہو جبھی تو ساحر کہلائے - مولانا نجم کی تاریخی رباعی بے مثل ہو - فارسی زبان مین جو تاریخیں ہین وہ ایسی زبان ہو کہ جسمین ہم ریویو کر ہی نہین سکتے - ڈرتے ڈرتے اسقدر کہین گے کہ ان کی پہلی تاریخ مین ایرانی زور و شور ہے -

راقم - الف - ن - الف

تہذیب نسوان اور خاتون

قلم کی سوتین

ایک ہی شوہر کی دو یا کئی جورو ین اردو مین سوتین کہلاتی ہین چون (آٹے) کی سوت کا قصہ تو مشہور ہو کہ ایک نیکبخت اپنے میان سے اٹھتے بیٹھتے کہا کرتی تھین "اے مجھ پر کوئی سوت کر لاؤ" میان فطرت نسائی سے واقف تھے کہتے "دیکھو تمھین کو رنج ہوگا - وہ کہتین ہم ایسے نہین - وہ اور احمق ہوتیان ہین - لو - اوجی بھلے گا اسمین جلنے کی کون بات ہوگی"

آخر سنتے سنتے رشک کا مزا چکھانے کو انھون نے دل لگی یہ کی کہ آٹے کی ایک مورت بنا کے طاق پر رکھدی - گھر مین آتے جاتے اسکا منھ چوم لیا کرتے تھے -

بیوی نے دو چار دفعہ یہ حرکت جو دیکھی -

پوچھا "یہ کیا ہے"

انھون نے کہا اسکا نام سوت ہو - ہمنے دیکھا تم بار بار سوت کی خواہش کرتی ہو اور سر دست برابر کی سوت ملنے مین دیر ہوتی تھی - کہا آؤ اسوقت تک یہی سہی"

بیوی رشک مین جل بھن کے بیٹھ ہی تو ہو گئین - غصے مین اُٹھا کے اُس آٹے کی سوت کو چورا ملیدا کر کے پھینکدیا - میان نے کہا "دیکھا چون کی سوت کے ساتھ تو یہ رشک اور اگر آج برابر کی سوت آتی تو تمھارا کیا حال ہوتا"

اسی قصہ کی طرف اس دوہے مین اشارہ ہو

سوت بُری چون کی اور ساجھے کا کام
کاتنا بُرا کرگل کا اور بدلی کا گھام

جسکو جان صاحب نے یون باندھا ہو -

آٹے کی سوت بری ساجھے کا ہو کام بُرا
اسکا آغاز بُرا اُسکا ہے انجام بُرا

پانچسو روپیہ انعام

پانچ ہزار روپیہ انعام

...ے کا

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ سبل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بھائی اور ادویہ کی آنکھ کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اسلیئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپے۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہے۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۸/ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتھر

پروفیسر میان دھا ہلوو الیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور

انسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلیئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا بہت جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو آنکھ آنا کہتے ہین جلن اور کمزوری نظر۔ ناخنہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور انسے سب کا گزنا چونکہ ہمارے ملک میں کوئی سرمہ کیمیاوی نہین ہے اسلیے ہرکسی کیلیئے اسکا استعمال مفید ہے۔ مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے۔ اسلیے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلیئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے

راقم۔ ڈاکٹر ام پی سانگلی صاحب بہادر ایم۔ ڈی۔ ایم وایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۰ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکین خوب خورد والے نکلے ہوئے تھے اور ڈھلکے ہوئے تھے۔ اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھین۔ انہین کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے صحت کلی پائی

راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے مین خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو۔ یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم۔ ڈاکٹر برج لعل گھوس رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) مین اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ اپنے زیر علاج کئی ایک شخص و مریضوں پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کیلیئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔

راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر سید شیر و علی ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۵) مکرم بندہ میں نے آپکا سرمہ آنکھوں کی بہت سی بیماریون مین استعمال کیا بہت ہی مفید پایا۔ خاصکر کارنیا اور گرینولر اور پپوٹوں کی بیماریوں مین تو بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ مین آنکھوں کی ہر ایک قسم کی بیماری مین اسکے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون مہربانی کرکے ایک تولہ اور بھیجدین

راقم۔ ڈاکٹر کانشی رام صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ ریاست پٹیالہ

(۶) جناب پروفیسر صاحب تسلیم۔ آپکا سرمہ ایک مریض پر استعمال کیا جسکو عرصہ سے دھند۔ ناخونہ تھا۔ زنک لوشن کاسٹک لوشن بورسیک لوشن۔ لیڈ لوشن کسی سے اسکو فائدہ نہوا آپکے سرمہ سے ایک ہفتہ کے اندر کلی فائدہ ہوا۔

راقم۔ ڈاکٹر نوازش علی پنشنر مقام دیوبند

سے پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے کوئی ایک بھی جعلی ثابت کردے تو اسکو پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے کسی بینک میں داخل کیا جاویگا۔ یہ اعلان ماہ ... سنہ ۱۹۰۹ء میں دیا گیا

طلسمستان میرزا لاابالی

ستاتے ہین بہت اے یار کھٹمل — اٹھے موذی ہین نا انصاف کھٹمل
کہان تک صبر کیجے ضبط کیجے — بہت دیتے ہین یہ آزار کھٹمل
علاقہ پائنتی سے اور سرہانے — پلنگ کے ہین تعلقہ دار کھٹمل
پلنگ کے پائے ہین چوپال انکی — کہ جنمین رہتے ہین سردار کھٹمل
اور اسکے ماسوا سب جو نہین — بنائے رکھتے ہین گھر بار کھٹمل
تمہین آتے یہ قابو مین کسی طرح — بہت ہین بیت اور سلحدار کھٹمل
غضب مین جان ہے کیونکہ مفرہو — نفر دا ہوتے ہین فی النار کھٹمل
ادھر دس بیس جا دا بولتے ہین — ادھر سے آئے ہین دو چار کھٹمل
نکل پڑتے ہین چارون سمت سے پھر — لگا دیتے ہین گویا تار کھٹمل
سپہ آرام کی ہے بھاگ جاتی — جو ملکر کرتے ہین یلغار کھٹمل
بناکے چارپائی کو چمن زار — کھلا دیتے ہین لالہ زار کھٹمل
بنا دیتے ہین اپنے فیض دم سے — رد اکو تختۂ گلزار کھٹمل
ہر اسے نام ہی زین چند ملے — دگر نہ ہین سبھی تیار کھٹمل
نہ لو تم نام رستم کا وہ کیا تھا — سمجھتے ہین اسے تو خوار کھٹمل
بغل ہر دیکھنے مین کچھ نہین ہین — اگر ہین تیر سے اور تلوار کھٹمل
بچھونا ہے کہ ہے نخل مغیلان — بدن مین چبھتے ہین لیا خار کھٹمل
شنا ہو آتی ہو سولی یہ بھی نیند — کریان نیند کو ہین دار کھٹمل
سلگ جاتی ہو کیون پھر جسم مین آگ — الٰہی کیا ہین شعلہ بار کھٹمل؟
کوئی اللہ کا بندہ چھڑا لے — پکڑ پکڑا کے دوزخ یار کھٹمل
جھلکتے رکھتے ہین سبکو یہ شب مین — بنے مین گھر کے جو کیدار کھٹمل
بہت ہی اب ہوا ہو ناک مین دم — چھوڑا دینگے گر تھ یار کھٹمل
نہین پھر رات ہی پر منحصر کچھ — ہین دن مین بر سر پیکار کھٹمل
عجب ترکیب سے دھوکا ہین دیتے — نہ پوچھو ہین بڑے مکار کھٹمل
نکل جاتے ہین ہاتھون سے دبکے — بڑے ہین ہنجھے عیار کھٹمل
خدا کا قہر ہین کیا ہین بلا ہین — غرض ہین یہ بڑے خونخوار کھٹمل
مین کرسی پر یہ بیٹھا لکھ رہا ہون — مگر جب بھی مجھے ہین مار کھٹمل
چپکتے کاٹتے خون چوستے ہین — برابر کر رہے ہین وار کھٹمل
مگر صد آفرین کیا ہی جسارت — لڑا کرتے ہین بے تھیار کھٹمل
چبھو دیتے ہین نشتر سا اچانک — کبھی ڈستے ہین بشکل مار کھٹمل
لپٹ جاتے ہین کیسے لشکر — کوئی زاہد کی ہین دستار کھٹمل
ہوئی ہو گویا بارش کھٹملون کی — جبھی تو ہین گلے کا ہار کھٹمل
بنا ہے گھر تمامی کھٹملستان — مجسم ہین در و دیوار کھٹمل
انگرکھا۔ پائجامہ۔ کرتہ۔ ٹوپی — لنگوٹا۔ جوتا و دستار کھٹمل
یہ کچھ کثرت ہو یا اللہ تو بہ — کہان سے لایا یہ سرکار کھٹمل
شب وصل صنم کیا دیکھتا ہون — ہین بیٹھے بر لب دلدار کھٹمل
مزے سے بوسہ بازی کر رہے ہین — کبھی ہین چوستے رخسار کھٹمل
مجھے غصہ جو آیا جھنکے دن مین — مسل ڈالا دیئے دو چار کھٹمل

[illegible] — اور نوک [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — غضب [illegible]
نہین تم سے سے کچھ [illegible] — نہ تنہا دل [illegible]
یہ ہو جائین کہین فی النار کھٹمل — خفا ہو بیٹھے [illegible]
کہین ہو جائین سب بیمار کھٹمل — کسی صورت ہو چھٹکارا الٰہی

کرا لیتے رجسٹر ہم بنا کر
اگر بنتے کہین اخبار کھٹمل

راقم۔ میرزا لاآبالی۔

ناخلف نور چشم

بقیہ مضمون ۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء

تیسرا سین

ایوبری کا کمرہ۔ جمال آرا ایک تیوری بکس ہاتھ مین لیے کھڑی ہے اکبر ایک جڑاؤ ہار دکھا رہا ہے جسکے قیمتی جواہرات شمع کی روشنی مین بڑی آب و تاب سے چمک رہے ہین۔ پشت کی طرف ایک دروازہ۔)

اکبر۔ کیون دیکھا کیا خوبصورت ہار تیار کیا ہے۔

جمال آرا۔ (ہاتھ مین لیکر) درحقیقت دستکاری کا اعلےٰ نمونہ ہے۔

اکبر۔ سب چیز کو کوئی مہ جبین اپنی پسند سے تعریف بخشے بھلا وہ کیونکر خوبصورت نہو۔

جمال آرا۔ اہاہا اب تو آپ شاعرانہ مبالغہ کی لینے لگے۔

اکبر۔ کیا مین نے کچھ غلط تھوڑا ہی کہا جسن شاعرانہ خیالات پیدا کر دیتا ہے۔ یہ بات ہی ہے کہ صرف شریفون ہی کے دل محبت سے بھرے نہین ہوتے بلکہ غریبون کے بھی ہوتے ہین مثل مشہور ہے کہ گودڑ کا لعل۔"

جمال آرا۔ ماشاءاللہ۔ آپکے بھی یہ خیالات ہوے۔

اکبر۔ اسے صرف خیال نہ سمجھنا یہ اصل بات ہے۔

جمال آرا۔ ہمکو کیسے یقین ہو۔

اکبر۔ (جمال آرا کا بوسہ لیکر) اس سے۔

جمال آرا۔ ہین ہین۔ تم اپنی بیہودگیون سے باز نہین آتے۔ اگر ابھی ابا جان دیکھ لیتے تو بتاؤ کیسی ہوتی۔

اکبر۔ عاشق بدنام کو پروا ہے ننگ و نام کیا
جو آپ ہی ناکام ہو اسکو کسی سے کام کیا

جمال آرا۔ آہ اکبر (دوبی سانس لیتی ہے)

اکبر۔ (چڑھانے کیلئے مصنوعی طور سے) سکتا ہو نہین نہین تم ناامید کیون ہوتی ہو۔ ؎

باشد اندر پردہ بازیہای پنہان غم مخور

جمال آرا۔ (آنسو پونچھکر) خیر یہ بتلاؤ کہ وہ کبھی تیار کرانے یا نہین۔

اکبر۔ (انگوٹھی نکال کر اسکے ہاتھ مین دیتا ہے) لو یہ دیکھو۔

جمال آرا۔ بیشک یہ انگوٹھی شاہی ہاتھ کے لائق ہے اور ہان مین پہننے پوچھنا بھول ہی گئی کہ جب شہنشاہ اسی انگوٹھی کو دریا مین ڈالنے آئین گے تو تم بھی میلہ دیکھنے آؤ گے نہ۔

اکبر۔ ہان ہان مین تمہین برقعہ پوشون کے جلسہ مین جو اسی دن شام کو ہوتا ہے ملون گا۔

جمال آرا۔ مگر تم مجھے پہچان کیسے سکتے ہو کیونکہ عورت ہی برقعہ پوش ہوتی ہین۔

اکبر۔ واہ محبت ایک ایسی چیز ہے کہ پوشیدہ چیزونکو اس سے بڑھکر اور کوئی جان ہی نہین سکتا۔ اور بسا اوقات ہزارہا کو محبت ہی برقعہ پوش بناتی ہے۔

جمال آرا۔ کہتے تو سچ ہو تمہاری سچائی کا مجھے بھی اقرار کرنا پڑتا ہے

اکبر۔ اگر یہی سہارا نہ ہوتا تو مجھے جرأت ہی کاہیکو پڑتی۔

جذبۂ شوق گر از جانب کنعان برخاست
بوئے پیراہن یوسف ز گریبان برخاست
دل بدر رفت ز پہلو سوے دام کاکل
چون اسیرے بہ جنون کردہ ز زندان برخاست

(برخوردار داخل ہوتا ہے)

نورچشم۔ (اندر آتے ہی چونک کر) یہ کمبخت لونڈا پھر یہان آپہونچا (آگے بڑھکر) بیگم صاحبہ تسلیم۔

جمال آرا۔ تسلیم نواب برخوردار خان صاحب تسلیم۔

نورچشم۔ تم میرا سیدھا سادا نام کیون نہین لیتین۔ اسمین القاب کیون لگا دیتی ہو۔ کیا مین تمہارا کمترین غلام نہین ہون (الگ) ہونہہ ایک نہ ایک دن مالک بھی ہون گا کیون گھبراتی ہو۔

جمال آرا۔ اچھا سیدھے سادے برخوردار صاحب آپ کا مزاج کیسا ہے۔

نورچشم۔ تم تو مذاق کرتی ہو۔

جمال آرا۔ لیکن تم تو شکایت کرتے ہو کہ مین تمہارا سیدھا نام نہین لیتی

نورچشم۔ یہ اسوقت کے لیے ہو جب تم۔

جمال آرا۔ بس بس۔ مین تم سے بولنا نہین چاہتی۔

(نورچشم خفا ہو کر منھ پھیر لیتا ہے)

جمال آرا۔ اکبر ادھر آؤ۔

اکبر۔ حاضر بیگم صاحب۔

جمال آرا۔ مین تمہاری لائی ہوئی چیزین اپنے والد کو دکھلا دونگی اور وہ اسے پسند بھی کر لین گے۔

اکبر۔ مین نہایت ہی ممنون ہوا اور پاس جاکر ابھی دوسرے ہار کیواسطے کچھ جواہرات اور سونے وغیرہ کی اور ضرورت ہے

جمال آرا۔ ہان ہان دونون ہوجائینگے صندوق کے پاس جا کر لو یہ ایک لڑی جواہرات اور تیس تولے سونا۔ لیکن کل صبح کو وہان ضرور آنا۔

اکبر۔ ضرور ضرور لیے جاؤنگا۔ مین پہلے ان کان پکڑتو چکے کا نہین کیونکہ یہ زنا نہ داری کے خلاف ہوگا اور دروغ بیانی بھی ہے۔

نور چشم (باہر سے) ہونہہ ایک ایرانی لونڈے کو راست بیانی اور دروغ بیانی سے کیا مطلب۔

جمال آرا۔ جی ہان اگر وہ اسکا آدھا بھی سچ بولے جیسا یہان کے لوگ جھوٹ بولتے ہین تو میری دانست مین اسکی عقلمندی مین کوئی شک نہین۔

نور چشم۔ ہندوستانی اور ایرانی کے مقابلہ مین عقلمندی کا موازنہ نہین کیا جا سکتا ہندوستانی مین کچھ شرافت ہی اور ہے جیسا تمکو میرے دیکھنے سے ظاہر ہوجائیگا۔

جمال آرا۔ ہا ہا ہا۔ اب آپ اپنے تئین بڑا شریف سمجھتے ہین۔

نور چشم۔ بیشک۔ لو سنو۔ مین تمکو وہ سناؤن جو مین نے کسی ذی روح سے بیان ہی نہین کیا۔ میرے دل مین بہت دنون سے یہ خیال ہی کہ ہو نہو مین شریف زادہ ضرور ہون۔

جمال آرا۔ آپ شریف زادے ہین لیکن تو یہ منہ اور یہ مسالہ پڑھا ہواہی جو کچھ چھوڑ جائے اسی پر قناعت کیجئے اور آپ ان جھگڑون مین نہ پڑیے۔

نور چشم۔ یہ مین تسلیم کرتا ہون کہ بڈھا ترقی میرا باپ ہی لیکن اسی طرح سے میں دستاویز سمجھتی۔ کیونکہ مجھے یہ کامل یقین ہی کہ مین کسی شریف کا بیٹا ہون اور جبتک میرے ظاہر ہونے کا وقت نہ آئے مصلحتاً اسکا بیٹا بنا رہون۔

جمال آرا۔ ہو چکا۔ چلا جب چال کوا ہنس کی اسکا چلن بگڑا۔ کیون بے فائدہ خبطی ہوئے جاتے ہو آرام سے بیٹھو اللہ اپنا ہی لیکھا ڈیوڑھا سنبھالو۔

نور چشم۔ کیا مطلب۔ مین اور لیکھا ڈیوڑھا مین سوائے معشوقون کے خط کے دوسرے کامون کے لیے قلم کا چھونا حرام مطلق خیال کرتا ہون۔

جمال آرا۔ تو اب معلوم ہوا۔ کاہلی اور سستی کا نام آپ کے یہان شرافت ہی۔

نور چشم۔ بیشک۔ اگر امرا کام کرنے لگین تو بیچارے غریب مارے جائین۔ مجھے یہ پورا [illegible] شبہ ہو کہ یہ مسٹ بڈھا ہر لڑکے کا باپ نہین ہی (اپنی ناک دکھا کر) دیکھو یہ ناک کیسی خوبصورت اور بڑی ہی اور یہ کسی حالت مین اسکی ناک سے مشابہ نہین ہو سکتی ناک تو سوائے شرفا کے اور کسی کی ہو ہی نہین سکتی۔

جمال آرا۔ (اسکی طرف دیکھکر زور سے ہنستی ہی اور صندوق بند کرنے لگتی ہی) جناب مہربانی کرکے آپ اسوقت تشریف لیجائیے مجھے اسوقت فرصت نہین۔

نور چشم۔ تم جمال آرا اب۔

جمال آرا۔ (منہ بناکر) مین خوبصورت نواب صاحب با صد ادب رخصت ہوتی ہون (جاتی ہے)

نور چشم (چلاکر) جمال او جمال آرا۔ (پیچھے دوڑتا ہی) ہائے او شریر (چلا جاتا ہے)

چوتھا سین

دریا کے کنارے ایک مسجد۔ شام کا وقت۔ مسجد سے تھوڑے فاصلے پر برقعہ پوشون کا میلہ۔ ہم آہنگ گانے کی صدا۔

روز گار ست کہ ما نگران میداری مخلصان را تو بہ جمع دگران میداری
تا صبا باگل و بلبل ورق حسن تو خواند ہمہ را شیفتہ و دل نگران میداری
نہ گل اندر غم غربت نہ بلبل در باغ ہمہ را جامہ دران نعرہ زنان میداری

اذان ہوتی ہے اور مجمع مسجد مین داخل ہوتا ہی۔ نماز ختم ہوتے ہی اپنے اپنے گھر کی طرف سب چلدیتے ہین

نواب بختیار۔ فدائی۔ پیرو۔ دو ملازم بھیس بدلے داخل ہوتے ہین۔ بختیار ایک طرف اشارہ کرتا ہی۔

بختیار۔ وہ دیکھو وہ مجمع کے پاس سے کترا کر جا رہا ہے دیکھتے رہو۔ (خدا بخش اسکی طرف دیکھنے لگتا ہی۔ اور بختیار پیر بخش سے جلدی جلدی باتین کرنے لگتا ہی)

مین نے ابھی دریا کے کنارے کے پاس اسی ایرانی لونڈے کو کھڑے دیکھا اسی وجہ سے مجھے شبہ ہوتا ہی کہ تاج الملک بھی یہان ضرور ہوگا۔

فدائی۔ (آگے بڑھکر) وہ اسی طرف آرہا ہی۔

بختیار۔ اور کوئی اسکے ساتھ بھی ہی۔ ذرا سنبھلے رہنا (تینون ایک دیوار کے پیچھے چھپ رہتے ہین۔)

اکبر اور مبارک زرق برق پوشاک پہنے داخل ہوتے ہین

اکبر۔ مین تو سمجھا کہ مین تمھین اب یہان نہ ڈھونڈھ پاؤنگا

مبارک۔ اور میرا تمھاری نسبت یہی خیال تھا۔

اکبر۔ تم اُس ستون کے پاس کیون نہ آئے جہان کا مین نے تمھین پتہ دیا تھا۔

مبارک۔ مین آیا تو ضرور تھا لیکن چونکہ لوگ وہان بہت سے کھڑے تھے اسلیے مین نے وہان ٹھہرنا اچھا نہ جانا۔

اکبر۔ خیر۔ نواب صاحب اب چلیے کشتی آگئی ہے۔

(چلدیتے ہین)

(بختیار۔ فدائی۔ پیرو باہر نکلتے ہین)

بختیار۔ خدا کی قسم یہ وہی ہی۔ میں تعجب ہی گئے معلوم ہوتے ہین آؤ دوڑ چلین۔ اور گرفتار کرلین

پیرو۔ نہین نہین۔ وہان مجمع بہت ہی جب وہ لوگ کشتی پر سوار ہوکر چلین تب ہم بھی ایک کشتی مین ان کا پیچھا کرین۔

(سب چلے جاتے ہین۔ دور کچھ دور پر پہاڑی پگڈنڈی پر دو عورتین نیچے آتی دکھائی دیتی ہین)

ختم ہوا [illegible] اول

دوسرا ایکٹ

[illegible]

لب پا گلشن آرا [illegible] شب ماہ گلشن آرا
[illegible] خامہ گل بہار [illegible] ہم آہنگ کا پتی
[illegible] بہار [illegible] عاجلی زن
گلشن آرا۔ [illegible] نے مونہہ نہ دیا

[illegible] دل بیمار نے سونے نہ دیا
نالہ کش ایک [illegible] کرا ہتا تھا
جان رشک [illegible] انگار نے سونے نہ دیا
[illegible] سے نکالا یہ لہو
مجھکو [illegible] غم خوار نے سونے نہ دیا
(چاند کیطرف دیکھکر) ذبح کرتی ہے مجھے بے تیغ و خنجر چاندنی
کسقدر پر حسن ہے اللہ اکبر چاندنی
ہجر مین رہتے ہین سب شاکی شب دیجور کے
مجھے پوچھے کوئی ظلمت سے بدتر چاندنی

(باقی)

چیمبرلین کی کھانسی کی دوا

نزلہ۔ کروپ ہر طرح کی کھانسی خراش گلو اور سوزش حنجرہ کی تمام پیچیدہ شکایتون مین تیر بہدف دوا ہے خوش ذائقہ اور اس سے صحت یقینی ہوتی ہی۔ یہان کی آب و ہوا مین یہ خطرہ کی بات ہی کہ اگر سخت زکام مین غفلت کیجائے تو بہت جلد تپ اور نمونیا ہوجاتا ہی۔ یہ عارضے ایسے ہین کہ بہت سے اموات انکے ذریعہ سے واقع ہوتے ہین جب زکام پیدا ہو چیمبرلین کی کھانسی کی دوا فوراً استعمال کیجائے عارضہ کی ترقی روکدیجاسے۔ چیمبرلین کی کھانسی کی دوا مین کوئی مضر چیز شامل نہین بچون سے لیکر نوجوان تک کو نہایت آسانی اور اطمینان کیساتھ دیجا سکتی ہے۔ ہر حالت مین تیر بہدف اور زود تاثیر ہے۔ بس ایک بوتل آج ہی خریدکرو۔ قیمت [illegible] تمام سب دوا فروش بیچتے ہین چنانچہ لکھنؤ مین ڈاکٹر محمد یوسف خان کی دوکان جو بمقام نظیر آباد ہے چیمبرلین کی سب دواؤن کا ذخیرہ ہے۔

استا الہ پنجاہ سالہ
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا

عبارت زائد پر یکمشت ہو پڑتے ہیں یا اسطرح کسی کی نسبت کہنے لگے کہ صاحب کی بڑی خواہش ہے اور مسلمانون کی تعلیم خراب کررہے ہیں عربی کو مارنا کرنا چاہتے حالانکہ سرکار کی یہ خواہش نہیں۔ خیر یہ تو ضمنیہ ہین اب چند باتین اور ان لوبیڈر سے رخصت ہوتا ہو۔

(باقی)

اردو شاعری

نمبر ۲

(پہلی اشاعت سے آگے)

مین یہ نہین کہتا کہ فارسی جاننے والے دنیا سے معدوم ہین بلکہ بحمد اللہ اب بھی چند ایسے بزرگ ملک کے گوشون مین جا بجا بیٹھے ہوے ہین جو ہر نوع ہمارے لیے سرمایہ ناز ہین لیکن ہمکو تو رونا اس بات کا ہے کہ وہ تعلیم یافتہ ھینک باز گروہ جسکی قابلیان کا مدعائیون پر ہماری اردو زبان کی آیندہ ترقیون کا مدار ہے کما حقہ زبان فارسی سے واقف نہین ہو اور یہ ایک ایسی قباحت ہو جسکی وجہ سے آئے دن سیکڑون غلط فہمیون کا انبار ما در لا کر جا بجا جلے اردو زبان اور اسکی موجودہ شاعری پر ہوتے رہتے ہین اور عموماً یہ لوگ ایسی اناپ شناپ بے سر پیر کی باتین کرتے جسکی نسبت یہ دریافت کرنا کہ انکے اعتراضات کا مدار کس کلیہ پر ہے سخت مشکل ہو جاتا ہو۔

یہ کون کہ سکتا ہو کہ وہ حضرات جنکا نام نامی ہاین کس مپرسی آج شعر و شاعری کی دنیا مین نہایت ہی ادب سے لیا جاتا ہو اور جنکی قابلیت کے سکے دلون پر بیٹھے ہوے ہین اور جنکے قابل قدر نمونے ہمارے سامنے موجود ہین اور جنکے معجز نما کلامات سے ایک زمانہ فائدہ اٹھا رہا ہو اور جنکے تذکرون سے تاریخ کے صفحے کے صفحے لبریز ہین۔ تمام و کمال اصناف سخن پر قادر نہ تھے۔ یہ لوگ ہماری طرح نعوذ باللہ کا تا اور لے دوڑی کے مصداق نہ تھے بلکہ وہ بہمہ صفت موصوف تھے جس شخص پر شاعر ہونے کا اطلاق کیا جاے اسکے لیے تمام و کمال اصناف سخن پر قادر ہونا لازمی ہو۔ اگرچہ یہ باتین انھین حضرات کے لیے مخصوص تھین اور آجکل اسکا نمونہ ملنا بر جرات چند در چند مشکل ہو لیکن جس شخص کا مذاق سخن شعر و شاعری کی طرف ہو اسکے لیے اسکے متعلق کاسا مرباتون کا جان لینا ضروری امر ہو اور یہ باتین تا وقتیکہ اس فن خاص کے کسی استاد کا اہل سے نہ سیکھی جائین مکتب چھوڑتے ہی خود بخود حاصل نہین ہو سکتین اور جو شخص بلا ان کے شعر و شاعری کا مدعی بنکر اپنے خیال مین بعض چند خوشامدی شاگردون اور احبا کی جا بیجا تعریفون پر مغرور ہو کر اپنے آپ کو شاعر سمجھتا ہو۔ مین اسکی خدمت مین باادب التماس کرتا ہون کہ وہ خدا کے لیے شعر و شاعری کی دنیا سے اپنا منھ کالا کرکے نکل جاے اور اس قابل قدر فن کو خدا کے واسطے کو بدنام نہ کرے۔

اس گزارش احوال واقعی سے میرا ہرگز یہ مطلب نہین کہ مین زبان فارسی کی حالت کس مپرسی دکھلا کر لوگون سے تحریر چند چاہتا ہون کہ وہ خدانخواستہ اردو کی طرح اسکی اصلاح کے بھی پیچھے پڑ جائین اور نہ یہ مقصد ہو کہ اردو کو یکقلم ترک کرکے بجاے خود سعدی و خسرو بنکر فارسی مین طبع آزمائیان کرنے لگین بلکہ منظر سخن یون ہو کہ اردو کے ساتھ ہی ساتھ غور و فکر کرکے ایک ایسا عمدہ طریقہ نکالا جاے جو اہل اسلام کے ہر طبقہ مین عموماً اور شعرا و موزون طبع اصحاب کے لیے خصوصاً فارسی نے دلچسپی اور ترقی مذاق کا باعث ہو اور جسکا قریب قریب یہ فرض ہو کہ وہ شاعری خاص و عام لغزشون اور غلطیون کو مجسم چشم تو کوش درویش بنکر دانا دشمن کی طرح دیکھتا سنتا اور نکتہ چینیان کرتا ہے۔ کیونکہ ہمارے خیال مین اردو کی شاعری مین جسقدر معائب پائے جاتے ہین وہ محض زبان فارسی کی عدم واقفیت کی وجہ سے ہین جس زبان کی شستگی کا اور دوسری زبانین لوہا مانے ہوے ہین اور جسکی اصلاح کی لوگ فکرین کر رہے ہین وہ آج دنیا مین صرف دو ہی شہرون کی زبان ہو جو ایک دوسری سے خیر و شکر ہو کر اسکے مدعی معلی کے نام سے پکاری جا رہی ہو اور گویا زبان حال سے گویا ہو کہ جو شاخ اس بلبل ہزار داستان کی آشیانہ بننے کا فخر رکھتی تھی تا ہنجار زمانہ کے دست تظلم اور بیاد مخالف کے متواتر جھکورون سے ٹوٹ کر زمین کا پیوند ہو گئی یعنی دہلی اور لکھنو دونون مشکر غریق رحمت اور مرحوم کہے جاتے ہین لیکن اس بربادی پر بھی یہ حال ہو کہ دہلی کا حال تو دلی والے جانین ہم لکھنو علیہ الرحمتہ پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہین تو خدا جھوٹ نہ بلاے گھر پیچھے ایک ایک شاعر فرہ موجود ہو گا اور اپنے خیال مین ہم چو من دیگرے نیست کا مصداق ہو گا لیکن اگر سچ پوچھیے تو باستثنا چند حضرات لکھنؤ مین ایک شاعر آنکھون مین لگانے کو میسر نہ ہو گا اور یہ کہنا مبالغہ نہ خیال کیا جائیگا اس شہر مین " شاعر صفت عنقا دارد " کا مضمون ہے۔

تعجب نہین کہ اکثر حضرات میرے اس دعوی کی تردید کے لئے آمادہ ہون مگر امید ایسی باتون کی پروا نہین کرتا۔

ہان جنکو شاعر کہ سکتے ہین وہ صرف اساتذہ کے طبقہ موخرین مین سے دو ہی شخص تھے اول جناب حضرت امیر مینائی صاحب مرحوم اور دوسرے حکیم ضامن علی صاحب جلال مدظلہ [۱] ماسوا انکے تیسرا شاعر باقی

حقیقت مین موجود نہین ہے یا میری آنکھون کا قصور ہو کہ مجھے دکھائی نہین دیتا اور یہان تو کہنے کے لیے سارے شہر کا شہر شاعر ہو گر مین یہی کہونگا کہ

> ہمہ شہر پر ز خوبان منم و خیال ماہی
> چہ کنم کہ چشم بدبین نکند بکس نگاہی

ناظرین اگر میری اس تحریر کو صدا گوئی پر محمول نکرین تو خیال فرما سکتے ہین کہ اس قلت کی آخر کیا وجہ ہو اور عموماً لوگون کا زبان فارسی سے ناواقف ہونا۔

اول تو افکار روزی سے زمانہ شعر و شاعری کی طرف متوجہ ہونیکی فرصت ہی کب دیتا ہو اور جن اصحاب کو میری طرح بیحیائی کی زندگی (جسکو تہذیباً آزادی کہتے ہین) میسر ہو یا ملازمت کی طرف سے کسیقدر مطمئن ہو کر کبھی کبھی دو چار شعر گھڑ مارتے مین تو وہ محض اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو محقق خیال فرما کے اپنے کلام مین بجاے استکے کہ کسی استاد کی ضرورت اصلاح محسوس فرمائین بزعم خوشامدون مین اکثر تو جیسے کا تیسا پڑھ آیا کرتے مین اور بعض حضرات کسی ایسے ویسے مہتمم واڈیٹر رسالہ کے سرسے مار دیا کرتے مین جو کہ لمبے چوڑے ناموں کے ساتھ شائع ہو کر چمنستان شاعری مین افزونی خس و خاشاک کا باعث اور گلچینان سخن کی نظرون مین ہر وقت ایک وحشت انگیز سمان پیش نظر رکھتا ہو کیا اچھی بات ہوتی اگر اردو شاعری کی اور ضروری اصلاحون سے پہلے ان شعرا خود رو کی صفائی کیجاتی تا کہ لوگون کو انکے کلامات دیکھکر بہکنے کا موقع نہ ملتا کہ ؎

> شعر ناگفتن بہ است شعری کہ باشد نادرست
> بچہ نا دان بہ از شش اہم افگندن جنین

دوسرے وہ لوگ جنکو صرف غزل سرائی کا شوق یا خبط ہے محض اپنے اپنے استادون کے پاس اس غرض سے جاتے ہین وہ طرحی غزل مین چند شعر انکی یادوانی نظم کے حساب سے مرمت فرمائین تا کہ مشاعرون مین خواہ مخواہ تحسین و آفرین کا ٹوکرا لے مگر بقول شخصے ؎

---

[۱] اگرچہ معترض کہین یہ حسین ہو گا کہ جب حکیم صاحب (خدا انکی عمر مین برکت دے) ابتک بقید حیات ہین تو انکی طرف "تھے" کی ضمیر راجع کرنا اگر بدشگونی اور ناشکر گزاری نہین ہو تو پھر کیا ہو؟

تسلیم! لیکن صرف اس وجہ سے مین اپنی لغزش کا معترف ہون کہ دشمنون کے کان بہرے ہمارے حکیم صاحب چراغ سحری ہو رہے ہین اور مین قبل از وقت یہ نامبارک و تاسف خیز پیشین گوئی کرتا ہون کہ بعد انکے شاعری کا چراغ گل ہو اور ایکدن وہ آنیوالا ہو کہ صاحبان سخن علم خصوصیت کے ساتھ "تمدن باقی ہوس" کا جملہ بتاسف استعمال کرینگے۔

صاف بات ہے کہ یہ بیچارے نہ تو جلالی ہو نہ امیری اور نہ جا شاگردان

[۲] دونون خاندان کے ساتھ حسنِ اعتقاد رکھتا ہو اور نہ اتحاد۔ اپنے اپنے دلون مین لوگ جو چاہین وہ خیال کرین مگر مین نے سچے دل سے بلا تصنع ہی انکا تذکرہ برسبیل تقریر قلمبند کیا ہے ہان میرے حبیب یکرنگ جناب مولوی محمد حنیف صاحب نجیب انصاری ضرور حضرت جلال کے زمرہ شاگردان مین داخل ہونے کا فخر رکھتے اور خاک از تودہ کلان برد کے مصداق ہین۔ چنانچہ مولانا کو خواہ میرا دوست سمجھے یا استاد مجھے دونون باتین تسلیم ہین۔ ماسوا اسکے بندہ نہ خان کے ساتھ ہے اور نہ خان کے از قومون کے۔ مگر اسمین بھی کلام نہین کہ مولانا کی بازل آلود محبت میرے لیے بہر حال سرمایہ ناز ہو ؎

> من این دستی کہ افشاندم بگو نین
> بدامان تمنائے تو باشد

"امید"

نیشنود سخن پست فطرتان مشہور
بلند نیست صدا کاسۂ سفالی را

ہر جیسے کو تیسا ملتا ہو لہذا انکے پیرون کا حال بھی علی ہذا القیاس ہی یعنی نہ تو استاد کو کچھ آتا جاتا ہو اور نہ شاگرد کو۔ مین نے بچشم خود اپنی آنکھون سے یہان کے اکثر تنگ سخن استادون کو دیکھا ہو کہ وہ سلام سے پہلے تذرانہ کا سوال کرتے ہین اور جیطرح جھلا کے یہان تکیہ دار فقیر ماتون کو کسی کے مرجانے سے روح ملانے کے لیے مصلا بچھا کر بیٹھا ہنستے ہین یہ لوگ طرحی غزل مین سو پچاس شعر بُرے بھلے لکھکر تکیہ کے نیچے رکھ لیا کرتے ہین اور اپنے دام کھرے کیا کرتے ہین اب خواہ آپ ان حضرات کو خضر تصور فرمائیے یا غول کیونکہ مین اس سے زیادہ مفصل لکھنا مناسب نہین سمجھتا۔ صرف اتنا دریافت کرتا ہون کہ جہان کا یہ حال ہو گیا وہان سے یہ امید کیجا سکتی ہی کہ کوئی خدا کا بندہ ایسا مقبول بھی ہوگا کہ جس سے شعر و شاعری کا نام ازسرنو روشن ہو جائے افسوس!! افسوس!!

فریاد کہ غمہاے تو از اندازہ برون است
ترسم ہمہ در سینہ یکبار نگنجد

چونکہ مین نے اس مضمون کے پہلے نمبر مین ضمناً یہ وعدہ کیا تھا کہ بھاشا سے اردو فارسی کی شاعرون کا موازنہ کرکے تین باتین علیحدہ علیحدہ بتا کر بھاشا سے مدد لینے یا اسکی تتبع کرنیکی عدم ضرورت ثابت کر دونگا لہذا انھین باتون کو نمو نظر رکھکر بتدریج قلمبند کرتا ہون اور یہ امر منصف مزاج ناظرین کے ذوق سلیم پر چھوڑ دیا جاتا ہی وہ غور کرکے اپنے اپنے دلون مین بجائے خود فیصلہ کرلین کہ نفس مضمون کس حد تک جھوٹ اور سچ سے مملو ہی۔

نقد ز دیدہ روشن یکسر زبان جلوہ گر گاہ ہے
مبادا ز دیدہ من آن غبار آستان رنجد

اول۔ ما اگر مکتوب ننویسیم عیب ما مکن
درمیان راز مشتاقان قلم نامحرم است

قطعہ

نامہ تو کئی روز سے لکھا ہے ولیکن
اسوجہ سے کرتا نہین قاصد کے حوالے

یہ دیدۂ نادیدہ رہے دید سے محروم
اللہ حال خدا آنکھ رخ یار پہ ڈالے

ناظرین! اردو فارسی کے دونون کلامات کو ملاحظہ فرمائین قریب قریب ایک ہی خط نہ لکھنے کا عذر دونون زبان کے شاعرون نے اپنے اپنے طور پر بیان کیا ہی یعنی فارسی کے شعر مین شاعر صرف قلم کو نامحرم بتا کر عذر کتابت ظاہر کرتا ہی اور اردو کے قطعہ کا مطلب محتاج بیان نہین لیکن اسقدر ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ صرف اتنے سے مطلب کیا اردو والا شاعر کہ مین اسوجہ سے اسکو خط نہین لکھتا کہ قاصد اُسکے دیدار سے مشرف ہوگا اور مین محروم رہجاؤن گا" رشک کا پہلو لیے ہوے دو شعرون مین نظم کرتا ہی بخلاف اسکے اس دوہے کو ملاحظہ کیجیے کہ کس سادگی سے یہی ایک مضمون باندھا گیا ہے۔

دوہا

پیتم پتیا جو لکھون کہ جو ہو مَین پیا برس
تن مین۔ من مین۔ نین مین۔ وا کو کون سندیس

سادگی و بندش کو بھی جانے دیجیے دیکھیے اور انصاف سے کہیے کہ کن جذبات تصوف کا نقشہ اپنے رنگ مین کھنچ گیا ہے۔ خواجہ حافظ شیرازی سے

انچہ در مدت ہجر تو کشیدم ہیہات
در دو صد نامہ محال است کہ تحریر کنم

کس مصیبت مین پڑا ہون مین دم تحریر شوق
وہ سما سکتا نہین خط مین جو مضمون دل مین ہے

اگر تھوڑی دیر کے لیے تخیلات تصوفانہ سے باز رہکر گلبن معرفت (شرح دیوان حافظ) کو تنکے کے بالائے طاق رکھدیجیے تو پہلے شعر کا سیدھا سادا یہ مطلب ہوگا کہ شاعر اپنے معشوق سے کہتا ہی کہ افسوس جو کچھ مصیبتین مین نے تیرے ہجر مین اٹھائی ہین انکا لکھنا دو سو خطون مین بھی مشکل ہی۔ اردو کا شعر علی ہذا القیاس اب اس دوہے کو ملاحظہ فرمائیے۔

دوہا

کاگد تھوڑا ہت گھنا کہو بد لکھون بنائے
ساگر مین جل بہت ہے گاگر مانہ سمائے

اسی طرح سیکڑون مثالین بھاشا کی وسعت بیانی کی پیش کیجا سکتی ہین اور بکثرت ایسی نازک خیالیون کے نمونے پائے جاتے ہین جنکی جوابات اردو فارسی مین باآسانی نہین مل سکتی جیسے کسی ہندی شاعر کا یہ دوہا۔

آج چندرمان دوج ہین کہ سب جتو ہین سسن اور
ہمرے اور نند لال کے نین بھئے اک ٹھور

(مطلب) کہتا ہی کہ آج اُنتیس کا چاند ہی (جسکو عموماً لوگ شوق سے دیکھتے ہین) غالباً میرا معشوق بھی دیکھ رہا ہوگا چنانچہ مجھکو بھی باین تقریب اُسکا دیدار حاصل ہی۔ یا علامہ میر عبد الجلیل صاحب واسطی بلگرامی

کہون کہان لو بھید پیارے تیرے چرن کے
جھانوان چھاتی چھید چھن بچھڑت جاکے ہے

(ترجمہ) مین کہان تک پیارے تیرے قدمون کے اوصاف بیان کرون۔ پل بھر جدا ہوتے ہی جھانوَین کے سینے مین غم سے سوراخ ہی سوراخ ہوگئے۔ یا جیسے ملک محمد صاحب جائسی نے پدماوت کے ایک تالاب پر برہنہ نہانے کا سین یون دکھلایا ہی کہ جسوقت وہ بہ نیت غسل عریان ہوکر پانی مین اُتری تو معلوم ہوا کہ چاند نکل آیا ہی اور اس مضمون کو اسطرح نظم کرکے سے

دھن سو نیر سسں ترین اوئین
اب کت دشٹ کنول او کوئین

(ترجمہ۔) نہ ہے وہ پانی جہان چاند اور تارے طلوع کرین۔ سو اب کنول اور نیلوفر کیون نگاہ ڈالیگا۔ یہ یون کہتے ہین کہ

چکئی بچھر پکارے کہان ملو ہون ناتھ
ایک چاند نس سرگ پر۔ دن دوسر جل ماتھ

یعنی چکئی سے بچھڑ (جسکا عشق مشہور ہی اور کہا جاتا ہی دن بھر تو نر و مادہ دونون ایک جگہ رہتے ہین اور جسوقت رات ہوتی ہی اور چاند نکل آتا ہی ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہین) پکارتی ہی کہ اے شوہر (چکوے) مین تجسے کیونکر ملون۔ کیونکہ ایک چاند تو آسمان پر ہی اسکی وجہ سے تو رات کو جدائی ہو جایا کرتی ہی۔ اور دوسرا چاند پدماوت) آج دن کو پانی مین نکلا ہی کہو اب وصل کی کیا تدبیر ہے۔ ہائے ہائے مجبوری!!

سبحان اللہ۔ اے بھاشا کی شاعری تیری اس سادگی اور مضمون آفرینی کے قربان جائیے۔ مین تیری صرف انھین باتونکا گرویدہ ہون۔ تجھ مین یہ باتین اصل آورد ہین جو کہ تیرا ہی حصہ ہین۔ دوسری زبانون مین تیری وسعت بیانی کا جواب اگر ناممکن نہین ہی تو آسان بھی نہین ہی۔ اللہ تجھکو حاسدون کے چشم بد سے محفوظ رکھے۔ و یرحم اللہ عبداً قال آمینا ؎

شادم کہ از رقیبان دامن فشان گذشتی
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

(باقی)

راقم الحروف
سید محمد علی اُمید۔ امیٹھوی

بگلا مارے پکھنا ہاتھ

تبت کا شکار

یہ ہیرے سلئے ہین نظر مین
کلیان سی کھٹکتی ہین جگر مین

دوہا

دانت دسن کہون کہ بہانتی
موتی لاگ جنو پانتی پانتی

یا جیسے

دسن چمک ایٹھے جت ہیرا ۔۔۔ ادپر پہ رنگ سیام گمبیرا
جن بجا دون لس درمن جیسے
چمک اُٹھے لس تہ تیسے

(ترجمہ) یعنی آپکے دانت اسطرح ہین جسطرح موتی کی لڑیان یا اسطرح سرخ سے جڑے ہوسے تھے جیسے الماس اور درمیان مین مسی کی لکیر ہین جیسی ہوئی تھین - اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا ساون بھادون کی ... بجلی چمک رہی ہو اسطرح مسی مین آپکے ہمقبون دانت چمکتے تھے - ع

بسکہ از لعل لبت شد منفعل
خون خورد لعلِ بدخشانی ہنوز

اُس لب نازک پہ سرخی پان کی لگنے تو دو
کوڑی کوڑی کے بکین لعل بدخشان تو سہی

دوہا

ادھر امول الیس رتنا رہی ۔۔۔ بیڑے دینہ ادھک رنگ بھاری
لعل چھپان منو تن ماتھا ۔۔۔ راتی امین سو رنگی چھاتھا

اشعار مندرجہ عنوان مین قریب قریب ایک ہی تشبیہ پائی جاتی ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص لکھنے پر آئے تو بہت کچھ لکھکر دکھا سکتا ہی اور یہ بات بخوبی ثابت کیجا سکتی ہی بھاشا اور دو فارسی تینون زبانون مین بکثرت ایک سی تشبیہین ہین جنکو بتدریج لکھکر کاغذ سیاہ کرنا ہی - مین بطور نمونہ چند اشعار اور لکھکر وہ اشعار بھاشا کے لکھونگا جنمین ایسی مثالین اور تشبیہین موجود ہین جو اردو و فارسی مین نایاب ہین اور انکا اسمین شامل کرنا سخت مکروہ ہو اور جسکے لکھنے کے بعد میرے نفس مضمون کی تکمیل کے ساتھ ناظرین کو یہ بات معلوم ہوجائیگی بجز اسکے بھاشا کی شاعری مین کچھ نہین ہے اور اردو کی موجودہ شاعری کو اسکی وجہ سے کچھ نفع نہین پہونچ سکتا

(معشوقون کی آنکھون سے چشم آہو کی تشبیہ)

علی حزین

صید آہو نگہان غمزہ گشت از تو کرد
دام جادو صفتان زلف چلیپای تو بود

علی حزین

ز شوخی لیلی ناز آفرین را یکند مجنون
اگر طرز نگاہ بہ چشم آہو ... آمد

تاریخ

چشم جانان اور ہی چشم غزالان اور ہی
غیرتمند ساخت آہو کی کمت غزالہ را

ملک محمد جایسی

بھوین دھنک ساند سب پیرے
نین کرنگ بھول من ہیرے

(ترجمہ) بھوین جو مثل کمان کے مقابل پر تھین تو یہ معلوم ہوتا کہ ہرن بھولا ہوا آنکھین نکالے ہی۔

دیکھئے اگرچہ بکثرت شعرائے فارس و اساتذۂ ہند (اردو گو) نے ایسے شعر بھی نظم کئے ہین جنمین انھون نے ابرون کو نرگس قوس قزح وغیرہ بنایا ہی مگر اس مقام پر بالاتفاق تینون زبان کے شاعرون نے معشوق کی آنکھون کو ہرن کی آنکھون سے تشبیہ دی ہے -

(زلف سے سانپ کی تشبیہ) ذوق ع

بیٹھے نہ حلقہ گیسو سے تا بمارین دل
یا سے گر ہو نوالہ دہن ما زیدہ دل

یا جیسے آتش نے لکھا ہی کہ ع

گیسوے مشکین رُخ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

یا اگر آپ نے کسی معشوق فرنگ کو اس صورت سے گرم رفتار ناز دیکھا ہو کہ وہ اپنے مستانہ انداز سے ٹھنڈی سڑک پر چلی جاتی ہو اور اسکی کالی کالی زلفین نسیم سحر کے جھونکون سے اڑ اڑ کر ایک دلفریب سمان پیش نظر کر رہی ہون تو اس شعر کو پڑھئے اور مزہ لیجئے

بل کھاکے جو لہرائی وہ کاکل دم رفتار
اُڑتی ہوئی ناگن قد آدم نظر آئی

وصالی

چون کشم زلف عنبرینش را ۔۔۔ ہر کسے بار بار میگوید

سوم - (وہ تشبیہین جو اردو کے لیے ناموزون ہین) ع

ناسک دیکھ لجانیون سودا
سوگ آئے بیسر ہوا ودا

(ترجمہ) اسکی ناک دیکھ کے طوطا شرمندہ ہوتا ہی اور لٹکن ناک مین ایسا ہی جیسے زہرہ نے طلوع کیا ہی۔

کھنجن دھنہ دس کیل کرائین
دھنہ وہ رس کو پاؤ کو ناہین

(ترجمہ) کھنجن یعنی دونون آنکھین دونون طرف خوشی کرتی ہین کہ دیکھئے یہ رس کون پاتا ہی۔

ادھر سرنگ امین رس بھرے
بنب سرنگ لاج مین پڑے

(ترجمہ) لب سرخ جنمین آب حیات بھرا ہی اور کندرو سرخ شرم سے جنگل مین پڑا ہوا ہے۔

جن ہیکے کالا وہ پریا اٹھا ...
تہ تیلین او ملک بھا گین ہاتا

(ترجمہ) اسکی گردن ایسی خوبصورت ہو گویا کہ مرغ گردن نکالے کھڑا ہے بلکہ اس سے زیادہ اسکا گردن کا ہے۔

کدلی کھانبہ کین جانگین جوری
اودائی کر کنول ہتھو رین

(ترجمہ) دونون بازو گویا کیلے کے تنون کی جوڑی ہو اور ہتھیلیان کنول کے پھول کی طرح سرخ ہین ع

ہیا تھار کچ کندن لاڈو
کنک کچور اٹھے کے جاڈو

(ترجمہ) سینہ تھال ہی اور اسکے پستان سونے کے لڈو ہین کہان ہین غزلیان بجز خرد بینی جنہون نے بڑی آب و تاب سے بھاشا کی تعریف مین لالی ستائش کے دریا بہا دیے آئین اور بتائین کہ کیا یہ موجودہ تشبیہین اردو شاعری کی آبرو کو خاک مین نہ ملا دینگی؟ اور کیا یہ اسمین داخل ہونے تک تا کون منہ نہ چھوا دین گی اور کیا وہ اب بھی معشوق کی ناک کو طوطے کی منقار بتا کر اس مضمون کو

منی سے ہو شان رُخ دوچندان
گویا ہے الف میان قرآن

ملیامیٹ کرکے بجاے اسکے الف یا ایک کا ہندسہ بتائین اسی کے داہنی طرف ایک صفر رکھکر اسکی خوبیون کو دہ چند گھٹا دینا پسند کرتے ہین اور کیا انکی ہمت کیا ر دونون ہی کی پھوٹ گئی ہین کہ ع

غلام نرگس مست تو تاجدار انند

سے منکر ہو کر اسکی آنکھون کو کھنجن کی جوڑی تسلیم کر لین گے اور کیا وہ یہ سختیان اٹھانے کے لیے تیار ہین کہ خواہ لہو تھوک تھوک کر مر ہی کیون نہ جائین مگر لعل بدخشان اور عقیق یمنی کی عوض ہم اسکے لبون کو کندرو ہی بتائین گے اور کیا وہ اس مضمون کو چھوڑ کر ع

ہاتھ آسکے جو مجھکو مشیع امین
شب کو پڑھون وہ بیاض گردن

برابر اسیطرح بے پر کی اڑائے جائین گے اور کیا عقل سلیم انکو اس امر کی پروانگی دیتی ہو کہ

مصحف رخ کے لیے رحل ہوئی ہو تیار
ہاتھ گردن مین حمائل ہون تو آجائے قرار

کا مصرعہ باطل کرکے مذہب عشق مین جسقدر ہونا چاہیئے ہین اور اسکی گردن کو کبوتر کی گردن سے تعبیر کر سکتے ہین - بھئی ہمسے تو کبھی بھی یہ شرک و بدعت کی باتین نہون - اچھا یہ بھی جانے دیجئے کیا اب سرو دست اپنے پیارے معشوق کے بھرے بھرے گول ساعد و بازو کو کیلے کا تنہ بتلانے کے لیے موجود ہین الا کیا

میرے کا

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - سبل - سرخی - پھولا - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بھائی اور ادویہ کی آنکھ کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہین رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکین - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپے - میرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہے - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۸؍ خرچ ڈاک بذمہ خریدار -

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اسسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھون سے پانی کا بہت جانا - دھند - سوزش ہر قسم حسبا و آنکھ آنا کہتے ہین جیلن اور کمزوری نظر - ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور انسب کا کرنا فخر کہ اس ستر مین کوئی سنکھیا وغیرہ نہین ہے اسلئے ہر کسی کیلئے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے - اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے

راقم - ڈاکٹر رام جی سانگلی صاحب بہادر ایم - ڈی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی عمرہ سالہ سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکون مین خوردخورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے - اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھین - انمین کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی - اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے صحت کلی پائی

راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن تنخواہ دار آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر کہ جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھونسے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو - یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر بیج ناتھ صوبیدار بہادر ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر پنجاب

(۴) مین اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کی مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھونکی بیماری سے بچنے کیلئے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے

راقم - خان بہادر ڈاکٹر سید محمد شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۵) کرم بندہ - مینے آپکا سرمہ آنکھونکی بہت سی بیماریون مین استعمال کیا بہت ہی مفید پایا - خاصکر کارنیا اور گرینولر اور پلکون کی بیماریون مین تو بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوا ہے میں آنکھون کی ہر ایک قسم کی بیماری مین اسکے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون مہربانی کرکے ایک تولہ اور بھیجدین

راقم - ڈاکٹر کاشی رام صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ بیرون ... پٹیالہ

(۶) جناب پروفیسر صاحب تسلیم - آپکا سرمہ ایک مریض پر استعمال کیا جسکو عرصہ سے دھندلا نظر آتا تھا - زنک لوشن کاسٹک لوشن بورسیک لوشن - لیڈ لوشن کسی سے اسکو فائدہ نہوا آپکے سرمہ سے ایک ہفتہ کے اندر کلی فائدہ ہوا -

راقم - ڈاکٹر نوازش علی پنشنر مقام دیوبند

پانچ ہزار روپے انعام

اگر کوئی شخص میرے سرمہ کی ...

کیفیت اب ملاحظہ کیجئے پریس کی   کیا ریل پیل کام کی ہے اور کیا کچھی
چاروں طرف سے خبر دنگی پوچھار خوب ہی   پیسلن نے بیٹھے ہی کہ ایڈیٹر کی ٹانگ لی
فرط کشش سے ساتھ نمبر پھسل پڑا

خشکی تو کیا خیال بھی اکثر رپٹ گیا   یعنی دل و دماغ کا منظر رپٹ گیا
روغ ضیا سے ماہ کا تہپر رپٹ گیا   حد ہو گئی یہ پہر منور رپٹ گیا
پیک نظر بھی آنکھ کے باہر پھسل پڑا

کیا کیجئے سیاہی کی طاس بہ گئی   طوفان میں دوات کی بو باس بہ گئی
موہوم ہو کے ہستی قرطاس بہ گئی   گویا کہ لکھنے والے کی سب آس بہ گئی
جس پر سے لکھ رہا تھا وہی پھسل پڑا

ہم گیند کھاتا ہے

امریکہ کے فلیڈلفیا کی صاف گذر گاہیں ہیں۔ شام کے پانچ بج چکے ہیں سڑکوں پر چھڑکاؤ ہو رہا ہے بارٹیس امیر ین سوزک اپنی اپنی فیشن ایبل گاڑیوں پر سوار ہو کر تفریح گاہوں کو جاتے ہیں ایک راستہ کے موڑ پر ایک کلب ہے ٹھیک چھ بجے شام کو ایک شخص جو لباس سے شکاری معلوم ہوتا تھا بہت جلدی کے ساتھ کلب کے بلیارڈ روم میں آیا جہاں اسنے آتے ہی سلاموں کی گٹھری کھولدی۔

شکاری۔ ول گڈ مارننگ۔ گڈ ڈے۔ گڈ نون۔ گڈ ایوننگ۔ گڈ نائٹ۔

کھلاڑی۔ او فول تمھاری ٹھیک نہیں چول۔ تم کس ماہیک بولتا ہو۔ ٹھیک ٹھیک بولو

شکاری۔ ہم تملوگ سے زیادہ بات کرنا نہیں مانگتا ہے صرف ہم سکنے مانگتا ہے ہم گیند کھاتا ہے

کھلاڑی۔ گیند کیسے کھاتا ہے۔ ہم دیکھنے مانگتا ہے۔

شکاری۔ گیند کھانا مانگو۔

کھلاڑی۔ وہ میز پر ہے۔ اٹھانا مانگو اور ہم تمکو انعام دیگا۔

شکاری (گیند ہاتھ میں لیکر) دیکھو ٹرپ۔ اب دیکھو ہمارے منھ میں گیند نہیں ہے ہم پورا گیند بے چبائے نگل گیا۔ انعام دینا مانگو ہم ڈاکٹر کے پاس جائیگا۔

کھلاڑی۔ (پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈال کر) ول ول تمنے گیند صفائی سے کھایا لو ہم تمکو پانچ پونڈ دیتا ہے

شکاری۔ ول گڈ بائی ہم سول سرجن کے پاس ابھی جاکر گیند نکلوائے گا۔ یہ شخص جسنے گیند کھایا تھا فوراً گاڑی پر سوار ہو کر سول سرجن کی کوٹھی پر پہونچا اور آواز دی۔

شکاری۔ ول سول سرجن جلد نکلو گڈ مارننگ

سول سرجن۔ اسٹوپڈ تم اسوقت رات کو ہمیں دک (دق) کرنے کہاں آیا۔

شکاری۔ آہ — مجھے درد شکم نے ستایا

جب سے ہی گیند میں نے کھایا   میرا معدہ غضب پھلایا
مجھکو تو ندل بڑا اپنایا   تیرے زنگ سے ہے مجکو لایا
آہ مجھے درد ستم نے ستایا۔ آہ — مجھے درد شکم نے ستایا

جلد نکالنا مانگو ہم بلیارڈ بال کھایا ہے اور پانچ پونڈ انعام جیتا ہے تم اسکو جلد نکالو ہم تمکو یہ پانچ پونڈ انعام دے گا۔

سول سرجن۔ ہم تمسے پانچ پونڈ نہیں دس پونڈ لے گا۔

شکاری۔ ول آل رائٹ جو تم مانگیگا سو ہم دیگا مگر گیند جلد نکالو۔

سول سرجن نے دس پونڈ لیکر مٹھی گرم کی اور گیند نکال دیا۔ ایسے بیوقوف دنیا میں کم ہونگے پانچ انعام جیتا اور دس پونڈ گیند نکلوائی سول سرجن کو دیا اور پھر بھی یہ کہتا نہ چھوڑا کہ ہم گیند کھاتا ہے۔

راقم۔ ایک کھلاڑی

غزل بے بدل

ڈیر پنچ۔ آجکل آپکے اخبار میں اردو شاعری پر بحث ہو رہی ہو اور خوب ہو رہی ہے۔ چونکہ اینجانب بھی غدر سے پہلے شاعر تھے اور بلکہ بھی بوقت ضرورت بمصداق بانا مد شعبہ گر تحتہ شاعر ہو سکتے ہیں لہذا اپنی رائے زرین سے آپ کو محروم رکھنا سخت احسان فراموشی سمجھتے ہیں۔

سنئے جناب بندہ اور بغداگوش ہوش سے سنئے اردو شاعری پر بجا اعتراض یہ ہے کہ شاعر لکیر کے فقیر ہیں جدت کا مادہ نہیں یہ اعتراض کسی قدر صحیح معلوم ہوتا ہے ہم صرف ایک عشق پر بحث کرینگے۔ شاعروں نے مخصوص چند اعضار انسانی لے لئے ہیں جنکا فراق اور وصال میں تذکرہ کردیا جاتا ہے ہم کہتے ہیں کیا خدا نے کوئی عضو بیکار بنایا ہے یا کوئی عضو ایسا بنایا ہے جو اس عشق کو حس مذکرے جو سر سے پیر تک مخلوط ہو جاتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ صرف دل جگر۔ آنکھ سینہ پہلو کا لگاتار سلسلہ ہوا ور باقی اعضا جو شاید مادہ عشق کے قبول کرنے اور متاثر ہونے میں انسے زیادہ قابلیت رکھتے ہوں چھوڑ دیے جائیں۔ ہماری رائے میں سبکو درجہ بدرجہ اور رتبہ برتبہ یاد کرنا چاہیے اس عملدرآمد کے بعد نیچرل شاعری کے اسکول والوں سے بھی صلح ہو جانیکی امید بندھیگی۔

بہرصورت ایک نئی غزل اس نئے طرز میں نذر ہے یہ مشتے نمونہ از خروارے سمجھنا چاہیے راستہ ہمنے بتا دیا ہے اب شاعران رنگین بیان طبع آزمائیاں کریں اور اس طرز جدید کو آسمان پر اڑا لیجائیں۔ حق ایجاد بنام موجد پیٹنٹ ہے۔ تتبع اور تقلید کی اجازت عام

غزل ملاحظہ ہو

معدہ میں آگ عشق بدستور جلتی ہے   پھیپھڑوں کی دھونکنی مرے سینہ میں چلتی ہے
گردوں نے درد عشق میں آفت بپا کی ہو   تلی غم فراق میں ہاتھوں کو ملتی ہے
چھینک آئی ہمنے شکر خدا کا ادا کیا   اس راستہ سے ناک کے حسرت نکلتی ہے
کروٹ بدل رہے ہیں شب ہجر یار میں   آنتوں میں زور شور سے بندوق چلتی ہے
تلے گنا کیا ہوں پراجت شب فراق   اتنی دبی کہ ریڑھ کی ہڈی اچھلتی ہے
دانتوں کا دسترس نہوا گوش یار تک   سچ ہے کہ بدنصیب کی کب دال گلتی ہے
شیر و شکر تھیں عشق میں یہ بھی بلا ہوئیں   تو آج پسلیوں میں بھی تلوار چلتی ہے
تصویر یار ہمنے لگائی دماغ میں   کچھ کچھ شب فراق طبیعت بہلتی ہے

بہاعت آئی پھر وہی گز تر مزاج ہے
پھر پیٹ میں فساد ہے پھر ناف ٹلتی ہے

راقم۔ موجد پیٹنٹ

اردو شاعری

نمبر (۵)

گذشتہ اشاعت سے آگے

اکثر ہمارے نادان دوست آجکل سرگوشیاں اور آپس میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں کہ اچھا

قانون بین الاقوام

نمرود اور پشہ
روس اور جاپان

اور اس سے زیادہ بدنیا بی کا مفہوم کسی دوسرے موقع پر ادا نہیں ہو سکتا۔ تعجب ہو کہ منشی تربت رائے صاحب کس لفظ کی بیخ کنی کے لیے عجیب و غریب تاویلیں پیش کرتے ہیں۔ منشی صاحب کا یہ فرمانا بالکل غلط ہو کہ ریاض الاخبار میں آتشہ میں بخار نکلا جاتا ہو۔ ہمارا جہاں تک خیال ہو ریاض الاخبار میں کوئی فقرہ انکی لسان کے خلاف استعمال نہیں کیا گیا۔ تاہم اگر منشی صاحب کو خاص میرے مضمون سے کوئی وجہ شکایت ہو تو میں نہایت ادب سے معافی چاہتا ہوں۔

راقم - وجاہت صدیقی جھنجھانوی

شہد کی مکھیوں میں لیڈی ڈاکٹر

اکثر بڑی بوڑھیوں کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ ماتوں کو کمسن بچوں کی فرمائش سے کوئی نہ کوئی جھوٹی موٹی کہانی انکے خوش رکھنے کے لیے بیان کرتی ہیں اور بجز اسکے کہ لڑکوں کی دلچسپی مقصود ہو واقعات کے کذب و صدق سے کچھ بحث نہیں ہوتی مگر وہ دراصل بچوں پر ایک گہرا اثر ڈالتے ہیں اور قریب قریب عمر بھر وہ لڑکے ان افسانوں کو مدت محل سے یاد کرکے فطرۃً متاثر ہوا کرتے ہیں جیسے جب کبھی بچوں کو ڈرانا مقصود ہوتا ہو تو عورتیں کہا کرتی ہیں کہ "ادئی بابا بلی شادی آئین" یا جب کبھی لڑکا ناوقت اور بے موقع انکی مرضی کے خلاف گھر سے باہر نکلنا چاہتا ہو تو کہتی ہیں کہ "دیکھو دہلیز میں جو جن بیٹھا ہوا ہو کاٹ ہی لیگا" غرض ایسا ہی بہت جاتا ہے۔

غرض یہ علامہ الدہر طفل تنابلی شادی اور پیرنا بالغ میاں جوڑو کا کچھ ایسا خیالی گٹھ بندھن لڑکپن ہی میں ہو جاتا ہو کہ پھر نازوں کے پلے بچے بڑے بڑھے جوان ہوئے شادیاں بیاہی گئیں۔ پروان چڑھے خود بھی صاحب اولاد ہوئے زمانہ کے نشیب و فراز سرد و گرم کو دیکھا سنا اور تجربہ حاصل کیا غرض جو کچھ ہونا تھا سبھی کچھ ہوا۔ یہاں تک کہ پیری کے سلطنت ہی موت کا پیام آیا۔ بالوں کی سیاہی کا فور یا اور خود زندہ درگور ہو گئے لیکن میاں جو ادبی شادی نے کچھ ایسا انکے خانہ دماغ کا تعلیقہ کیا کہ عمر بھر نہ نکلنا تھا۔ نہ نکلے۔ خیر ان بے بنیاد واہموں کی اصلاح کے لیے جب سلامتی سے ہمارے ملک میں دو اخبار تہذیب نسوان اور خاتون موجود ہیں تو ہمکو ٹانگ اڑانے کی بظاہر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کیونکہ ان روشنخیال خواتین نامہ نگاروں سے امید ہے کہ وہ اسکی طرف توجہ مبذول فرما کر ملک کی ان واہیہ پرستیوں کا سدباب کرینگے یعنی مائیں لڑکوں کو بجائے اسکے کہ جھوٹی کہانیاں سنا کر دلوں کو بہلائیں اخلاقی باتیں افسانے کا بہلاوے ہوئے سنائیں تاکہ انکے اخلاق پر برا اثر نہ پڑے مگر

یہ بات اسی صورت میں ٹھیک ہو سکتی اور ایک معقول نتیجہ پیدا ہو سکتا ہو کہ یہ دونوں خاتونیں آپس میں ہندوستان کی رسم و رواج کے موافق کچھ بحث نہ کرنے لگیں جس سے نتیجہ تجویز سب خاک میں ملجائے اور ہمکو انکی تحریروں کو بقول مسٹر سنج کے ناک کی سوتوں کا دکھڑا رکھنے کی ضرورت پڑے اور دلگی بازوں کو مضحکہ اڑائیں۔

ہاں تمہید اصلی مطلب یہ ہے کہ جسطرح او لڑکے بچپن میں عموماً کہانیاں سنا کرتے ہیں اسی طرح بندہ درگاہ کو بھی فسانوں کے سننے کا شوق تھا اور تکمیل کے لیے اکثر شہری بوڑھی عورتوں کا بھی کہا یاد آتا تھا چنانچہ مجھے یاد پڑتا ہو کہ ایکبار مجھسے بطور کہانی شہد کی مکھیوں کا تذکرہ اسطور پر کیا گیا کہ انمیں ایک بادشاہ اور ایک بادشاہزادی ہوتی ہو اور جہاں یہ دونوں جاتے ہیں وہاں دوسری مکھیاں بھی ساتھ جاتی ہیں جب انمیں کوئی لڑکا پیدا ہوتا ہو تو اسکی شادی کردیجاتی ہے جسکے بعد شہزادہ معہ شاہزادی انگریزی قاعدہ کے موافق والدین سے علیحدہ اپنی زندگی بسر کرتا اور داد حکومت دیتا ہے باقی مکھیاں اسکے تابع حکم ہوتی ہیں یعنی ایک نیا چھتا لگا کر شہد جمع کیا کرتا ہو۔

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ بادنجان بود مالیست بادنجان بورانی

میرے ایک کرم فرما جو سلامتی سے حکیم بھی ہیں یوں فرمانے لگے کہ انمیں ہر طرح کی مکھیاں باعتبار قوم ہوتی ہیں جس طرح ہمارے یہاں شیخ۔ سید۔ مغل۔ پٹھان۔ ہندو مسلمان۔ دھنیا۔ جولاہے۔ ایرے غیرے نتھو خیرے سب طرح کے لوگ موجود ہیں انمیں بھی صدہا قومیں پائی گئی ہیں اور سب سے اچھی بات تو یہ بتائی کہ الا و لشکر پیادہ سوار سے لیکر تمندار و تعدار کمانڈر وغیرہ وغیرہ سب موجود ہوتے ہیں اور تمام و کمال جمہوری نہیں بلکہ شخصی حکومت ہوتی ہو سوال کیا گیا کہ کیوں حضرت جب سب کاٹ کباڑ اور آئین مملکت کی خوبیاں انمیں موجود ہیں تو آپکی طرح کوئی نہ کوئی حکیم حاذق اور شفاخانہ بھی ضرور ہی ہوگا۔ بغیر اسکے چارہ نہیں۔ ہمارے حکیم صاحب یہ سنکر کمال برہم ہوئے اور کڑک کر بولے آپ بھی عجیب نسخہ ہیں ایک سرے سے کارخانہ شاہی ہو تو صرف حکیم ہی کا نسخہ کیمیا ہو نا چہ معنی دارد اے جناب سنئے نئی تہذیب سے جب زمانہ بھر فائدہ اٹھا رہا ہو تو بیچاری مکھیاں کیوں بدقسمت رہنے لگیں بس انمیں بھی مرد تو ایک جزو معطل ہوتا ہو اور عورتوں کے ہاتھ میں عنان حکومت ہوتی ہے اور یہی سیاہ و سفید کی مالک ہوتی ہیں چنانچہ جب مکھیاں شہد نکال لاتی ہیں تو اسکی باقاعدہ ڈاکٹری ہوتی ہو کہ آیا یہ شہد اچھے اچھے پھولوں اور پاک جگہوں سے بہم پہونچایا گیا ہے یا ناپاک جگہ سے اور جسوقت لیڈی ڈاکٹر

رکھی اس امر کا پورا اطمینان کر لیتی ہو کہ یہ شہد ناقص و ناپاک نہیں ہو۔ اسوقت اسٹاک میں جمع کیا جاتا ہو اور معاملہ برعکس ہونے پر فوراً لانیوالی مکھی اور شہد دونوں شاہزادی کی حضور میں پیش کیے جاتے ہیں جسکی سزا بجز موت کے اور کچھ نہیں یعنی دوسری مکھیاں بحکم شاہی اسکی گردن کاٹ کر پھینک دیتی ہیں۔ آجکل اخباری دنیا میں ہو کہ تعلیمیافتہ عورتوں کے نام سے ایک نمائشگاہ منعقد ہو گی جو عام طور سے گرم ہو اور جسمیں عورتوں ہی کی دستکاریاں کے نمونے دکھلائے جانے کا التزام کیا جاویگا اور اعلان کیا جاچکا ہو کہ سختی کے ساتھ اس امر کی جانچ کیجاویگی کہ نمایشی اشیا انھیں نیک بختوں کی ساختہ و پرداختہ ہوں جنمیں دوسرا ہاتھ لگنا تو درکنار انکا سایہ تک نہ پڑا ہو لیکن آنکھ دن اٹھا دیکھئے سننے سے لوگوں کے پیٹ میں جو ہے قلابازیاں کھاتے ہیں کہ دیکھا چاہیے کہ یہ بیل کیونکر منڈھے چڑھے اور یہ نمائشی اونٹ کس کل بیٹھے کیا وجہ کہ آجکل اکثر عورتیں چوریاں کرنے پر ادھار کھائے ہوئے بہ تقاضائے فطرت دیدوں سے کاجل نکال نکال کر آسمان میں ٹکلیاں لگانے کے لیے موجود اور بے خوف و خطر مردوں کی آنکھوں میں دن دہاڑے خاک جھونکنے کو تیار ہیں۔ ابھی ابھی تہذیب نسوان میں ایک مضمون جو دراصل مولینا حالی کا تھا ایک محترمہ نے اپنے نام سے شائع کرا دیا جسکی نسبت ہمارا ہمعصر دوست قابل قدر اسکی کرچکا ہو کہ "بس اس سرقہ کے الزام میں ان مصنفہ کا نام ہر خریداران تہذیب نسوان سے یکقلم کاٹ کر انکے نام کا پرچہ بند کر دیا جائے تاکہ انکی دوسری بہنوں کو عبرت ہو" مگر افسوس صرف اتنا ہو کہ ہمارے ہمعصر نے ہمیں یہ بات نہ بتائی کہ آخر مولانا حالی کا نام جو اس دوسرے فرقہ عالیہ میں قوم کی برباد شدہ کشتی کے تختے کی طرح اس عالمگیر طوفان بے تمیزی میں بہ کر چلا گیا اور ڈبکیاں کھا رہا ہو۔ اس کے ابھرنے کی کیا تدبیر ہے؟ اور ڈکورانات کے لکھے ہوئے مضامین میں تفریق کرنے کے لیے کیا معیار شناخت مقرر پایا؟ اور اس نمائش کی چول کیونکر بیٹھیگی؟

لیکن ہمکو اپنی جدید تحقیقات سے ایک غیرمعمولی مسرت ہوئی اور ہم کارکنان نمائش کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہ بھی اس طور پر فائدہ اٹھائیں کہ ایک ایک پرچہ خاتون اور تہذیب نسوان کا شہد کی مکھیوں کی گورنمنٹ میں بھیجکر اس امر کی مودبانہ التماس کریں وہ لیڈی ڈاکٹر (مکھی) نمائش کے موقع پر بھیجدے تاکہ وہ نمائشی اشیا کا انتخاب بلا رورعایت شہد کی طرح کرکے دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کردے باقی رہا یہ کہ اگر بر تقدیر کوئی چیز عورتوں کی بنائی ہوئی مردوں کے ہاتھ کی ثابت ہو جائے تو اسکی سزا ہم کیوں ابھی سے

سرحد تبت پر ہمارا محافظ

نتیجہ پر کرکے ہم (عامئین لین خاتون اور تہذیب نسوان کو ان ملک خودہی فیصلہ کر دینگے اور جو کچھ سزا یا جزا ہم مناسب خیال کرینگے باعتبار حیثیت نہایت موزون بھی ہوگی۔

افسوس!! افسوس!!

شمع جمال موسلی شد برق اظہار را فرد
ای کلیم آن بود نور خدا چہ باشد

راقم - نہی م ترے مہجور

ناخلف نور چشم

بقیہ مضمون ۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء

گل بہار - نہین بیگم صاحب آپ اسقدر مضطرب نہون نواب ضرور آتا ہونگے۔

گلشن آرا - مجھے انکی نسبت کوئی شک نہین لیکن مجھے اپنی بگڑی ہوئی تقدیر سے ہرگز امید نہین کہ وہ کوئی بات بننے دے۔

گل بہار - پھر کیا آپ ان باتون سے ڈرتی ہین ہم خدا نخواستہ اگر کوئی دکھڑے تو پیدا ہون۔

گلشن آرا - بیشک۔

گل بہار - اور بیگم صاحب مین تو اپنے اور آپکے بھی دونون کے لیے ڈرتی ہون۔ خدا نخواستہ اگر کہین بڑے نواب صاحب کو خبر لگ گئی تو کیسی خرابی ہوگی۔

گلشن آرا - کھڑکی کھولکر چاندنی مین دریا کی موجون کا نظارہ کرنے لگتی ہے لیکن غم سے آنسو ٹپکتے جاتے ہین

تونے شب غم ہی نہ امان سے نکالا
سر صبح قیامت نے گریبان سے نکالا
تقدیر نے ساحل پہ کئے سیکڑون پھیرے
تختہ نہ ہمارا کبھی طوفان سے نکالا

(اکبر بالاخانے کی راہ سے داخل ہوتا ہے اور گلشن آرا کو بیٹھا لیتا ہے)

گل بہار - مین جاتی ہون! ہر متھو کی جسمین کوئی آنہ جائے (چلی جاتی ہے)

گلشن آرا - پیارے مبارک مجھے خیال تھا کہ شاید تم نہ آؤ - اسی وجہ مین رو رہی تھی۔

مبارک - لیکن اب تو ہنس رہی ہو۔

گلشن آرا - ہان مین نے اب تمھے دیکھ لیا نا۔

مبارک - بس یہی چاہیے رونا کیا معنی۔

گلشن آرا - جب تم خطرہ مین ہوتی ہو تو مجھے بے اختیار رونا آتا ہے۔

مبارک - خطرہ خطرہ کیسا اب سب جاتا رہا۔ میرے دوست نواب بہادر لوٹ آئے - اب مجھے میان بختیار سے کچھ بھی ڈر نہین ہے۔

(اکبر گھبراہٹ کے ساتھ داخل ہوتا ہے اور کھڑکی بند کرکے)

اکبر - ابھی حضور نہایت جلدی کیجئے۔

مبارک - کیون کیون۔

اکبر - ملاحون نے یہ پیچھا کیا اور ابھی دیوار کے پاس سے بڑا لکا جسمین دو آدمی بیٹھے تھے انھون نے ہماری کشتی دیکھتے ہی جھپٹ پردے ڈال لیے اور اسکو اندر غضب آلود نظرون سے دیکھتے رہے اور ملاح مین اپنی کشتی ہٹا لے گئے - شاید تاک مین لگے ہین۔

مبارک - بھلا تمنے انھین کچھ کہتے بھی سنا۔

اکبر - ہان صرف اسقدر کہتے سنا کہ بچ گیا مردود۔

گلشن آرا - (گھبراکر) اب کیا ہوگا۔

مبارک - گھبراؤ نہین۔

(گل بہار گھبرائی ہوئی آتی ہے) یا خدا مدد -

اکبر - ارے کیا ہوا۔

گل بہار - بیگم کے والد وزیر صاحب اور بادشاہ سلامت آرہے ہین

اکبر - ای کاش یہان کوئی سیڑھی ہوتی یا در ہمارا لوگ فوراً بھاگ سکتے -

گل بہار - آہ ہم لوگ کہین کے نہ رہے۔

(دروازے پر دستک کی آواز) کھول دو کھول دو

گل بہار - (مبارک سے) ای حضور کہین جلدی بھاگ جائیے

مبارک - نہین نہین اگر مین چلا جاؤنگا تو اسکی عزت پر دھبہ آجائیگا - (آواز کھولو کھولو)

مبارک - اکبر کھول دو۔

اکبر دروازہ کھولدیتا ہے بادشاہ اور وزیر المملک داخل ہوتے ہین۔ اور مبارک دوڑکر قدمبوسی کرتا ہے۔

وزیر - اہا ہا یہان تو پوشیدہ عشق و محبت کا معاملہ معلوم ہوتا ہے یا خدا تو لڑکون کو لڑکیان کیون عطا کرتا ہے عورتین سوائے بیہودگی کرنیکے اور کسی کام کی نہین (گل بہار کی طرف دیکھکر) اونکم حرام دلالہ سب حال صاف صاف بیان کرنے۔

مبارک - حضور والا مین سب حالات بیان کرونگا۔

وزیر - چپ کمبخت (بادشاہ سے) عالیجاہ خدا جانے اس شہر پر کیا آفت آنیوالی ہے حضور بھی ملاحظہ فرمائین کہ اول تو کسی کی شہرت و عزت مین دھبہ لگانا اور پھر اسی کے باپ سے رو برو گفتگو - خیر مین سمجھ لونگا۔

مبارک - پہلے مجھے شاہ کے حضور مین عرض کر لینے دیجئے - کمینہ سے کمینہ مجرم بھی قبل اسکے کہ بارگاہ شاہی سے اسے سزا ملے اپنے بچاؤ کیلیے عرض کر سکتا ہے

وزیر - اس شخص سے بڑھکر کون کمینہ ہو سکتا ہے جو کسی پاکباز عورت کی عزت پر دھبہ لگانا چاہے۔

اکبر - نہین حضور یہ تو فرمائین کہ آیا وہ بلا ثبوت کسی کو مجرم ٹھہرائے اسے کیا کہنا چاہیے

بادشاہ - واہ کیا جواب دیا ہے (مبارک سے) بادشاہ تیرا عذر سنے گا بیان کر۔

مبارک - حضور والا میرا اصلی نام میرزا فتح الملک بہادر ہے۔

بادشاہ - غلط سراسر غلط وہ میدان جنگ مین کام آئے۔

مبارک - عالیجاہ کمبخت کمینہ بختیار نے یہ بات اسواسطے مشہور کی جسمین وہ میری جائداد پر قبضہ کرے لیکن حضور والا مین وہی میرزا ہون جو قیدخانہ سے نکلکر آیا ہون جہان میرے عزیز نے مجھے ہمیشہ رکھنے کی یہ ترکیب نکالی تھی کہ میرا نفقہ ادا کیا لیکن جب مین لوٹکر یہان آیا تو میری کل جاگیر اسکے تصرف مین تھی اسنے مجھے قتل کرانیکی تدبیرین کین لیکن میری تقدیر مین مرنا نہ تھا۔ مین گلشن سے سچی محبت رکھتا ہون اور یہی وجہ ہے کہ باوجود ان خطرات کے بھی مجھ سے رہا نہ گیا اور مین یہان پہونچا۔

وزیر - خیر اب محبت کا مزہ انکو معلوم ہوگا آج ہی تو کال کوٹھری مین اسے بند کرتا ہون -

بادشاہ - نہین بھائی یہ شخص ضرور کوئی امیرزادہ ہے ان دونون کی شادی کردو۔

وزیر - لیکن ایک شرط پر - (سب ساتھ مین مسکرانے لگے)

فتح الملک - آپ فرمائین تو مین جو کچھ شرط ہوگی بسر و چشم منظور کرونگا۔

وزیر - آپ اپنے جی مین بہت خوش نہ ہوجئے شرط یہی ہے کہ کل جب بادشاہ سلامت دریا مین انگوٹھی ڈالین تو وہی انگوٹھی آپ نکال لائین -

بادشاہ - اگر یہ شرط ہے تو ہو چکی شادی۔

اکبر - (شاہ کے قدمون پر گرکر) عالیجاہ بندہ کو اجازت ہو تو کچھ عرض کرے -

بادشاہ - ہان کہہ۔

اکبر - حضور عالی خود بنفس نفیس اس بات کا وعدہ فرمائین کہ اگر انگوٹھی ملے گی تو شادی ضرور ہوگی۔

بادشاہ - کیون آخر تجھے اس بیے امین اسقدر انہماک ہے

اکبر - وجہ یہ ہے کہ صرف اتفاقی بات سے کسی غوطہ خور نے آجتک شاہی انگشتری نہین پائی - کیا حضور

پورٹا ریاستی سے

دلربا یا نہ دگر بر سر ما نہ آمدہ
از دل ما چہ بجا ماندہ کہ باز آمدہ

کہتی ہیں ہم ہوئی ہے -

شتا گیا ہو لیہڈی کرزن کی شفا یابی کے لیے تعلقداران نے ہر مذہب کے رہنماؤن کی معرفت پانچ سو روپیہ غربا اور مساکین کو تقسیم کرنے کے لیے دیا ہے -

۴-۱۰-۵ ۔ ۴-۱۰-۸

TRADE MARK

اعلےٰ درجہ کا مصفی اور مقوی سارسا پریلا یعنے عجیب و غریب پہاڑی جوہر

طلسمی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چار جو ہر کے چار شیشی کی ہے ان میں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے تمام خونی اور جلدی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سب سے بڑی نمک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں - چار ستو چار دواؤن کا ست اور جوہر فی شیشی ۴۰ خوراک چارون شیشیون میں ۴۰ خوراک جو ۴۲ روز کے استعمال مین مرد اور عورت لڑکے جوان اور بوڑھے سبکو تمام عمر کیلیے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے شیشی نمبر ایک جو ہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چاکسو وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ چارون جوہر اپنے استعمال کنندہ کو ہمیشہ طاعون کھانسی بخار پیچش و اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے - مرض سوداوی و سوزش - گٹھیہ - خارشت تاؤ بالکہ آتشک - چھیپ - چنبل - مفید داغ - جذام - کوڑھ - ناسور - کنٹھ مالا - بواسیر - خواسیر - گنج - سر کھنڈی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کے لیے صاف کر دیتا ہے - ۴۰ خوراک کی چارون شیشیاں مع ایک ٹین کے بکس بیچ مقفل کرکے مع کنجی وکاغذ طریق استعمال کے خریداران کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس آٹھ روپیہ پیکنگ محصول ڈاک ایک روپیہ چار آنہ

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات

مستند جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤن و میوؤن کے ست اور جوہر کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے اول درجہ کا مقوی معدہ - ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح ہے بھوک پیدا کر نیوالا اور خون صالح بافراط پیدا کر کے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کیسے ہی دق کا پرانا بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کو ہمیشہ قائم رکھنے والا - مرد اور عورت دونون مین توالد و تناسل کا مادہ پیدا کر نیوالا ہے - بے اولاد دن اور بانجھ عورتون کو ایک پوری بوتل نمک استعمال کرکے بفضل خدا امیدوار رہنا چاہیے قیمت فی شیشی ۲۰ خوراک ایکروپیہ پیکنگ محصول ڈاک ۶ قیمت تین شیشی چار روپیہ پیکنگ محصول ڈاک ۱۲ و چار شیشی ۳ پیکنگ محصول ڈاک علاوہ - قیمت فی بوتل جسمین ۱۲۰ خوراک یعنی آٹھ شیشی نمک ہے پانچ روپیہ محصول ڈاک و پیکنگ ۱۴ ہزارہا آدمیون نے فائدہ کامل حاصل کیا ہے - آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھایئے اسے معمولی نمک نہ سمجھئے - یہ نمک امراض ذیل مین بیحد فائدہ بخشتا ہے - دائمی قبض - بدہضمی - پیٹ مین درد و نفخ ہونا - کمی اشتہا - یعنی بھوک کا نہ معلوم ہونا - کھانا پینا تاپ تلی - ضعف معدہ یعنی غذا کا بوجھ - ہضم ہونا اور باد بار پیشاب - بلغمی امراض مثل ہیضہ - وبا - پیچش - اسہال - درد گردہ - درد قولنج - درد کمر - درد مفاصل یعنی گٹھیہ درد سر - کھانسی - دمہ - ضعف دماغ - ضعف بصارت - نامردی یعنی دھات پتلی ہو کر بہنا - سوداوی امراض - سوزش اور جلدی امراض مثل خارشت و داد - سفید داغ - اور عورتون کے اجرائے ماہواری و بانجھ پن وغیرہ کو بھی فائدہ بخشتا ہے - بچونکے دانت نکلنے کی حالت مین نہایت ہی مفید ہے دل و دماغ کو قوت و فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور شگفتہ رکھتا ہے غذا و نمک کو ہضم کرتا ہے - خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیون کو دور کر کے انکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے - ہیضہ اور طاعون کے زمانہ مین اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے اگر احتیاط اور التزام کیساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب ڈھائی سیر کے تازہ اور صاف خون اور گوشت لمبا بدن انسان مین پیدا ہو سکتا ہے جس سے ہر طرحکی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی - یہ امر مسلم ہے کہ تمام بیماریان معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہین اسلیے اسکا نام اکسیر حیات رکھا گیا کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنے سے معدہ مین نہایت درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے کہ جیسی سستی کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے - گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے -

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنے معجون تقویت

یہ دوا بے نظیر ہے ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے - دل و دماغ اور گردہ یعنی اعضاء رئیسہ کی تقویت کے لیے اکسیر ہے - فسادات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کرکے دل اور دماغ مین اول درجہ کی طاقت پیدا کرتی ہے - ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کے لیے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس جسمین ۴۰ خوراک دوا رہتی ہے پانچ روپیہ محصول پیکنگ محصول ڈاک ۱۲ اور

گٹھیہ کی اکسیر دوا یعنے روغن اوجاع

کیسی ہی سخت تکلیف دہ گٹھیہ یا عرق النسا یا درد کمر یا درد شانہ وغیرہ ہو چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہین قیمت فی شیشی ایکروپیہ پیکنگ و محصول ۴ ر

آنکھون کے لیے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری

اصلی ماميرا اور اکسیر مفید و مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے جالا - ماڑا - پھولی - دھند - ناخونہ - دھند - پڑبال - کھجلی - پانی کا بہنا - سرخی - چندھا - کھٹک وغیرہ عوارض آنکھ کو بہت جلد دفع کرکے آنکھون مین نوجوانون کی طرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال مین آنکھون کی روشنی کو تمام عمر کے لیے قائم کر دیتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول پیکنگ و محصول ۴ ر

دانتون کی صفائی اور مضبوطی کے لیے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن

دانت اور آنکھ یہ دونون درست زندگی کا نور ہے اگر انمین کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں - ہر شخص پر انکی داشت اور حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے - اس منجن کو آپ چند روز ملیے پھر اپنے دانتون کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کی طرح چمکنے لگینگے - دانتون کے ملنے سے مسوڑھے کے ورم - اور درد اور خون و پیپ دہن اور بدبو دہن و زبان کے زنانوں کے دفعیہ کے لیے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی بکس آٹھ آنہ ۸ پیکنگ و محصولڈاک ۵ ر علاوہ انکے مرض سوداوی و سوزش - جریان - پیچش - اسہال - کھانسی - دمہ - بواسیر سنگ مثانہ - طحال - خارشت - اختلاج قلب - سفید داغ داد - بچون کی دوا - زخم اور پھوڑے کے لیے مرہم اور نیز مخصوص عورتون کے لیے ہر مرض کی دوائین اس دواخانہ مین موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان مین نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے دو پیسہ کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمایئے جسمین کل دواؤن کے تفصیلی حالات مع طریق استعمال و سرٹیفکٹ وغیرہ کے درج ہین آپ اپنا نام اور پتہ و نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر کوئی ریلوے اسٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھئے - ہمارا پتہ یہ ہے

حکیم شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس -

نوٹ - ہمکو مندرجہ بالا دواؤن کی اشاعت کے لیے ہندوستان مین ہر جگہ ایجنٹون کی ضرورت ہے - جو صاحب چاہین خط بھیجکر طے کرلین -

۴-۹-۲۹ ۔ ۴-۱۲-۲۸

مفت

ہماری عمدہ گھڑی سات روپیہ قیمت والی مع کل سامان مفت دیجائیگی - فقط ایک آنہ کا ٹکٹ بنام ایم - آئی گھنٹالہ اینڈ کمپنی پتہ مفصلہ ذیل پر روانہ کرنا چاہیے -

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود

تھی کا لیکھا ہوا اور یہ نالائق و احسان فراموش قوم اپنی کرتوتون سے نہ باز آئی تھی نہ آئی۔

اب محکمہ پولیس کو لیجیے اسکی حالت تو ناگفتہ بہ ہی بلکہ قوم نے بیان تک اسکی خرابیان بیان کین گو یہ ہی غنیمت ہے مجبوراً پولیس کمیشن بٹھایا گیا اچھی طرح خاک بیزی کی گئی اور چھ ورق تک یہ گرما گرمی رہی کہ اب شیخ و شام اسکی اصلاحین ہوا چاہتی ہین مگر شمن ما مین وش! اگرچہ ہمکو ابھی امید ہی کہ اسکا انتظام بغیر ہوے نہین رہیگا صرف فرق اتنا ہی کہ آج ہوا کل سہی اور پھر یہ کام معمولی تو ہی نہین کہ سرکار فوراً انتظام کر دیتی یہ تو ملک کالج مین ہوتے ہی ہوتی ہو نگے۔ جلدی کام شیطان کا ہوا کرتا ہے۔

جبکہ گھنگھور زمین ہند ہے
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا

مگر پھر بھی بعینہ شکم مبارک مین بیطرح درد ہوتا ہے اور بے اختیار رتو فنی لزم کی طرح ہمکو اقبال ہی کہ

ہمنے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہو جائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک

جبتک اسکا انتظام ہو دیکھیں ہمارا کیا حال ہو اسیلیے ہم اپنے سرپرست و مربی مسٹر ریج کی خدمت مین یہ درخواست با اضابطہ پیش کرکے امید وار ہین کہ جب تک پولیس کمیشن کی رپورٹ شائع ہو کر اسکی عملی کاروائی شروع کیجاے گورنمنٹ سے اہل ہندوستان کی طرف سے یہ سفارش کرین کہ تا انتظام محکمہ پولیس و نتیجہ پولیس کمیشن یہ ۔ ان بھی چند دنون کے لیے چین کی طرح چوریون کا بیمہ کرا دیا جاے رہا یہ کہ ٹھگون تے سردار کی تنخواہ کہان سے آئیگی اسکی کوئی فکر نہ کرنا چاہیے جبکہ اور سب کامون کے لیے ہندوستان روپیہ دیتا ہی اور لیا جاتا ہے تو کہین نہ کہین سے دیا جائیگا اور اگر ہمسے آپ پوچھتے ہین تو ہم کہتے ہین کہ صرف افیون اور گنے کے کھیت چھوڑ کر اور تمام آمدنیون مین تھوڑا تھوڑا اضافہ کر دیا جاے۔ بس سب معاملہ ٹھیک ہو جائیگا اور یہ بھی نہ سہی تو میرا ستم ہند دو نتیا مرض حاضر ہی مین بغیر عید ست پلٹے اسکے کلیجے مین قصوت کی چھری بھونک دینے کے لیے تیار رہون۔ پس اسکے خون سے یہ سارا مضمون لکھکر فروخت کرڈالون گا۔ یعنی ہنیج اگر مرمے باز ہاتھون ہاتھ حسنر اور ان کو نہ لیں تو میرا ذمہ سکے ابتو کوئی کسر نہین باقی ہے۔

راقم۔ ایک ہمدرد ہندوستان
م ع۔ اٹیٹوی
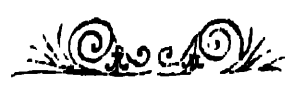
ایک مریض کا خط

ابو الممات حکیم ڈاکٹر غلام عزرائیل صاحب چمار المرضا۔ موجی الموتا مصدر لاحول ولا قوت کے نام۔

اول تو اپنی حماقت اور زمانے پر صد ہزار لعنت کہ جھوٹی تحریرین باتون پر آپکے اعتبار کیا۔ چھ جرباً لکھتا ہون کہ آپ جرثمالی ہین کہ تندرستی مین بھلا دیتا ہون وجہ یہ ہوگی آپ کے ادویہ سریع التاثیر ہین۔

یہ صرف لوگون کو دھوکا دینا ہی ورنہ اپنے منھ میان مٹھو بننا ہے۔ دراصل بیمار تندرست ہی کون ہی۔ ایک تو بیمار منہ کا حصہ ہی اسپہ تمھاری دوا خرید نا خود بیماری منہ مول لینا ہی۔ تمھاری دوا کھانا گویا غسال کو گھر بلانا۔ یا مہا برہمن کو شگن دینا ہی یعنی پھر مریض کبھی اچھا ہی نہین ہوتا۔ چونکہ یاد نہیں کرتے اسکی وجہ یہ ہوگی کہ تمھارے فریب اور اپنی حماقت پر آگاہ ہو گئے ہونگے فضول تضیع اوقات سمجھے ہونگے یا مر ہی گئے ہونگے۔ تم اسکو سمجھے اچھے ہو گئے ہونگے۔ ورنہ یہ ممکن نہین سب تمھارے دام مین آئے ہوے ایسے نکلین کہ پھر احسانمند نہون۔ لوگ تو ادنیٰ ادنیٰ شکایت رفع ہونے اور شفا صحت پانے پر عمر بھر کو غلام ہو جاتے ہین۔ تمھارے مریض آخر کیون ایسے خود غرض ہوئی۔ مگر بات یہ ہے کہ ع

پر نہ آید ز کشتگان آواز

تا معاملہ ہو تو اس دنیا مین کون پوچھنے آئے۔ جب مر گئے تب وہ لوگ تمھاری گت قبل عذاب خداوندی بنائین گے اور خدا کے ہان سے جو عذاب ہو گا وہ گھلاتے ہین۔

راقم ایک مرنے والا مریض

تعلیمی کانفرنس کیلئے تجویز

آپ جانیے مسلمانون کی تعلیم اور ریفارمیشن کی بھری برسات سیل اور رطوبت کی فصل۔ ہندوستان کی سرزمین۔ اد بیج اور نامیہ ایسے زور معلن پر کہ بقول سودا عجب نہین ع

شاخ مین گاو زمین کے بھی پھوٹے کونپل

حشرات الارض کی پیچ پیچ ایک طرف کیف ماد سماروغ ککرمتون کا گھورون فرلون تک اونچا دوسری طرف۔ سوکھی لکڑیان گھر کی چوکھٹ بازو کڑیون۔ بہرام گھاٹ مراد آباد کے لٹھون شہتیرون تک مین پھول نکل رہا ہی۔ املی۔ نیم کے سوکھے ڈنڈون مین سے پیپل اور برگد اور گولر کی انھتی کونپلین پردے سے باہر ہونے کی مشتاق۔ تاک جھانک کر رہی ہو مولوی صاحب

کے استنجے کے ڈھیلے پھپھوندی لگ لگکے ہری ہری چوہ رنگت نکال لائے۔ مسجدون خانقاہون کے صحنون مین شہدر نہ (نزنزہ) کائی جمنے سے وہ پھسلن کہ ملا اور متولی دونون سر کے بل گھین اوپر۔

باد ر دکشا ہر کہ در افتاد برخاست و

کتنے سلطان پہچان۔ سیڑھیون (للہ) کو ٹون تک مین لما کی ریٹ اور پھسلن۔ آمون۔ شیشم کے درختون مین بھی باندا نکل آیا ہے۔ پھر ایسی فصل مین تعلیمی کانفرنس کا ٹنڈ منڈ ہو بیٹھنے کے وقت مین اچھی چنگی آڑ اور دور دراز سے دیکھنے کی طرح بے برگ و بار تھا کیون محروم ہے لگا انھین بی زنانہ تعلیم کا باندا لگایا۔ گو لڑکین پھول۔ چنار مین پھل آیا۔ یعنی سبقت

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

ذکور کا ذکر پھوڑ کے اناث کی طرف جھکا ہوا اور جیسا ان اپنے نیچر کے تقاضے سے۔ نہ چلنے والی باتون پر تقاضے کرتا رہے وہان اس دفعہ یہ بھی ٹھانی ہی کہ سیب اور سامان زنانہ دلچسپی کا ہو وہان اس سال مستورات کی دستکاری کی نمائش بھی ہو۔

خیر جب تک پردے اور اسکے طرفدارون کی مخالفت سے عورتون کی نمائش مین کمی ہو اور ہوا کی چھٹیان واشگاف نہ نکلنے پائین تب تک یہ نمائش ہی غنیمت ہے۔ کیا وجہ کہ پردے مین بیٹھنے سے پردہ لٹنسونکی کامون کا علم طبعیات سیکھنے ضروری ہو (خدا تک کے پردے کی بھی پروا نہین کیجاتی دنیا کے کام چلتے ہی نہین۔ خدا چاہے پردے سے نکلے یا پردے ہی مین رہے بلکہ افعال دیکھ کے فاعل کو سبب اور نتیجے کے ٹوہ لگانے والے تاڑ ہی جاتے ہین۔ صورت نہ سہی کشیدہ چکن سلائی۔ زردوزی۔ کامدانی۔ سینا کی ٹوکریان اور کے کام سے دماغی عصبی۔ رجحان طبعی۔ مذاق کا پتا تو چل جائیگا مگر ان باتون کے واسطے بڑے نباض حکیم کی ضرورت ہی اور ملک کا یہ حال کہ مستورات ننگ و ناموس کا نام تو نام اشارہ تک کرنا اغیار مین اسوقت تک نہایت بے غیرتی سے تمیزی۔ بے حمیتی سمجھتا ہی جبتک تقدس ضرورت شدید کا تقاضا نہو۔

پس ایسی اونچ سے بہتر یہ ہے کہ مسماۃ کی نیچرل کارگزاریون یعنی بچون کی نمائش پہلے ہو اسے سمجھنے والے قیافہ شناس حکیمون کے آگے درپردہ نمائش بھی ہوگی۔ اور تعریف ہونے انعام ملنے پر بچے کے والد بزرگوار کانفرنس مین اور ماں پردے مین دل سے خوش بھی ہونگی۔ مگر اس رزولیوشن مین ایک بات کی کسر رہجائیگی۔ یعنی بچہ تو نو مہینے کے بعد پیدا ہوتا ہے اور کانفرنس صاحبہ اس دسمبر مین کوئی ڈھائی مہینے کے بعد منعقد ہونا منائین گی۔ ممکن ہی جلدی کام شیطان کا عذر پیش ہو اور ہو یا

یہی کھانے کمانیکے دن ہین ۔ بابان اور مہاجن

مہاجن ۔ اسے تمہارے کی کیا کمی ہے نظر جتنا چاہو یہان تک کھاؤ ہے

ناخلف نور چشم

بقیہ مضمون ۶- اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

سین دوسرا

شب ماہ کنارہ دریا

فدائی اور پیرو داخل ہوتے ہیں۔

فدائی۔ خدا غارت کرے کمبخت بچ بھاگا۔

پیرو۔ وہ ضرور بالضرور سڑک کی طرف سے نکل گیا کیونکہ میں نے اپنی آنکھ سے کشتی کو خالی لوٹتے دیکھا۔

فدائی۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ ہلرک اسکے تعاقب میں ہین

پیرو۔ پہلے پکڑلیا ہوتا لیکن یہ سب تیری خطا ہے کشتی لوٹ سے آ تو نے کشتی جلدی کیون نہ چلائی۔

کشتی بان۔ مین کیا کرتا جب تمہارے ایسے دو دستمند سے کشتی مین بیٹھے ہون تو کشتی کہان تک جلد چلسکتی ہے۔

ملازمین۔ کیا کہین۔ افسوس وہ نواب نہین گئے تو کیا کہین گے

پیرو۔ ہاتھون سے آنکھین ڈھانک کر) چپ رہو چپ رہو دیکھو وہی لونڈا آرہا ہے۔

فدائی۔ کہان کہان۔

پیرو۔ وہ دیکھو

فدائی۔ لیکن یار جیو وہ اکیلا ہی ہے۔

پیرو۔ ہان آؤ اسکے پیچھے لیکن دوسرا ابھی کہین کونے کنارے مین لگا ہوگا۔

(اکبر داخل ہوتا ہے)

اکبر۔ اوہ مین کتنی گلیان ناکہ پھاند کے آیا ہون لیکن بدمعاش لوگ آخر مجھے نہ پا سکے۔ خیر مبارک بچ گیا۔ اب چلو چلین جمال آرا کے یہان۔ لیکن شاید وہ نہ ملے (سوچ کر) نہین ایسا نہین ہو سکتا اسکے بھی دل ہے اور دل پہ کسی کا بھی قابو نہین چلتا۔ (ساحل دریا پر جاتا ہے) او کشتی بان لا ادھر کشتی۔

کشتی بان۔ حاضر حضور۔

اکبر۔ لاؤ لاؤ جلدی کرو۔ (دل مین) اے ہمت اگر تجھ مین کچھ ہمت ہے تو مجھے جلدی وہان پہنچا دے۔

اے دل مقصد عالی نہ توانم رسید
ان مگر لطف شما پیش نہد گامے چند
حافظا زاب رخ مہر فروغ تو سوخت
کامگارا نظرے کن سوے ناکامی چند

ملاح کشتی کھیتا ہے

اکبر۔ چلو جلدی کرو مگر خبردار خبردار (پیرو اور فدائی نکلتے ہین مگر کچھ معلوم ہونے لگا (اپنے کشتی بان سے)

کشتی جلدی سے چلا نکل نہ جانے پائے۔

تیسرا سین

زرگر کا مکان

جمال آرا صندوق کے داخل ہوتی ہے

جمال آرا۔ (میز پر گلاس قرینہ سے جما کر) یہ کمبخت بدنصیب خدا پھر مجھے تنگ کرنے آیا ہے۔ مین نے اپنی تمام عمر مین ایسا لڑکا نہین دیکھا حالانکہ وہ آج صبح کو ایک دفع چکر لگا گیا ہے لیکن کمبخت پھر آتا ہی ہوگا۔ کسی وقت ٹلتا ہی نہین۔ جمائی سے کھانے کے وقت بھی موجود رہتا ہے مین تو اسکی زیٹ سنتے سنتے تھک گئی۔ (دروازہ پر دستک کی آواز سنائی دیتی ہے) آ گیا کمبخت خدا غارت کرے۔ لیکن کواڑ ہند دو ہونے کو ہرگز دروازہ نہ کھولونگی (دستک زور سے پھر سنائی دیتی ہے) جمال آرا (دل مین) اگر تو اسطرح نہین مانتا تو یہی تیری سزا ہے کھڑا رہ (آہستہ سے دستک) لیکن یہ طریقہ اسکی دستک کا نہین معلوم ہوتا۔ (دروازہ کے پاس جا کر) کون ہے

اکبر۔ (گاتے ہوئے) دلبر جانان من بردل رہان من۔

(دروازہ کھولدیتی ہے) اکبر داخل ہوتا ہے۔

جمال آرا۔ کیون کیون خیر تو ہے اسوقت تمہین کیا ضرورت پڑی

اکبر۔ تم سے کچھ پوشیدہ باتین کہنا ہین۔ تمہارے والد تو نہین ہین

جمال آرا۔ نہین وہ کہین گئے ہین۔

اکبر۔ خیر الحمد للہ اب کہنا یہ ہے کہ آیا تم ایک سچے عاشق کی مراد پوری ہونے مین امداد کرو گی۔

جمال آرا۔ (گھبرا کر) مین کچھ نہین

اکبر۔ مین اپنا ذکر نہین کرتا گو کہ ایک حالت مین میری قسمت بھی اسی کے ساتھ وابستہ تھی یہان ایک امیرزادہ ہے جو وزیر کی لڑکی پر عاشق ہے۔ مین اسکا ذکر کر رہا ہون

جمال آرا۔ کیون۔

اکبر۔ اسوجہ سے کہ وہ میرا پرانا رفیق ہے۔

جمال آرا۔ تم تو ایک جوہری کے ملازم ہو۔

اکبر۔ لیکن وہ شخص اصل مین نواب فتح الملک ہین۔

جمال آرا۔ تعجب کی بات ہے کہ ایک امیر عالی شان کی بیٹی جوہری سے محبت رکھے۔

اکبر۔ اگر فرض بھی کیا کہ وہ کمینے تھے سہی تو وہ محبت مین سبھی یکسان ہین جسکی جس پر آگئی

جمال آرا۔ لیکن انکے والد کیا ارادہ ہے۔

اکبر۔ وہ بھی دوسرون کی طرح ظلم پر آمادہ ہین

جمال آرا۔ کیا وہ اپنی لڑکی کی شادی دوسرے سے کرنا چاہتے ہین

اکبر۔ نہین۔ انھون نے قسم کھائی ہے کہ جبتک مبارک وہ انگوٹھی جو شاہ کل دریا مین پھینکین گے نہ نکال لائین شادی نہین ہو سکتی۔

جمال آرا۔ لیکن یہ تو بہت ہی مشکل ہے۔

اکبر۔ نہین کچھ مشکل نہین مین نے انگوٹھی لانے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔

جمال آرا۔ تم کیون بے فائدہ موت کے منھ مین جاؤ گے۔

اکبر۔ مین ضرور کرون گا۔

جمال آرا۔ تو کیا تم سچ کہتے ہو کہ کل تم دریا کے گہرے اور تاریک نہر کے اندر جاؤ گے

اکبر۔ نہین مین ایک چالاکی کر نیوالا ہون

جمال آرا۔ مین نہین سمجھتی۔

اکبر۔ کسی کو یہ تو معلوم نہین کہ شاہی انگوٹھی مین نے ہی بنائی ہے پس اگر تم مجھے تھنے ہی جواہرات دیدو تو مین ایک اور جعلی انگوٹھی تیار کر دون۔

جمال آرا۔ لیکن جواہرات تو نہایت قیمتی ہین۔

اکبر۔ ابھی انکی قیمت سے دگنی قیمت دلاؤن گا۔

(برخوردار داخل ہوتا ہے اور اکبر کو دیکھکر چونک پڑتا ہے)

نور چشم۔ (دل مین) یہ کمبخت پھر یہان پہونچا۔

اکبر۔ ایک زمرد اور ایک لعل۔ اور اسکے گرد اگرد لگانے کے لیے بیش قیمت اور نایاب ہیرون کی ضرورت ہے

جمال آرا۔ اچھا نکالے دیتی ہون۔

نور چشم۔ (دل مین) مین ضرور بالضرور نگہبانی کرون گا۔

(کرسی کے نیچے چھپ جاتا ہے)

اکبر۔ نازآفرین جمال آرا خدا تجھے سلامت رکھے۔

نور چشم۔ (دل مین) کمبخت بدنصیب کیسی باتین بنا رہا ہے۔

اکبر۔ بس مجھے جواہرات ملجائین پھر کیا ہے فتح ہے۔

نور چشم۔ (الگ) معلوم ہوتا ہے یہ اپنے باپ کی دولت لیکر اس بدمعاش کے ساتھ بھاگ جائیگی۔

جمال آرا۔ (اکبر سے) آؤ صندوق مین سے چھانٹ لو۔

(اکبر اور جمال آرا صندوق کے پاس جاتے ہین)

نور چشم انکے پیچھے جاتا ہے۔ اکبر کی پشت پر ہاتھ رکھتا ہے وہ چونکتا ہے اور جمال آرا چیخ اٹھتی ہے۔

نور چشم۔ (اکبر سے) آپ بڑے شریف آدمی معلوم ہوتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فکر بہت پسند ہے۔ (جمال آرا سے) اور آپ کیلئے بھی مین آپکے والد سے کہون گا کہ آیندہ سے کنجیان اپنی ہی جیب مین رکھین

جمال آرا۔ بیوقوف کا بچہ۔ جا جس سے جی چاہے کہدے مین کسی سے ڈرتی کب ہون۔

نور چشم۔ اچھا مجھے یہ ڈھٹائی کی باتین۔ گویا آنکھون مین ڈھٹائی ہی نہین

جمال آرا۔ ذرا کیا اللہ پھر تیرا۔

(باقی)

چپیھڑون کی دھونکنی مرے سینے مین چلتی ہو

ٹھٹون مین درد ہو گیا دھاک آگرانی ہے — زیبی ہے پاش پاش یہ اپنی کمائی ہے
سے ہے زخرے مین دم کہ حلق مین دہائی ہے — گردون نے درد عشق مین آفت مچائی ہے

تلی غم فراق مین ہاتھون اچھلتی ہے

انگڑائی لے کے توڑا ہے جان کا آسرا — بخت سیہ کالے کے جماہی لیا لگا
اچھو ہوا تو سمجھے کہ نازل ہوئی بلا یہ تو — چھینک آئی ہمنے شکر خدا کا ادا کیا

اس راستے سے ناک کے حسرت نکلتی ہے

صبح شب فراق مین الٹی کی مار مین — ہے زرد چہرہ تو لوٹ رہے ہین بخار مین
الٹی کا شام ہوئی انتظار مین — کروٹ بدل رہے ہین شب ہجر یار مین

آنتون مین زور شور سے بندوق چلتی ہو

بیمار غم کا حال ہوا سوکھ سا کم قاق — یہ حسن اتفاق ہے یا سوء اتفاق
آیا جو چارہ گر تو بتایا سے مجھے مراق — تا ہے گنا کیا ہون پڑا جب شب فراق

اتنی دبی کہ ریڑھ کی ہڈی اچھلتی ہے

خدا کا سٹمار کیا کہ دیے ہمنے تار تک — قسم بھی کھینچے ایک سے سو تک ہزار تک
ملنا نہ تھا لاد اُنھین گھر مین یار تک — دانتون کا دسترس نہوا گوش یار تک

پیچ ہے کہ بدنصیب کی کب دال گلتی ہے

بیمار غم کی حالتین کیا کیا تھین کیا ہوئین — وہ وقتین جو پہلے تھین ساری ہوا ہوئین
جل جل کے ہڈیان مری جنگ آزما ہوئین — شیر و شکر تھین عشق مین یہ بھی بلا ہوئین

لو آج پسلیون مین بھی تلوار چلتی ہے

زلفون مین جو سیاہی ہو ساری ہر لاغ مین — جو رنگ تیرے مسی مین وہ دل کے داغ مین
یہ اچھی سوجھی عقل کے روشن چراغ مین — تصویر یار ہمنے لگائی دماغ مین

کچھ کچھ شب فراق طبیعت بہلتی ہے

سردی سے ہے زکام بار بعلاج ہو — گرمی مین ہے بخار خنک احتیاط ہے
اچھا تو اپنا حال نہ کل تھا نہ آج ہے — برسات آئی پھر وہی گڑبڑ مزاج ہے

ہر پیٹ مین فساد ہے ہر نات ٹلتی ہے

راقم۔ ٹریڈ مارک

نواب بے ملک کا میمو

بروزن

ریویو

مسٹر پنچ۔ دیکھے آنکہ تسلیم یہ بات وہ بات لانا ہاتھ کیا معنی کہ آنجناب کے مطبع لاثانی پریس مین (دیکھے آنکہ یہ بات وہ لانا ہاتھ) گو ابتک کسی قسم کی اطلاع قانبری نہین پہونچی (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) مگر یہ نہایت ہی ناانصافی کی بات ہوگی کہ دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) آنجناب اپنی ملے زرین سے آپ وزیر اہل ملک کو (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) محروم رکھین لہذا بنظر رفاہ عام یہ چند سطرین لکھکر بس آنکہ (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) آپ حضرات کو شکریہ کا موقع دیتے ہین (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) راجہ علی محمد خانصاحب والی ریاست محمودآباد ضلع سیتاپور کے نتیجۂ افکار اصلاح تعلقداران کا نمونہ

یا رسالہ کا ریڈ والان جہانیان جہان گرد کی مہربانیون سے ہوائی ڈاک پر بعینہ بیرنگ پہونچا (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) اور ساتھ ہی مولانا شرر کا چپ میں (ریویو) بھی (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) ملاحظہ سے گزرا۔ واقعی ہمارے ہونہار والی ریاست کی رائے اس مسئلہ خاص مین (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) نہایت ہی قابل قدر اور احسن ہے۔ (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) کیا معنی کہ لیکن آپ جانتے کہ مگر یہ بہت بڑی کسر رکھی۔ (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) کہ راجہ صاحب نے طلبا تعلقداران مین (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) کوئی رائے یا بیتہ قائمی اتحاد نہین ظاہر فرمائی (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) اور یہ بڑی بھول ہوئی (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) بس اب راجہ صاحب کو چاہیے کہ (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) وہ مولانا شرر سے کہین کہ (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) ایک رسالہ قائمی اتحاد کے لیے (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) اور اگر پیسہ اخبار مطبوعہ ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء کا یہ آرٹیکل "ریاستون کو طلبا رجاپان بھیجنے چاہئیں" آپ کے ملاحظہ سے گزرا ہو تو (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) اور جسکی عبارت حسب ذیل ہے؟

(دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) "ہمعصر سٹیسمین کی یہ تجویز واقعی قابل قدر ہو کہ تمام دیسی ریاستین اپنے خرچ پر کچھ طالب علم ہر سال جاپان بھیجین اور دیگر صنائع مفیدہ کے سوا چند کو علم طبقات الارض لکان کنی کی تعلیم دلائین تاکہ وہ واپس آکر ریاستون کی معدنی دولت کا پتہ لگائین جو بعض حالتون مین آفرینش عالم سے ابتک جون کی تون پڑی ہو اس طرح رعایا مین کار آمد پیشون کا رواج پھیلنے کے علاوہ خزانہ ریاست کو معدنی دولت سے قیمتی مدد ملیگی۔ اور طلبا کے خرچ سے کئی گنا روپیہ وصول ہو جائیگا۔ اگر چھوٹی ریاستین فوراً اسپر آمادہ نہو سکین تو کم از کم ان ریاستون کو پہل کرنی چاہیے جنکے ہان مثل بیکانیر۔ آدے پور۔ بہاولپور۔ جوناگڑھ۔ ٹرانکور وغیرہ کی معدنی دولت کی موجودگی قریباً یقینی ہے" تو آپ براہ نوازش راجہ صاحب کو میری طرف سے (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) تحریر فرمایئے کہ وہ یہ خدمت میرے سپرد کرین (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) تاکہ مین ایک ایسا رسالہ تصنیف کردون کہ (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) گھر بیٹھے طلبا گدھے کا ہل چلادین اور معدنی دفائن کا (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) تمام و کمال پتہ لگالین اور اگر مولانا صیفو مین کچھ لے دیکر رسالہ اتحاد (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) تصنیف کرینگے تو (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) مین گھنٹون کی فکر مین دفائن معدنی کے معلوم کرنے کی لٹین (دیکھے آنکہ یہ بات وہ بات لانا ہاتھ) تیار کر سکتا ہون۔

راقم۔ خیرخواہ قوم نواب بے ملک
بقلم میرزا بے فکر پرائوٹ سکرٹری نواب بے ملک

فرمان بیپر

میرے نام لیوا! تم نہین جانتے مین کون اور کیا ہون؟ اگر مین اپنے کو علامہ دہر و فاضل عصر کہون تو سراسر نازیبا ہے یا کفران نعمت۔ بلکہ سچ پوچھو تو علم کو مجھ سے ہدوت۔ ہنر کو عزت اور سخنون کو زینت ہی۔ وہ کونسا جوہر ہو جو مجھ مین ودیعت نہین۔ اردو۔ ہندی۔ ناگری۔ بھاشا۔ بنگلہ۔ عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ عبرانی۔ سریانی کا کیا ذکر۔ یہ تو خاص اپنے گھر کی باندی ہو۔ سدا دست بستہ حضور مین حاضر رہتی ہی۔ رہا فلسفہ جدید و قدیم تواریخ حساب جغرافیہ۔ سائنس منطق۔ ریاضی۔ انگلش۔ ان سب کا مین خود موجد ہون اسی باعث ہو کہ گزشتہ و جدید فلاسفر ہمیشہ میرا کلمہ پڑھتے رہے۔ بڑے بڑے ادیب و بلیغ سلخ الاعتقاد بنے رہے میری

خدائی فوجدار

نام سے اُنکی شہرت ہوئی۔ اور میری ہی ایجاد سے فخر ارباب الحمد للہ آج وہ دن ہے کہ ہر ملک ہر قصبہ ہر قریہ ہر مقام ہر گھر مین میرا ڈنکا بج رہا ہے۔ ترقی یافتہ دنیا کے ہر مذہب وملت اور ہر اعلیٰ وادنیٰ طبقہ والون مین میرا ذکر خیر جاری وساری ہے۔ میرا ہی نام لیکر اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے اور میرا ہی نام کا مالا جپتے ہین حتی کہ عدم آباد سے آنے اور جانے والے بھی میرا نام تمنا و تبرکاً لیتے اور فاتحہ دارین تصور کرتے ہین۔

حال مین اسکا معترف اور دل سے قائل ہون کہ میرے نام لیوا استون نے بہت کچھ ترقی کی۔ مجھے آفتاب سے زیادہ روشن پایون کیونکہ زمینی شیطان سے زیادہ مشہور کیا۔ دلوئین میرا سکہ جمایا جو انھین چاہیئے تھا۔ اُس سے مجھے بہین زیادہ سر چڑھایا۔ خود بھی ریائی ریاضت وجانفشانی سے اشاعت کی اور تالیفِ قلوب کرکے لوگون کے دلون مین توجہ ڈالی چنانچہ انھین کی تحریک واولو العزمی کا نتیجہ ہے جو سبا اوتار میرے ریزگان ولونڈیان دنیاسی پالیسی مدقوق مسلول معقول مکبود مطول۔ وغیرہ وغیرہ کو سارٹیفکٹ لے کر مجھ سے ملتے ہین۔

مگر نہیں تم میری اس واہ واہ پر خوش نہ ہو جانا۔ تم سے تھوڑی شکایت بھی ہے کیونکہ مجھے بالتحقیق معلوم ہوا ہے کہ جسطرح تم ہر گن مین پورے۔ اپنے کیں کانٹے سے چوکس بنتے ہو۔ اور جو وقت جس بات کا مقتضی ہوتا ہے اسکو پورا کرتے اور شیشے مین اتار لیتے ہو کبھی چار آنسو بہا لیتے اور کبھی زاہد کی مقطع صورت بنا لیتے ہو۔ کہین لکھ دیتے اور کہین قومی چندے کے بہانے مٹھیان گرم کر لیتے ہو۔ اسکو تمنے چھپا رکھا ہے۔ نہ کما حقہ اسکو رواج عام دیا۔ نہ واقعی حب قومی کا حق ادا کیا ہے۔

سنو میان! مجھے یہ معلوم کرکے نہایت روحانی صدمہ ہوا۔ دل پر چوٹ لگی۔ بہت حیرت ہوئی اور حیرت کے ساتھ افسوس بھی۔ تم خوب یقین کرلو۔ کہ تمھاری یہ تنہا فکم پروری مجھے ہرگز پسند نہین۔ نہ اس سے میری روح خوش ہے بلکہ مین تمھارے ان حرکات رویہ کو تمھاری بددیانتی بے ایمانی پست خیالی کوتاہ اندیشی پر محمول کرتا ہون۔ بھلا یہ بھی کوئی انسانیت ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تمھین چاہیے کہ جسطرح تم خود موجودہ اصطلاح کے موافق مہذب وموقر بنے رہو۔ اسی پیمانہ پر میرے نام لیوا ریزگان کے بنانے کی کوشش کرو۔ زور لگاؤ۔ اپنی روح ڈالو۔ اپنے مقاصد مین وسعت دو۔ کورس مین زیادتی کرو پالیسی کا زیادہ سبق دو اور عملاً اسکی مشاقی کراؤ۔ بلکہ انسب طریقہ یہ ہے کہ میرے تین چار نام لیوا خلیفون کو جمع اور اتفاق کرکے اسٹوڈنٹون کے طبائع کا اندازہ میلان معلوم کرلو۔

پھر گزران زندگی وذریعہ معاش وشہرت ونیکنامی کے لیے اسباب فراہم کرو۔ کیا معنی کہ کسی کو بخل کسی کو جہالت کسی کو رذالت کسی کو دناءت کسی کو خباثت کسی کو مخالفت کسی کو عداوت مین استاد۔ اور کسی کو شاعری۔ کسی کو تتاری کسی کو لفاظی کسی کو لن ترانی۔ کسی کو ہرزہ درائی کسی کو بدعہدی کسی کو مکاری۔ کسی کو ریاکاری۔ کسی کو رسالہ بازی کسی کو لکچربازی۔ کسی کو بیہودہ دری مین لاثانی بناؤ اور حضرت منقوش ابیض سے شیک ہینڈ کرنے کا کرتب سکھلاؤ اور اپنے اس بدنامی کے دھبے کے دفع مین زور لگا دو۔

ہان شاید کیا بلکہ یقیناً تمھاری قوت ملکوتیہ کو اسکا علم نہین۔ مگر آج اسکو بھی سن رکھو کہ مین ہی نے تمھاری بدکرداری وتنہا خوری سے عاجز آکر تعلیمی لائین مین قیود لگانے ہین ملازمتون مین بچیڑ ڈالے اور قوانین سخت کیے ہین اور آیندہ بھی جو کچھ ہوگا وہ سب میرے ہی حکم واشارے سے۔ اسمین کسی کی خطا نہین۔ اور یہ ساری مصیبتین تیرا اسلیے نازل کیجا رہی ہین کتنے غلامی (نوکری) کرکے اپنا دل ودماغ خراب کردیا۔ ہوش وحواس مین فرق آگیا۔ تمسے سیاہ وسفید کا امتیاز جاتا رہا اور بدزبان پاکر میرے رحمدل دوست پر حملہ شروع کردیا۔ پھر تم سمجھ سکتے ہو کہ مجھے تمھاری یہ بددماغی وفرعونیت بھلی معلوم ہو سکتی ہے؟

لا واللہ۔ اصلاً نہین۔ اسلیے حکم کیا جاتا ہے کہ توبہ کرو اور اپنی حرکات ردیہ سے باز آؤ۔ اور جو راہ بتلائی گئی ہے اُسے جلد جاری کرکے جامۂ قبول پہناؤ۔ اور بس

لہ — علم

مولانا ابو المجدد دیسنوی بہاری

ایک خاتون کی شکایت

بنام سکرٹری تعلیمی کانفرنس

اے مین کہتی ہون۔ آپ کی کانفرنس مین بھول چوک کی کیا بڑی فوج ہے۔ ایسی ساعت سے اسکی بنیاد پڑی ہے جس بات کو دیکھو اسمین بھول چوک۔ بھلا پہلے تو سر سید احمد خانصاحب مرحوم کے زمانے مین تو خیر بڑھاپے اور ایک سرہزار سودا کا عذر تھا۔ اب تو وہ بات نہین آپ مین مشہور ہے۔ انھین انگلی کی طرح چستی پھرتی ہے آخر اب بھی وہی نئی پرانی سب باتون مین بھول۔

اے ایک ہم لوگون کی بات لیجئے ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی بات اچھی طرح لوگ راضی بھی نہین۔ اسپر بھی بھول میرا مطلب یہ ہے جو آجکل کانفرنس کے بارے مین خط جاری ہوئے ہین انھین ہم لوگون کے انتظام کا کوئی ذکر نہین۔ اور پہلے سے یہ مشہور ہو گیا تھا صاحب نمائش ہوگی۔ جو جو چیزین ہم لوگون نے بنائی ہونگی انکی نمائش ہوگی۔ اگرچہ وقت کم ہے اسمین ہم کیا بنائین گے اور کیا گھر کا کام دھندا کرینگے۔ اور بہت کا چیزین مہلت مانگتی ہین مگر پھر بھی غنیمت ہے۔ حاضرین محبت ہونگی اسکا کوئی انتظام تجویز نہین ہوا۔

تمسے ہمارے شہر کے اتنی کانگریس والے مرزا صاحب ہی اچھے تھے۔ انھون نے پہلے ہی اطلاع مین متعلقین کو بلا لیا تھا۔ آپ سے تو یہ بھی نہو سکا

آنچل ڈھانپ تریا سکانی کس بہ تے پرتت پانی

اے اب بتلائیے جو نیک بختین کانفرنس مین شریک ہونے کو کپڑے زیور کی فکرین کرتی ہین انکی آس پر تو پانی پھر گیا۔ مجھے تو انگریز اب لوگ یہان آگئے ڈھیلے ہونگے۔ یہ بمبئی کلکتہ نہین یہان عورتون کی تعلیم کا مسئلہ چھیڑنے مین پیچ کھاتے ہین۔ واہ مرد کا یہ کام نہین۔ لے یہان کی مستورات نہ شریک ہون نہ سہی لیکن اپنے ساتھ لوگ اور شہرون سے تو اتنی عورتین بھر کر لائیے جس سے رونق ہو جائیگی۔ اسمین جھینپنا کیا

ہمت مردان مدد خدا

اور ہان ایک کام کرنا جسدن عورتون کا کوئی رزولیوشن ہو تھیٹر کا ٹکٹ کرنا۔ پھر دیکھو کتنی شہر کی نیک بختین امنڈ پڑتیان ہین۔ تل رکھنے کی جگہ نہ ملے تو سہی۔

راقم۔ حلوا خاتون

ایک کمک انگلی اور چھید دیا
حماقتی۔ کیا اور کہان چھید دیا
خوف زدہ۔ ناک مین تیر

ملاحظہ ہو

ایک بڑا مصفہ آہنی پریس جس پر ۱۴ انچ × ۲۰ انچ کے آٹھ صفحے چھپتے ہین کام دیتا ہوا مع پانچ پتھر کلان اور سات پتھر خورد و دیگر بیلین وطشت وسل وپٹرا وغیرہ وغیرہ فروخت ہوتا ہے جن صاحب کو خریداری منظور ہو اس پتہ پر خط وکتابت کرین

راقم۔ سید حسن ملازم نواب باقر حسین تاجر بوٹ چوراہہ امین آباد

ناخلف نورچشم

بقیہ مضمون ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء

نورچشم۔ ورنہ تھا تو پھر چیخ کیون اٹھین

جہان آرا۔ تیری بدکاراہ صورت جو عورت یکایک دیکھے چیخ اٹھے

اکبر۔ بیگم صاحبہ مجھے جلدی سے جواہرات دیدیجئے آپکے والد نے جلد تیار کرنے کی تاکید کی ہی۔

نورچشم۔ مین یہ کچھ نہین سننے کا یہان تمکو کچھ نہ ملیگا کیسی انگوٹھی اور کیسی نتھ۔

اکبر۔ شاید اسنے سب سُن لیا۔

نورچشم۔ مین نے سب سُنا ہی۔

اکبر۔ دل مین۔ ہائے سب امیدین خاک مین ملگئین۔

نورچشم۔ کیا اچھی صلاح کی ہی اسی کا مال لوٹین اور اسی کی لڑکی بھگا لیجائین۔

اکبر۔ (دل مین) شکر خدا کا راز فاش نہین ہوا۔ (جہان آرا سے) بیگم صاحبہ مجھے جواہرات دو دیر ہوتی ہی۔

جہان آرا۔ تو نکال کیون نہین لیتے

نورچشم۔ (دونون کے درمیان تلوار نکال کر کھڑا ہوجاتا ہی) دور رہو یہان سے۔ کیسے جواہرات چلے مجھے دھوکہ دینے

اکبر۔ (دل مین) ایک لمحہ کی دیر مضر ہوگی (اپنا لبادہ اتار کر بڑھتا ہی) نواب صاحب ابکی دفعہ میری جان بخشی کیجئے اب کبھی نہ آؤن گا

نورچشم۔ کمزارہ مردود تو میرا قیدی ہی مین میان بخی کو اپنی کارگزاری دکھاؤن گا (اکبر کی طرف سے منہ موڑکر جہان آرا سے تمکو نہ یہ مین کہتا ہی)۔ او شریر لونڈیا تجھے بھی مزا چکھاؤن گا (اکبر اپنا لبادہ اسکے منہ پر ڈالتا ہی نورچشم لڑکھڑا کر گرتا ہی۔ اسکی تلوار زمین پر چھوٹ پڑتی ہی۔ اکبر تلوار اٹھا لیتا ہی۔ نورچشم اٹھتا ہی)

اکبر۔ (تلوار کی نوک اسکے سینہ پر رکھکر) اب میری کارگزاری دیکھ۔ بیگم صاحبہ جلدی جواہرات مجھے دو اور یہ شریف آدمی بھی میرے ساتھ ہی جائیگا۔

(جہان آرا جواہرات دیتی ہی)

نورچشم۔ مین تیرے ساتھ کیا کرنے جاؤن گا۔

اکبر۔ مین تجھے جانتا ہون تو میرے آقا کا گھر لوٹنے آیا ہے اور اسکی بیٹی کو بھگا لیجانا چاہتا ہی۔ لیکن تیری چالاکی مجھ سے نہ چلے گی۔ چل مردود نیچے کشتی مین بیٹھ

نورچشم۔ مین نہ جاؤن گا۔

اکبر۔ (تلوار کا چرکا دیکر) نہ جائیگا۔

نورچشم۔ آہ۔

اکبر۔ چل جلدی چل نہین تو کیون جان دیگا۔

جہان آرا۔ یہ لو جواہرات۔

اکبر۔ نورچشم کو تلوار کی نوک سے ڈھکیلتا ہوا لیجاتا ہے جہان آرا قہقہے لگاتی ہی۔

چوتھا سین

نواب بختیار۔ شاہی دستاویز۔ میان کلیم (نورچشم کے باپ) داخل ہوتے ہین۔

بختیار۔ مین حکم دیتا ہون کہ تجھے آج یہان رہنا ہوگا۔ (ارشاد وزیر نویس) کیا حضور کل نہین انتظام کرسکتے۔ جو کام جلدی کرنے کے ہین انھین کل پر انحصار رکھنا حماقت ہے فتح الملک کو مین نے آج دیکھا ہی اور کیا عجب ہی میرے آدمی اسے بھی پکڑے لاتے ہون۔ پس اسی واسطے تیری ضرورت ہی۔ اسکو آج ضرور۔

کلیم۔ کیا اسے قتل کر ڈالئے گا۔ مجھ سے سب کام ہوسکتے ہین لیکن مین کسی کی جان نہین لے سکتا

بختیار۔ او بیوقوف بڈھے کیا تیرے حساب مین کسی کی جان لینے اور کسی کی روزی کا سہارا معدوم کرنے مین کوئی فرق ہے

کلیم۔ اوہو ہو۔ تو پھر کہئے۔ یہ تو میرا روزمرہ کا کام ہی۔ مہاجن لوگ ہین کس واسطے۔

بختیار۔ بس تونے یہ بات معاملے کی کہی چونکہ نواب بہادر لوٹ آئے ہین۔ فتح الملک اپنی زمین کا دعوی پیش کریگا تو مین بھیک مانگنے کے قابل بھی نہ رہونگا۔ بس تم اسیوقت جھٹ پٹ ایک دستاویز مرتب کرو جسپر دستخط کردینے سے اسے اپنی ملکیت واپس لینے کا حق نہ رہے اور اگر وہ دستخط نہ کرے گا تو مین اُسے مار ڈالون گا۔

کلیم۔ اے مار ڈالنے کا نام نہ لو۔ یہ نہایت خوفناک الفاظ ہین خدانخواستہ مین بھی مجرمون مین دھرا جاؤن

بختیار۔ چپ بے بڈھے کھوسٹ کیا وہ مجھ تیری جیسا زبان نہین معلوم ہین جنکو اگر مین ظاہر کرون تو تو جیل مین پڑا پڑا سڑ جائے۔

(فدائی داخل ہوتا ہے)

بختیار۔ کہو کیا خبر لائے۔

فدائی۔ حضور ہمنے اسے پکڑ لیا وہ اسی کشتی مین اسی لڑکے کے ساتھ سوار تھا

بختیار۔ اور وہ بھی کہان۔

فدائی۔ پیرو اور ایک سپاہی اسے تہخانے مین بند کرنے لے گئے ہین

بختیار۔ اور وہ لونڈا۔

فدائی۔ وہ شیطان بچ بھاگا۔

بختیار۔ خدا کی مار جو کام تم کرتے ہو ادھورا چھوڑ دیتے ہو اچھا کلیم دستاویز لکھکر اسکے پاس لیجاؤ۔

کلیم۔ کیا حضور نہ تشریف لے چلین گے۔

بختیار۔ نہین مین نہ جاؤن گا۔ فدائی تجھے لے جائیگا۔ (فدائی سے) یا دستاویز لکھانا یا اسکی جان لینا۔

پانچوان سین

(قطع کرہ دروازہ۔ زنجیر کھلتی ہی۔ پیرو نورچشم کو لیے داخل ہوتا ہی جسکے بازو بندھے ہین اور سب جلد بندھے ہین منہ مین رومال ٹھسا ہوا ہی نورچشم اپنے اشارات سے درد کا اظہار کرتا ہے

پیرو۔ یہ کر رہ (در بند کرکے) بس اب سب محفوظ ہے (رومال نکالکر) اب بولو۔

نورچشم۔ مین بول نہین سکتا۔ ایک تو میرا دم گھٹتا ہی دوسرے اب مجھے غصہ روکے نہین رکتا۔

پیرو۔ تو مین تمہارے بازو بھی کھولے دیتا ہون۔ لیکن بچہ تم بھاگ نہین سکتے۔ اسکا بھروسا مت رکھنا

نورچشم۔ ہا ہا بدمعاش تجھے اسکی سزا ملے گی۔ کیا تجھے معلوم نہین کہ قانون بھی کوئی چیز ہے۔

پیرو۔ مین صرف یہ جانتا ہون کہ زبردست کے الفاظ قانون ہین جیسے یہان مین حکم کرتا ہون اور یہی قانون ہے۔ (کھینچ لیتا ہے۔)

نورچشم۔ کیا یہی آلہ ہے جس سے تم قانون تحریر کرتے ہو۔ (دل مین) مجھے یہ فولادی قلم پسند نہین۔

(فدائی اندر آتا ہے)

فدائی۔ (نورچشم سے) کیون جناب کئی دن تک آپنے ہمارے ساتھ آنکھ مچولا کھیلا۔ اب تو پھنس گئے۔

نورچشم۔ تم مجھے جہان چاہو چھپاؤ لیکن میرے دوست ڈھونڈھ لگائین گے تب تمھین اس گستاخی کی سزا ملے گی۔ تم شریفون کے ساتھ شاید ایسی ہی بیجا حرکت کیا کرتے ہو۔

فدائی۔ حضور نواب صاحب ہم آپ کو خوب پہچانتے ہین

نورچشم۔ (دونون کی طرف دیکھکر) کیا تم کہتے ہو۔

فدائی۔ عالیجاہ نواب صاحب ہم آپ کو جانتے ہین۔

نورچشم۔ یہ نواب صاحب کے کیا معنی اور پھر عالیجاہ۔

فدائی۔ اس شہر مین آپکے حالات بہت دنون تک پوشیدہ رہے۔ لیکن آخرکار حال کھل گیا۔

نورچشم۔ کیا کہا۔ مین خود اس سے واقف نہین۔

فدائی۔ جی ہان امیر لوگ بھیس خوب بدلتے ہین۔

(باقی)

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ سبل۔ سرخی۔ پھولا۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بیمار اور اور بے کار آنکھ کے مریضوں پر بالعموم اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بڈھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپے۔ ہیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہے۔ خالص ہیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ معمولی سرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ اہلوالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ جو سرمہ کا نسخہ سردار میا سنگھ اہلوالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید کا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلیے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا بہت جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو آنکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر۔ ناخنہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور انسے سب کا گرنا۔ چونکہ ہر شہر میں کوئی معتبر کیمیاوی نہیں ہے اسلیے ہر کسی کیلیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور جاری کرنا چاہیے۔ اسلیے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلیے ہیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔
راقم۔ ڈاکٹر ام بی سانگلی صاحب بہادر ایم۔ ڈی۔ ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ہیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلوالیہ نے تیار کیا ہے۔ اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ایشر دیوی عمر ۲۴ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خوردخورد دانے نکلے ہوئے تھے اور ضعف بصارت پڑے ہوئے تھے۔ اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں۔ انہیں کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے صحت کلی پائی۔
راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ہیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہوا ہے ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔
راقم۔ ڈاکٹر بی لعل گھوش رائے بہادر ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر پنجاب

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلوالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میرے خیال میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھ کو بیماری سے بچنے کیلیے ہیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔
راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر سید محمد شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۵) اکرم ہند سکیم نے آپکا سرمہ آنکھوں کی بہت سی بیماریوں میں استعمال کیا بہت ہی مفید پایا۔ خاصکر کارنیا اور گرینولر اور پلکوں کی بیماریوں میں تو بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ میں آنکھوں کی ہر ایک قسم کی بیماری میں اسکے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں مہربانی کرکے ایک تولہ اور بھیج دیں۔
راقم۔ ڈاکٹر کاشی رام صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ …

(۶) جناب پروفیسر صاحب تسلیم۔ آپکا سرمہ میں نے بعض پر استعمال کیا جسکو دھند ناخنہ تھا۔ ٹنک لوشن کاسٹک لوشن بورسیک لوشن۔ لیڈ لوشن کسی سے اسکو فائدہ نہ ہوا۔ آپکے سرمہ سے ایک ہفتہ کے اندر کلی فائدہ ہوا۔
راقم۔ ڈاکٹر نوازش علی پنشنر مقلم دیو بند

پانچ ہزار روپیہ انعام
اگر کوئی شخص ہمارے سرمہ کی سند … ثابت کرے … ۱۹۱۰ء

شرکت کانگرس

(مسلمانون سے تخاطب)

امور ملکی کی بحث مین تم ہو ہندوؤن کے ہونگے ساتھی
لاٹ صاحب خطاب دینگے نہ راجہ جی نہ ملیگا ہاتھی

نہ زینا کہین نہ تمکو دینگے نہ اپنی پوری یہ بانٹ دینگے
پڑے کا موقع جو کوئی آکر تو دونون ہی تمکو چھانٹ دینگے

مگر یہ رہتے ہین دور تمسے یہ لوگ ساتھی ہین اور بڑی ہی
لٹ بٹے ہین سوسائٹی مین امیر آتین تو تم مین گھڑی

ہر اک کو اپنی وہ چھوڑ کر تم انھین کی بہ سبت کر وزیل مین
و یہ تو کوئی نہ کہہ سکیگا تھا رے دشمن نہان بغل مین

نہ ہوگی کام آزتم بھی ہوتے جو ہوگی رکی ہر اک کی خواہش
ضرورت اکثر بھی یہ نہ ہوگی کہین ہر اک سے طلب و فرفش
جو مانگو گے ایک بھی مسلم نہ کاٹ کر ایک بھانگ دینگے
جیل دے ہم کبھی منھ تو سب تو وہ ایک لاٹھی سے ہانک دینگے

راقم - ا - ح -

دربار چترال

یون تو ہندوستان درباروں - شاہی جلسون کے لیے زمانہ قدیم سے نامزد چلا آتا ہے مگر جس صفائی اور سادگی کے ساتھ دربار چترال اسوقت ختم ہوا ہے وہ دیکھتے ہی سے متعلق تھی - اونٹ لیے اونٹ نیری کونسی کل سیدھی - تمام چترال بھر مین کوئی ڈھنگ کی جگہ ایسی پہاڑون اور ٹیلون سے بچی ہو جسکو میدان سے مشابہ کہہ سکتے ہین - چترالی زبان مین یہ چھوٹا سا مربع میدان جسپر نئی ہری گھاس ایام برف تک اپنا دھانی جوبن دکھایا کرتی ہے جنالی کہلاتا ہے - آج اسی جنالی مین چترالی دربار کی خوب رونق تھی - ایک طرف آسمان سے لگے ہوے پہاڑون پر تازہ گری ہوئی برف بڑے بڑے اونچے پہاڑون کو سفید سفید بادلون مین غائب کئے دیتی تھی اور دوسری طرف چنار کے پیڑ سے بھی زیادہ بلند درختون کے نیچے سایہ مین پولیٹکل ایجنٹ صاحب مہتر چترال کے برابر بیٹھے ہوے چترالی لشانہ بازون کا پولو دیکھ رہے تھے کہ اس پولو کے بعد خوبصورت لونڈون کا ناچ ہوا - وجہ یہ کہ سرحدی ملکون مین مالدارون کے بعض کی خدمت انہی لونڈون کے سپرد ہے - جو جسقدر تیزی سے ناچتے تھے اسیقدر حیرت سا تماشون کے شور زور سے بجنے کا شور بازار کا جوش بڑھانے مین تازیانہ کا کام دیتا رہا - دوران رقص مین مہتر صاحب و پولیٹکل ایجنٹ کی جانب سے دعوت ہوئی اور روسائے چترال کو خلعت وغیرہ انعام دیکر برابر دو گھنٹہ مین اس چترالی دربار کا خاتمہ ہوگیا -

انعقاد چترال ریلیف

زہب - مہب - تپ - ہالٹ حکم در لیفٹ رائٹ - لیفٹ اباوٹ ٹرن کوئک - کوئک - کوئک مارچ - اجی حضرت ہیچ ہوت - آجکل قلعہ دروش و چترال مین ہندوستانی فوجون کا ادل بدل دیکھنے لائق تھا - جو صاحب ایک دو سال کے بعد ان کوہستانی علاقہ جات کی مصیبتین جھیل کے اپنے وطن مالوف کو واپس ہوئے انکی وہ بے انتہا مسرت - شب وصال کے خواب خرگوش کی نیندین یا فوجی انضباط حکم اور قلعہ بندی زندگی سے ہر طرح آزادی - یہ سب تقریبین کچھ ایسی ہین کہ انکی کیفیت نہین کہی جاسکتی ہے - اب ان جانیوالے لوگون کی جگہ آنیوالے حضرات کا حال بھی سنئے - نہ وہ ہندوستان کی سی آزادی ہے کہ جہان جی چاہا جھک مارا - منہ کالا کیا اور چلتے ہوے - یہان شام ہوتے ہی قلعہ کا در بند - اگر کوئی باہر رہ گیا تو اپنی بلا سے وہین دی مین اکڑا کرے - صبح کو داخل ملٹری آنرز دفن کیا جاے - نعوذ باللہ یہان ایک سال کا شمار ہوجاتا ہے - اسی لیے تو سرکار والا بھی یہان کے فوجی یا سول ملازمون کے ایکسپیریئنس کرانے مین کبھی ناغہ نہین کرتی - دراصل یہی ہیراپھیری ریلیف کہلاتی ہے جو آج ۱۱ ماہ اکتوبر کو مع الخیر واقع ہوئی -

راقم - نامہ نگار چترال

علامہ غیاث اللغات کے معنی خیز خیالات

شب چراغ عقل تصدیع حسنِ فانوس تھا
نسوتِ شعرون کا رغ غیرتِ کیموس تھا

نائرِ آدرشموسِ عنفرش ناقوس تھا
لائح لامع لعوقِ زاہدِ سالوس تھا

شندرود زریغ زریغ اسود ناموس تھا
زورقِ رونا ہلاکِ تختہ کابوس تھا

منبع لذائع ایراد خلائع غط ربود
قسوتِ قیطاس قرطاسِ سرفاموس تھا

قلقلِ صفرائے رعدِ ترّح کزو بیان
محیطِ مخسر وط کعبِ شمسہ قابوس تھا

مزیلِ نخاس کوسِ حیلہ نفاس جورع
قلعِ زنکار قسطِ قصر کیکاؤس تھا

شحنۂ جورع البقر حمِ مغاکِ قعرِ صقر
شفرۂ نتّ نلوصِ تیسّرِ ناؤس تھا

نخلعِ کارغ عفتون زیلِ کیعِ اللبون
میسرِ مسّ ملیّن قطربِ جاسوس تھا

صفرتِ ندوس نقاعِ طلطِ ناقِ لیفِ خند
محبسِ قطبی فصالِ فتح بطلیموس تھا

حرکتِ مخروق قسطاسِ عزلقِ حاردبرد
شیونِ ترشیح حنل گوزمِ کنجوس تھا

سویتِ ناموت سوودت فلسطینِ مستقیم
سوسمار سودِ سنہک طائرِ محبوس تھا

سندبادِ توسنِ سنجاب سنواتِ رقود
سیمِ سلجوق عصارۂ قطرِ جالینوس تھا

لخشۂ لحن نگیسا تسفرِ ہنجار دف
نفد شرمین شمارِ رعہتِ طاؤس تھا

لعت ونشر حسرۂ بشیا وخناسِ مثلیل
نیزہ بازو مکا ڈوجنگ زار روس تھا

قاقمِ ارجلِ تھا قرطاب نششعِ الفتاش
حارمِ فقدان لبجیش خورشمس پوس تھا

چیمبرلین کی کھانسی کی دوا

نزلہ کے سبب طرح طرح کی کھانسی خراش گلو اکرشش حنجرہ کی تمام پیچیدہ شکایتون مین تیر بہدف دوا ہے - خوش ذائقہ اور اس سے صحت یقینی ہوتی ہے - یہان کی آب وہوا مین یہ خطرہ کی بات ہے کہ اگر سخت زکام مین غفلت کیجاے تو بہت جلد تپ اور نمونیا ہوجاتا ہے - یہ عارضے ایسے ہین کہ بہت سے اموات انکے ذریعہ سے واقع ہوتے ہین - جب زکام پیدا ہو چیمبرلین کی کھانسی کی دوا فوراً استعمال کیجاے - عارضہ کی ترقی روکدیگا - چیمبرلین کی کھانسی کی دوا مین کوئی مضر جزو شامل نہین بچون سے لیکر جوانون تک کو نہایت آسانی اور اطمینان کے ساتھ دیجاسکتی ہے - ہر حالتین تیر بہدف اور پرتاثیر ہے - پس ایک بوتل آج ہی خرید کر قیمت ۸ ہر عام سب دوا فروش بیچتے ہین چنانچہ لکھنؤ مین ڈاکٹر محمد یوسف خان کی دکان پر جو بمقام نظیر آباد ہے چیمبرلین کی سب دواؤن کا ذخیرہ ہے -

طمطراقِ نسر طائر قدِ فن بنت العنب
فیلسوف سعِ شیوعِ شعشۂ سعکوس تھا
شغف صہبِ حباب طاماتِ ضغینہ الحذر
حنف یعنی عتقِ فوجِ طسرتِ ، یوس تھا
بقلم - تقلید بہر و یعنی مسٹر لافر

ہدایت نامہ پنچ

برائے صاحبان اخبار بقلم حضرت ہوشیار دام اقبالہٗ

تعلیمی کانفرنس کا زمانہ قریب آتا جاتا ہے اور اُسکی امید نہی کہ مثل بمبئی کے اخبار وکلی کانفرنس بھی بھر ہو - لہذا چند ہدایتین بطور رزولیوشن پنچ بہادر کے حکم سے این جانب پیش کرتے ہین - جو نیا اخبار جاری کرنا چاہتے ہین اور نیز وہ جو پُرانے صاحبان اخبار ہین دونون کے لیے یہ ہدایتین برابر مفید ہین اگر اسپر پورا پورا عملدرآمد کیا گیا - تو ٹھیک لیا جاتا ہو کہ پوری پوری کامیابی ہوگی - ورنہ شکایت اسکی نہ بذمہ حضرت پنچ بلکہ بذمہ صاحبان ہوگی -

۱ - اگر تم اخبار جاری کرنا چاہتے ہو تو تم چاہے لائق ہو یا نالائق - پڑھے ہو یا بے پڑھے - صرف تھوڑی لستانی کی ضرورت ہے جو ادھر اُدھر دیکھ بھال کر پھر پھرا کر بخوبی حاصل کر سکتے ہو بلا کھٹکے اور بے اندیشہ اخبار جاری کرنیکا ارادہ مصمم کر دو اور کم سے کم اسقدر روپیہ کا انتظام کر لو کہ ایک کاتب ایک پریس مین اور دو ایک ضروری اہلکار متعلقہ کی تنخواہ سال بھر تک دے سکو - ایک پریس کسی طرح سے خرید لو - اور تھوڑے کاغذ کا انتظام کر لو - اگر نا ممکن ہو تو بالفعل کام کباڑ گھر کا بیچ ڈالو -

۲ - جب اسقدر سامان کر پاؤ تو بید ھڑک اور بلا تامل اخبار جاری کرنے کا اشتہار دیدو - اخبار کی قیمت اشتہار مین کم رکھو لیکن مضامین اخبار کی بابت اور مقصود اخبار مین بڑی بڑی پیتیرے بدلو - اور تحت الثریٰ سے لیکر عرش اعظم تک کی بابت سب امور کے لیے ذمہ داری اپنی کر لو - اور ہر جگہ اپنے ضمائر و ربخ اور صاحب اثر ہونیکی بابت اشتہار مین اظہار کر دو - اور اخبار مین جو جو مضامین مندرج کرنا ہو انکو اشتہار مین مختلف شاندار صورتون مین دکھلاؤ - مثلاً اگر ایک مقام پر اپنے اخبار کی صورت ملکی اور اخلاقی صفت مین دکھلاؤ تو دوسرے مقام پر اسکو ایک پر تاثیر تعویذ اور جنتر کا کام دینے والا بتلاؤ - اور صاف صاف کھلے الفاظ مین یہ ظاہر کر دو - کہ اس اخبار کا پڑھنے والا اور خریدنے والا کبھی بیمار نہو گا - اگر بدن سے مس کرے تو جس عضو سے مس ہو اُس عضو کی خاصیت کے مطابق فائدہ کا اثر دکھلاوے - مثلاً کسی مقام پر مس کرنے سے اگر بدن کا میل چھوٹ جاوے اور بیماری کے کیڑے مر جائین تو دوسرے مقام پر مس کرنے سے خشک مٹی یا جاذب کاغذ کا کام دے اور کل رطوبات ناقص جذب کر لے گا -

۳ - اشتہار دیتے ہی فوراً اخبار جاری کر دو اور اخبار مین مختلف قسم کے مضامین اور فرضی خریدارون کے ہزار ہا لاکھون نام مع اپنے فرضی شکریہ کے بھر دو - زیادہ تر ایسے دور دراز مقام کے لوگ اور چھوٹے چھوٹے لوگون کے نام لکھو کہ جنکا کسی کو آپتہ نہ پا سکین -

۴ - ان فرضی خریدارون مین کوشش کر کے دس پانچ اصلی بھی پیدا کر لو - اور اُنسے یہ کہدو کہ قیمت اسقدر ہے لیکن تمسے یہ بھی نہ لیجاویگی -

۵ - ان اصلی خریدارون کا نام جو فہرست مین دکھلاؤ تو انکا نام نہایت ادب سے لو مثلاً جناب ہیرامن صاحب ریداس ساکن موضع دلدار نگر جناب مخدوم بخش صاحب حجام جاگیردار موضع جاتہ گنج - جناب ہیرالال صاحب برہمنی سرکار ٹھیکہ دار ریاست فلان - جناب کنجی رائے صاحب پٹواری موضع بد نصیب نگر - جناب حافظ امام بخش صاحب نداف امام مسجد کپاس محلہ - جناب حاجی حمید و صاحب جمعدار ٹون پولیس نور باف نگر - اسکا اثر یہ ہوگا کہ ایک گاؤن کا شخص جب کسی نہ کسی طرح سے اخبار مین اپنے ہم چشم کا نام سن پاوینگا تو وہ بھی شوق کر کے تمھارا اخبار خرید لیگا - اسکا سلسلہ یون ہی بڑھتا جائیگا - کبھی کبھی ان لوگون کی عالی دماغی عالی ہمتی اور حب وطنی کی بھی تعریف اخبار مین لکھدیا کرو -

۶ - گاؤن لے مدرسہ کے مدرس - پٹواری - مکھیا - لوگون سے بذریعہ تحریر جہانتک ہو دوستی پیدا کر لو - اور ایک ایک اخبار انکو مفت دیا کرو - یہ لوگ تمھارے اخبار کے ایجنٹ بنجائین گے - انسے یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ گاؤن مین کون کون لوگ اردو پڑھے ہین اور کس کس مزاج کے ہین انکا ذکر بھی جب اخبار مین کیا کرو تو عالی جناب کے لفظ سے ہمیشہ یاد کیا کرو - اخبار کی تقطیع ایسی خوبصورت اور چھوٹی رکھو کہ شکل چھوٹے رومال کے معلوم ہو اور مختلف رنگ کا کاغذ چار خانہ دیکر بناؤ - جیسے لکھنؤ کا چار خانہ کن کوا ہوتا ہے اور اخبار مین لکھدو کہ بعد پڑھنے کے یہ ورق دستی رومال کا بھی کام دیتا ہے اور اچکن - شیروانی - کوٹ کی بھی زیب ہو سکتا ہے -

۷ - اخبار مین جسقدر مضامین ہون دنیا مین کوئی ایسا مضمون نہ ہو جو تمھارے اخبار مین نہو خواہ وہ دو ہی لفظ مین ہون -

۸ - بڑے بڑے مشہور شخصون کے نام سے فرضی مضامین اپنے اخبار مین لکھ لیا کرو - یا کسی سے لکھا لیا کرو - مگر زنہار اسکا خیال ضرور رکھنا کہ نام مین ایسا ایچ پیچ رکھنا کہ جب وہ اصلی شخص تمھارے اخبار مین وہ مضمون دیکھے تو سمجھے کہ کسی اُسکے ہمنام نے لکھا ہو اور جب غیر لوگ دیکھین تو وہ سمجھین کہ اللہ اکبر کیسے کیسے اہل قلم اس اخبار کے مضامین نگار ہین -

۹ - دوسرے تیسرے مہینہ ناغہ دیکے اپنے اخبار کی بابت فرضی تعریف کسی سے لکھا دیا کرو یا خود لکھ لیا کرو - اور چلتے ہوئے طریقہ پر کبھی کبھی اپنی دولتمندی کا بھی اظہار کر دیا کرو تاکہ تم لوگ مفلس بیگ اور مقلاش نہ سمجھین

۱۰ - غیر ملک کے حالات فرضی طور پر زید بکر کے نام سے ہمیشہ لکھتے رہو مثلاً دشت قبچاق کے حالات - یا ریگستان کی ممالک کے حالات ظلمات کے حالات جس سے معلوم ہو کہ تمھارے اخبار کے نامہ نگار دور دور مین ہر جگہ عبارت مین یہ ضرور دکھلاتے جاؤ کہ یہ سب تمھارے تنخواہ دار نامہ نگار ہین - جب اخبار کے خریدارون کی فہرست شائع کرو تب ہمیشہ دور دست مقامات جیسے ایران - افریقہ - چین - وغیرہ کے خریداران کے فرضی نام ضرور ہون اور اسمین شاہزادگان ، و امرا کے نام ضرور ہون -

۱۱ - کبھی کبھی فرضی ملازمون کی فہرست بھی شائع کر دیا کرو مگر ہرگز ہرگز نام انکے شائع نہ کرنا - صرف اسقدر لکھنا کافی ہو کہ صاحبان لکھنؤ پانچ عدد - صاحبان دہلی ۵ عدد - مولوی صاحبان دو راس - ماسٹر صاحبان ۴ زنجیر - پنڈت و لالہ صاحبان ۴ مہار -

۱۲ - چھ مہینہ جب تمھارے اخبار کو گزر جائین تب خواہ مخواہ ایک رنگ اخبار کی حالت مین پیدا ہو جائیگا - اب تم ٹٹو بنکر امرا اور والیان ملک کے دربار مین گھسنے کا ارادہ کرو اور بہرا - بہشتی - بھنگی - خانساماں - چوبدار - رکابدار سے بلکہ ملک دوستی پیدا کر لو - اور خفیہ طور پر مشہور کرنا شروع کر دو کہ تم ریاست کے حالات خراب لکھنے پر آمادہ ہو اور اسی لیے تمنے یہ زحمت سفر گوارا کی ہے اور کسی طرح تم اپنی ایمانداری اور سچائی کی سے ریاست کے حال خراب ظاہر کرنے سے باز نہین رہ سکتے بلکہ دو تین مسودہ بھی الٹ پلٹ لوگون کے دکھلا دینگے دھمکی میٹو نتیجہ یہ ہو گا کہ اسکی خبر رفتہ رفتہ اہلکاران اعلیٰ ریاست کے کان مین پہونچے گی - اور خواہ مخواہ تمھارا منھ بہ لقمہ دوختن مناسب ہو گیا - رقم قلیل و کثیر کا خیال نہ کرنا اور شکریہ کے ساتھ قبول کر لینا اور چپکے سے چلتے ہونا - گھر پر آکر پھر اس ریاست اور اہلکاران اعلیٰ کے بجاے اخبار مین بجانا - بعد چندے پھر وہان پہونچ جانا - اور حتی الامکان ایکی بار ریاست کے مخالف گروہ سے ملنے کی کوشش کرنا اور ریاست کی طرف سے بہ نسبت سابق زیادہ تیور بدلے رہنا بلکہ صاف صاف کہدینا کہ مین نے ہمیشہ اس ریاست کی مدح لکھی ہے

روسی پنچ
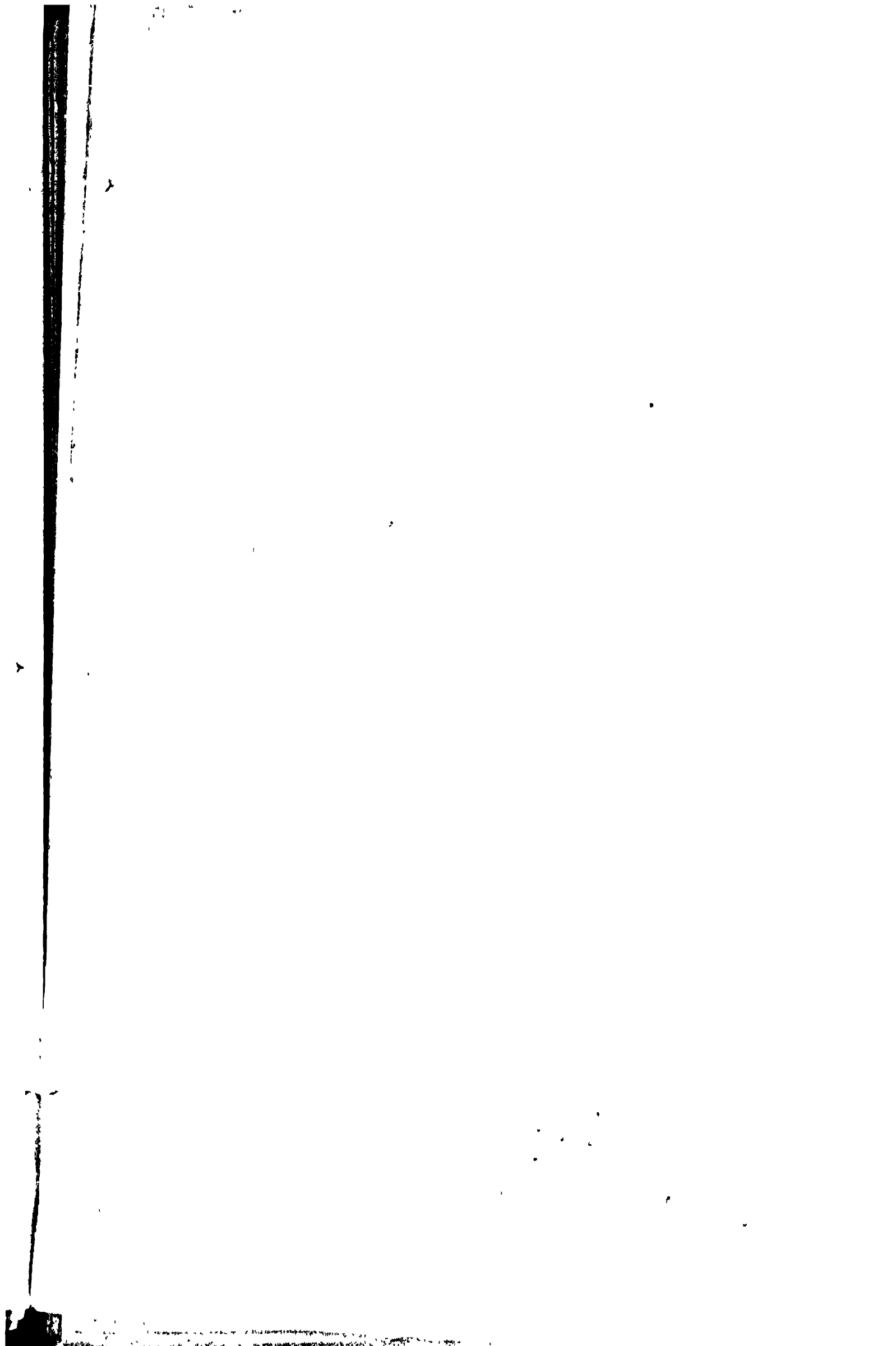
یہ ریاست بہت خراب حالت میں ہی میرے روکنے سے یہ سیلاب نہیں رُک سکتا۔ ریاست کی طرف سے خواہ مخواہ کچھ تھا ستی مدارات مزا کا سلمان ہوگا جسکو تم بعد رد و قدح بسیار قبول کر لینا۔ لیکن یاد رکھو کہ دعوت بھوپالی سے ہوشیار رہنا اگر کسی مقام پر ایسی دعوت کا سلمان دیکھو تو قبل قبول ۲۰۹-۱۱-بوجھاؤ-بھوپالی-

۱۳-اپنے پرچون میں ہمیشہ عالی ظرف بنا اس سے تمکو بزرگ عالی خیال اور عالی حوصلہ تصور کرینگے اور نیچری لڑکے تمھارے اخبار کو شوق سے خریدینگے۔ اور شوق سے پڑھینگے۔

۱۴- اپنے کو رفارمر بننے کی شہرت دیدو اور چند فرضی خطوط بزرگون کی طرف سے ایسے درج اخبار کرو جس سے معلوم ہو تم قوم کے سرغنا ہو تمھاری حالت اسوقت تک کسی قدر بہتر درست ہو جائیگی لہذا تم علاوہ اخبار کے مختلف قسم کی تجارت کا کچھ ڈھچر ڈال دو یا نہ ڈال دو تو صرف اشتہار ہی دیدو۔ لیکن یاد رکھو کہ پہلے اخبار میں مضامین متعلق بددیانت و ناقص اصول تجارت کے خلاف لکھتے ہو تاکہ معلوم ہو جائے کہ تم بڑے سچے ایماندار ہو اور تمھاری دوکان سے یا تمھاری معرفت جو چیز منگائی جائیگی وہ بہت سستی ملیگی۔ اخبار میں اظہار کیا کرو کہ تمنے دوکان محض فائدہ قوم کے لیے کھولی ہو تمکو اپنا ذاتی فائدہ مقصود نہیں ہو جب تمھاری دوکان سے کوئی چیز منگائی جائے تو ہمیشہ زیادہ دام لیا کرو۔

۱۵-اسی سال کے ختم کے قبل تم یہ انتظام کرو کہ محلہ پڑوس کے جو غریب لوگ ہین انکے لڑکون کو مفت پڑھانیکا ارادہ کرو۔ اور کوشش کرکے دو چار لڑکے جمع کر لو۔ لڑکوں کو پڑھاؤ کم (کیونکہ تمکو خود ہی کیا آتا ہو جو پڑھاؤ گے) مگر مارو زیادہ لڑکے اس خوشامد مین کچھ نہ کچھ گھر سے جو لا کر تمھارے لیے لایا کرینگے جس سے تمھارے روزمرہ کی ضروریات کا خرچہ نکل آیا کریگا۔ لڑکون سے کام اپنا ذاتی اور مطبع کا لیا کرو لڑکے اس سے محنتی اور جفاکش ہونگے رو سیاہی لگاتے مین اخبار کے صفحہ مین اس مختصر مکتب کا نام ہمیشہ عالیشان اسکول لکھکے دکھلاؤ اور یہ کہ تم بلا خیال اپنے نفع کے صرف براہ ہمدردی قومی ایسا کرتے ہو۔

۱۶-ہمیشہ اپنے اخبار مین اپنے ہمعصر اخبارون کی بڑائی دوست بنکر دکھلایا کرو اور کچھ فرضی تحریرات اپنے اخبار کی تعریف اور ہم عصرون کی مذمت مین لکھکر بھی درج اخبار کر دیا کرو اس سے تمھارے اخبار کی طرف عوام زیادہ رجوع ہونگے۔ کبھی کبھی اپنے اخبار مین ایسا مضمون بھی لکھا کرو کہ تمھاری رائے پر حکام بالادست کو خاص وثوق ہو اور تم اچھائی برائی کر سکتے ہو۔

۱۷-چھوٹے چھوٹے اور گمنام تاجرون کے اشتہار بلا فیس اپنے اخبار مین بڑے شاندار لفظون مین درج کر دیا کرو۔ اور اُنسے یہ طے کر لو کہ جب کوئی چیز اس اشتہار کے ذریعہ سے انکے یہان سے طلب ہو تو نصف قیمت تمکو بھی دین۔

۱۸-ایسے سرسری اشتہارون کے خلاف ہمیشہ مضمون پہلے اخبار مین لکھا کرو تاکہ معلوم ہو کہ تم بڑے عالی خیال شخص ہو۔

۱۹-اب تمھارے اخبار کی بکری زیادہ ضرور ہو گی تب تم یہ کرو کہ آزمائشاً لیئے خریدارون کے نام اخبار کی واقعی قیمت سے کچھ زیادہ قیمت کا ویلو بھیج دو اگر خریدار نے دھوکے سے لے لیا تو سبحان اللہ تمھاری آمدنی مین اور اضافہ ہوا اور اگر اعتراض کیا۔ تو سرسری طور سے ایک سطر کا پوسٹ کارڈ لکھ بھیجنا کہ بڑے کارخانہ کی وجہ سے کثرت کار مین غلطی ہو گئی (تنبیہ خیال رہے کہ غلطی نفع ہی مین ہو نقصان مین نہو)

۲۰-جب ان ہدایتون پر عمل کروگے خواہ مخواہ اخبار تمھارا رنگ پکڑ جائیگا تب اخبار کے صفحہ کو تور کھو بالائے طاق صرف دھوکے کی ٹٹی اور کاغذ کی ناؤ سمجھو اور جس طریقہ سے ملے ملک سے جولے بنکر پیسہ کھسیٹنا شروع کر دو۔

یہ مختصر ہدایتین بالفعل لکھی جاتی ہین اگر کوئی صاحب اسپر عمل کرین اور نتیجہ زرخیز ہو تو بندۂ درگاہ کو جب فیس داخل دینگے اور خوشامد بھی مع سفارش پنچ صاحب بہادر کرینگے تب انجناب کچھ اور باتین بھی بتلائینگے۔

راقم- ایک تجربہ کار

لوکل علیہ الرحمتہ

جاڑے صاحب لحاف توشک سمیت تشریف لے آئے حکام کا دورہ بھی ڈبل کوچ کئے سر پر آپہونچا۔ تبت سے اسد کیش کی ہُشکالی مرغابیان ترترے بھی آتے ہونگے۔

اسی طرح اس دفعہ تعلیمی کانفرنس کے اجلاس کی وبھگت بھی سمجھئے۔ اگرچہ ابھی اور تفصیل معلوم نہین۔ اودھ اخبار کی مندرجہ کارروائیون سے معلوم ہوتا ہو کہ استقبالی کمیٹی کبھی کبھی اجلاس کرکے بات چیت کر لیتی ہی۔ چنانچہ حال مین ۱۸-ماہ حال کو جو کمیٹی راجہ نوشاد علی خان صاحب تعلقدار سیلار لے گئی (دو تعلقدارون پر مبنی تھی) اسمین اکثر شاہ نہیں۔ ممبران لوکل کمیٹی کے علاوہ نواب محسن الملک بہادر ۔۔۔ اسٹینڈنگ کمیٹی محمڈن اور انڈین ایجوکیشنل کانفرنس بھی شریک تھے۔ اور طے ہوا کہ ایک باضابطہ دعوت کا خلاصہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے نام علیگڑھ بھیجا جاے۔

ایک فائنانس سب کمیٹی واسطے فراہمی چندہ اور ایک سب کمیٹی قائم ہو۔ اور ایک فوڈ میٹیرمنڈ کمیٹی ہو۔ اور ایک جلسہ عام واسطے اعلان اغراض و مقاصد کانفرنس مذکور قائم ہو۔

تشابہ اور مماثلت ظاہری کو انسانی طب مین بعض بہت کچھ دخل پایا گیا ہو۔

جب عیش آرام راحت کے لوازم مین انقلاب یا تغیر یا ترقی کے صدقہ مین پھیر بدل ہو تو پھر امراض اور بیماریون نے کیا گناہ کیا جو وہ محروم رہین۔ مثلاً نارو یعنی رشتہ کا عارضہ پہلے دکن کی طرف ہوتا تھا اور یہان کی خلقت اس زنجیر سے آزاد تھی۔ اب وہ ایک جگہ سُنا گیا ہے کہ آب ہوائے کشمیر اور سیب کی برکت سے یہان بھی شروع ہوا ہے۔ یون تو ڈاکٹر صاحب جو چاہے فرمائیں مگر لوگ بازو تو یہی سمجھتے مین کہ یہ صاحب بھی طاعون کے رشتہ دار ہین۔ ابھی تک تو خلقت میان طاعون کے ہاتھون نالان تھی اگر اُنکے اور رشتہ دار تشریف لائے تو رونے کو بھی نہ بچیگا۔ مگر ایک بات سے فی الجملہ تسکین ہے کہ یہ عارضہ دکن کا ہو اس مفلس ملک مین کچھ عجب نہین دکن کی طرح ہن بھی برسے۔ ہان دقت ہو تو یہی کہ ابتدا بیماری سے شروع ہے۔ اگر یہان کی سخت جان خلقت یہ نہ جھیلا سکے زندہ بچی تو ان شاء العسیر یُسراً کے مطابق ایک دن ہن سمیٹنے کو تم ہو۔ اور اگر بعجل غالب یا دکھین جتنی دعائین صرف دربان ہو لیکن کا معاملہ ہوا تو اولاد مرے اٹھائیگی۔

ڈلائی لاما سے تبت

سلہ یہ ایک قصہ طلب دعوت ہو جو منشی امتیاز علی خان صاحب اودھ کی وزارت کے وقت مین کسی بھوپالی نے ایجاد کی تھی جیسے دعوت شیراز۔ دعوت کرقند۔

ناخلف نورچشم

بقیہ مضمون ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۸ء

نورچشم۔ ہان میرا نواب معلوم ہوا جیسا کہ مجھے بیشبہہ شک تھا مین ضرور کوئی معلوم شریف زادہ ہون (فدائی سے) کیون میان آخر مجھے کسکے حکم سے گرفتار کرائے۔

فدائی۔ نواب بختیار کے حکم سے

نورچشم۔ خدا اُنہے سلامت رکھے۔

فدائی (الگ) آپ خطابخش ہی بنگئے۔

نورچشم۔ بیشک۔ بختیار کا مجھپر بڑا احسان ہوا۔

فدائی۔ آپ خود ہی نیابت سے تہولتے ہین۔

نورچشم۔ بیشک۔

فدائی۔ دستاویزنویس یہان آتے ہونگے آپ ایک محضر پر دستخط کردیجئے گا جسکی روسے آپکی نصف جاگیر نواب بختیار پاجائینگے

نورچشم۔ ہوں۔ میری نصف جاگیر کیا میرے دریافت کرنیکا مجھسے جرمانہ لیاجائیگا۔

فدائی۔ ضرور لیاجائیگا۔ نواب کی کل جائداد سرحد شرقی پر جانے سے تباہ ہوگئی۔

نورچشم۔ نواب صاحب مجھے سرحد شرقی تک ڈھونڈھنے گئے مین احسان کا کہان تک شکریہ اداکرون پہلے تو تم لوگون کے برتاؤ سے مجھے کچھ بھی سی ہوئی تھی لیکن اب آپ مہربانی سے بتائیں کیا آیا میرا رئیس باپ زندہ ہو کہ نہین۔

فدائی۔ جناب اگر وہی زندہ ہوتے تو آپ کو ورثہ کیونکر ملتا۔

نورچشم۔ بہت ٹھیک مجھے سہو ہوا۔ افسوس باپ کا اخلاص پیار دیکھنا میرے نصیب مین نہ تھا لیکن میری مان۔

فدائی۔ انہین بھی مرے ہوے مدتین گزرین۔

نورچشم۔ میری پاکباز مان افسوس مین اب بالکل یتیم ہون۔

فدائی۔ محضر پر دستخط کرنے مین کوئی عذر تو نہین۔

نورچشم۔ کچھ نہین۔

فدائی۔ ایکو محضر (ہاتھ مین دیکر) اسکو پڑھ لیجئے۔ اور ہم جاکر دستاویزنویس کو لیے آتے ہین جو آپکے دستخط کی گواہی کرے گا۔ (دونون چلدیتے ہین)

نورچشم (پڑھتا ہے) منکہ میرزا فتح الملک ابو ہومولوین گمشدہ فتح الملک ہون۔ مین بہت دن گم رہا (پھر پڑھتا ہے) منکہ میرزا فتح الملک آج بثبات عقل اس محضر پر دستخط کرتا ہون جسکی روسے میری نصف جائداد مشتمل بر سکنہ جات علاقہ جات میر بغیرہ وغیرہ ورکہ جاتا ہے۔ ہان ہان ابد معاشو مین بھلا یہ کل چیزین کیون دینے لگا اتنی مدت کے بعد خدا نے جو مجھے پر دوبارہ عنایت کئے تو مین ہرگز یہ نہین کرسکتا کہ انہین توڑ واڈالون۔ یا کوئی ایسا غیر جسکا جی چاہے نوچ لے مجھے بھی کوئی جاہل نہ سمجھ لیا ہو۔ مین ہرگز اپنی زمین نہ دون گا۔ مین بادشاہ کی خدمت مین فریاد کرون گا۔ جہان میرے ساتھ انصاف ہوگا۔ بیرا۔ فدائی اور کلیم داخل ہوتے ہین کلیم اپنے قلمدوات میز پر رکھدیتا ہی۔ نواب صاحب دستاویزنویس حاضر ہے۔

نورچشم۔ (افشان کے ساتھ انکی طرف منھ پھیر کر) ہون کہو

کلیم۔ مین حضور کے پاس ایک چھوٹے سے کام کے لیے حاضر ہوا ہون۔

نورچشم۔ کہتا کیون نہین۔

کلیم۔ (بیٹے کی آواز پہچان کر) اے برخوردار

نورچشم۔ میری نسبت اسے ایسے لفظ کا استعمال دغاباز تو شریفونکے ستانے کی فکر مین ہی۔ بول تو یہان کیسے آیا۔

کلیم۔ میرے بچے نواب بختیار کے اس ظلم کی وجہ سے مین یہان آیا۔

نورچشم۔ مین اور تیرا بیٹا۔ دور ہو خبیث۔ مین ہرگز تیرا لڑکا نہین۔

کلیم۔ ارے مین تجھے عاق نہین کرتا۔

نورچشم۔ مین تو تجھے بالائے طاق کرتا ہون۔

کلیم۔ (دل مین) مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ لونڈا ایسا شوریدہ سر ہوگا۔ یہ میرے پیشہ کو ذلیل سمجھتا ہی (پوچھتا ہے) ارے بھئی وہ نواب کہان ہین جو دستخط کرینگے۔

نورچشم۔ نواب کہان ہین سالے مین ہی نواب ہون۔ تو نے مجھے اتنے دن میرے باپ کے ورثہ سے محروم رکھا دیکھ تو بے بڈھے بوبک تیری کیسی سزا کرتا ہون۔

کلیم۔ اسکا دماغ پھر گیا ہی۔ چل میرے بیٹے چل۔ زیادہ تو تو مین مین اچھی نہین۔

پیرو۔ (راہ روک کر) نہین نہین جبتک محضر پر دستخط نہو جائین۔ یہ جانے نہ پائین گے۔ برخوردار کو لیکر باہر چلتا ہے۔

کلیم۔ آپ کو انکے روکنے کا کوئی حق نہین۔

فدائی۔ ہمارے مالک کا حکم یہی ہی

کلیم۔ یہ حکم ناجائز ہے۔

فدائی۔ ہمین اسکی کوئی پروا نہین۔

کلیم۔ مین جاتا ہون حکام کو اطلاع دون گا (دروازے کیطرف چلتا ہے)

پیرو۔ (روک کر) کہان چلے جناب۔

فدائی۔ کلیم سے اب تم دغابازی کرینگے۔ ہم تمہین کوٹھری مین بند کرینگے (دونون شہدے کلیم کو پکڑ کر کھینچتے ہین)۔

کلیم۔ مارڈالا۔ مارڈالا۔ دہائی ہے۔

فدائی۔ اب نہ چلانا۔ مارڈالا کا لفظ سے بارہ گھنٹے پر جھوٹا نہین ہوتا (خنجر دکھاکر) چل بدمعاش اندر (پھر نورچشم سے) بس جناب دستخط کر دیجئے۔ مین نشانی بنادونگا ورنہ آپکے بدن پر نشانی بناؤن گا۔

نورچشم۔ کیا تم ایک امیر کبیر کو قتل کروگے

پیرو۔ بیشک جب کوئی ہمین اجرت دیگا۔ جو کہیگا ہم کرینگے۔ (فدائی سے) آپ مہربان معلوم ہوتے ہین آپ مجھے اسکے ہاتھ سے بچائیے۔

فدائی۔ کیون بچاؤن۔

نورچشم۔ فرض کیجئے کسی نے میرے قتل کے لیے آپ کو اجرت دی اور مین اگر اس سے دگنا دون تو مجھے آپ چھوڑ دیجئے گا۔ (ٹہلنے لگتا ہی)

فدائی۔ یہ کمینہ پن ہے۔

نورچشم۔ (دونون کی طرف دیکھکر) کیا یہ کمینہ پن ہے۔

پیرو۔ کیا آپ ہمین ایک ہزار روپیہ دینگے۔

نورچشم۔ لے اب مجھے جانے دو۔

فدائی۔ روپیہ پہلے دھروا دیجئے۔

نورچشم۔ ابھی مین نے اپنا لگان تو وصول نہین کیا۔ روپیہ ابھی کہان سے لاؤن۔

فدائی۔ کسی سے قرض لیجیے۔

نورچشم۔ ٹھیک کہا۔ لاؤ قلم اٹھادو۔ رقعہ لکھدون۔

پیرو۔ (قلم اٹھاکر) لیجئے لکھیے۔

نورچشم۔ محضر کو نہ پھاڑ کر یحیی کے نام خط لکھتا ہو۔

فدائی۔ اور اگر نواب بختیار ہمین دیکھ لین۔

پیرو۔ کچھ ڈر نہین۔ جلدی جاکر روپیہ لاؤ۔ یہان دستاویزنویس اور نواب دونون بند ہین۔ اسلیے ہمارا راز فاش نہین ہوسکتا۔

نورچشم۔ لو یہ خط لو اور بڑے سوداگر یحیی جوہری کے یہان جاکر روپیہ لو۔

پیرو۔ لیکن اتنے عرصہ تک آپ کوٹھری مین بیٹھین۔

نورچشم۔ کیا مجھے وہان بڈھے بوبک کے ساتھ بند کروگے۔ یا اللہ۔

چہ عجب گر فرو رود نفسش
عندلیب خراب ہم قفسش

(باقی)

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - ضبار - سبل - سرخی - پھولا - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بھائی اور ادویہ کو آنکھ کے مریضوں پر بعد اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپے - ہیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہے - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - معمولی سرمہ فی تولہ ۴ روپیہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار -

پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید کام ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا بہت جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو آنکھ آنا کہتے ہیں جیلن اور کمزوری نظر - ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیٹ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلیے ہر کسی کیلئے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے

راقم - ڈاکٹر رام جی سانگلی صاحب بہادر ایم - ڈی - ایم ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۰ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے - اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں - انہیں کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکور سے صحت کلی پائی

راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو - یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر برج لعل گھوس رائے بہادر ایل ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کیلئے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے -

راقم - خان بہادر ڈاکٹر سید محمد شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۵) مکرم بندہ میں نے آپکا سرمہ آنکھوں کی بہت سی بیماریوں میں استعمال کیا بہت ہی مفید پایا - خاصکر کارنیا اور کنجنکٹوا اور پلکوں کی بیماریوں میں تو بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوا ہے - میں آنکھوں کی ہر ایک قسم کی بیماری میں اسکے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں مہربانی کرکے ایک تولہ اور بھیج دیں

راقم - ڈاکٹر کاشی رام صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ [illegible]

(۶) جناب پروفیسر صاحب تسلیم - آپکا سرمہ ایک مریض پر استعمال کیا جسکو عرصہ سے دھند - ناخونہ تھا - زنک لوشن - کاسٹک لوشن - بورسیک لوشن - لیڈ لوشن - کسی سے اسکو فائدہ نہ ہوا - آپکے سرمہ سے ایک ہفتہ کے اندر کلی فائدہ ہوا -

راقم - ڈاکٹر نوازش علی پنشنر مقام دیوبند

غوغائیون کی گھانگرس

یعنے

چڑیون کی کانگرس

ہم بدبالہ واز بلبل الآواز بلعقیس خیال سلیمان مثال گل گل ابغنچے مولانا بیج زاد الغوالکرم جبی ایسے آزاد زمانہ مین جب انسانی قومین طرح طرح کے جلسے اور کمیٹیان مقرر کرکے نئی نئی بولیان بولتی اور اپنی صدا اون سے سننے والون کے کان بھرتی ہین تو کیا وجہ نہین کہ خدا کی اک مخلوقات چڑیان بارہا حامیان آزادی اپنے حقوق کی طالب ہون اور پھر اسکے دن انکے مہر ہے اسکی دادخواہی نہ کرین آپ ہی انصاف سے دیکھئے کہ آخر یہ بیچاریان کب تک صبر کرین اور تابکے اپنی مصیبتون کو سماعۃ پوسی دلی ای نال یا نغمے کی طرح ضبر و تحمل کے گوشے یا چپ بیٹھے رہیں آخر نوبت اینجا رسید کہ آپکے سلطنت کا قانون میں نے؟ ال کر بیٹھ رہنے کی وجہ سے غوغائی گھانگرس کے دوسرے اجلاس کا غون غان (اعلان) بنابر حفاظت جان و مال و اغراض لاتعد ولاتحصی بمقام چڑیا جھیل بتعین تاریخ انا ب شتاپ الماتو بچی مقرر ہوکر منعقد ہوا رزولیوشن پاس کئے گئے لیکن اسوقت ہم صرف ایک رزولیوشن جو اپیل کی صورت مین شائع کیا گیا ہو نقل کرتے ہین باقی دیدہ خواہد شد۔ وہو ہذا۔

صیاد کی چھڑی سے نہ پائی کہین پناہ — قرب حرم مین بھی رہین تو نشانہ بنین ہم

لے ہماری قوم کے لانبی لانبی چونچ والے رفتار مرد اے ہمارے ملک کے بڑی بڑی ٹانگ اور نوکدار پنجے والے ہونہار لم ڈھینگ اسپیکر والے ہمارے مذہب وملت کے پیلے چھلے دورمین ترکد و ماماکہ انسان کی گورنمنٹ اشرف المخلوقات ہو (چیرزر) غون غان غنر غون بیون چون وغیرہ وغیرہ۔ اور جس خدا نے ہمکو پیدا کیا ہو اسی خالق نے انسانی گورنمنٹ کو بھی خلق کیا ہو۔ فرق اتنا کہ ہم حیوان مطلق اور وہ حیوان ناطق ہین سواسکے بظاہر کوئی خصوصیت نہین معلوم ہوتی اور اگر غور سے دیکھا جائے تو بہت سی ایسی مثالین ہین جنکی وجہ سے حضرت انسان بھی ہم لوگون کی برکت سے فضیلت لازم آتی ہو اور خواہ مخواہ کی شیخیان بگھارنے کا موقع ملتا ہو۔ مثلاً مشہور و معروف محاورہ انسانی زبان مین کیا تمھارے سرخاب کے پر لگے ہین" محض ہماری ہی قوم کی فرتی میٹھی سے بولا جاتا ہو۔ ہمارے شہنشاہ ہما — کا وجود گو نیچری بچون نے باپ کی طرح عالم امکان سے مفقود ہو مگر یہ ایک مشہور خیال ہو کہ جسپر انکا سایہ پڑجایا کرتا ہو وہ گھر بیٹھے بادشاہ ہوجایا کرتا ہو (چیرز) اور جب یہ امر ثابت ہوگیا کہ ہم کسی بات مین حضرت انسان سے ہٹنے نہین تو پھر کیا وجہ ہو کہ انسان ہماری قومون کے گوشت پوست سے داڑھین بھی گرم کرین اور طرہ یہ کہ پرون کو نوچ کر ظاہ مبارک کی کلغی بنائین۔ اس موقع پر ہم سرسید کا شکریہ ادا کئے بغیر نہین رہ سکتے کہ اگر وہ پھندنے دار ٹوپی کو اور دوسری قومون پر ترجیح نہ دیتے تو آج ہماری وہ پوشش جو ہمکو خدا نے دی ہو کیقلم چمن کی ہوتی (چیرز) اور گو ابھی چند سربرآوردہ لوگ اس روش پر چلنے کیلئے ہوا مین گرہین لگا رہے ہین لیکن انکی باتون کی وقعت بادہوائی یا شتر گوزسے زیادہ نہین ہوسکتی کیونکہ سلف سے آجتک کبھی تیلی کا کام تنبولی سے اچھا نہین ہوا ہو۔ صرف زبانی تو تو مین مین جسکا جی چاہے وہ کرکے اپنے منہ میان مٹھو بنا رہے باقی ہونا ہوانا کچھ بھی نہین ہو۔ یکھ یہ بات سیدھی کہ بھیتی تھی ہر کسے را بہر کارے ساختند خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اب آپ دیکھئے کہ انسان اپنی تفریح کے لیے ہم بیگناہ کیا کیا ستم کرتا ہے یعنی ہماری بے گناہ قوم کا وہ گنج شہیدان جسکو انکی اصطلاح مین عجائب خانہ کے نام سے تعبیر کرتے ہین۔ ہماری بربادیون کا ایک بین ثبوت ہو۔ ہاے ان بے رحمون سے کوئی اتنا بھی نہین پوچھتا کہ آخر ان بیچاری چڑیون نے تمھارا کیا بگاڑا ہو جو انکی کھالون مین بھس بھر کر الماریون مین بند کردیا کرتے ہو۔ اچھا یہ بھی نہ سہی بھلا انگریز تو اس معنا کرکے انکی ملت تہذیب کے باقی اور وہ ذرہ شائستگی کے پاوا ہین۔ مگر یہ ہمارے بنگالی ماشا اللہ کس جنگل کی چڑیان ہین کہ واسطی نیزہ سرکنڈا۔ انگریزی تب ہولڈر چھوڑ کر صرف ہماری ہی کا قلم رکھنا پسند کرتے ہین۔

اسپیکر اپنی تقریر مین یہان تک پہونچا تھا کہ دفعۃً دھائین سے بندوق چلی اور سارا جلسہ دم کے دم مین برہم ہوگیا لہذا واپس چلے آئے۔ اگر آیندہ تاریخون مین پھر کوئی پروگرام شائع ہوا تو شریک جلسہ ہونگے ورنہ حضرات ناظرین اس رزولیوشن پر غور وفکر کرکے حکم مناسب دین فی الحال تو ممانور کا ٹکٹ لیتے ہین کیونکہ وہان بھی ہمدردی حیوانات کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا ہے۔ فقط

راقم۔ الو کی دم فاختہ

میرزا لاابالی کی شبرات

کیا شور ہے جہان مین کیسا ہجوم ہے — چلا پھر یہ کس روش کی کیسی یہ دھوم ہے
جاری ہر ایک سمت اداے رسوم ہے — حلوا چپاتی پکی ہوئی بالعموم ہے

اس کھلبلی مین پڑھتے ہین اطفال ہر گھڑی
آئی شب برات بہو ساس سے لڑی

دیکھو جدھر اک آگ برستی ہو ہر طرف — دنیا مین گویا نار برستی ہو ہر طرف
سوزش کی ہاتاپائی سے بستی ہو ہر طرف — عیش وخوشی زمانے مین سستی ہو ہر طرف

بی بی کو بھی باندی سناتی ہو یون کڑی
آئی شب برات بہو ساس سے لڑی

دود سیاہ چار طرف ابر بیز ہے — چنگاری اور آہین غضب برق ریز ہے
گولہ ہر ایک شور ہے یا رعد خیز ہے — اولے سے ہر تماشہ یہان تند و تیز ہے

بارش مین آگ کی بھی لگی ہو یہی جھڑی
آئی شب برات بہو ساس سے لڑی

پھرتے ہین آج لڑکے مچھندر بنے ہوئے — کرتب عجب دکھاتے ہین بندر بنے ہوئے
نعرے لگا رہے ہین قلندر بنے ہوئے — دریا مین آگ کے ہین سمندر بنے ہوئے

چڑھکر سناتی بادہوائی ہے یہ تڑی
آئی شب برات بہو ساس سے لڑی

سنگے سنگے پھرتے ہین لڑکے ادھر ادھر — بارود مین ہین غرق سیہ چہرہ سر بسر

جو اُٹھے تو سینہ اُبھار کے جو چلے تو ٹھوکریں مار کے

سوا ۶ توحید ن دہاڑیدن در آتش پریدن

کے کوئی مشغلہ نہیں بھلا یہ کون بات ہو۔ ہم آگ اور پانی سے کام لیں۔ بھرے بنا کے انجن چلائیں۔ ہوا اور بجلی۔ برق کے تال میل سے تار برقی۔ فوٹو گراف فونو فون۔ گرامو فون بنائیں آفتاب کی شعائیں پکڑ کے ایندھن کا کام لیں اور مصداق

یار در پہلو و من گرد جہان می گردم

ان حضرت شیر کو یون معلق اعنان چھوڑ دین۔ چونکہ انسان کہتا ہو کہ خدا نے مجھکو اس زمین پر خلیفہ بنایا تو پھر ان حضرت کو کیون نہ موڑ دین۔ تدبیر کا پروگرام یہ ہو کہ مونچھین اور ایال تو خدا نے خلیق بال خوری سی گرا ہی دیے ہین نامین ترشین جو باقی ہین انکو صرف نگر ... اور دم اور منھ سے آزاد دینا شائستگی کے موچنے سے چن ڈالنا باقی ہے اور بعد اسکے بال اڑانے کے صابون کا ایک ضماد عمر بھر کیواسطے کافی ہوگا۔ اگر اسپر بھی آنکھون کی چمک لہو کی گرمی۔ کان دم۔ اور کھال کی دھاریون سے کچھ شباہت باقی رہے تو اول اسکو انگریزی بیل کی طرح بدھیا بنانا چاہیے پھر اسکو پنجے کاٹ دینا چاہیے کیونکہ اسکی کلائی کی طاقت مشہور عام ہے۔ اسی طرح دم کترڈالنا چاہیے اور کان کسی خرگوش یا گدھے کے لاکے ٹانک دینا چاہیے۔ اس تدبیر کو عمل مین لانے کے واسطے خچر سازی کی تدابیر کرنے سے مطلب بآسانی پورا ہو جائیگا مگر اسمین دیر ہوگی یعنی ایک نسل کی مہلت درکار ہوگی۔ اگر یون مطلب نکل گیا تو خوش قسمتی ورنہ جب اسطرح سعی اور جد جہد قائم ہوئی تو خدا ہی نے کہا مطلب نہ ور حاصل ہوگا۔ اور ان بڑی کسر غذا کی رہی جاتی ہے اسکی نسبت اطمینان رکھنا چاہیے کہ نیچر نے شیرون کی غذا کا خود بندوبست کیا ہو اب بھی تازہ شکار کم ملتا ہو اور مردار خوری کی عادت نہین۔ پس مارے بھوک کے خود ہی گھاس پر گزارہ ہوگا۔ نیچر دانت۔ پنجے سب کی رفتہ رفتہ تخفیف کر لے گا۔ کیا وجہ خود بیکار چیز نہین دیتا اور جو عضو کام مین آتا رہتا ہو اسی مین طاقت رہتی ہو۔ اگر اسی طرح شیر نے بیل بدھیا اور گدھے کے صفات پیدا کر لیے تو اسکی بھی خوش قسمتی ہو کہ پھر جنگلون جنگلون شکار کی تلاش اور بہائم کی خونریزی کی تکلیف اٹھانی نہ پڑیگی بلکہ بجائے اور دھوبی از خود اسکے واسطے کھلی بھوسا نانی مہیا رکھین گے اور مزے سے زندگی کاٹے گا۔ ہان کبھی کبھی کاندھا لگ جایا کرے گا اور چوتڑون پر چابک کے گھاؤ پڑ جایا کرینگے وہ اس دوامی آرام آسائش کے مقابلے مین بے حقیقت ہین۔ پس یہ تدبیر لیسر اور خورش دونون کے واسطے سراسر مفید ہو۔ اگر وہ لوگ جو مسلمانون کی ترقی کی تدابیر مین سرگردان ہین۔ اس تجویز پر عمل کرین تو بہت مناسب ہے

ناظم۔ ڈرپوک ڈاردن

انقلاب زمانہ کا عملی تصرف

قطعہ

تھا طریقہ پیشتر لوگون کا یہ اے دوستو

من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

کچھ دنون سے ہو مگر مرغوب یہ طرز عمل

من ترا پاجی بگویم تو مرا پاجی بگو

اصلاح حسرت

اس عنوان سے ایک مضمون اکتوبر کے مخزن مین ہماری نظر سے گذرا چونکہ اس سے قبل وہ اعتراضات جو حضرت موہانی اڈیٹر اردوے معلی کی طرف سے مخزن کی نظم و نثر پر وقتاً فوقتاً ہوئی ہین ہم اچھی طرح دیکھ چکے ہین لہذا خصوصیت کے ساتھ ان مضامین کی نسبت صرف یہ کہدینا کافی ہوگا کہ اردوے معلی اور مخزن کے قابل قدر صفحے محض فضول و بیکار ضد اور ضد کے واسطے سیاہ ہوے ہین اور ان مضامین کی اشاعت سے جہان تک ناظرین کی بدمزگی کا اندازہ کیا جائیگا غالباً وہ تھوڑا ہی ہوگا کاش جسقدر اس تو تو مین مین وقت ضائع کیا گیا ہو کسی علمی مسئلہ پر گفتگو کیجاتی۔

اردوے معلی کا نوجوان اڈیٹر اپنے آپ کو نقاد سخن خیال کرتا ہو ہم نہین کہ سکتے کہ اسکا یہ دعوی کس حد تک صحیح ہو اور نہ یہ کہا جا سکتا ہو کہ تحقیق نامہ نگار مخزن نے قابلیت کے ساتھ ان اعتراضات اردوے معلی کے جوابات لکھے ہین۔ ہر جملے اور فقرے کے خاتمہ پر اسنے نہایت ہی بیرحمی سے شخصی حملے اور کریہ الفاظ استعمال کئے ہین۔ مضمون کی مجموعی نوعیت اسکو دوبارہ پڑھنے کی اجازت نہین دیتی۔ ہم اسوقت ہر دو مضامین کا موازنہ کرکے یہ نہین بتانا چاہتے کہ کس شخص کی زیادتی ہو بلکہ اردوے معلی و مخزن دونون پرچون کے اڈیٹرون کی توجہ اس مختصر مضمون کی طرف مبذول کرکے دوستانہ درخواست کرتے ہین کہ آیندہ سے بدزبانی سے گفتگو نہ کیا کرین۔ مضامین تنقیدی کا لکھنا اور شائع ہونا دونون باتین ضروری ہین مگر نہ اتنا کہ آپس مین جوتی پیزار کی نوبت آجاے کیونکہ اگر آیندہ بھی ان معزز پرچون مین ایسے ہی نالائق اعتراضات اور بے سر و پا جوابات کی اشاعت ہوتی رہی تو نہ صرف اصلاح زبان و قوم کا دعوی جو ان پرچون کے اڈیٹرون کی طرف سے کیا گیا ہو باطل ہو جائیگا بلکہ پبلک کی مشتاقانہ محبت آمیز نگاہین نفرت سے مبدل ہو جائینگی۔ اخیر مین صرف اسقدر گزارش کرنا اور مناسب سمجھتا ہون کہ مخزن کے معزز نامہ نگار اور اڈیٹر غالباً مجھکو بحیثیت نامہ نگار اردوے معلی ہا خیون مین نہ تصور کرینگے بلکہ وہ ان باتون پر غور کرکے ہمیشہ کے لیے ایک دستور العمل مرتب کرینگے۔

خاکسار سید محمد علی سعید امیٹھوی

گیدڑ کی موت آتی ہو تو شہر کیطرف بھاگتا ہو

یہ مثل تو پرانی ہے مگر آجکل کے واقعہ خیز زمانے نے اسکی یون ترمیم کی ہو کہ ریچھ کی جب موت آتی ہو تو شہر کی کچھار کی طرف رخ کرتا ہو۔

بجنسہ یہی حال آجکل روس کا ہو رہا ہو۔ جاپان سے لڑتے لڑتے ایسا جھنجھلایا ہے کہ بالٹک کا بیڑا لے کے نکلا تو کہان جاپان کے جہاز کہان آپ انگریزی بیچاری ماہیگرون کی کشتیون الجھکے انکو دریاے عدم کے پلے پار پہونچا دیا۔ پھر آپ جانیے شیر انگلستان دم کی اس زحمت کو کیون سہنے لگا اسنے بھی اس زور سے چنگھاڑ ماری ہو کہ سارا جنگل گونج اٹھا بقول شخصے گا بھون کے گا بھ۔ گر پڑے۔ پھر ا ہوا ہو کہ بڑے کے افسرون اور اصل بانیون کو سزا ے معقول دیجاے کہین دبی کے دھوکے کپاس نہ کھاے۔ اگر کچھ ہیجائیگا تو شہد کا مزا کر کرا کر دیا جائیگا۔ اور میان روس ... متفکر ہیں فکر نہ کی اور آنے کے کھٹے جنین جان ... کرتے ہین کہ دھوکے مین امیر البحر سے یہ گھبراہٹ ہو گئی۔ اسنے پہلے ہی سے کہدیا تھا کہ ہم

اندھے کی واد نہ فریاد اندھا مار بیٹھے گا

پر کارروائی کرتے جائین گے۔ ان کشتیون پر غنیم کا شبہ ہوا۔ مگر تو بہ کیجئے ان روباہ بازیون سے شیر کا غصہ ٹھنڈا ہو نیوالا نہیں کئی دفعہ روس سے اس قسم کی غلطی ہو چکی ہو جب سے لڑائی چھڑی ہو۔ اسی طرح جہازون کو ستاچکا ہو انکی طرح نہ دیجائیگی۔ دیکھا جاے روس کا ریچھ کیونکر غصہ فرو کرتا ہو۔ کیا وجہ اسنے یہ دفعہ کی چھیڑ خانی نکالی ہو۔ یہ نہین جانتا نعوذ باللہ من غضب الحلیم کا معاملہ اگر پیش آگیا تو اس دل لگی بازی کا مزا چھٹی کا دودھ یاد دلا دے گا۔ اور روس یہ شعر پڑھتا پچھتائیگا۔

دھول دھپا اس سراپا ناز کا شیوہ نہ تھا

ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن

توکل علیہ الرحمتہ

طاعون علیہ ما علیہ سردی کے ساتھون ساتھ آہستہ خرام بلکہ مخرام ... زہے قدرت ہزار جانست برحمل کرتے ایک دو کاشتگون کے طور پر شکار کر لیتے ہین۔ معلوم ہوتا ہو یا تو آب و ہوا کا ہی اور سہل انگاری کی افیون نے اثر نا پیر ہی خوب کیا ہو یا خوا آئے ہی اس دریے مین کہ بیٹھے ہین۔ بہرحال اس سستی پر چندان اعتراض و اکثر ان نہین جبتک اس مغلستان نی پردہ کافی مقدار مین بڑھ لے تب تک فی الحذر امن رہے تو عجب نہین۔

اتم۔ اکتوبر کو غفرتی ہوسو ... تب ۸۔۹ بجے صبح کے درمیان چلے گی۔ لو سکھ کیان کھلی رکھین۔ مگر شہر مین تو کوئی دھماکا سنا نہین گیا۔

ناخلف نور چشم

بقیہ مضمون ۲۰- اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء

پیسہ وذ ہنسکر، ڈرتی نہیں - کچھ نہیں تو طوطی را با زاغے ہم قفس کردند کا تماشہ تو دکھائی دیگا

نور چشم - (کوٹھری میں جاکر) آپ غریب بھی ہیں -

پیسہ - حضور کے اقبال سے -

نور چشم - بھئی جلدی لوٹنا (دونوں شہدے) دروازہ بند کرکے چلو اب میاں یحیی سے روپیہ تو پہلے لین پھر دیکھا جائیگا -

چھٹا سین

(شہر کے باہر لب دریا سبزہ زار - لوگوں کی چیخ پکار - توپخانہ کی سلامی کی آواز نواب بہادر اور فتح الملک داخل ہوتے ہیں -)

فتح الملک - بھئی تم درحقیقت درست ہو -

نواب بہادر - بھئی تمہارا تعصب بھی عجیب ہی - وہ تمہارا کمینہ عزیز سزا پائیگا -

فتح الملک - نہیں میں بدلا نہیں چاہتا -

نواب بہادر - میں بھی یہی چاہتا ہوں لیکن انصاف ہونا چاہیے گلشن آرا کے کیا حالات ہیں -

فتح الملک - مجھے شادی سے نا امیدی ہوگئی ہی

نواب بہادر - خیر کچھ تو امید باقی ہی -

فتح الملک - اگر اس لڑکے نے انگوٹھی نکال لی تو سب کچھ ہے -

نواب بہادر - خیر اگر یہ نہ بھی ہو تو مجھے بڑھکر آج اس شہر میں کوئی ذی اقتدار نہیں خود بادشاہ سلامت بھی میری عزت کرتے ہیں میں تمہاری حمایت کروں گا اور شاہ کے سامنے بھی پیش کروں گا -

(یحیی - جمال آرا - کلیم اور برخوردار داخل ہوتے ہیں)

کلیم - میاں یحیی ہم لوگوں کو آپنے بچا لیا ہم آپ کے بندۂ بے درم ہو چکے

یحیے - بس رہنے دیجئے اسکا ذکر نہ کیجئے -

کلیم - اوہ کیسے بدمعاش لوگ ہیں -

یحیے - لیکن آپ نے یہ نہ بتایا کہ آپ اور لڑکا دونوں کیسے پھنس گئے -

کلیم - حضرت یہ قصہ بہت طویل ہی مختصر یہ ہی کہ میرا لڑکا کسی امیرزادہ کے دھوکہ میں وہاں پکڑ گیا تھا -

نور چشم - (الگ) ابھی یہ بات کامل طور سے میرے جی سے نکلی نہیں کہ میں امیرزادہ نہیں ہوں -

یحیے - کیسا عجیب واقعہ ہی

کلیم - میاں مجھے اگر تمنے اسکی باتیں وہاں سنی ہوتیں تو تم شرم سے گڑ جاتے -

نور چشم - (کلیم سے) تم خود گڑ مرجاؤ -

کلیم - اسنے اپنے باپ کو بڈھا خبیث بھی کہا تھا

نور چشم - میں تمہیں اپنا باپ نہیں مانتا - ان دونوں شریف آدمیوں نے جیل میں مجھ سے قسم کھائی کہ تم امیرزادے ہو

کلیم - کیا تجھے ان دغاباز گرہ کٹ بدمعاشوں کی بات کا یقین بھی ہی -

نور چشم - ہاں تمہارے جرجی میں آئے انکے پیٹھ پیچھے انھیں برا بھلا کہلو - لیکن وہ میرے شاہد ہیں تمہیں شرم لینا ہی جبھی تو تمہیں انھیں پیش کرنے کی جرأت نہیں ہوتی

کلیم - بے وقوف جب انکی دغابازی میاں یحیی کو معلوم ہوئی وہ اپنی جان لیکر بھاگے -

نور چشم - بڈھے میں کہتا ہوں کہ ابھی مجھے کامل یقین نہیں قبول کرے پیچ ہی قبل اسکے کہ وقت گزر جائے -

یحیے - بادشاہ سلامت تشریف لاتے ہیں - آؤ آؤ شور کی آواز

نور چشم - اورنگ باران دیدہ - میں بھی جاتا ہوں ابھی بادشاہ کے قدموں پر گرکے عرض کروں گا کہ حضور ایک مظلوم یتیم کی داد رسی فرمائی جائے دیکھو تو کیسی سزا پاتا ہے

ساتواں سین

روز عید - شاہی کشتی ساحل پر بادشاہ کنارے پر کھڑا ہی امرا کا حلقہ جسمیں گلشن آرا - وزیر اور نواب بہادر بھی ہیں بادشاہ کے ارد گرد ہیں فتح الملک الگ کھڑا ہی برخوردار - کلیم - یحیی - اور جمال آرا دوسرے گروہ میں (شاہی باجا - شور و غل - تماشوں کی بھیڑ بھاڑ -)

نواب بہادر - (شامت) خدا حضور والا کو یہ دن مبارک کرے اور بہت دنوں تک تخت سلطنت پر قائم رکھے -

شاہ - میں تیری دعا کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

نواب بہادر - حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب لڑائی سے لوٹکر آئیگا تو جو کہا کرے گا بخش دیا جائیگا -

شاہ - اگر تیری خواہش کی خبر میرے اختیار میں ہوگی تو میں ضرور اپنا وعدہ پورا کروں گا -

نواب بہادر - حضور وہ ایک امیرزادہ کھڑا ہی جو اسی شہر میں بہت دنوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے -

برخوردار - (الگ) آہ آہ - اپنے بشرہ سے بے چینی ظاہر کرتا ہے

نواب بہادر - جو کچھ دن ہوے خوفناک قید خانے سے نکل بھاگا ہی

برخوردار - (الگ) ہاں یہ میں ہی ہوں -

نواب بہادر - میں اسکو حضور میں پیش کرتا ہوں - حضور اسکی ملک و معاش کی حفاظت فرمائیں - یہ میرا بڑا رفیق ہے

برخوردار - (دل میں) میں نے اس آدمی کو کبھی نہیں دیکھا

شاہ - وہ چاہے کوئی ہو میری دوستی کا مستحق ہے -

برخوردار - (الگ) میری قسمت جاگی -

نواب بہادر - ادھر آؤ نواب مرزا - فتح الملک -

برخوردار - (آگے بڑھکے) حضور حاضر -

شاہی گارڈ - الگ ہٹ - پیچھے ہٹ تو نہیں ہے - (برخوردار کو) پیچھے دھکیل دیتا ہی - کلیم اسے پکڑ لیتے ہیں - لیکن وہ چھڑانے کے لیے تڑپتا ہے -

فتح الملک جھککر پابوسی کرتا ہی -

برخوردار - کیا یہاں اس نام کے دو ہیں -

فتح الملک - (شاہ سے) حضور - عالیجاہ میرا انصاف فرمائیں

شاہ - ضرور - اٹھو نواب فتح الملک اٹھو - (نواب بہادر سے) میں اسکا سب قصہ جانتا ہوں اسکا کمینہ عزیز سزا پائیگا (باڈی گارڈ کے سردار سے) دیکھو بختیار کو گرفتار کرکے حاضر کرو - (سردار جاتا ہے)

فتح الملک - عالیجاہ میرے دل میں نفرت کی جگہ محبت ہی بختیار کی جان بخش دیجئے - لیکن گلشن مجھے دلا دیجئے -

وزیر - عالیجاہ - انگوٹھی والی شرط یاد فرمائیں

نواب بہادر - اور حضور میرا انعام -

شاہ - یعنی اسکے باپ نے قسم کھائی ہی کہ جبتک وہ انگوٹھی نہ آئے جو میں نے بعد نماز عید دریا میں ڈالی ہے شادی نہیں ہوسکتی -

فتح الملک - (رو کر)

ہی مسیحائی اجل کو تیرے بیمار سے ناز کسکو دنیا میں نہیں طالب دیدار سے ناز
نازبرداری بجز ابد مشکل ہی الغرض کیجے تو کبتک کسی غمخوار سے ناز
لن ترانی کی صدا کوہ پر ابتک ہی بلند
اب تو کرتے ہو نہیں طالب دیدار سے ناز

شور ہوتا ہی اور اکبر پانی سے نکلکر بادشاہ کی طرف آتا ہے -

اکبر - واللہ یہ تو درحقیقت وہی ہی -

بادشاہ - (وزیر سے) لے دیکھ (انگوٹھی وزیر کو دیتا ہی)

وزیر - تعجب ہے (انگوٹھی دیکھکر) اعجاز ہی - خدا کی شان تمہیں اسکے لیے بہت گہرے تک جانا ہوا -

اکبر - بہت گہرے تک -

وزیر - نواب فتح الملک میں تمہیں اپنی لڑکی دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں (دونوں ہاتھ پکڑ کر ملا دیتا ہی)

اکبر - اب میں خیال کرتا ہوں کہ اب میرا جمال آرا سے فیصلہ ہو جائیگا -

جمال آرا - (خفا ہوکر) فیصلہ ہو جائیگا - کیوں نہیں - بڑا فیصلہ والا -

جاپان

بقیہ مضمون ۲۴ اکتوبر [illegible]

گذشتہ جولائی رسالہ مصنوعات (؟) میں جو بھی جاپان کی دستکاری اور نقاشی کے متعلق کئی مضمون ۱۸۹۸ء سے ۱۹۰۸ء تک شائع ہوئے ہیں اور ۱۹۱۱ء میں ایک کتاب [illegible] کی شائع کی ہے جسمیں جاپان کے خاص مصنوعات اور سامان کا مختصر حال اور تصویریں بھی موجود ہیں۔

جاپانیوں کی صنعت و حرفت میں مثل یورپ کے ایک طریقہ کو دوسرے طریقہ کے ساتھ شامل نہیں کیا گیا ہے ورنہ زمانہ قدیم سے جو طریقوں کی نقل کی ہے انکے ملک میں اہل حرفت اپنی مرضی کے مطابق [illegible] ہیں اور آئندہ بھی انکے طریقوں کا اثر بالکل نہیں ہوا [illegible] اسی وجہ سے انکا سامان سب سے نرالا معلوم ہوتا ہے چین کی خوبصورت چیزوں کا جاپان سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جاپانی اپنے اُستادوں سے زیادہ باکمال ہیں اور انکا طریقہ بالکل جداگانہ ہے چینی اور مٹی کے برتن برنجی سامان اور پارچہ [illegible] وغیرہ کی نسبت مسٹر لنگ نے خوب لکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم جاپان کے آرائشی سامان کو غور سے دیکھیں تو ہمکو اسمیں اول درجہ کی خوبصورتی موزونیت - اعلیٰ درجہ کی کاریگری اور بناوٹ کی درستی فوراً ظاہر ہوگی اور معلوم ہو جائیگا کہ ہم نہایت معمولی شی کی قدر کیوں کرتے ہیں اور جاپان کا سامان کیوں اتنا نفیس معلوم ہوتا ہے۔

صنعت و حرفت کا دیسی اسکول

جاپانیوں نے بحیثیت ایک قوم کے زیادہ تر آرائشی سامان تیار کرنے میں کوشش کی ہے اور محض تجارت کی غرض سے اس فن میں کمال حاصل کیا ہے۔ علم مصوری جسکی یورپ میں قدر ہے جاپانی بہت کم جانتے ہیں اور یہ لوگ زیادہ تر قدرتی اشیا کی تصویر کھینچنے کا کام سیکھتے ہیں۔ ہر شی کی تصویر اس خوبصورتی سے کھینچی جاتی ہے کہ بالکل قدرتی معلوم ہوتی ہے گو انکے پھول اور جانوروں کی تصویریں بالکل قدرت کے مطابق نہیں ہوتیں مگر تاہم ہر پھول اور جانور کی تصویر سے قدرت کا جلوہ نظر آتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ دستکار نے ذرا ذرا سی بات نوٹ کرکے تصویر تیار کی ہے گھاس کا تنکا تنکا اور ہر پھول پتی کو نہایت شوق سے دیکھا ہے اور اسکے نقل کرنیکی کوشش میں کامیاب ہوا ہے۔ بعض مصنف اس بیان سے اختلاف کرتے ہیں مگر انکا خیال محض غلط ہے اور جاپانی دستکاری کی ایک ایک چیز اسکی تردید کر رہی ہے۔ کمتر درجہ کے کام میں بھی انکی ہوشیاری پائی جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے بڑے غور کے بعد وہ چیز بنائی ہے غرضکہ اس بات کا ثابت کرنا دشوار نہیں ہے کہ جاپانیوں نے موزونیت اور خوبصورتی کا اصول قدرت سے حاصل کیا ہے۔

خصوصیت

جاپان کے فن میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ قدرتی اشیا مثلاً پرند پھول اور مچھلیوں کی نقل کرتے وقت اپنی طرف سے بھی کچھ اضافہ کر دیتے ہیں اور اس اضافہ کی وجہ سے تصویر میں بڑی نفاست پیدا ہو جاتی ہے۔ اہل چین کی پیچیدہ حروف کی نقل اور ہزاروں سال کی مشق اور [illegible] کی قوت پیدا کرنے کے بعد انمیں یہ بات پیدا ہو گئی ہے اور برش سے کام لینے میں کمال رکھتے ہیں۔ سیکڑوں برس تک نقل کرتے کرتے انکو یہ کمال حاصل ہوا ہے اور چین اور جاپان دونوں ملکوں میں ایک نقطہ میں بھی بال برابر فرق آجانا خوشنویسی میں سخت عیب سمجھا جاتا ہے چنانچہ جب تصویر کھینچنے کا موقع ہوتا ہے وہ نہایت غور سے کام کرتے ہیں اور ذرا سا عیب بھی انکی نظر سے بچ نہیں سکتا۔ جاپانی خواہ کسی چیز کو سامنے رکھکے نقل کرے خواہ کسی جانور کی شکل کو اپنی مرضی کے مطابق کسی درخت کی شاخ پر یا اور کسی مقام پر بیٹھانا چاہے دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہوتا ہے اور اعلیٰ درجہ کی تصویر تیار ہوتی ہے یہانتک کہ ہر سطر بلکہ نقطہ میں کچھ نہ کچھ خوبصورتی پائی جاتی ہے۔

خوبصورت چیز کی تصویر بناتے وقت جاپانی مثل اہل چین کے چپٹی تصویر بناتے ہیں اور اسی وجہ سے انھوں نے علم مصوری میں (یعنی آدمیوں کی تصویر کھینچنے میں) زیادہ ترقی نہیں کی ہے مسٹر لنگ اور چند دیگر مصنفوں کی رائے ہے کہ اہل جاپان تصویر میں عکس بنانا نہیں جانتے۔ مگر چونکہ چپٹی تصویر بناتے ہیں انکو اسکی ضرورت بھی نہیں ہوتی ہے۔ ان لوگوں کو تصویر میں اتنا کمال نہیں ہے جتنا ایک خوبصورت اور آرائشی شے کے بنانے میں انکے رنگ اور بناوٹ نہایت خوبصورت اور موزون ہوتے ہیں ہاتھ کا ہلکا پن اور قلم کی کاریگری ہر پتی اور پھول میں دیکھی جا سکتی ہے۔

جاپانیوں کو اڑتے ہوئے جانوروں اور چلتی ہوئی مچھلیوں کی تصویر بنانے میں زبردست مہارت ہے اور یہی کام سب سے مشکل سمجھا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ جاپانی فن کی ترقی کا زمانہ گذر گیا اور جس حالت میں کہ انکو مشق کا موقع ملا تھا اور کمال حاصل کیا تھا وہ اب نہیں ہے اور نہ اسکی آیندہ امید ہے۔ زمانہ سابق میں [illegible] دستکار عموماً ایک ہی شخص ہوتا تھا اور شاگرد بھی ہوتے تھے تو انکے تعلقات انکے سردار سے قریب قریب یکسان تھے کیونکہ سردار انکو دونوں کی معاش کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔ البتہ دستکاروں کی زیادہ قدر ہوتی تھی اور اسی وجہ سے شوق زیادہ تھا نیز اسوقت جاپان کے تعلقات غیر ممالک سے زیادہ بڑھ گئے ہیں اور اسکو مثل سابق کے تنہائی کا موقع نہیں مل سکتا۔ ایسی حالت میں جاپانیوں کے فن کا تنزل اغلب معلوم ہوتا ہے اور اسکا کمال انتہا تک پہنچ چکا ہے۔ اگر یہ رائے درست ہو اور ممالک غیر کے خراب اثر نے انکی طبیعت کا مذاق خراب کر دیا ہو اور زوال شروع ہو گیا ہو تو ہم لوگوں کو مسٹر باوس اینڈرسن [illegible] اور مسٹر لنگ جیسے اشخاص کا نہایت شکر گذار ہونا چاہیے کیونکہ انھوں نے جاپان کی ان بیش بہا چیزوں کو محفوظ رکھنے کا انتظام کیا ہے جو جاپانی قوم کا باعث فخر ہو سکتی ہیں۔

جاپانی فن میں ایک خاص بات اور بھی ہے اور وہ یہ کہ یکسانیت نہیں پائی جاتی اور ہر چیز کا ڈھنگ نرالا ہے آپ ایک چیز کے مطابق ہرگز نہ پائیں گے کیونکہ جاپانی ایک ہی طرح کا کام کرنا معیوب سمجھتے ہیں اور یکسانیت کی بدمزگی برداشت نہیں کر سکتے [illegible] ایک ہی طرح کی چیز [illegible] ہے اور دو چیزیں بالکل یکسان و مقابل نہیں ہو سکتیں جیسے قدرتی اشیا میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ایک درخت کے دو پتے بھی یکسان نہیں ہوتے اسی طرح جاپانی بھی دو چیز بلکہ ایک چیز کے دو حصے یکسان نہیں بناتے اور انکا دستور ہے کہ کسی چیز کو دو برابر حصوں میں تقسیم نہ کرینگے۔ یہی وجہ ہے کہ جاپان کے فن نقاشی میں جدت پائی جاتی ہے اور موزونیت کے خیال میں انکو اہل یورپ سے اختلاف ہے۔ وہ لوگ قانون قدرت کے مطابق کام کرتے ہیں اور جس اصول کے مطابق قدرت نے دھاریدار جانوروں کی کھال بنائی ہے اسی اصول پر جاپانی تصویر بنانے میں عمل کرتے ہیں اگر ہم کسی شیر کو دیکھیں تو اگرچہ اسکی ہر ایک دھاری مختلف ہے مگر تاہم موزونیت کا اعلیٰ نمونہ ہے یہی قانون پرندوں کے پر اور تیتروں کے بازوؤں اور دیگر جانوروں کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے اور اسی کے مطابق جاپانی پھول پتیاں وغیرہ بناتے ہیں اور نقاشی کو زینت دیتے ہیں۔

کئی پھول بھی مندرجہ بالا اصول کی تشریح کے لیے پیش کئے جا سکتے ہیں اور کئی کرم بھی موزونیت کی بے نظیر مثالیں ہیں۔ اکثر پھولوں کی پتیاں یکسان دکھلائی دیتی ہیں مگر دراصل چھوٹی بڑی ہوتی ہیں اور رنگ میں بھی کسی قدر فرق ہوتا ہے۔ مگر مجموعی حالت میں عجیب و دلفریب معلوم ہوتی ہیں اور کوئی نقص نکالا نہیں جا سکتا چنانچہ نقاش بھی اسکی تقلید کرتا ہے اور ہر نقش و نگار کو ایک دوسرے سے مختلف بنا کر ایسی دلکش اور دلفریب شی تیار کرتا ہے کہ اسمیں سوائے خوبی کے کوئی نقص نظر نہیں پڑتا۔

اگر مستطیل کی شکل کا صندوق سامنے رکھا جائے تو جاپانی اسکو دو حصوں میں تقسیم نہیں کریگا بلکہ ترچھی سطر کھینچ کر تصویر بنائیگا۔

(باقی)

پیرس کی کھچڑی.

ضرور ہوا اس گئے گذرے حال میں بھی خدا رکھے ہندوستان میں مسلمان محقق - عالم فلسفی - انشا پرداز موجود ہیں جنکو بغیر خودبخود بغیر کسی قید اور چندہ اور کانفرنس اور الفرض اسلاف نواب محسن الملک صاحب کی سرگشتی وغیرہ کے پیدا کر رہا ہے دیکھئے سر سید احمد کو کسی یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ نہ تھے مگر (؟) استاد بے نظیر تعلیم یافتگان کہنا بیجا نہیں - انھوں نے اسلامی مسائل قرآن و حدیث و فقہ کو متعلق کچھ لب پر لانے ہی کی تھی کہ چند بندگان خدا و پابندان مذہب اسلام مرد میدان بنکر سر سید کی خبر گیری کو ایسے موجود ہوے کہ غالباً تا زیست سر سید کو اپنی اُس لغزش اور خفت کا رنج رہا ہوا سی طرح سے بعض انھیں تعلیم یافتگان سے پبلک پلیٹ فارم پر ایسے نمودار ہوے جنھوں نے اسلامی مسائل و مستحسن عملدرآمد قدیم کے اصلاحات و تبدیلیات کی متعلق ہذیان سرائی کی (۱) قرآن مجید کی آیتون کے تراجم کو نمازون مین پڑھنے کی تحریک (۲) اصلاح معاشرت و تمدن مین چند جدید لذیذ اصلاحات (۳) پردہ دری نسوان و فواید تعلیم نسوان مین یورپ کی آزادی کی تقلید - و اجرائے رسالجات متعلقہ نسوان (۴) عربی زبان اور اسکے علوم کے غیر افادت و تذلیل (۵) اسلامی میراث کے مسائل کا زمانہ حال کے نامناسب ہونا - اور بدین وجہ ایمین ترمیم کا ہونا (۶) نماز کے تعین اوقات کی عدم ضرورت جس سے آفسون اور کچہریون اور تفریحگاہون اور ناچ کے جلسون مین آنے جانے مین ہرج واقع ہوتا ہو (۷) روزہ مضر صحت ہوتا ہے (۸) اسلامی مسئلہ طلاق اچھا نہونا (۹) پیغمبر خدا مکہ مین نبی تھے - مدینہ مین بادشاہ (۱۰) مکہ مین جو آیتین قرآن کی نازل ہوئین وہ دین مین اور آیات مدنی متعلق بہ تمدن ہین جنمین بمقتضاے ضروریات و حاجات اصلاح اور تبدیل کیا جاے (العیاذ باللہ) تلک عشرۃ کاملہ ایسے مباحثات از جانب تعلیم یافتگان خدا جزاے خیر دے انکو جنھون نے اپنی عمدہ تعلیم یافتگی کے ثبوت دیتے ہوے ہمکو اُن گوشہ نشین حضرات کی بھی خبر دی جنکے تردیدی مضامین اخبارات مین شائع ہوے اور ہو رہے ہین اور ہون گے پس تعلیم یافتگان کے عموماً اور خانہ ساز مسٹرون کی خصوصاً نظر توجہ مرقومہ بالا پر ہم شکر گزار ہین تھینک یو - بلاک جنٹلمین سکالا صاحب بہادرس - اینڈ اڈیٹر صاحبان گوڈ بائی -

بقلم - ر ح - م - د

کیا علیگڑھ کالج کے منتظمین اور ان کی کانفرنس اور چندہ دہندگان اس مضمونکو پڑھینگے

اڈیٹر صاحب - روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۳ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء

اسوقت ہمارے سامنے ہو جسکے صفحہ ۲ مین متلاشیان روزگار کو بشارت ہے کے ذیل مین مندرج ہو - ایک مڈل پاس کی ضرورت ہو تنخواہ علاوہ ست چھ روپیہ - درخواست بنام اللہ یار خانصاحب - احاطہ بالک رام لنڈا بازار لاہور - دیگر - ایک مڈل پاس یا انٹرنس پاس کی ضرورت ہو تنخواہ چھ روپیہ سے آٹھ روپیہ تک درخواست بنام منشی بالک رام لنڈا بازار لاہور

ہمکو یاد پڑتا ہو کہ مبین مال اودھ بنگال ہائی کورٹ کے ایک جج صاحب تھے جنکا اسم گرامی لوکس جیکسن تھا - یہ صاحب بہادر نہایت ہی متبع - نازک مزاج - فی الحال مغلوب الغضب اور بسا اوقات یوروپین جنٹلمینون کے خلاف اپنے ملاقاتیون سے یکجائی اور ایک ہی جلسہ اور نشست مین ملاقات کرتے تھے ایک دن کا ذکر ہو کہ چند حضرات انکے پاس بیٹھے تھے کہ ایک بنگالی معزز مسلمان تشریف لائے اور بیٹھ گئے - جج صاحب بہادر نے اُنسے روے سخن کرکے یون فرمایا کہئے کیا خبر ہو - بنگالی مسلمان نے بکشادہ پیشانی جواب دیا کہ خدا کا شکر ہو کہ اب مسلمان بھی خواب غفلت سے بیدار ہو چلے اور انگریزی مدارس مین اپنے اطفال کو بغرض حصول تعلیمات بھیجنے لگے - اور نہین سے اکثر انٹرنس اور ایف اے اور بی اے بھی پاس کر چکے - اور گورنمنٹ نے بیغہ ملازمت و خدمتگزاری مین داخل ہونے لگے ہین اور یہ امر نہایت خوشی کا ہو -

جج صاحب بہادر نے فرمایا کہ ہم صرف اتنی ہی ترقی سے ہرگز خوش نہین ہو سکتے - البتہ اسوقت خوش ہونگے اور ہندوستانیون کی واقعی ترقی کی تعریف کرینگے جب ہم دیکھین گے کہ ہماری کوٹھی مین جو بھنگی (خاکروب) ملازم ہو اسکے ہاتھ مین بی اے اور ایم اے کی سند ہوگی -

اس تقریر کے بعد وہ مسلمان اور دیگر حاضرین جلسہ جو ہندوستانی تھے نہایت خفیف اور شرمندہ ہوے -

آمدم بر سر مطلب ایک تو گورنمنٹ عالی نے ہندوستانیون کی تعلیمات کو باجراے قواعد و قوانین ایک حد تک ایسا سخت کر دیا ہو جس سے بعض حضرات بدین نظر گورنمنٹ کے شکر گزار ہین کہ نہ ویسی اعلی تعلیم ہوگی اور نہ اعلی تعلیم یافتگان ہونگے جس سے جج صاحب بہادر کی ارشاد کی تصدیق ہوگی - مگر مذکورہ بالا اشتہار مندرجہ پیسہ اخبار اور نیز علیگڑھ کانفرنس کی کوششین متعلق تعلیمات یونیورسٹی و فراہمی چندہ - بالخصوص وکٹوریہ - ڈون روپی فنڈ - اور نواب محسن الملک کے دورہ اور زرکشی کو دیکھتے ہوے یون ہی شبہ سا ہوتا ہو کہ درحالیکہ علیگڑھ مین اعلی تعلیمات کا سرمایہ اور انصرام ہو گیا اور اعلی تعلیم بھی جاری کر دی گئی تو بعد الیوم اسکے اعلی تعلیم یافتگان کیا کرین اور کس زمین پر رہین گے - اور قوت لایموت کسطرح سے پیدا کرین گے کیونکہ گورنمنٹ کا صیغہ ملازمت بوجہ کثرت تعلیم یافتگان کو دیکھ لیا کبھی اور جج کے عہدے سے نہین ہو سکتا - وکالت اور بیرسٹری کا بھی ایسا ہی حال ہوگا - پس سوال یہ ہو کہ کیا جج صاحب بہادر کی پیشینگوئی صحیح ہوگی -

راقم - س - م - د

توکل علیہ الچراغان

ایک حساب سے شاہ لکھنؤ کو داخل بحق ہوئے تو زمانہ گذر گیا بلکہ بیسیوں ہی آگئی پھر مزار مقدس پر چراغان بھی ہوا چاہیے - بس ابھی کو چاہیے دوالی کا تہوار جانئے چاہیے حضرت کے مزار پر چراغان - رہا یہ اعتراض کہ تہوار ہندوون کا اور مزار شاہ صاحب کا - اسکا یہ جواب ہے کہ یہ ہندو و مسلمانون کا اتحاد ہو جسکے لیے ہمارے شہری ہمعصر اتحاد اسقدر ساعی ہین کیا معنی کہ اس فصل مین جو سے کے جھگڑے مین اکثر ہندو و مسلمان دونون میل جتے ہوتے ہین بات یہ ہو کہ بے دولتی نے طمع منفعت پر دونون کو آمادہ کر دیا ہو - جب دیکھتے ہین دنیا مین جائز تدبیرون سے کمائی نہین کر سکتے تو محض بخت کے تکیہ نادیدان کا سہارا لگا کے اتفاق پر قسمت آزمائی کرتے اور اکثر گروہ سیہ رو کے تہیدستی کے نشہ مین سیہ مستان حال و قال کی طرح -

جو دل قمار خانے مین بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

مخلع بالطبع کو دستے پھاندتے ہین - ہان اس مزے مین کھنڈت ڈالنے کو کبھی گھوڑ دوڑ صاحبہ کئی روز پہنے سے پہلے بمصداق جلدی کام شیطان کا بازی جیت چکین تھین - جیب اور کیسے خالی کر گئی تھین -

میان طاعون نے بھی پھر برجو جانون پر داؤن لگایا ہے اُسمین بھی دون بلکہ اس سے زیادہ نوبت آتی ہو - چونکہ انکے بہر حال پو بارہ ہی ہوتے ہین اس سے جو ہارے وہ کیونکر جیتا کہا جا سکے -

باقی بجز کیفیت چراغان بے روغن کے کیفیت دوالی کیا عرض ہو -

استفسار

دیوان غالب اردو کی ایک شرح مولوی عبد الجلیل صاحب مدرس عربی الہ آباد نے لکھی تھی عرصہ ہوا کہ میری نظر سے گزری تھی - کیا کوئی صاحب ناظرین اخبار بتا سکتے ہین کہ اب کیونکر اور کہان سے دستیاب ہو سکتی ہو - جن صاحب کو پتہ معلوم ہو بذریعہ دفتر اودھ پنچ مطلع فرمائین - راقم الحروف ممنون ہوگا -

احمد - امیٹھوی

جاپان

بقیہ مضمون ۲۳ - نومبر ۱۹۰۶ء

اور اگر صندوق گول ہوا تو تصویرین بجائے دائرہ کھینچنے کے ایک اندر دار سطر سے اُسکا خاکا بنائیگا اور اُسکے چارونطرف بیل وغیرہ بنا کر اسکو خوبصورت کریگا۔

رنگ آمیزی مین بھی یہی بات پائی جاتی ہی اور گو بعض رنگ شوخ ہوتے ہین مگر تاہم ناموزون نہین دکھائی دیتے مثل دیگر مشرقی اقوام کے انکو شوخ رنگون سے ایک قسم کی الفت ہے مگر تصویرون مین نہایت ہوشیاری دکھلاتی ہین اور بعض اوقات تیز اور شوخ رنگ ہی غضب کرتے ہین۔

جاپان کی نقاشی کی نسبت اس مختصر ذکر کے بعد جسمین عام اصول اور خوبیون کا تذکرہ کیا گیا ہی ہم صنعت و حرفت کا ذکر کرنا چاہتے ہین اور چونکہ طولانی بحث کے لیے گنجایش نہین ہی چند مصنوعات کے تذکرہ پر ہی اکتفا کیا جائیگی۔ اخیر مین ہم یہ اور کہنا چاہتے ہین کہ جاپانیون مین نقاشی کا مادہ ایسا زبردست ہی کہ ہر چیز کو خوبصورت بنا لیتے ہین اور دیکھنے سے ہی معلوم ہو جاتا ہی کہ یہ جاپان کی بنی ہوئی ہی۔

چینی اور مٹی کے برتن

اس امر پر مدت سے بحث ہو رہی ہی کہ جاپانیون سنے مٹی اور چینی کے برتن کا بنانا کہان سے حاصل کیا۔ اکثر اصحاب تو اس امر سے اتفاق ہی کہ زمانہ سلف مین کوریا کے چند پیشوا ے مذہب نے چین مین جو ایشیا کے مشرقی نصف حصہ مین سب سے زیادہ تہذیب یافتہ شمار کیا جاتا تھا۔ یہ علم حاصل کیا اور جاپان مین کارخانہ کھولا اس امر کی بھی شہادت موجود ہی کہ جاپان اور چین کے باشندے خود بھی اس فن مین ترقی کرتے رہے اور ایک دوسرے سے بھی مدد لی۔ اس طریقہ سے دونون ملکون کو فن مین کمال حاصل ہوا اور ہر ایک نے نئی ایجادین بھی کین چینی کے سخت برتن طیار کرنے کا طریقہ اہل یورپ کو نہایت محنت و مشقت کے بعد نصیب ہوا اور چین اور جاپان سے ہی برتن لے جانے پڑے۔ اس راز نہانی کو کسی چینی اور جاپانی نے ابتک ظاہر نہین کیا ہی۔

زمانہ حال مین گو یورپ مین کارخانون نے بھی ترقی کی ہی مگر ابتک وہ لوگ کئی امور سے ناواقف ہین اور روغن اور میناکاری کا کام اور بیضاوی پیالہ تیار کرنا انکے امکان سے باہر ہے۔

اہل جاپان چینی کے برتنون پر روغن کرتے ہین اور انھون نے بھی زمانہ حال مین ہی یہ کام شروع کیا ہی مگر روغن پختہ نہین ہوتا اور اکثر اڑ جاتا ہی مگر چین کی برابری نہین کر سکتا خصوصاً ان بیش بہا برتنون کے مقابلہ مین جو شاہان خاندان مینگ یا اٹھارہوین صدی مین تنگی کے زمانہ مین بنائے گئے تھے۔ جاپان کے برتن بہت خراب ہوتے ہین مٹی اور پتھرون کے برتنون کی نسبت جو ستسوما اور ہیزن اور جاپان کے دیگر صوبجات مین تیار کیے جا سکتے ہین کہا جا سکتا ہی کہ وہ اپنی نظیر دنیا مین نہین رکھتے۔ چونکہ جاپانی انسان کی تصویر بنانے مین قاصر ہین وہ یونانی پیالہ تیار نہین کر سکتے مگر پھول، پرند، مچھلی اور کیڑون کی تصویرون مین اہل یونان نے بھی جاپان کے برابر کمال حاصل نہین کیا۔ بعض معمولی برتن بھی جو صرف انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے بنائے جاتے ہین نہایت خوبصورت ہوتے ہین اور بعض پر انگوٹھے کا نشان تک نظر آتا ہے۔

جاپان کے چینی اور مٹی کے برتن بموجب رائے مسٹر فرینک تین حصون مین تقسیم کیے جا سکتے ہین (۱) مٹی اور پتھر کے معمولی برتن (۲) روغن کیے ہوے برتن جنپر رنگ برنگ کا نقش ہوتا ہی اور زیادہ تر گلابی رنگ دیا جاتا ہی (۳) چینی کے سخت برتن۔ انکا مختصر حال اور مٹی تیار کرنے کی ترکیب وغیرہ جاپانی کمیشن کی رپورٹ ۱۸۷۶ء مین شائع ہو چکی ہے۔

جزیرہ کیوشیو مین چینی کے برتنون پر نقاشی اور روغن کیا جاتا ہی اور ناگاساکی کے بندرگاہ سے اسی قسم کا سامان جو دیگر اضلاع مین تیار ہوتا ہی باہر بھیجا جاتا ہی پھول وغیرہ روغن کے بعد بنائے جاتے ہین۔ اور جو لوگ اس فن مین کمال رکھتے ہین وہ عموماً کارخانون مین کام نہین کرتے بلکہ اپنے مکانون پر ایک دو آدمی شریک ہو کر سامان بناتے ہین اور چھوٹی بھٹیون مین ہی پختہ روغن چڑھا لیتے ہین چنانچہ بہت سے بیضاوی پیالہ ٹوکیو، ہیزن اور دیگر مقامات کو روانہ کر دیے جاتے ہین اور وہان مشہور کاریگر ان پر نقاشی کرتے ہین۔ ہیزن کے کارخانون مین بھی بہت کچھ کام ہوتا ہی مگر یہان فرحت اور ارزانی کا زیادہ خیال ہوتا ہی اور عمدہ سامان دستیاب نہین ہو سکتا۔ یورپین طریقہ کے برتن مثلاً چاے کی پیالی اور رکابی وغیرہ تیار کیجاتی ہین اور وہ ایسی ہی خراب ہوتی ہین جیسے کینٹن کے برتن۔ رنگ بھی خراب ہوتا ہی اور جلو بھی نہین دیجاتی۔ سبز، سرخ اور نیلا رنگ زیادہ تر کام آتا ہی مگر بدنما اور ہلکا ہوتا ہی۔ ارزانی کے خیال اور تجارت کے منافع سے یہ ابتری پیدا کی ہی مگر اریتا کیوتو کاگا ستسوما اور اواری مین اب بھی اعلی درجہ کا سامان دستیاب ہو سکتا ہے۔

اواری کے چینی برتن خصوصاً نہایت عمدہ ہوتے ہین مٹی کو گوندھ کر اچھی طرح پکایا جاتا ہی اور اسوجہ سے برتن پر روغن اور جلو نہایت عمدہ آتی ہی اور چینی کے دھاری دار چکنے برتن ہو رنگین زیادہ خوشنما ہوتے ہین۔ جاپان سے مٹی کے برتن خوشنما گھڑے اور گملے بھی باہر جاتے ہین اور انپر پھول پتیان اور جانورون کی شکلین ابھری ہوئی بنائی جاتی ہین۔ انمین کسی قسم کی خصوصیت نہین ہوتی مگر بیشمار قسم کے نمونہ ظاہر کرتے ہین کہ جاپانی بلا تکلف ہر قسم کی تصویر آسانی سے بنا سکتے ہین۔

روغنی برتن

جسطرح چینی برتن چین کے نام سے مشہور ہین اسی طرح روغن کیے ہوے برتن جو سترھوین صدی مین اول مرتبہ اہل یورپ کے سامنے رکھے گئے تھے جاپان کے نام سے مشہور ہین۔ یورپ نے آج تک اس صنعت مین جاپان کا مقابلہ نہین کیا اور چین بھی جو وارنش (روغن) کے درخت کا وطن ہی اور جہان مدت دراز سے کام کیا جاتا ہی جاپان سے شکست کھا گیا ہی۔ اس صنعت مین جاپان کا نام سب سے اعلی ہے اور اسنے اسمین دستکاری کا کمال دکھلا دیا ہی۔

جاپان کے اس کمال کے جسکی کسی نے برابری نہین کی اور نہ کوئی کر سکتا ہی کئی باعث ہو سکتے ہین۔ وارنش کا درخت کئی قسم کا ہوتا ہی اور درخت "یوروشی" جو صرف جاپان مین ہی پیدا ہوتا ہی اور جسکے میوہ سے نباتاتی موم نکلتا ہی اول درجہ کا سمجھا جاتا ہی۔ مقررہ وقتون پر اسمین سے روغن نکالا جاتا ہے اور اسکو صاف کرنے مین نہایت غور سے کام لیا جاتا ہی اور کاریگر اتنا استقلال ظاہر کرتے ہین کہ شاید یورپ مین کبھی نہین ہو سکتا۔ اسمین کئی رنگتین دیجاتی ہین اور اول سے اخیر تک اسکی تیاری اور استعمال نہایت دقت طلب معلوم ہوتا ہے اور ہوا کی رطوبت تک کا خیال رکھا جاتا ہی۔ اور خاک کا ایک ذرہ تک گرنے نہین پاتا۔ جس صندوق یا الماریون پر روغن کیا جاتا ہی اسکی سطح نہایت ہموار اور صاف بنائی جاتی ہی اور مقررہ میعاد کے بعد کئی مرتبہ روغن ہوتا ہی اور ہر دفعہ خشک ہونے کے بعد سطح صاف کیجاتی ہی اور اسکے لیے عمدہ کوئلہ اور انگلیاں اعلی درجہ کا اوزار سمجھی جاتی ہین۔ روغن کی تعداد حسب ضرورت مختلف رکھی جاتی ہی اور ہر چیز کی ساخت کا مناسب خیال کیا جاتا ہی۔ جن چیزون مین ہاتھی دانت یا مونگے وغیرہ کا کام ہوتا ہی یا جو مرصع یا نقرئی یا طلائی ہوتے ہین انمین نہایت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہی۔ زمانہ قدیم کے بعض روغن کیے ہوے ٹکڑے جو ۱۸۵۵ء مین بہت کم نظر آتے تھے۔ دستکارون کی سالہا سال کی محنت سے تیار ہوے تھے اور انکے دیکھنے سے کاریگرون کا کمال ظاہر ہوتا تھا یہ خیال ہوتا تھا کہ گویا کاریگر نے اپنا تمام کمال ایک ہی چیز پر ختم کر دیا ہے۔

جامدانی کا کام

ایک انوکھا خون

ڈیر اودھ پنچ - یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے - زمانہ کا ٹوٹ شیپ فرانکی ٹھوکرین لیتا سر تلے ٹانگین اوپر - ترقی تہذیب کے میدان مین سرپٹ رواں دوان ہے - یہ بھی شاید آپ کو یاد ہوگا (راست دروغ برگردن اخبار ان) کہ بعض جاپانیون نے اوائل میدان جنگ مین جانے کے لیے خون سے عرضیان لکھی تھین - ہمارے ہندوستانی بھائیون نے بنظر تعجب دیکھا اور قدر دانی کے ساتھ سراہا تھا۔

چونکہ بات تھی نرالی - موقع کے منتظر ہے کہ خواہ تیر ہو یا تکا بمصداق مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ تقلید کرین - اور پیچ کمیت کرین - اور اگر تمام روے زمین پر نہین تو خیر ہندوستان مین ضرور ہی اولیت کا سہرا اپنے سر رہے گا - چونکہ ہندوستان کے قریب قریب کل نام آور فرقے عرصہ تہذیب مین ایک مدت سے قدم زن ہین اور اخباری دنیا مین انکے کارنامے بھی روزانہ گشت کیا کرتے ہین - دیکھتے دیکھتے ایک صوفی صاحب کو خیال آیا کہ ہمارا مقدس گروہ تہذیب مین پسماندہ ہوا جاتا ہے - حالانکہ سب قومین ترقی کرتی چلی جاتی ہین بیچ میدان ترقی کے - پس ہر آئینہ ہمکو بھی بننا چاہیے سر گروہی قوم کا - اور نکالنا چاہیے اس معصوم گروہ کو گرداب تنزل سے اس روشنخیال کا ذہن اقدس مین آنا اور دماغ مقدس مین سمانا تھا کہ آپ بھی پنجابی اخبارون مین تسبیح و مصلے چھوڑ چھاڑ لگے نغمہ سرائی کرنے - مگر اپنے مین اسکا خیال رہا کہ لے سُر چاہے جو ہو مگر تال قوالی رہے -

جدید تہذیب کی رو سے ہر ہی خواہ و ہمدرد قوم کو تعلیم یافتہ بننے و روشنخیال کہلانے کے لیے پہلا سبق ہاے قوم والے قلم کا رٹنا اور موجودہ یورپ کی جیتی جاگتی تقلید جدید پر آفرین کرنا پہلا فرض ہی - بغیر اسکے کوئی شخص بھی قوم مین معزز اور نیک نام نہین ہو سکتا - لہذا آپنے بھی اسی پر عملدرآمد شروع کیا - اور قوم مین بتدریج معزز و موثر ہوکے سربلندی حاصل فرمانے لگے -
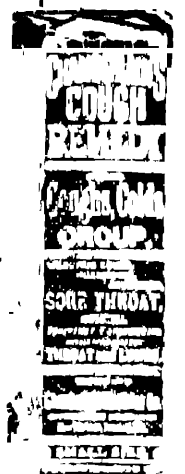
یہ تو صرف بسم اللہ تھی اور ایک گونہ تقلید اور پھر وہ بھی یورپ کی نہین - انھین کالے چڑے والون کی جدت تو تھی ہی نہین جو لیڈر کہلانے کے لیے ایسی ہی ضروری ہی جیسے قوالی کے لیے ڈھولک - مگر واہ ری جدت - واہ دوبدت ہو تو ایسی ہو آجتک جسقدر لیڈر ہوے وہ یورپ کی تقلید کی برکت تھی - اسوقت ہوا کا رخ پھیا (؟) تھا - اب پلٹی ہے -

مزید برآن اب جبکہ اخبارون کی بدولت جو ہندوستان کے گوشہ مغربی و شمالی سے بصد پرستی ٹھیکہ داران وقائع دیتو سیکڑون کی تعداد مین شائع ہوتے ہین - اور گھر بیٹھے کل دنیا کی سیر آدھ گھنٹہ مین ہو سکتی ہے اور ممالک متمدنہ کے ہر قسم کے حالات سے واقفیت کلی ممکن ہی تو کون ہی جو اپنی ایشر سے مجبور ہوکر تہذیب کا پتلا اور روشنخیال بننے کے لیے حسب لیاقت کوشش نہ کریگا اور آجکل کے انڈین سویلائزڈ مرکلز (مہذب جماعتون) مین اپنی شہرت کو نعمت غیر مترقبہ نہ تصور کرے گا موجودہ ہندوستانی اخبارون کی روش ... گویا تہذیب کے تھرمامیٹر کا کام دیتی ہی - پس آپ خود اس طول طویل شیطان کی آنت تمہید سے بالفاظ دیگر یہ مطلب نکال سکتے ہین کہ کوئی شخص ہو بشرطیکہ روشن خیال ہو یا صوفی - نیچری ہو یا غیر نیچری زمانہ کی آب و ہوا سے ضرور متاثر ہوتا ہی - اسی وجہ سے ہم صوفی صاحب موصوف الصدر کو مورد الزام نہین سمجھتے - کیونکہ یہ التزام نیچرل ہی نہ کہ نازل -

اتفاق کی بات کہ جناب مولانا حاجی شیخ محمد حسین صاحب محب اللہی الہ آبادی کا بمقام اجمیر شریف عین حالت سماع مین انتقال ہو گیا - چونکہ آپ اپنے وقت کے کبار مشائخین مین علوم ظاہر و باطن کے جامع تھے - اسوجہ سے قریب قریب کل مسلمانون کو اس اچانک رحلت پر دلی رنج و افسوس ہوا - ہمارے معصوم صفت روشنخیال صوفی صاحب نے اس موقع کو غنیمت کبری تصور فرمایا - اور وہی جاپانی چال اختیار فرما کے لیڈری کا تمغا حاصل کر لیا - بعض اخبارون مین بھی اس جدت کے ساتھ پوری ہمدردی ظاہر کی گئی - اور غالباً بلا اجرت اشتہار شائع ہو گیا شہرت انام ہلانے مین رہی چنانچہ حسب ذیل اشتہار شائع ہوا ہی -

"ایک سید کا خون بکتا ہے"

"آل رسول کا کوئی سچا فدائی ہی تو سید کا خون خریدے جو بازار مین بکنے آیا ہی .... مجھکو اس واقعہ سے کمال قلق ہوا ہے اسیلیے اپنے خون سے اس شعر کو لکھکر جسپر مولانا ممدوح کا وصال ہوا فروخت کرتا ہون - تاکہ درگاہ شریف حضرت محبوب الہی مین مولانا صاحب کی یادگار بنائی جاے - اس پر اسرار شعر اور میرے خون کی خریداری منظور ہو - تو .... سے خط کتابت یا بالمشافہ کرے .... صرف اسی شخص کو دیا جائیگا جو قیمت زیادہ دے"

یہ دیکھکر تو بلا تشبیہ معرکہ کربلا کا تصور بندھ جاتا ہے لیکن مضمون شریف کا مطالعہ کرکے بلا اختیار زبان پر

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

آجاتا ہی - اور صوفی صاحب کے تقدس کا خیال مانع ہوتا ہی - ورنہ - چو دم برداشتم مادہ برآمد کہنے کو دل چاہتا ہی -

بتیا پنچ - یہ خون کس مقام پاک سے لیا گیا ہی - جو بعد جسم اطہر سے نکل جانے کے بھی برخلاف حکم شرعی ناپاک نہ رہا - کیا جناب سید صاحب قدس سرہٗ نے قصداً اپنے جسم کے کسی خاص عضو کو کاٹکر یہ خون نکالا - اور بکمال اہتمام سے یہ شعر لکھا ہی - یا خدانخواستہ کسی طبی ضرورت سے فصد لینے کی حاجت پیش آئی تھی اور خون کے رائگان جانے کے خیال سے بمصداق ایک پنتھ دو نہین بلکہ تین کاج یہ انوکھی ترکیب ایجاد ہوئی یعنے نام کا نام - رنج دلی و صدمہ قلبی کا اظہار عام اور پھر بقول شخصے آم کے آم گٹھلی کے دام یعنی خون جو نکلے وہ مبدل بیکہ ابیض ہو -

رہی پاکی ناپاکی - اسکا فدا لگا کا میرے دل مین بھی تھا - مگر قربان جاییے صوفیون کے تصرف باطنی کے - آپکو جواب دیتے وقت وہ بھی یہ خیال کرکے دفع ہو گیا کہ ایک تقدس مآب صوفی وہ بھی سید پھر ایک بہت بڑے ولی کامل کے رشتہ دار - جب وہ خود طاہر - انکا کل جسد طاہر بلکہ اطہر - انکے ترشاب کی چھینٹ اگر کسی پر پڑ جاے تو نو پشت تک طہارت کی ضرورت نہو -

اپنا تو یہ ایمان ہی کہ جو اس پاک خون کو خریدیگا آل رسول کے سچے فدائیون مین شمار ہوگا - کیونکہ سچے فدائیان آل رسول کی فہرست مین اول نمبر اسی کا ہوگا جو اس بیمثل خونی شعر کو خرید کر سعادت دارین حاصل کرے - جس خوش نصیب گھر مین یہ خون ہوگا وہ ہر قسم کی زمینی آسمانی بلاؤن سے محفوظ اور دنیاوی برکات کا معدن ہو جائیگا اور صرف یہی نہین کہ دنیا ہی مین مورد رحمت الٰہی ہے - بلکہ جسوقت اس خدار ... سے کوچ کریگا تو اس خونی پروانہ راہداری کی بدولت بلا پرسش اعمال داخل بہشت ہو جائیگا -

انھین باتون کا لحاظ کرکے سو کام چھوڑ کے ہمنے تو قصد مصمم

روس - ابتو دشمن ڈر جائے گا
بیڑہ - پیٹ میں ابھی چوہے پڑے ہیں

اردو شاعری کے معشوق کا خط

کندہ ہائے ناتراش کے نام

چہ دانند بوزنہ لذات ادرک۔ آج کل جب اہل او نا اہل کو زمانہ آزادی کی برکت سے ہر معاملہ اور مسئلہ میں ٹنگڑی اڑانے کو لوکا دس سیر اپنے کی جرأت ہو۔ اگر کچھ لوگ میرے حال پر یادہ گوئی بیہودہ سرائی پر متوجہ ہوئے ہیں تو بیجا ہے شکایت نہیں۔ اپنے اپنے ظرف اور فہم کے مطابق جو جی میں آئے لکھیں۔ یوں بھی ہیں بمصداق

آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اُن حضرات کے ہاتھوں جو شاعری کا دم دعوے رکھتے اپنے نام میں تخلص کا دستہ لگاتے ہیں بے تمیزی اور جہل کے میدان میں گل بازی بنا ہوں۔ مگر اب تو پانی سر سے اونچا ہوتا نظر آتا ہے جبکہ بیہودل کا جھگڑا پیش ہے اگر اب بھی ہیچ پوچ بے دہن ستو ہا بنا رہوں تو پھر کوئی سخن شناس ہم مذاق شناس میری ہی ذات کو اُڑا دینے کا منصوبہ باندھے اور شاعری کو اس زمانہ کے رنگ کے مطابق بالکل پھیکا۔ میٹھا آہ مردان نہ ادہ زنان میں مذکر مونث کے جھگڑے سے قطع تعلق کرکے مخنث بنا دے گا لہذا چند باتیں گوش گزار کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یعنے پہلے تو زبان اردو کی ساخت اور اسکے اجزا ترکیبی پر نظر کرو۔ اُسکا تقاضا بلکہ حق ہے کہ بلحاظ عربی فارسی اور ہندی اجزا کے مونث یا مذکر ہو۔ اور شاعری کی وسعت اور علوے مرتبت کے وسیع میدان میں جب قیود جنسیت اور مجاز سے منزہ و پاک ہو تو عالم بالا تک صعود کر جاے۔

(۱) عربوں کا معشوق مونث ہے۔ یعنی وہاں کی شاعری میں مرد عاشق اور عورت معشوقہ ہوتی ہے۔ اہل عرب نے کچھ ادراک حسن کے سبب سے نہیں معشوقیت کا سہرا جنس اُناث کے سر باندھا۔ کیونکہ وہاں کی عورتیں نہ تو آرمینیا۔ جارجیا۔ کوہقاف کشمیر کی طرح حسن جسمانی میں لائق مذکور ہیں۔ اور نہ وہاں کے مرد ادراک حسن میں وہ حکیمانہ فلسفیانہ مذاق رکھتے تھے جیسے یونانی۔ بلکہ اسی رجحان نیچر سے جو نوع پائی گئی کو خواہش ہیمی کے متعلق ہونے اور قرابتوں کی فوقیت سمجھنے کی وجہ سے خلقی طور سے ہوتی ہے۔ ذریعہ تسکین و راحت مان کے معشوق قرار دیا ہے۔

(۲) ایران میں مرد کا معشوق جو مرد ہی رہا اسکی وجہ جو حالی نے کھینچ تان کے لکھی ہے وہ محض اُنکی ناواقفی اور نارسائی فہم کا پتا دیتی ہے۔ اگر انکا دماغ محققانہ فلسفیانہ ہوتا تو کبھی ایسی وجہ جو مبحث عشق و عاشقی میں کسی طرح نہیں چل سکتی زبان پر نہ لاتے۔ واضح ہو کہ ایران والے ادراک حسن اعلیٰ کا سلیقہ رکھتے تھے وہ اپنی نیچر ہی کے رجحان سے نہیں رکھتے تھے بلکہ عشق کے مقدس جذبے کو بخوبی اور فلسفیانہ طور سے جانتے تھے۔ حسن میں جنسیت کا گندہ خیال گنجائش نہیں رکھتا تھا وہ حسن زنانہ کو حسن مردانہ یوسف کی طرح بازار تخیل میں لانا بے تمیزی ہی نہیں بلکہ کفران نعمت سمجھتے تھے جنے جنس مذکر کو بھی حسن بخشا ہے اسی کے ایماے آرائش نمائش جنس مذکر میں زیادہ ہوتی ہے اور اور بعض انسان تو انسان ہیں حیوان بھی جنس مادینہ کے سامنے نمائش اظہار حسن مثل طاؤس اور غزال و حمام وغیرہ کرتے اور اسی کو لطف دکھاتے ہیں۔

(۳) ہند کی شاعری میں عورت کا عشق مرد کے ساتھ ہونا اور اسکو معشوق بنانا بھی اس ملک کی رجحان اور ادراک حسن جنس مذکر کا نتیجہ خلقی ہے۔ اسکی تفصیل ناظرین کے سلکشن اسپشیز کے متعلق جان سکتے ہیں یا وہ لوگ جنھوں نے ہندوستان کی ستی کی رسم پر حکیمانہ غور کیا ہے اور نیچرل سامان پر متاثر ہو کے گھنگھور گھٹا دن۔ کوہ و جبال سے اُمڈے ہوئے بادلوں شفق کی کیفیات مور کے شور۔ کوئل کی کوک اور پپیہے کی ٹیر اور فصلوں کی پیدا کی ہوئی اُمنگوں پر دل کی زنانہ اور نیچرل تاثیرات کا کما ینبغی اندازہ کیا ہو۔ پس ایسی زبان جسمیں اسطرح معشوق جب

گہے در کسوتِ لیلےٰ فرو شد
گہے در صورت مجنون برآمد

بہروپیا بن کے نظارہ سوز ہو تو محض لفظی تذکیر و تانیث میں مقید نہیں کیا جا سکتا ہے۔ شاعری کا کام نکلنے کو بس یہی تعبیر باقی رہتی ہے کہ شاعر کا مافی الضمیر الفاظ سے باحسن وجوہ ادا ہو سکے ادا کیا جاے۔ کیا معنی جس شعر میں تخیل کیواسطے زیادہ وسعت ہوگی اُسی قدر اس سفر حیات میں مراد آباد کی ڈولچی کی طرح تسکین اور راحت کا سامان ہوگا۔ یہ ڈویژن او لیبر تقسیم محنت کا مسئلہ نفس حکمت میں نہیں بلکہ مادی دنیا میں آجکل چلنا مفید ہو سکتا ہے تخیل میں گنجائش نہیں۔

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

راقم

یارب نہ وہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل انکو جو نہ دے مجھکو زبان اور

علمی جنتری بابتہ سنہ ۱۹۰۵ء

کانپور آجکل کچھ تجارت کیواسطے عموماً اور چرمی چیزوں کی ساخت کیواسطے خصوصاً مشہور نہیں ہو رہا ہے بلکہ نفیس کتابت چھاپے اور اردو جنتریوں کی وجہ سے بھی ایک امتیاز پیدا کئے ہے

چنانچہ امسال میں علمی جنتری مولوی عبد اللہ صاحب عالم نے حسب وضع سابق تیار کی ہے وہ نہایت مفید اور کار آمد نکلی ہے اسکی چھپائی اور لکھائی کا کیا کہنا شروع سے اخیر تک اول درجہ کی۔ مضامین کے اعتبار سے بھی نہایت دلچسپ اور کار آمد ہے۔ علاوہ اشتہاروں کے نقشہ اوقات افطار روزہ اور سہالگ لگن۔ نقشہ نفع نقصان ہے۔ اسکے بعد نوروز کی تقویم ہے۔ اسکے بعد نقشہ تعطیلات ممالک متحدہ آگرہ و پنجاب و ممالک محروسہ سرکار نظام درج ہے۔ پھر سنہ سنہ سنہ ملسنہ ء کی جنتریوں کے مختصر نقشے ثبت ہیں۔ اسکے بعد سنہ ۱۹۰۵ء کی جنتری مع تفصیل سنین ملکی الوقت۔ طلوع و غروب آفتاب و جدول ماہتاب و قمر در عقرب مقابل سادہ جدول یادداشت کے واسطے کئی صفحہ تک چلی گئی ہے۔ اسکے بعد جنتری تعداد برآمد و تنخواہ۔ قواعد ڈاک و تار و ریل واشاپ لکھے گئے ہیں۔ اسکے بعد مفید اور معلومات بڑھانے والے متفرق مضامین مثل شاہ انگلستان کا خزانہ ذاتی۔ ہند نامہ تاجران سوانح عمری قیصر ہند۔ ایجاد شطرنج۔ حصول عمر طبعی کی تدابیر انبیا کی عمر و انکا حال۔ تعبیر خواب۔ ایام نحس حفظ و ترقی انسانی کی ہدایات۔ ہر چیز کی ابتدا موجدوں کے نام۔ دنیا کے عجائبات۔ رنگوں سے اجتناب کی تفصیل اصول صحت۔ عالمگیر جنگ کی پیشینگوئی۔ مشاہیر کی کمزوریاں۔ خواب کا نشا۔ فرمانروایان دہر۔ افلاس ہند۔ عدن۔ حالات کربلا ذخیرہ سکندر۔ بلغداد ریلوے۔ عمل طاعون۔ فری میسن عورتوں میں دلربائی کی تاثیر۔ علم طب کی ایجاد۔ جاپانی مسافر کو ہدایات۔ سیر ایران۔ افغانستان۔ نقشہ خاندان سلطنت نقشہ روس و جاپان۔ یورپین جنگی اقوام وغیرہ وغیرہ۔ اور بہت سے مشاہیر کی تصویریں غرضکہ سیکڑوں مضامین درج ہیں جو محض جنتری خریدنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

رعایت! رمضان مبارک کی یادگار!! بالخاص رعایت!!

سنہری برسلیٹ واچ۔ سنہری گلٹ کی ہوئی ہوئی گھڑیاں جنمیں نہایت خوشنما چوڑا انگریزی لگی ہوئی ہے اور بڑی کیسٹ کٹ بڑھکر ہر چھوٹی بڑی کلائی میں آسکتی ہے۔ فی زمانہ ہر ولعزیز زیور خیال کیا جاتا ہے اصلی قیمت پندرہ روپیہ رعائتی قیمت آٹھ روپیہ۔

ناسکوپ سسٹم واچ۔ اصلی قیمت دس روپیہ رعائتی قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ

جاپان

بقیہ مضمون ۱۰-نومبر سنہ۱۹۰۲ء

جاپان مین چاندی کا کام بھی بہت ہوتا ہی اور پارچون کے حاشیہ پار بعض اوقات جوش مین بھی مختلف قسم کے بیل بوٹے بنائے جاتے ہین - بعض اوقات پھول کے باہر طرح طرح کی سطرین اور خانے بنا دیتے ہین اور جیسا کام کپڑے پر کیا جاتا ہی ویسی ہی نقاشی لکڑی کے کام مین بھی کرتے ہین -

جو چاندی کا کام کہ جاپان مین عمدہ سمجھا جاتا ہی انمین کہین کہین سنگ مصنوعی پھول اور انواع و اقسام کی دستکاری نظر آتی ہی - جاپان مین روغن کی ہوئی چیزین اسی طرح استعمال کیجاتی ہین جسطرح یورپ مین مٹی کے برتن اور پیالے - رکابیان بوتلین دوا کے صندوق وغیرہ غریب سے غریب گھرون مین ملتے ہین اور انکا روغن اتنا عمدہ ہوتا ہی کہ پانی گرم کرنے یا تیل لگانے سے بھی خراب نہین ہو سکتا بلکہ پرانے برتن استعمال سے زیادہ سخت اور مضبوط ہوتے جاتے ہین اور ان پر سوئی کا نشان مشکل سے بن سکتا ہی - یہ چیزین سنہ۱۸۶۲ء مین لندن کی نمائش مین اول مرتبہ رکھی گئی تھین اور اب انکی قیمت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے - ڈاکٹر ڈریسر نے ایک لکچر مین بیان کیا تھا کہ جاپان مین ایک چھ انچ مربع صندوق کی قیمت پندرہ سو روپیہ تھی اور لکھا کہ ٹوکیو مین اعلیٰ درجہ کے روغن کئے ہوے صندوق سونے کے ہمونٹ فروخت ہوتے ہین - سنہ۱۸۶۷ء مین پیرس کی نمائش مین اس قسم کی کئی چیزین تھین اور انکی قیمت کا پینسٹھ ہزار فرینک تخمینہ کیا گیا تھا - مگر یہ برتن زمانہ حال کی ساخت کے تھے اور شاید تخمینہ مین زیادتی ہوئی - علاوہ چینی کے برتن پر روغن کرنیکے کچھوے کی ڈھال اور ہاتھی دانت پر بھی روغن کرنے مین کمال رکھتے ہین - بعض اشیا پر رنگا رنگ کی طلائی تصویرین اور منظر ابھرے ہوے بنائے جاتے ہین اور بعضون مین میناکاری کا کام کر دیا جاتا ہی اور یورپ کے ہنرمند آسائش اور خوبصورتی مین جاپانیون کا مقابلہ نہین کر سکتے -

برنجی اشیا

مختلف دھاتون کے مرکبات تیار کرنے مین جاپانیون کو کمال حاصل ہی اور انکی ساخت یورپ کے کاریگرون کو ابتک معلوم نہین ہوئی - مرکبات کو ڈھالنے اور انپر نقش بنانے مین بڑی مہارت ہوتی ہی اور اسی وجہ سے جاپانیون کا کام بے نظیر ہوتا ہی - کنول کا پھول اور پتے اس خوبصورتی سے تیار کئے جاتے ہین کہ ہوبہو شکل مل جاتی ہی اور اصلی پھول سے کچھ تفاوت نہین رہتی - مچھلیان اور کیڑے وغیرہ بھی ایسے بنائے جاتے ہین کہ گویا حرکت کرنے کو تیار ہین - ایک دھات کو دوسری دھات پر چڑھانے کا کام بھی عمدہ ہوتا ہی اور چاندی فولاد اور کانسہ کی چیزین اتنی نفیس بنائی جاتی ہین کہ یورپ مین پیرس اور برلن کا سامان بھی مقابلہ نہین کر سکتا -

شکوڈو

علم کیمیاگری مین جاپان کو ہندوستان چین اور یورپ سب ملکون پر فوقیت ہی اور شکوڈو (مرکب جس سے بٹن اور پہونچی وغیرہ تیار کیجاتی ہین) اس فن کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے - یہ مرکب آہن پر چاندی سونا اور کانسہ کی تہ چڑھانے سے تیار کیا جاتا ہی اور تلوارون کے دستے بھی اس سے آراستہ کئے جاتے ہین - لندن کی نمائش مین (سنہ۱۸۶۲ء) مسٹر ہنٹ مرحوم نے جنکے یہان نہایت ہوشیار دستکار اور کاریگر ملازم رہتے تھے - اپنی راے اسطرح ظاہر کی تھی جاپانیون کو مرکبات تیار کرنے اور ایک دھات پر دوسری دھات تہ چڑھانے کا ایسا ملکہ ہی کہ ایک انچ کے اندر سونا چاندی کانسے وغیرہ سب دکھا دیتے ہین اور رنگا رنگ کی چیزین بنالیتے ہین جو خوبصورتی مین اپنا نظیر نہین رکھتین جو کمال انکو حاصل ہی اسکا عشر عشیر بھی اہل یورپ نہین جانتے

کندہ کاری

جو قوم کہ مٹی اور دھات کے کام مین کل روے زمین پر فوقیت رکھتی ہی وہ لکڑی اور ہاتھی دانت کے کام مین کس سے زیر ہو سکتی ہے - ہاتھی دانت کے چھوٹے چھوٹے کھلونے ایسے خوبصورت اور عام پسند ہوتے ہین کہ کسی دارالخلافہ مین دوکانین انسے خالی نہین اور یہ گویا زندہ صورتین معلوم ہوتی ہین کچھ عرصہ پہلے انکا ایسا ہی رواج تھا جیسا اس زمانہ مین انگشتری اور چھلو کا ہی اور بجاے بٹنون کے استعمال کئے جاتے تھے خواہ لکڑی پر نقش کندہ کرے خواہ ہاتھی دانت پر - دونون صورتون مین قابل تعریف نتیجہ پیدا ہوتا ہی اور کاریگری بس ختم ہو جاتی ہے آجکل جو یورپ مین جاپان کی چیزین نظر آتی ہین وہ کمتر درجہ کی ہین اور انمین جاپان کے فن ہوشیاری اور طبعزادی کا ثبوت نہین پایا جاتا -

دیوارون پر چڑھانے کے کاغذ

دیوارون پر چڑھانے کے کاغذ تیار کرنے مین جاپانیون کو نرالا پن اور خیالات کو وسعت دینے کا بڑا موقعہ ملتا ہے اور انکی زیب و زینت مین بھی انکو کمال حاصل ہی - مگر کاغذون مین ایک حصہ دوسرے حصہ کے مطابق بنانا پڑتا ہی اور چونکہ ان لوگون کو یکسانیت سے نفرت ہی ایسی تجویزین سوچی جاتی ہین جنسے باوجود بیل بوٹے یکسان ہونے کے کسی قدر اختلاف پیدا ہو جاے اور نظر یکسانیت پر نجمی - انکی اصلیت صرف معائنہ سے ہی ظاہر ہو سکتی ہی البتہ کہا جا سکتا ہی کہ اس معاملہ مین بھی انکو بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہی -

کپڑے کے پھول اور زردوزی

فن زردوزی اور پھول بنانے کے طریقہ کی نسبت بھی مسٹر تھامسن صاحب قانون آملہ جو کاغذون کی نسبت تحریر کیا ہے انکی نقل زمانہ کپڑون پر اسقدر رہوتی ہی کہ انگلستان کا کوئی باشندہ انکی ماہیت سے ناآشنا نہین بلکہ کہنا چاہیے کہ ہر ملک انکی کیفیت سے آگاہ ہی - زمانہ قدیم مین ہر امیر کبیر زربفت اور دیگر قیمتی پارچون کے لیے اپنے لیے خاص کل ہوتا تھا اور خاص ملازم کپڑے بنتے تھے - کیوٹو اور یڈو کے دربار کے ملازمین کے لیے بھی شاہی کارخانہ مین پارچہ تیار ہوتا تھا امیر کبیر زربفت اور کمتر درجہ کے آدمی گھٹیا کپڑے پہنتے تھے لندن کی نمائش مین چند پوشاکین رکھی گئی تھین جو شوگن نے اپنے چند وزیرون کو رخصت کرتے وقت عطا فرمائی تھین

جاپانی فن کا کمال عام چیزون مین بھی نظر آتا ہی جو عوام کے استعمال کے لیے تیار کیجاتی ہین اور جنمین ارزان تولیے رومال اور ترکی اور ملک شام کے نمونہ کے پارچہ شامل ہین بانس کے درخت کا ٹکڑا یا پھولدار درخت کی شاخ یا اڑتی ہوے پرندون کا گروہ اس خوبصورتی سے بنایا جاتا ہی کہ تعریف و تحسین خود بخود منہ سے نکلتی ہی - زردوزی کے کام کی ساخت اور رنگ پسند کرنے مین بھی دیگر اقوام کا رتبہ جاپان سے کم ہے اور سوئی کا کام بھی انکی برابر دوسری قوم نہین کر سکتی

جاپان کے صنعت و حرفت کے مشہور و معروف اشیا کا یہ مختصر بیان ضرور نامکمل اور ناتمام ہی اور اسکی تعریف مین ایک ضخیم کتاب مرتب ہونی چاہیے تھی مگر تاہم ان صفحات کے مطالعہ سے ناظرین کے دلون مین ایک کمال کا اندازہ قائم ہو سکتا ہی - نمائش پیرس (سنہ۱۸۶۷ء و سنہ۱۸۷۸ء) و وائنا (سنہ۱۸۷۳ء) و فلاڈلفیا (سنہ۱۸۷۶ء) کی رپورٹون اور نیز اس کتاب سے جو حسب ہدایت جاپانی گورنمنٹ عجائب خانہ جنوبی کنسنگٹن سے مرتب ہوئی تھی اور جو اب مسٹر اے ڈبلیو فرینکس نے اپنی تصنیف مین شامل کر دی ہی بخوبی ظاہر ہوتا ہی کہ جاپان بحیثیت قومی کتنے فنون مین شہرہ آفاق ہی اور اسنے ہر فن مین کسقدر ترقی کی ہے -

البتہ یہ امر تحقیق ہی کہ جاپانیون نے ہمیشہ آرائش و زیب و زینت کا خیال رکھا ہے اور مثل دیگر اقوام کے انکی حد سے باہر قدم نہین رکھا اور اسی وجہ سے انکی ترقی محدود رہی ہے - ہم نہین کہہ سکتے کہ آیا یہ قوم انسان کی شکل بنانے اور اسکے جسم کی خوبی ظاہر کرنے مین قدرتی طور پر قاصر رہی ہی یا اسنے اشرف المخلوقات کی تصویر کھینچنے مین جسکا ہر ایک عضو قدرت کا کمال ظاہر کرتا ہی دیدہ و دانستہ غفلت کی ہی مگر یہ امر تحقیق ہے کہ اسکو یہ اعلیٰ رتبہ نصیب نہین ہوا انھون نے کچھ تصویرین مصری طریق پر تیار کی ہین مگر انمین کوئی خوبصورتی یا کاریگری کا کمال ظاہر نہین ہوتا -

تمام شد

…کا

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - سبل - سرخی - پھولا - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم ہمارے اور دوسرے کی آنکھ کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپے - ہیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ہے - خالص ممیرا فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار -

المشتہر

پروفیسر میاسنگھ اہلو والیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ جو سرمہ جناب سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا بہت جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو آنکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر - ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا ورم اور اس سے بیٹ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلیے ہر کسی کیلیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور رکھنا چاہیے ! اسلیے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلیے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے

راقم - ڈاکٹر ام بی سانگلی صاحب بہادر ایم - ڈی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی اڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک رشتہ دار مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۰ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوے تھے اور پڑوال پڑتے تھے - اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ رہتی اور دکھتی ہوئی تھیں - انمیں کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکور سے صحت کلی پائی

راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن میکلیگن و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے میرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہوا ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار یا کمزوری نظر ہو - یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے -

راقم سٹاف ڈاکٹر بیج لعل کھوسلہ رائے بہادر ایل ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری اسسٹنٹ سرجن گورنر پنجاب

(۴) میں صاحب سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہوا اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کی مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھ کی بیماری سے بچنے کیلیے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے

راقم - خان بہادر ڈاکٹر سید رشید الدین ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۵) کرم فرما میں نے آپکا سرمہ آنکھوں کی بہت سی بیماریوں میں استعمال کیا بہت ہی مفید پایا - خاصکر کارنیا اور کرنیو لرا اور پلکوں کی بیماریوں میں تو بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوا ہے - میں آنکھوں کی ہر ایک قسم کی بیماری میں اسکے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں مہربانی کرکے ایک تولہ اور بھیجدیں

راقم - ڈاکٹر کانشی رام صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ بیر ریاست پٹیالہ

(۶) جناب پروفیسر صاحب تسلیم - آپکا سرمہ ایک بیمار پر استعمال کیا جسکو عرصہ سے دھند وناخونہ تھا - زنک لوشن کاسٹک لوشن بورسیک لوشن - لیڈ لوشن کسی سے اسکو فائدہ نہوا آپکے سرمہ سے ایک ہفتہ کے اندر کلی فائدہ ہوا -

راقم - ڈاکٹر نوازش علی پنشنر مقام دیلو ہند

نفی کا اثبات

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا
دل کہاں کہ گم کیجے ہمنے مدعا پایا

ملک کے مشہور اہل قلم و اہل زبان کی رائے اور مولوی نجم الدین صاحب سیوہاری کے نکبت نما روشن خیالات انوکھی جدت اصلاح پسند طبیعت شیخ چلیانہ منصوبے کے مطابق اردو شاعری کا معشوق مذکر مونث۔ مخنث۔ خواہ کچھ ہی کہا جائے لیکن ہمارے خیال میں اسیر چہیگو ئیان ایک غیر معمولی مسرت کی باعث ہوئین۔ خود بخود ایک عقدہ لاحل کی گتھیان حافظ جی کی بصیرت کی طرح کھل گئیں۔ شعرا جس چیز کی تلاش میں ازل آورد امید موہوم پر سیہ (؟) وعدم کے کف دست میدان میں باشندہ کوب تک جنبیدہ یا کرتے تھے آخر نا رامکا پتہ مل ہی گیا۔ بقول بہ سالدین جامی

آتش تر ز آب خشک بر دہر نا مکان جستم
ہوش جہان بیاد داد از کلمات دعوی

یا جیسے ہمارے غالب علیہ الرحمہ کے مقولے سے

نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا
دی ہے جائے دہن اسکو دم ایجاد نہیں

ظاہر ہے معشوق کا دہن جو عدم وا مکان وغیرہ وغیرہ بتایا جاتا تھا۔ آج گھر بیٹھے مل گیا اور تھوڑا بہت جو کچھ بہم کلام اہم مسئلہ خاص مین تھا وہ معشوق اردو شاعری کے اس عتاب نامہ سے جو کندہ ہائے ناتراش کے نام گزشتہ ہفتہ اودھ پنچ میں شائع ہو چکا ہے۔ صاف ہوگیا۔ ہمارے ملکی شاعرون کو نہ صرف منہ مانگی مراد ملی بلکہ انھون نے دہن معشوق کی بیجا جستجو اور فضول کاوشون سے نجات پائی سری یہ بات کہ مولوی صاحب کی بے تکی اپچ مجوزہ اصلاح کی وجہ سے اردو شاعری کا معشوق بگڑ گیا۔ چندان فکر کی ضرورت نہیں۔ عشاق اپنی عام عادت کے موافق ہاتھ پیر جوڑ کر سیدھا کر لینگے لیکن مشکل یہ ہوئی کہ شعرا کے افکار کی بکی کیونکر پوری ہوگی۔ کیونکہ شاعر اتنے بھی بیوقوف نہیں ہوتے کہ ایک چیز کے لمجانے پر بھی اسکی تلاش کرتے جائیں لیکن عشاق کی جبلی طبیعتیں نچلی بیٹھنے والی نہیں معلوم ہوتیں وہ یون منہ مین گھنگنیان بھر کر بیٹھنے والے اسامی نہیں۔ دہن کا پتہ چل گیا تو اچھا ہوا۔ یہی نا کہ اب شعرا دہن معشوق کی گمشدگی کے اثبات مین مضمون آفرینی سے باز رہین گے لیکن تعجب نہ سمجھنا چاہیے کہ اب اس تلافی مافات میں آسمان کی جفا کاریان۔ زمانہ کی ستم گاریان۔ تقدیر کی برائیان وغیرہ وغیرہ لوازم شاعری سے شعرا قطع نظر کرکے اگر مولوی نجم الدین کی تجویز اصلاح پر تبرا کرین کیونکہ وہ اس انوکھی تجویز ہی کو تو اب نامہ معشوق کی شان نزول کا غالب سبب تصور کرتے ہین جیسا ایک مختصر معذرت نامہ عشاق بنام معشوق اردو شاعری سے ظاہر ہے۔

وہو ہذا

معذرت نامہ

زرد روئی میکشم زان طبع نازک بیگناہ
ساقیا جامے بدہ تا چہرہ را گلگون کنم

میرے آشفتہ مزاج معشوق زاد نخرہٗ ہم بصد شوق ملاقات وانتہا بیقراری۔ شیوہٗ اشکباری عرض مدعا کی گولی دل پردرد کی توڑے دار بندوق مین ٹھونس ٹھانس سوز جگر کی پتھری آگ سے غایتہٗ انتقام کا فلیتہ روشن کرکے سیوہار کی طرف تاک کر مہتم بالشان اڑاتے ہین۔

یون تو ہم ہر وقت خطاوار ہین لیکن حقیقت مین ہمارا کچھ بھی قصور نہیں۔ یہ بھی ہماری بدقسمتی کا ایک بین ثبوت ہے کہ کرے داڑھی والا پکڑا جائے مونچھون والا۔ کی مثل ہم صادق آگئی غیر کردہ ناکردہ سب گناہون کا انبار ہم اپنے ہی سر لیتے اور یون گزارش پرداز ہین۔

گر خاطر شریفت رنجیدہ شد ز حافظ
باز کہ توبہ کردیم از گفتہ و شنیدہ

تمکو ہماری خطاؤن سے درگزر کرنا چاہیے۔ غیرون کے کہنے کا کوئی اتنا بھی برا نہیں مانتا۔ اگر ہمارے دم مین دم ہے تو اپنے دشمن سے۔ اسکا عوض لے ہی لین گے اور کم از کم اتنا تو ضرور ہی اس سے کہلوا کر چھوڑینگے کہ

نکتہ ناسنجیدہ گفتم دلبرا معذور دار
عشوہٗ فرمائے تا من طبع را موزون کنم

حقیقت مین تم زندگی ہو نہ مرنث نہ مخنث جو تمہاری نسبت اپنی من گھڑت منطق چھانٹتے ہین وہ تمہاری ذاتی صفاتی معاملات سے بالکل ہی بے بہرہ اور نادان ہین۔ نادان کو جسطرح جی چاہے الٹو پلٹو۔ نادان۔ نادان ہی رہیگا۔ اصل مین ہمکو کچھ ہمین جانتے ہین اور یہ کہنا مبالغہ نہ خیال کیا جائے گا۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری

راقم۔ تمھارے قدر شناس

م۔ ع۔ امیٹھوی

لاہوری نمک
یا
پنجابی زبان

ایک پنجابی اخبار کے سخن فہم اڈیٹر شعر و سخن کے عنوان۔ بیسی کپڑے کی فریاد سے اپنے ایک نامہ نگار کی نظم اکی مکرر تعریفون کا دریا یون بہاتے ہین ”شیخ عبدالرحیم صاحب بسمل۔ فیروزپوری کے نام سے ہمارے ناظرین کی آنکھیں امید ہے کہ ناآشنا نہ ہونگی۔ شیخ صاحب کی طبیعت مین جو بیرل روانی پائی جاتی ہے وہ محتاج تشریح نہیں۔ ذیل مین ہم انکی ایک تازہ اور قیمتی نظم درج کرتے ہین۔ جسکے لکھنے سے آپنے ہندوستانیون کے تو نہیں ہندوستان کے دل سے ضرور دعائین لی ہین۔ ضرورت ہے کہ ہمارے شاعر اس قسم کی نظمیں لکھکر ہندوستانی پبلک کے دل مین حب وطن کے خیالات پھونکنے کی کوشش کرین تو یقین ہو سکتا ہے بہت جلد بھلے دن آجائین“

بھلے آدمی خیالات کا پھونکنا محاورہ نہیں ہے۔ بجائے اسکے کوئی منفرد سلاست وانشا پردازی کا پھونکا ہوتا۔ بلکہ ہمارے خیال مین تو اس نظم ہی کو پھونک دیا ہوتا۔ اخبار مین شائع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

یون تو اس حصہ نظم مین بہت سے اشعار ہین اگر سہ سری

چیمبرلین کی قولنج ہیضہ و پیچش کی دوا

پیچش۔ قولنج ہیضہ اسہال کرب اور پیٹ کے درد کیواسطے دنیا بھر کی دواؤن مین یہ دوا بیحد مفید ہے۔ ایک مشہور ڈاکٹر نے رسالہ مین لکھا ہے کہ تمام امراض شکم کیواسطے جتنی دوائین مجھے معلوم ہین ان سب سے موثر چیمبرلین کی قولنج ہیضہ و پیچش کی دوا ہے اور اگرچہ مین نے ہیضہ مین بھی نہایت فائدہ کیا ہے۔ خاصکر شکایات اسہال مین قابل استعمال ہے ورنہ جو مبتلا ہو تو بہت فائدہ کرتی ہے۔ ہیضہ کی ابتدائی حالت مین اگر بروقت ضرورت دیجائے تو دورہ اور تمام سختی سخت ضعیف کو بہت کم کردے پس کوئی گھر چیمبرلین کی قولنج ہیضہ و پیچش کی دوا سے خالی نہ رہنا چاہیے۔ آج ہی خرید دوا کے ذریعہ سے جان کی حفاظت ہوتی ہے۔ سب دوا فروش بیچتے ہین چنانچہ لکھنؤ مین ڈاکٹر محمد یوسف صاحب کی دکان پر جو بمقام نظیر آباد ہے چیمبرلین کی سب دواؤن کا ذخیرہ ہے

نظر سے بھی دیکھا جاے تو کوئی شعر اغلاط سے پاک نہ ہوگا مگر اسوقت ہم چند اشعار لکھکر اڈیٹر سے خصوصاً اور ناظرین اخبار سے عموماً پوچھتے ہین کہ آخر انکا کیا مطلب ہو۔

ڈھاکہ کی ململ مری ملتی ہی ہاتھ (۱) مل تو ملتا ہاتھ آیا ہی مجھے
جاگتا کشمیر تھا کمخواب سے (۲) کس مربی نے سلایا ہی مجھے
کامرانی جامدانی پہ مری (۳) جام ناکامی پلایا ہے مجھے
کارسی چھتی ہو مری گا تھمے سی کیون (۴) بیچ کہو کیسکا سایا ہی مجھے
آج بننے لگ گئے تھیمے تے (۵) ہاے پاؤن مین بچھایا ہی مجھے
کیون نہین مین بیس والے ہو چھنٹے (۶) کیون ٹکے گز پر پٹایا ہی مجھے
دیس والے چھوڑکر ہلکے ہوے (۷) بد نظر نے کسکی تھایا ہی مجھے
دیسی الونسے گلے ہین سیکڑون (۸) کب گلے سب نے لگایا ہی مجھے
فیر ملکون کی تو حیا ہی بنی ہی (۹) چاندنی نے کیون چھپایا ہی مجھے

(۱) پہلے میان مل ململ کی مناسبت تلاش کرنے مین کچھ ایسے پڑے کہ شعر کا مطلب جولا ہے کی گم شدہ کوکھڑی کا سرا ہوگیا۔

(۲) اس دوسرے شعر مین بھی وہی بات ہی یعنی کشمیر کا کمخواب سے جاگنا خدا جانے کیا معنی رکھتا ہو کشمیر محض گرم اونی کپڑون کے لیے مشہور ہے نہ کمخواب۔ بظاہر کشمیر و کمخواب مین کوئی تناسب معلوم نہین ہوتا۔ اور دوسرا مصرعہ ع کس مربی نے سلایا ہی مجھے کچھ عجیب بے تکا واقع ہوا ہی۔ سلانے کے اس مقام پر دو معنی محاورے کے لگائے جاسکتے ہین۔ اولاً فلان نے فلان کو سلادیا یعنی مار ڈالا۔ دوسرے محض سلانا۔ آخر الذکر معنی تو اسوجہ سے درست نہین آتے کہ کپڑا فریادی ہی البتہ اول الذکر معنے چسپان کئے جاسکتے ہین۔ مگر سونے سلانے کا فعل مربی کیطرف منسوب ہونے سے سارا مطلب اکسیر بنکر رہگیا۔ کیا وجہ کہ مربی محبت و شفقت سے تھپک تھپک کر سلانے کا نام مار ڈالیگا ہان اگر بات ہی تو وہی کمخواب کے ساتھ آنکھ مچولا۔

(۳) مین خیال کرتا ہون حضرت ململ کو بےتکی مناسبتون کا مرض ہے۔ دیکھیے پہلے مصرع مین بھی کامرانی جامدانی کی مناسبت دوسرے مصرع مین بجز جام ناکامی کے اور کچھ بھی نہین۔

(۴) چوتھا شعر ملاحظہ ہو۔ یارون گھسٹنا چھوٹے آنکھ۔ اسمین مناسبت کی بھنگ محض اسوجہ سے کہ حضرت کی فکر کا چھننا موٹے کپڑے کا دھاکا تھا۔ لبدی بندھکر ہاتھ مین لگی چھن نہ سکی۔ مجبوری کے سوا اور کیا عرض کیا جاے۔

(۵) دوسرے مصرع مین "پاؤن مین بچھایا ہی" خدا جانے کون محاورہ ہے۔

(۶) مصرعہ ثانی ع کیون ٹکے گز پر پٹایا ہی مجھے۔ بھی پہلی زبان دانی کا نمونہ ہے۔

(۷) دیس والے چھوڑکر ہلکے ہوے) کیا کاواک مذموم عبث لچر تخئیل ہے۔ دوسرے مصرع مین موصوف نے پہلے صفت بھی بد نظری چشم بد دور یہان آپہی رہی۔

(۸) اس شعر مین بھی وہی گلے کی مناسبتون کا جھگڑا ہے باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔

(۹) چاندنی کی مناسبت سے چاندنی کا دن دہاڑے کمل ڈالنا بھی عجیب بات ہو۔

راقم الحروف
ابو التحقیق امیٹھوی

کس نشنود یا بشنود من گفتگو می کنم

ڈیر اڈیٹر۔

محمڈن پراونشیل ایجوکیشنل کانفرنس بنگال کے لائق پریسیڈنٹ نے اپنی اسپیچ مین لو بوبات متذکرہ محمڈن یونیورسٹی کو غیر مفید اور غیر ضروری کہکر گویا اپنے پیچھے ایک بلا لگائی۔ علی گڈھ کالج کے بعض مرغان دست پرور نے انکو ایک سادہ اور کم سخن بنگالہ نژاد سمجھکر اعتراضات کی خوب ہی بوچھار کی علی الخصوص کالج کے بوڑھے مدبر اور بار اندیدہ منتظم محسن الملک بہادر نے بدلائل قویہ پریسیڈنٹ خاص کو نیچا دکھانے کی بہت ہی کوشش کی۔ اور انکی تحریر اخبارات مین شائع ہوئی ہمکو یقین ہی کہ پریسیڈنٹ صاحب یا اور معزز مسلمانان بنگالہ نے یہ تردید ضرور ملاحظہ کی ہوگی۔ مگر ہمکو معلوم نہین کہ اسکا جواب الجواب بھی شائع ہوا یا نہین۔

چونکہ ہمکو بنفاتہ پریسیڈنٹ صاحب کے بعض فقرات سے تمامہ اتفاق ہی لہذا ہم ضرور خواہشمند تھے اور ہین کہ بنگالہ ہی سے اسکا جواب دیا جاتا۔ علاوہ برآن ہمارے دماغ مین بھی اسکے متعلق بیشتر ایسے خیالات جاگزین ہین جنکا اظہار بذریعہ اخبارات کے ہم کرنا چاہتے ہین۔ مگر جیسا کہ ہمنے ابھی کہا ہے ہم خواہشمند ہین کہ حضرات بنگالہ کے جوابات (جنپر خاص اعتراض اور جنکی تردید کی گئی ہے) شائع ہوتے۔ ہم اسوقت اگرچہ اپنے خیالات کا تمامہ اظہار نہین کرتے بلکہ صرف ایک دو باتین لکھتے ہین۔ اور علی گڈھ کے بوڑھے مدبر صاحب سے جواب کے خواہشمند ہین۔

(۱) کیون حضت (حضرت) مسلمانونکی تعلیم کا مسئلہ مسلمانون کی تقدیر کا مسئلہ ہو۔ اسکی تدبیر مسلمانون کی دینی و دنیوی فلاح کی تدبیر ہے۔ یہ آپ کا ارشاد ہی اور ہم ایک حد تک نہ علی السبیل الکل اسکو تسلیم بھی کرتے ہین۔ گو بہت سے غیر تعلیم یافتہ مسلمانون کی تقدیر کی مثالیں موٹے الفاظ اور جلی قلم سے لکھکر پیش کر سکتے ہین اور آپکے اس کلیہ کو شاید باطل بھی کردین۔ مگر ہم یہ پوچھتے ہین کہ تعلیم سے آپ کی مراد تو وہی تعلیم ہوگی۔ جسکا ڈھڑا بہت دنون سے آپ لوگ رو رہے ہین۔ اور وہی تعلیم آپ علی گڈھ کالج مین دیتے بھی ہین (شاید آپ فرمائین کہ یہ اعلی تعلیم اور کامل نہین ہی) مگر جناب

سالے کہ نکوست از بہارش پیدا

کیا اس نقور طبی اور غیر مکمل تعلیم کو دیکھتے ہوے اور اسکے موجودہ نتائج یا آیندہ یونیورسٹی کے خواب پریشان کے نتائج کو خیال اور غور کرکے آپ کہہ سکتے ہین کہ وہ تعلیم آجکل مسلمانون کی دینی و دنیوی فلاح کی ہوگی۔ براہ نوازش کل حالات کو غور فرماکر اسکا جواب مرحمت فرمائیے۔ ابھی علی گڈھ کالج کے فرزندان تعلیم یافتہ کی اولڈ بوائز کے متعلق جو علی گڈھ منتھلی مین شکوے بہائے گئے ہین۔ اور بڑھیون کی طرح سے بہین الفاظ نیز غصہ آتا ما گیا ہی کہ کالج کو انسے قطع تعلق کرنا چاہیے اور اپنے فرزندی سے خارج کرنا چاہیے یعنی بکم جان پاک۔ پس اس تعلیم اور پہلی بسم اللہ کو دیکھتے ہوے کیا کوئی شخص یا خود آپ کہہ سکتے ہین کہ ایسی تعلیم سے مسلمانون کی دینی و دنیوی فلاح متصور رہوگی۔ دوسرے یہ کہ ابھی حال مین اعلی تعلیمات عربی کے متعلق علی گڈھ کالج کے بعض مینگی بو کن رڈیکل وغیرہ نے کیا کچھ ہذیان سرائی نہین کی اور جب بعض دیندار اولڈ فیشن دقیانوسی خیال مسلمانون نے عبا و عمامہ سنبھال کر ان شروانی کوٹ پتلون اور لال ٹوپی والونکی مذمت کرنا شروع کی تو آپ نے بھی اسکے متعلق لیپ پوت کرنے مین پالیسی سے کام لیا۔ کیون جناب ابتدائی تعلیم یافتگان کے نتائج تعلیم یافتگی تو یون ظاہر ہوئے۔ اگرچہ اور بھی بہت ہین مگر کیا پس از اعلی تعلیم یافتگی اور یونیورسٹی کی خواب پریشان کی تعبیر کے بعد کیا نتیجہ پیدا ہونے کی امید نہ ہوسکتی ہی اور اس کسطرح دنیوی و دینی رفاہ و فلاح اہل اسلام ہوگی اسکو ارشاد فرمائیے۔ مگر پیش با افتادہ امور اور اعتراضات اور واقعات کو ملحوظ رکھئے گا

(۲) علی گڈھ کانفرنس کو آپ اور آپکی ہمخیال آل انڈیا کانفرنس کہتے ہین مگر کیا اس سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ بہت سے مسلمان جنہین تعلیم یافتگان علوم جدیدہ اور روشن خیال بھی ہین۔ اسکو آل انڈیا کانفرنس ہرگز تسلیم نہین کرتے (بمبی کانفرنس۔ بنگال کانفرنس۔ انجمن حمایت اسلام وغیرہا دار العلوم ندوہ کی مجالس کا نام نہین لیا جاتا) پس آپ لوگون کی یہ دلخوش کن الفاظ اور مان نہ مان مین تیرا مہمان ہر جگہ اچھل کود کہان تک صحیح اور درست کہے جاسکتے ہین۔ اور مذکورہ بالا کانفرنسون اور انکی تقاریر اور تجاویز پر کہان تک پردہ ڈالا جاسکتا ہی۔ اگر آپ کے منہ مین زبان ہی۔ آپ کے ہاتھ مین قلم ہے تو اور لوگ بھی ایسے ہین۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ علیگڈھ کی کانفرنس
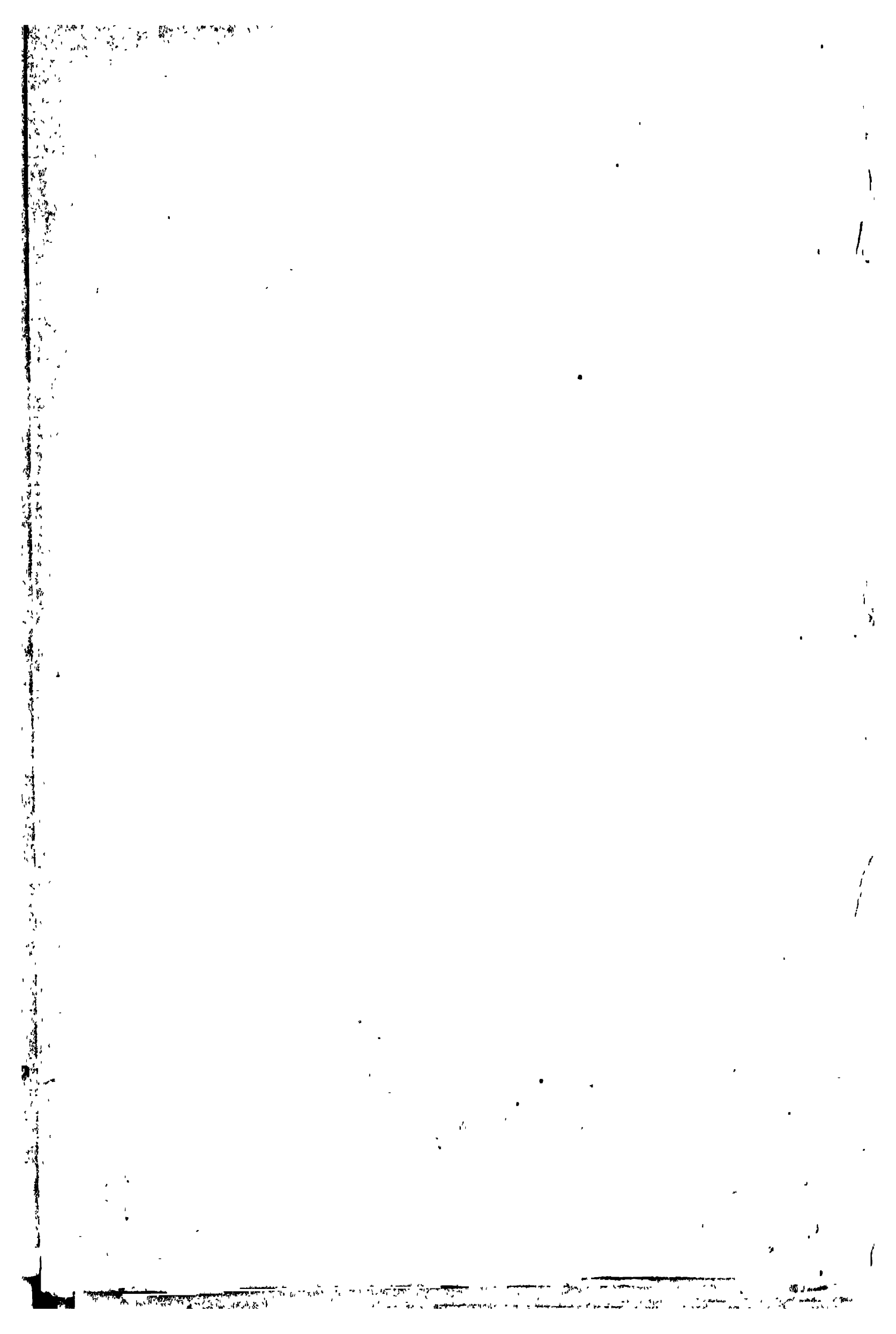
ساکھ کی بات

اور اسکے تجاویز کہان تک طبع خاطر ہین اور کہان تک کل مسلمان اُس سے تعلق رکھنا پسند کرتے ہین۔

(۳) بنگال کانفرنس کے پریسیڈنٹ نے ہندو و مسلمانوں کے تعصبات کے متعلق جو در فشانی کی۔ اور جسکی شد و مد کیساتھ آپ نے مخالفت کی ہمکو افسوس ہے کہ ہم آپ کے مخالفانہ فقرات سے نہ تو اتفاق کرسکتے نہ مخالفت کرسکتے ہین۔ آپکی جعفت (حضرت) پریسیڈنٹ صاحب نے جو ہندو و مسلمانوں کے باہمی تعصب اور ناموافقت کو دبی زبان سے ارشاد کیا ہے ہم کہتے ہین کہ آپ تعلیم یافتگان حال کے تعصبات اور خیالات خود حکمران قوم کے ساتھ کیون نظر انداز اور فراموش کرتے ہین۔ اور ہندوستانیون کی اعلیٰ تعلیمات کی نسبت انگریزونکے جو خیالات ہین۔ اور میرے نزدیک بعض انہین سے نذر بعاید حکمرانی صحیح بھی ہین۔ انکو کیون چھپاتے ہین۔ کیا یہ وہ تعلیم نہین ہے جسکے آپ لوگ مدعی ہین۔

(۴) دی نامینل یونیورسٹی۔ اور دی نیشنل یونیورسٹی اور کیمبرج اور اکسفورڈ یونیورسٹیون کے متعلق آپ نے جو خامہ فرسائی کی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مجھے بہت کچھ کہنا ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ اگر مین تمامہ اپنے خیالات کا اظہار کردون تو مجھے خوف ہے کہ اخبار کے کل کالمون پر مین قبضہ کرلون اور بدان سبب مین اسوقت اُس سے احتراز کرکے صرف اسی قدر کہتا ہون کہ جن یونیورسٹیون کیمبرج اور اکسفورڈ وغیرہ کی آپ لوگ ذرّہ ریائی کرنا چاہتے ہین۔ اور اسکے متعلق خیال مین پڑے ہین۔ پس براہ مہربانی ذرا ان یونیورسٹیون کے تعلیم یافتگان اور اعلیٰ تعلیم یافتگان کے مجاری حالات خیالات۔ تدابیر۔ عزائم۔ مذہبی پابندیون کو بھی پبلک مین پیش کیجئے۔ اور لوگون کو انکے محامد اور معائب صاف الفاظ مین دکھاکر اور احتمالات کے کل پہلوؤن کو بچا کر ان واقعون کو آگاہ کیجئے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ تعلیم یافتگان علیٰ العموم اکمل اخلاق اور مذہب کے پابند ہین۔ جب آپ ان یونیورسٹیون کے نتائج تعلیم یافتگی سے پبلک کو بھی طرح سے سمجھا کر اسکی پسندیدگی کی ڈگری حاصل کرلین گے۔ اسوقت ہم آپ کے ان فقرات کا کہ ایک ضروری جز لاینفک ہے اور بغیر مذہبی تعلیم کے عام تعلیم کا نتیجہ ہماری سوسائٹی کے تمدن و اخلاق کی ترقی کے لیے سخت مضر ہے مدلل اور مشرح اور تمثیل اور مشاہدات کی بنا پر جواب دینگے اور یہ بھی بتائین گے کہ کیمبرج اور یونیورسٹی کی سی تعلیم مسلمانون کے اخلاق اور مذہب اور تمدن اور معاشرت کے ساتھ کیا اور کیسا کام کریگی۔ گو ہم اسکو ابھی بتلانے کیواسطے تیار ہین مگر نہین ہم اسکو ابھی زرد دیکھتے ہین۔ اور آپ کے جواب کے منتظر ہین۔

آخر مین میرا آپ سے مستدعی ہون کہ اگرچہ مین بعض اخبارات کو دیکھتا تو ہون۔ مگر بوجوہات بالالتزام نہین دیکھتا۔ البتہ اخبار نیّر اعظم اور اودھ پنچ تو ضرور ہی دیکھتا ہون لہٰذا اگر آپ کا جواب ان اخبارات مین شائع ہوگا تو یقیناً مین اسکو دیکھکر اندرسان نصوص قلم اُٹھاؤنگا

راقم ح۔ م۔ د

بے کارم و با کارم چون مد بحساب اندر
می سوزم و می سازم چون خون بکباب اندر

اردو شاعری کا خط

(بنام شعرائے اردوگو)

اگرچہ نفس شاعری آجکل کی ہوا دیکھتے اک فضول سا مشغلہ بیکاری ہے۔ مدعین ہوشمند اسی وجہ سے ایک مشہور حکیم اور فلسفی جسکو حکیمون کا رب النوع کہنا زیبا ہے اپنی جمہوری سلطنت کے ارکین اور عناصر مین شاعر کی کوئی خدمت نہین رکھتا۔ نہ اہل قلم کے صیغے مین نہ اہل سیف کے زمرے مین۔

اسی طرح مشہور ہے ایک قحط کے زمانہ مین ایک شاعر صاحب اُس قحط زدہ ملک کے بادشاہ کی شان مین قصیدہ غرّا کہکے لے گئے۔ بادشاہ سنکے بہت ہی خوش ہوے اور فرط مسرت سے فرمایا۔ "مانگو کیا مانگتے ہو۔ صلے مین جو کہو دیا جاے"

آپ جانئے شاعر آدمی مفلس ابیگ۔ اسیر قحط سالی اور سونے مین سہاگا۔ پیٹ کی تقطیع بھوک کے ثقل سے وزن سے گری ہوئی۔ حواس خمسہ کا خمسہ غیر منتظم۔ الجوع کی بیسیون بحرے عناصر کی رباعی ناموزون۔ طاقت پر ضعف کا زحاف آیا ہوا انکو کوئی چیز غلے سے بڑھکر نہین معلوم ہوئی۔ آپنے وہی مانگا۔ حکم ہوگیا بہت اچھا۔ چالیس اونٹ غلہ انکو دیا جاے بیچارے اس پاسپورٹ کا سامان دلانے لگے۔ دست پاچہ ہوے سے اس ثقیل انعام کو گھر کیونکر لیجائین۔ آپ نے نہایت خوش ہوکے کہا۔ غلہ سا تکمین پہ مگر کوئی سامان باربرداری نہین۔ کل مع اُسکے حاضر ہونگا۔ اور رخصت ہوگئے۔ جاکے یار دوستون سے اس قدر دانی کی بہت کچھ تعریف کی اور جسطرح بنا بھرتے تھے۔ ادھر اُدھر مانگ کے چالیس اونٹ جمع کئے اور صبح سویرے در دولت پہ حاضر ہوگئے۔ عرض کی۔ اونٹ حاضر ہین۔ غلے کا حکم ہوجاے۔

بادشاہ بہت ہنسے اور فرمایا۔ غلہ کیسا۔ "تو مرا بسخن خوش کردی من ترا بسخن خوش کردم۔"

نہ تھے لازم سلطنت ہوکے کوئی خدمت ادا کی نہ تاجر ہوکے کوئی چیز بیچی۔ صرف باتون سے خوش کیا۔ اسی صلے مین تمکو انعام بھی دہی دیا گیا

الغرض اسی طرح اس جنس کا کاروبار ہوتا ہے۔ اول تو یہ زمانہ خیالی اجناس کا نہین جسکا معاوضہ مادی جنس مین ملے۔ اگر شاعری کچھ قابل توجہ ہے تو مرغ خوش لحن کی طرح وہ بھی طرش رقتی اور کیفیت سرور کے وقت "دین چہ شک" کی صدا طوطے یا مینا۔ عندلیب کی چہکار قمری کی حق سرۀ۔

اور نہین تو غزل۔ رباعی۔ شعر۔ کوئی لوٹ نہین جو بنک بھنا لیجئے۔

مرنے کے بعد پروانہ سا ہماری چیز ہنکہ دنیا مین کسی کام کاج کی شی نہین۔ یہ سب پیٹ بھرے کا سودا ہے۔ جن چیزون کی اس ملک کو حاجت ہے انہین سے ایک نہین پوری ہوتی۔

پس اسوجہ سے دنیا مین یون بھی کوئی نہین پوچھتا۔ اور دن پر دن کساد بازاری ہوتی جاتی ہے۔ خاصکر اس ملک مین۔ جہان کا حال یہ ہے کہ اس سامان عیش و طرب کا صفایا ہوگیا اور ہوتا جاتا ہے۔

ہان اگر کچھ باقی ہے تو شعر کی غلط بخشی۔ اور عادت کی بدولت جسکی سخت جانی کا یہ حال ہے کہ جسطرح انسان ضاحک ہے اسی طرح شاعر بھی۔ پس بعض حالتون مین اگرچہ دیگر سامان دنیا و عالم اسباب بالکل خلاف ہی ہون مگر انسان تو ہنس دیتا ہے۔ جیسے بہت سے لوگ کیچڑ مین پھسل جانے پر خود ہنس اُٹھتے ہین سگر بھر چوٹ اور ہو لگنے پر ہاے ہاے بھی کرتے ہین اسی طرح تمھارے ہندوستان کے چند باشندے ہین جو کسی کسی وقت ایسی بات کہہ سکتے ہین جو شاعری کے رنگ ڈھنگ کی بھی ہے۔ ورنہ شاعر تھا جسکے سکے آدم سے لیکر آج تک نیچے نیچے اور جگہ ہے مگر اس ملک مین کہان

جب پھر گردش دہر کے ہاتھون ملک اس حالت پر پہنچیگا تب پھر وہی حالت ہوگی۔ اسکے واسطے افسوس اور ماتم اور شاعری کی ترمیم کر انکار بے سود ہے۔ اور صرف بے سود نہین بلکہ بالکل کام مین دھام۔ دری مین توسل کی نقل صادق آتی ہے اور یہ یاد رہے زمانہ وہ ہے کہ تیلی بے تیلی سر پلاٹ کی مثل اس سبب سے بجا نہین کہ تک نہ سہی کمر تیلی تو ہر جگہ مرتا ہے۔

بقول شاعر ظریف

باندھ کچھ اپنی فکر کر وآنے دال کی

شاعری بیچاری کو کیون زیر بار کرتے ہو مٹی مین ملانے ہو۔ پہلے تو یہ بات ہے کہ تم شاعر نہین رہ سکتے۔ تم مدت سے اسکے لوازم سے محروم ہو۔ شاعری فراغت اور اطمینان (؟)

بات ہو جب تمکو عالم اسباب کے بکھیڑون سے نجات نہ ہے تب تم تخییل کے ناپیدا کنار قسمت آباد کی سیر کی ہوس کر سکتے ہو۔ اسمین اگل ہو سکتے ہو تا ہم اسپر بھی بہت دونون سامان شاعری مثل دل و دماغ شاعرانہ میسر ہونے کو پشتہا پشت چاہیئے۔

جس دنیا مین رہتے ہو اسکی حاضر و غائب چیزون کا صحیح ادراک چاہیے پھر ان خیالات کی نفاست اور لطافت سے متاثر ہونے والا دل و دماغ درکار ہے پھر ان کیفیات کو جو وارد ہون باحسن وجوہ متاثر ہونیکی تم مین قابلیت ہو اس سامان کے بعد تمکو لکھنے کی بھی طاقت ہو جس سے ما فی الضمیر بخوش اسلوبی ادا کر سکو اور یون ناموزونی اور بیہودہ سرائی کے بھروسے پر تخلص رکھکے شاعر کا دعوی کر بیٹھنا۔ ہلدی کی گرہ لیکر پنساری بن بیٹھنا ہے۔ تمھاری جھائین جھائین سے بے زوح اور عقل انسانی سے محروم جانورون کی گل خب نہ رزخائی طوطے مینا کی ٹین ٹین۔ جھینگر اور کھوری کی جھائین جھائین مینڈک کی غائین غائین۔ عندلیب چڑیا کے چہچہے۔ کبک کے قہقہے کوئل کی کوک۔ مور کی جھنکار۔ دام و دد کی غرفش کہین بہتر ہے۔

گیتی تمھاری غزل سرائی اور کچی شاعری پر نہین چلتی۔ اسکا عروض قافیہ اور ہی ہے۔ اسکا سرود و نغمہ تمھاری بے تالے سر کے راگ سے بالاتر ہے۔ کائنات کے جو لا متناہی مین افلاک نجوم ثوابت اور سیار اجرام کی خالق باقاعدہ منظم رفتار۔ اور کیا لذت کے قوائے طبیعی کے ذریعہ سے ایسا دھمال پیدا کئے ہین رات دن اسطرح چہل پہل اور زندگی کا دہ دو ریہ کہ اگر بصیرت بینا و دل دانا ہو تو مخلوقات حیرت مین آکے سناٹے مین ہکا بکا رہجائے۔

پس بہتر ہو کار خود کن کار بیگانہ مکن پر عمل کر کے اپنے اپنے کامون مین جو آجکل تمھاری سوء تدبیر یا تقدیر سے سر پڑے ہین مشغول اور منہمک رہو۔

راقم

سر مد غم عشق بو الہوس را ندہند۔
سوز پر پروانہ مگس را ندہند

کانفرنس ہیچکاران

اس فصل مین آپ سنا چاہتے کانگریسون کانفرنسون کی بھرمار ہے۔ خدا جانے کہان کہان سے کون کون کانفرنس آکودی ہے۔ پھر آپ جانیئے آخر اس کانفرنس نے کیا گناہ کیا ہو جاڑون کی چھپکلی ہو سہرے کا تیل گھٹا بنی بیٹھی ہے۔ سو کام چھوڑ سہزار ہاتین ہرج کر کے منصب شہود مین آئے اور آئے۔ اگرچہ یہ بھی ایک کام ہے اور لوگون کے خواطر مین ہیجان پیدا کرنیوالا۔ مگر دنیا نمائش ہی کا نام ہے اگر خدا کو بھی نہ منظور ہوتا تو آخر اسکو بغیر ہرج ہی کیا تھا۔ خدائی کرنے کیواسطے اور چیزین کیا کم تھین لہذا جھک مار کے بہت سی جا بجا ہیان۔ انگڑائیان لے کے اس کانفرنس کو بھی طوعاً کرہاً دنیا کے رسم کے مطابق چلنا ہی پڑا اور بادل ناخواستہ بمصداق

طفل بمکتب نمیرود ولے بفرستندش

ایک جلسہ کرنا ہی پڑا اور وہ بھی اس اطمینان پر کہ اسکے ممبرون کو خدانخواستہ تکلیف نہ دیجائیگی۔

شاید بعض متشککین اس چہل پہل اور کارگزاری زمانے میز ہماری اس صلائے عام کو یقین نہ کرین اور شبہ کرین کہ واہ واہ یہ ایسا فردہ ہے کہ اگرچہ

برین فردہ گرجان فشانم رواست

مگر انگریزی مثل مشہور ہے اگر خواہشین گھوڑی ہوتین تو فقیہ خوب چڑھتے۔ یہ تو چلنے والی بات نہین اور عقل مین نہین آتی۔ ممکن نہین اس زمانے مین کوئی کانفرنس ہو اور پھر بھی اسمین ایسے ممبر شریک ہون کہ کام کاج کے نام سے خانہ خالی ہو تو ہی ترکیب سے ہمکو بلانا منظور ہے۔ جب یہ دھوم دھڑکا ہوگا۔ لوگ دوڑ دوڑ کے۔ بیکار دن خرچ کر کے آئین گے پھر کسطرح ممکن ہے۔ دنیا کی دیکھا دیکھی شرما شرمی کچھ نہ کرین ہم سے کم سال بھر مین کسی دن تو کچھ کام کاج کرین۔ اچھی اور کچھ نہ سہی ان لوگون کو دکھانے ہی کیواسطے کچھ کرنا ہی ہوگا تاکہ پھر دوسرے سال شرمندہ نہون۔ اور بڑی بات تو یہ ہے سالانہ رپورٹ کی رج جو لگی ہے اسکی خانہ پری کرنے کو مجبوراً کچھ نہ کچھ کرنا دھرنا ہی پڑے گا۔

ہم انکے اطمینان کیواسطے مسلمانون کی تعلیمی کانفرنس پیش کرتے ہین اور ڈنکے کی چوٹ کہتے ہین اسی کو دیکھئے۔ بعنایت الہی کب سے جاری ہے اور سارے ملک مین ماری ماری پھرتی گھاٹ گھاٹ کا پانی نوش جان کرتی ہے۔ مگر آجتک باوجود بڑی بڑی تجویزون اور ریزولیوشن اور لوگون کے دم دعوے کے اصل مین نہ کوئی کام کرتی ہے نہ کوئی پوچھتا ہے کہ یہ وقت اور روپیہ جو فضول خرچ کرایا جاتا ہے اس سے کیا مقصد اور مطلب نکلتا ہے۔ آج اگر کوئی کام ایسا ہوتا جسمین علاوہ مسلمانون کے سب نہ کسی غیر کی کسی طرح کی شرکت لازمی ہوتی تو جیو اسپر الزام کا نوکرا رکھا جاتا۔ اس کانفرنس مین تو سب تعلیم مسلمان ہوا جو تجویز ہے وہ انھین کرنی ہے۔ مگر ہر سال بھر کے بعد کسی نہ کسی شہر کا ہوا پانی۔ زمین۔ فلہ خراب کرنیکے دوسرا کام نہین۔ نہ کام کرنیوالون کے سامنے کام کی عزت یا رپورٹ سالانہ کی خانہ پری کی کچھ فکر نہین۔ نہ کوئی جدید ترکیب نکالنے کی ضرورت۔ آخر اتنے دنون سے تعلیمی کانفرنس ہے اور رپورٹ بھی تیار کرکے شائع کرتی ہے۔ پس جو ترکیب اسنے اختیار کی ہے وہی تم بھی اختیار کرنا۔ اور دنیا مین منہ دکھانا۔

اور اگر اسپر بھی شک کا کھٹکا دل سے نہ جاے تو چلو محسن الملک کے پاس انسے سب جواب پوچھ کے اطمینان کرلین۔ وہ رنگون کے سفر مین ہین اور ذیابیطس کے عارضے مین مبتلا۔ انسے امید کرنا چاہیے کہ ہر مشکل کو دعا پر ٹالینگا ڈھب آگیا ہوگا۔ پس سردست عجلت مین یہ کام جبراً قہراً اعلان دیا جاتا ہے۔

اعلان شرکت کانفرنس ہیچکاران

چونکہ اس زمانے مین کام کاج کرنے یا دکھانے کی ضرورت ہے اسواسطے واضح ہو اس سال کے آخر مین جب گاجر کا حلوہ اور باجرے کا ملیدہ دنیا مین گرماگرمی پیدا کریگا۔ ایک انجمن ہیچکارونکی منعقد ہوگی اور خاصکر مسلمانون سے قوی امید ہے (کیونکہ وہی اس انجمن کے بڑے سرپرست اور دوست ہین) جو کوئی تاریخ مقرر ہو تاریخ اسوقت سہل انگاری سے فراموش ہوگئی ہے) اس روز عیش باغ مین (محض عیش گزشتہ کی یادگار اور فی الحال قبرستان کی مناسبت سے) تشریف لائین اسمین اگرچہ بمصداق ع برنہ آید ز کشتگان آواز

کچھ کہنے سننے کی تکلیف اٹھانا نہ پڑیگی مگر احتیاطاً گوش گزار کیا جاتا ہے کہ جو کچھ تجویزین ہونگی وہ محض بادہوائی۔ ہیا بانی غوغو کی ہاؤ ہوئی کے سوا کچھ نہوگا۔ انکا ریزولیوشن ہونے اور بعد ختم جلسہ ان ہذیانات کو یاد رکھنے کی مثل شرکائے تعلیمی کانفرنس کچھ ضرورت نہوگی۔ نہ کوئی قاضی گلہ کرنے آئیگا۔ ہان کسی قدر سکندر عیسٰی علیہ السلام کی ضرورت ہوگی کیونکہ کانفرنس مین شرکت کیواسطے اسکی اسی طرح ضرورت ہے جسطرح عیش باغ جانیوالونکو عموماً پڑتی ہے چاہیے دوگانہ عید بن پڑھنی ایکو لیجانے کیواسطے مٹھائی کھلونے مول لینے۔ چاہیے کفن اور توشے کی روٹیونکے لیے بلحاظ لوگونکو چاہیے چندہ کانفرنس اور کرایہ سفر اور چندہ خوراک غیرہ کیلیے کچھ ہمراہ لائین۔

لوگو آؤ۔ آؤ۔ آؤ چلو انکو ستور دسکو لیٹے ہوئے آؤ۔ اکیلے آؤ۔ سبکو لیکے آؤ۔ ریل بیل چھکڑے پر آؤ۔ ڈولی۔ پالکی لینس پر آؤ سوتے جیتے آؤ۔ چار کے کاندھے پر آؤ۔ مگر آؤ ضرور۔

جو تجویزین پیش ہونگی انکی اطلاع بعد کو دیجائیگی۔ پہلے نہ سہی۔ بعد کو سہی۔ بوقت فرصت پڑھکے بازو پر باندھنا۔ یا ڈھونا بنانا۔ خدانخواستہ تعمیل کا کسی طرح خواب مین بھی خیال لانا

الملتمس۔ سکرٹری ہیچکاران کانفرنس

تماشاگاہ قدرت

از تحقیق آدم تا هند مہ

تماشاگاہ کا پہلا اور اصلی پردہ تو اسی وقت اٹھا تھا جب خدا نے پہلے انسان کو خلعت وجود سے مشرف کیا لیکن اسکے شروع ہونے کا وہ وقت ہے جب آدم نافرمانی کی وجہ سے زمین پر پھینک دیئے گئے دنیا میں انسان کے وجود کا وہ زمانہ جو بیکی اور خوشی کا تھا اسکی کچھ نہ کچھ یادگار ہر قوم میں اب تک باقی ہے۔ ہندو اسی کو ست جگ اور عیسائی (گولڈن ایج) یا زمانہ زرین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس خوشی کے زمانہ کا دور اسوقت ختم ہوا جب انسان نے نافرمانی کی سزا یہ پائی کہ دنیا میں دون میں اپنی محنت سے ارزاق بہم پہونچائے جسمین اسکی اولاد آجتک حیران و سرگردان ہے لیکن جب قابیل نے ہابیل اپنے بھائی کو قتل کیا ۔ اسی وقت سے دنیا میں گناہ کی بنا پڑی۔

انسان کی نسل کی ترقی کے ساتھ ناپاکی اور بے انصافی بھی ترقی پذیر ہوتی گئی ۔ یہانتک کہ خداوند قادر مطلق نے اپنے طوفان کا عذاب نازل کیا اور سوائے معدودے چند لوگوں کے سب اسی میں نیست و نابود ہو گئے ۔ طوفان کے آنے کا پہلا ثبوت کتب مقدسہ سے ہوتا ہے لیکن اگر کوئی سلسلے زمانے دیکھو اور دیکھیں مین ۔ یعنی ہر قوم میں کچھ نہ کچھ پتہ اس طوفان کا ملتا ہے اور مزید براں دنیا میں طوفان کے ایسے نشانات باقی ہیں جنسے کسی طرح کوئی انکار نہیں کر سکتا

باب دوم

اب ہم بنی نوع انسان کی تواریخ شروع کرتے ہیں اور جہانتک ہر کا ممکن ہے ملکون میں مختلف اقوام کی تاریخ پہلے کل مجمل طور سے اور بعدہ کل مفصل طور سے بیان کرینگے۔

تواریخ کا پتہ کتب مقدسہ قصص زبانی سکہ جات یادگار ہائے قدیم اور لکھے اور چھپے کاغذات سے ملتا ہے یہ عام قاعدہ ہے کہ ہر قوم کی تاریخ قصص ہائے زبانی سے شروع ہوتی ہے مثلاً ہندوستان میں کتب وید جسکے لفظی معنی مسموعہ (سنی ہوئی) ہیں اور ۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آمین وہ کل مذہبی اور تواریخی باتیں جو اسوقت خواہ دیوتاؤں یا دوسرے لوگوں سے سنی سنائی ہوئی ہیں رقم ہیں ۔ قصص زبانی سے جو کچھ ہمکو معلوم ہوتا ہے وہ ہمیشہ قابل اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ ایک قصہ جو صدیوں تک نسل بہ نسل زبانی چلا آتا ہے ۔ وہ ہر نسل پر ایسا ترمیم ہوتا ہے کہ آخر میں اصلی واقعہ خود تصنیف واقعات میں پنہان ہو جاتا ہے پس ہر قوم کے شروع زمانہ کے قصص میں خود ساختہ تذکرون کو بہت دخل ہوتا ہے ۔ یہ دریافت ہونا بھی سے خالی نہیں کہ زمانہ بیاہ

میں سب تواریخیں نظم میں لکھی جاتی تھیں جیسے رامائن مہابھارت وغیرہ کیونکہ نظم بہ نسبت نثر کے زیادہ آسانی سے یاد ہو سکتی تھی بڑی یادگار میں بلکہ اسی وجہ سے تعمیر ہوتی تھیں جسمین اس بڑے واقعہ کی جسکے لیے تعمیر ہوتی ہیں تاریخ بتلاتیں اور اکثر تو ایسا ہوتا تھا کہ کل واقعات اسی پر کندہ ہوتے تھے جنسے اب پرانے واقعات جاننے میں بہت بڑی سہولت ہے۔

سکہ جات جنکا پرانے زمانون میں کہیں نام تک نہ تھا جیسا جیسا اقوام میں تمدن بڑھتا گیا استعمال میں آنے لگے سکون میں بھی صدہا قسم کے ایسے ہیں جو بڑے بڑے لوگون کی فتح یادگار میں ڈھالے گئے تھے اور انپر انکے کارنامون کی تاریخیں درج ہیں لیکن تواریخون میں سب سے معتبر وہی مانی گئی ہیں جو حروف کے رواج کے بعد تیار کی گئیں ۔

باب سوم

دور اول از طوفان نوحؑ تا جنگ ٹرائے

جب نوحؑ کی کشتی قلہ اراراٹ پر قائم ہوئی تب نوحؑ اور انکی اولاد خدا کے حکم سے آمین سے باہر نکلی جو چیزین جانداز اسمین مقید تھیں رہا کر دی گئیں ۔ دنیا میں پھر وہی پرانی سی زرخیزی پیدا ہو گئی اور کل زمین پانی سے تر ہو جانے کی وجہ سے قوت پکڑ گئی اور ہر جہار طرف گلزار معلوم ہونے لگا ۔ انسان کی تعداد رفتہ رفتہ بڑھتی گئی یہانتک قریب پانچ ہزار آدمی نوحؑ کی کشتی چھوڑ کر نئی زمین کی تلاش میں ایک طرف راہی ہو گئے ۔ اور جنوب کی طرف بڑھتے شنار یا بابل تک پہونچ گئے ۔ اور چونکہ وہان کھانے پینے اور ہر چیز کا ذخیرہ کافی پایا لہذا وہ وہین رہ پڑے اور شہر بابل کی بنیاد ڈالی اور ایک کثیر گروہ مغرب کیجانب ممالک غربی یورپ میں آباد ہوا اسکے بعد انکا یہ ارادہ ہوا کہ ایک مینارہ ایسا بنانا چاہیئے جو آسمان تک پہونچے لیکن حسب تحریر انجیل مقدس انکی سب کی بولیان بدل گئیں اور ایک دوسرے کی بات نہ سمجھنے کی وجہ سے انکو اپنا کام بند کرنا پڑا ۔ اور مختلف لوگ مختلف ممالک کیطرف کوچ کر گئے اور دوسرے ملکون میں آباد ہو گئے ۔ انجیل مقدس کی شہادت کے لیے مینارہ اپنی تیار شدہ حالت میں اب تک باقی ہے۔

اس گروہ میں سے تھوڑے آدمی بابل خاص میں بھی رہ گئے انمین سب کا سردار نمرود جو ایک اولوالعزم اور جنگجو شخص تھا بادشاہ بنگیا اور چونکہ اس زمانہ میں جنگلی جانورون کے نیست و نابود کرنے ہی سے آدمیون کو زمین مل سکتی تھی اسلیے جو جانورونکے مارنے کے قابل ہوتا تھا وہی بادشاہ تسلیم کیا جاتا تھا اور نمرود میں یہ سب قابلیتیں خداداد پہلے سے موجود تھیں اسلیے سب نے اسکو بادشاہ تسلیم بھی کر لیا اور اسی نے سلطنت عظمی بابل کا بنیادی پتھر قائم کیا

اور سوائے بابل کے کئی اور شہر تعمیر کرائے اسکی حکومت کا زمانہ سنہ ۲۲۱۳ء قبل مسیح شمار کیا گیا ہے اور اسی کے عہد حکومت میں ایک شخص (آسار) نامے کچھ لوگون کا ایک گروہ لیکر دریائے دجلہ پار کر کے شمال کی طرف گیا اور سلطنت آساریہ جسکا پایہ تخت نینوا کا مشہور شہر تھا قائم کی۔

نمرود کا جانشین بیلوس تھا اور گو کہ اس زمانہ میں بادشاہی سب سے زیادہ طاقتور کو ملتی تھی لیکن تاہم بیلوس نے نہایت امن کے ساتھ ساٹھ برس حکومت کی اور علم نجوم اسی کا ایجاد کیا ہوا ہے ۔ اسنے ایک علم نجوم کا مدرسہ شہر بابل میں قائم کیا جو کئی صدیوں تک مشہور و معروف رہا

سلطنت آساریہ کا بانی آسار بھی اسی سال میں مرا جس میں نمرود مرا تھا اور اسکا جانشین نینوس ہوا اور یہی وہ شخص تھا جسنے دنیا میں پہلے جنگ شروع کی اسنے جب اپنی سلطنت کے بڑھانے کا عزم پورا کر لیا تو پہلے سلطنت اردو پر حملہ آور ہوا اور اسکو فتح کر لیا ۔ اس بڑی سلطنت کے تباہ ہوتے ہی بابل کے اردگرد کی جنوبی سلطنتیں فوراً اسکا لقمہ لذیذ ہو گئیں اور اس طریقہ سے سلطنت اساریہ بڑھنا شروع ہوئی اور یہ پہلے سلطنت تھی جو حملہ آوری سے ترقی پذیر ہوئی۔

سلطنت پر بھی قانع نہ ہوکر اسنے باختر پر جہان کشتی سے اترکر حضرت نوحؑ کی اولاد نے قیام کیا تھا حملہ آور ہوا کئی ایک شکستین کھانے کے بعد اسنے آخر کار بکمد دسمیرامس جو اسکے ایک سردار کی بی بی تھی اور جس سے اسنے خود بیاہ کر لیا تھا ۔ آخر کار سلطنت باختر پر غلبہ پایا۔

بادشاہ نینوس کے انتقال کے بعد سمیرامس تخت کی مالک ہوئی اور اسنے اپنا پایہ تخت شہر بابل کو قرار دیا جسمین اسنے نہایت ہی خوبصورت عمارتیں تعمیر کین اور شہر پناہ بنا کر بہت اچھی طرح شہر کی حفاظت کا انتظام کیا۔ اپنے خاوند کے حملہ آورانہ طریق کو اختیار کر کے اسنے اپنی فوج اندس کے پار آتار ہندوؤن پر جو دراصل اسی آبادی کی ایک شاخ تھی جو بابل سے وسطی ایشیا اور وہان سے ہندوستان میں آ کر آباد ہوئی حملہ کیا اور یہ سب سے بڑا حملہ تھا جو دنیا میں پہلے پہل ہوا لیکن سمیرامس کو شکست ہو گئی اور بقول بعض مورخین کے وہ لڑائی میں کام آئی اور بقول بعض کے شکست کی وجہ سے رعایا نے اسے معزول کر دیا اور ہندوؤنکی مقدس کتابون میں جو دیوتاؤن اور اسوؤنکی جنگ کا حال لکھا ہے وہ غالباً یہی جنگ ہے

(باقی)

ملہ شہر نینوا اب کئی دوربین ہو کر تہنگ سے کھود کر برآمد کیا گیا ہے

جواب تنبیہ

ہمنشین تو پھر یہی کہتا ہی گر مذہب گیا — کونسی خواہش گئی اور کونسا مطلب گیا
دین اول تو سدا کیا ہی جو کچھ باقی بھی ہو — اُسکا رہنا غیر ممکن اب وہ جان بر لب گیا
دین کے معنی نہین ہین یہ رہانی جمعہ رجب — لو فرضینا ہو بھی یہ بھی تو کیا، وہ اب گیا
اب رہا وہ دین بھی جو واقعی تھا دین ہی — عود آ سکتا ہو نہین سکتا ہی وہ بیڈ تھب گیا
اختلاف دین کیون ہو وا اپنا دل اپنی پسند — جو گیا جس راہ پر وہ لی گیا انسب گیا
ایسی حالت مین عقائد کا اثر کیا ہو بھلا — دل ہی جب دم خیال ملت و مشرب گیا
اتحاد معنوی کی بھی ضرورت کیا رہی — اتفاقی مسئلی کا شور و غوغا دب گیا
سیکھئے اخلاق کو تو اسکی بھی حاجت ہے کیا — وہ ادب رخصت ہوا فرق مراتب سب گیا
قوم فرسودہ کی بھی ہمکو محبت کچھ نہین — خیر باد اسکو بھی کہتے ہین یہ سب کچھ جب گیا
روح کا مطلب ہے کچھ ہی، وہ ہمارے ساتھ ہے — وہ بتاؤ کیا گیا کیونکر گیا اور کب گیا؟
انتخاب کار کا ہمکو رہا خود اختیار — ہمسے کوئی شوق دل یا عیش روز و شب گیا
زندگی گزریگی آزادی مین با فرح و طرب — قید سے مذہب کے چھوٹے نعرہ یا رب گیا
ذکر بھی وہ کرے جسکو ہو کچھ فکر مآل — ہم تو جنٹلمین ہین وہ طرز جب وہ اب گیا
فکر کے بیجا مصائب کو نہین اپنا دماغ — ہمسے کہئے تو کہان فرعون کا منصب گیا
کب نہین ہین ہاتھ اپنے جیب مین پتلون کی — کب جُرٹ ملتا نہین اور کب کوئی مرکب گیا
پھرتے ہین سنگ بلاتے سیٹیان دیتے ہوئے — گویہ سامان بھی ہمارے ہاتھ سے جب تب گیا
کو رہے ہمکو علاقہ دو گروہ نسے ہمکو کام — کون شی بیٹی گئی، یہ کیا بلا معرب گیا

نازنینان سمن بر دات دن صحبت مین ہین — عقد کی بندش گئی وہ مذہبی کرتب گیا
کورٹ شپ مین کچھ بھی بحث حلت و حرمت نہین — کوئی ہو آمین لحاظ قربت اقرب گیا
غیرت و شرم و حیا اندر رہ تہذیب ہین — اور عرق آبرو صرف چہ غبغب گیا
دوزخ و جنت کی تصویرین خیالی ہو گئین — اشتیاق حور اور خوف دم عقرب گیا
ہم جو ہین حیوان گو ناطق سہی انجیر ہی یہ — اک حقیقت رہ گئی ہی رشتہ اجنب گیا

کسلیے انجام پر خوف و تدبر، کسلئے
لطف دنیا تو ملیگا ہاجلے۔ گر مذہب گیا

(فل جنٹلمین مسٹر بُل)
بقلم - میرزا لاآبالی

معجون مرکب

یون تو ابتول شخصے ہو خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے۔ لیکن اوندھی کھوپری۔ اُلٹی مت۔ اکہری عقل والے آدمی سے خدا اور رسول حبیب۔ دونون ملکر بچائے آئین تو شاید نجات ملجائے آجکل یہی معاملہ مولوی نجم الدین اور ہمارے عنایت فرما حکیم برہم صاحب کے مابین واقع ہوا ہی جو کسی طرح بھی طی ہوتے نظر نہین آتا۔ حکیم برہم صاحب اپنے خیال مین خوش تھے کہ جسطرح مین نے مرزا داغ و حالی پر اعتراضات کی بوچھار کرکے پبلک کی زبان اور اُن حضرت کے دلونسے اقرار ہی کرا چھوڑا کہ جو کچھ سقم قباحت ہمنے بتائے وہ بالکل بجا ہین۔ اُسی طرح یہ تصور فرماتے تھے کہ مولوی نجم الدین بھی مان جائینگے۔ لیکن توبہ کیجئے کہین ایسا خیال بھی فرمائیگا اگر سچ پوچھیے تو آپ نے بلا دیکھے بھالے مولوی نجم الدین صاحب کے لیے اعتراضات کا نسخہ دھر گھسیٹا۔ ہمارے خیال مین اپنی نباضی کا تصور تشخیص کا فتور ہی۔ حکیم صاحب سننے بوجھنے کی بات نہین۔ بیچارے مولوی نے فرمائش پوری کردی اگر کسی کی سمجھ مین نہ آئے تو اُنکی بلا سے بہر حال اُنکی اُلٹی مت بری الذمہ ہی۔ تم کہوگے کہ آپ بھی عجیب نسخہ ہین۔ مین کہان تک سمجھاؤن۔ اصل یون ہی کہ مادہ تشریح کے نضج کیلیے، سردست پنچ کے صفحے انتصرافی کا کام نہین دیسکتے۔ لہذا لاہوری ڈاکٹرون سے کوئی سریع الاثر شیر پنڈی کا تیل مانگ جانچ کے کام نکالنا چاہیے اسوقت تو اخبار تالیف و اشاعت ۱۵۔ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء ہمارے سامنے ہی جسمین ہمارے دیوانے معترض المذکر شاعر نے حقیقی غزل انکی نقل درج کی ہی۔ بیچارے کو دہولے شاعری مولانا حالی کیطرح نہیر معاف کرنا۔ ہان تردید و تجدید کا ضرور کمشدہ ہے۔ اخیر مین استدعاے اصلاحات بھی کی ہی۔ اگر فرصت نہ ہو تو غزل میرے پاس بھیج دینا۔ مین آجکل رمضان شریف کی وجہ سے بیکار ہون بقول شخصے ع بیکار مباش کچھ کیا کر۔ کا مصداق بنجاؤن گا۔

اچھا تو مولوی نجم الدین کی بیگانہ تازہ بر وزن اونکار تازہ یا حقیقی غزل کا مطلع ملاحظہ ہو لیکن مین صرف چند ہی شعر لکھتا ہون۔ دہو ہذا

دل مرا صورت ہلال ہوا ۔ کسکے قدمون مین پائمال ہوا

چیمبرلین کا پین بام

مطلب

چیمبرلین کے پین بام سے بڑھکر کوئی دوا ایسی نہین ہی جو ہر گھر مین ضروری اور ہر کیواسطے مفید ہو مثلاً کسی چیز سے کوئی عضو کٹ جائے یا مضروب ہو تو فوراً چیمبرلین کا پین بام استعمال ہو اس سے بہت جلد اندمال ہوجاتا ہی۔ دردسر۔ درد دندان۔ اور دیگر اوجاع جو چہرہ مین ہوتے ہین سب کو فائدہ کرتا ہی۔ درد اگر ہو تو اس دوا کی مالش سے فوراً جاتا رہتا ہی علی ہذا پہلو یا سینہ کے درد مین ایکدفعہ کے استعمال سے افاقہ ہوتی ہی۔ وجع مفاصل سی بہت جلد صحت ہوجاتی ہی پس چیمبرلین کے پین بام کی بوتل ہر گھر مین موجود رہنا ضروری ہی یاد رکھنا چاہیے کہ ایک دفعہ کے استعمال سے شفا کلی ہوتی ہی قیمت عہ ہر جگہ سب دوا فروش بیچتے ہین چنانچہ لکھنؤ مین اکبر محمد یوسف خان کی دوکان مین جو بمقام نظیر آباد ہی چیمبرلین کی سب دواؤن کا ذخیرہ ہے

نشست الفاظ - بندش مضامین - ترکیب لفظی ومعنوی وغیرہ نظم کی خوبیان چینٹی افطاری - مرچکے سبحدی صائم کی طرح چیٹ کر جانے کے بعد بھی اس مطلع مین یہ کچھ خوبیان رہ جاتی ہین یعنی مصرعہ اول کا ربط مصرعہ ثانی سے کس قدر زور واقع ہوا ہی - قدمون مین پامال ہونا بھی کیا اچھا محاورہ ہی - اجی مولانا بھلا یہ تو فرمایئے مناسبت ہلال - مصرعہ ثانی مین آپ نے کونسا لفظ رکھا ہی - ہلال - پامال کا تقابل تو ہماری سمجھ مین نہین آتا - شاید کوئی دبی دبائی مناسبت ہو - ہان خوب یاد آیا مہینہ رمضان کا ہی - روزہ کی جھانجھ انتیس تیس کے چاند کی چیگوئیان یا یہ کھلاہٹ غالباً اس جدت کی باعث ہوئی ہونگی - لیکن ہمارے نزدیک تو اس مطلع کا کچھ بھی مطلب نہین - البتہ ایک کام کیجیے تو مناسبت کی چول ابھی بیٹھی جاتی ہی - یعنی جہان آپ اپنے معشوق پر تانیث کی گردنی ڈال چکے ہین وہان تھوڑی دیر کے لیے تھوڑا بنا تو بھلا آپ کاہے کو پسند کرینگے کیونکہ پھر وہی مذکر کا ذکر ہوگا لیکن تھوڑی مان لیجیے - چلیے اب سب معاملہ ٹھیک ہو گیا - سواری کی سواری زنانہ ساتھ - رہی مناسبت وہ یون درست آگئی جب آپکا دل ہلال ہو گیا - تو اُسکے قدمون سے اچھی طرح پامال کیا جانا بھی تسلیم کیا جا سکتا ہی اور گھوڑی کے لیے نعل کی - یون تو ہر مقام پر ضرورت ہوتی ہی - پھر بھلا زبان کی سنگلاخ زمین کا کیا کہنا - یہان تو اگر شبدیز فکر کے پاؤن مین مضبوط نعلین نہون تو قدم قدم پر ٹھوکرین کھایگا اور یہ تو ابلق لیل ونہار کی ایک معمولی چال ہی - ایسے جانورون کے لیے نعل کی سخت ضرورت محسوس کیجاتی - آپ کو کاندھی پشتک مارنے نعل در آتش ہونے کی کوئی وجہ نہین اس صورت مین نعل سے ہلال کی باریک مناسبت بھی ڈھونڈھنے انگشت نما ہو گئی - اور آپ کی لیاقت طشت از بام بلکہ کرہ دروزمین اور فلک کا چمکتا ہوا ستارہ یا آفتاب لب بام ہو گیا -

عشق مین اک غزال رعنا کے
بد سے بدتر ہمارا حال ہوا

ہرن کو لوگون سے عموماً اور ہمارے مولوی صاحب کو سلامت سے خصوصاً وحشت ہی مصرعہ ثانی مین بدسے بدتر کی ترکیب بھی قابل داد ہے -

بستر مرگ پر ہون مین غلطان
ابتو جینا مرا وبال ہوا

بستر مرگ پر مین غلطان ہون کے یہ معنی ہونگے کہ آپ بالکل ہی مر گئے - پھر جب آپکی وفات عجائب آیات تسلیم کر لی گئی تو مرنے کے بعد زندگی کا بکھیڑا کیسا اور یہ مسئلہ تناسخ کی بدعت کیا معنی زندگی کا نشاء تو اسی وقت کرکرا ہو گیا اور حیات کا طلسم کسی بادہ خوار کی توبہ کی طرح ٹوٹ گیا جب آپ بستر مرگ پر دراز ہو گئے - سمجھ مین نہین آتا کہ مرنیکے بعد زندگی کی دشواریان کیونکر کیا معنی رکھتی ہین -

خواب مین بھی جواب نہین آتے
اسقدر مجھسے کیون ملال ہوا

آپ نے اپنے معشوق کو خط لکھا - سواری بھیج پروانہ طلبی بھیجا - آدمی بھیجے بلایا بھی یا یونہی اگر آپ نے اسکو یاد کیا - اور وہ نہین آئی تو بیشک ناشدنی گردن زدنی غیبانی شیطان کی نانی ہوجاہے وہ فرمایئے شکایتون کی جسقدر بھرمار کیجئے سب درست ہو لیکن جب آپ نے بلایا ہی نہین تو وہ ناخواندہ مہمان بنکے کیسے چلی آتی کیونکہ شعر مین تو کہیں آپ نے طلب اظہار نہین فرمائی - مین اسوقت چند ضمائر مونث مجوزہ جدت کے موافق آپکی معشوق کی طرف راجع کر گیا ہون غالباً تقلید سے آپ ضرور خوش ہوے ہونگے لیکن صاحب فرمائش آپ کی اس انوکھی جدت کے کبھی قائل نہونگے - دیکھنا چاہیے کہ آپ کی اصلاح وتجدید کی اونٹنی کس کل بیٹھتی ہے -

نہ کیا اُسنے وصل کا اقرار
گو بہت میر قیل وقال ہوا

آپ اس شعر کو خلاف تہذیب بتا کر ایشیائی شعرا کی تقلید سے بیان کرتے ہین ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ہم کہتے ہین کہ شعرائے پارس نے کہین بھی ایسا لغو ولچر مضمون نہین باندھا اور نہ اس فضول گوئی کی مثال کلام اساتذہ مین مل سکتی ہے -

فرق بین ہی ماہ ومہر مین
یہ دو ہفتہ وہ لازوال ہوا

آپ نے یہ غزل حقیقی لکھی ہی لہذا کوئی وجہ نہین کہ بجای معشوق حقیقی کے کہین آپ نے معشوق مجازی کی طرف اشارہ کیا ہو اسلیے لوازم شاعری کی خوبیون کو بالاے طاق رکھکر ہم بھی تسلیم کئے لیتے ہین - ماہ صرف دو ہی ہفتہ رہتا اور آپکا مہر (معشوق حقیقی) لازوال اور بیشک لازوال ہی - اگرچہ رات کو رحلت کر جاتا ہو لیکن اس شعر کی

مین حسین بھی اُسی کے شیدائی
پاس دنیا مین جسکے مال ہوا

کی چول کیونکر بیٹھے گی ابھی تو آپ انوار حقیقی کا مشاہدہ فرما رہے تھے اب مردود کیون اور کیسے ہوے - کیا شیطان نے بہکا کر بابا آدم کی طرح گیہون کی چپاتیان کھلوا دین اور آپ تانیث کی حوا کو لیکر دنیا مین نازل ہوے اردو شاعری کی تجدیدی خانہ جنگیان جو ہابیلی قابیلی لڑائیون سے کچھ کم نہین کیا آپ ہی کی بدبختیون کا باعث ہین یا آپ کا یہ معشوق جو مالدار کا شیدائی اور مال کا خواہان ہی وہی معشوق حقیقی ہے جسکی طرف آپ نے پہلے شعر مین اشارہ کیا ہی یا یہ کوئی بازاری معشوق ہی اگر ایسا نہین تو یہ ہرجائی پن کیسا - ایک غزل حقیقی اور دو معشوقون کے ہجر ووصل کا رونا چہ معنی دارد کیا آپ کا یہ بازاری معشوق مال کا طالب مالدار کا شیدائی بھی معشوق حقیقی کہا جا سکتا ہی ہم کہتے ہین اسکی گت تو آپ ہی کے ہاتھ ہی - جب سے نہ دیکھئے کمبخت آپ مرجائیگا یا دوسرا گھر دیکھے گا - آپ کو یہ بتانا ہوگا کہ اسکو کیونکر لازوال کہہ سکتے ہین -

مرغ دل کے لیے مرے صیاد
اسکی چوٹی کا بال بال ہوا

حضرت! مرغ دل کی گرفتاری کے لیے اسکے بالون کو دام وغیرہ بتایا ہوتا صرف صیاد بیچارہ خالی خولی ہاتھ پاؤن کا لچھا لے کے مرغ دل کا کیا بنائیگا

انکی رفعت کا کیا ٹھکانا ہے
چرخ چارم سے اتصال ہوا

یہان بھی دریافت طلب یہ امر ہی کہ یہ معشوق جسکے سر کا ٹکرانا چوتھے آسمان سے بتایا گیا ہی از قسم حیوان ہے یا انسان پری ہی یا دیو مادہ روحانی ہے - یا ہیولائے شیطانی اگر اربع عناصر مادی اشیا سے خلق کیا گیا ہی تو اسکی رفعت کو چوتھے آسمان سے ٹکرانے کی کوئی وجہ ودلیل یا یونہی اور اگر حقیقی ہی تو کیا وہ حضرت عیسیٰ ہی کے ساتھ ہر وقت مراقبہ مین رہتا ہی کیا اور طبقات عالم بالا کی سیر وہ نہین کر سکتا - واہ رے بلند پروازی -

کاش مین تولیہ وہ ہو جاتا
جو یہ رو کا دستمال ہوا

بھئی واللہ کیا انوکھی نیچرل تمنا ہی حضرت! یہ بالتخصیص آپ نے طالب علم کی لنگی چھوڑ کے تولیہ ہی ہونا کیون پسند کیا

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

کا مضمون ہوگا - کوئی ایسی چیز بنے ہوتے جو کسی اچھے مصرف کی ہوتی اس شعر مین معشوق مجازی مراد ہی بھلا آدمی انگیا کرتی - ازار - جالی کی لنگوٹی بننا پسند کیا ہوتا یہ تو محض اس کام کا ہوتا ہی - اتر پر پونچھا یا بچھا الگ کیا -

کسلیے انکے سر منڈھی تذکیر
شاعرون کو یہ کیا خیال ہوا

جسکا نام معشوق ہی اسکو شاعر کیا تمام زمانہ مذکر ہی کہیگا وہ قادر قدیر سمیع بصیر وغیرہ وغیرہ جملہ اوصاف سے موصوف ہی وہ خود سب کو حسب ضرورت ہر ایک چیز عطا کیا کرتا ہی - اسکو کوئی شخص کوئی شے نہین دیسکتا ہم اور وہ محتاج ہی - پس اسکے سر تذکیر کی لٹ پٹی دستار

تیسرے دن کا مہمان

چونکہ آپ بخلاف اپنے مرشد کے دعا کے اثر کے قائل مشہور ہو
پس دعا دیتا ہون

بدلتے اور دل اس دل کے بدلے
الٰہی تو تو رب العالمین ہے

لیکن جب تک اجابت کی نوبت آئے رنج انقباض طبیعت کی خاطر سے یہ لکھا جاتا ہون کہ بیچ واسطے قاضی نے جواب دے دینے سوالات سے قافیہ تنگ کیا ہو انکی چوٹ بچانے کیواسطے حیلہ حوالہ کی حاجت نہین جسطرح تعلیم نسوان اور تعلیمی کانفرنس کا جھگڑا باوجود مصالح کو طرحا آگرا رد ارکھا اور محض خاطراً بمصداق دل کے نرم اور آنکھون مین شرم ہونے سے یہ بازیچہ اطفال کھیل بیٹھے ہو۔ اسی طرح تھوڑی سی پیش بینی اور مصلحت اندیشی کرکے قاضی کا کہنا مان لو۔ اور اپنے فرزندان کو جو نفاق ہی مین بھلائی اور نیکنامی چاہتے ہین سمجھا دو کہ اگر گرد زندہ ہوتے تو وہ بھی ضرورت اور مصلحت زمانہ دیکھکے یہی کرتے کیا وجہ کہ تم دیت۔ سہل انگاری سے یون تو تجزا سکے پھر ہاتھ آنا نہین کہ کنکر پتھر کی طرح ٹھوکرین کھاتے پھرو۔ اور سیدھی ٹیڑھی کی چال چلنے والا اگر کوئی مل گیا تو اسکے فٹ بال بنو۔ اس ترکیب سے اگر گرد کو گرد رہنے دو اور تم شکر ہو جاؤ تو کچھ بعید نہین۔

لاحقہ بیماری کی وجہ سے شکر کی بھی کمی ہو گئی ہو گی اسکی خانہ پری ہو جائیگی۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

راقم۔ ارسطو

اونٹ رے اونٹ تیری کون کل سیدھی

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا ست

کہتے ہین حضرت صالح کی اونٹنی پہاڑ بلکہ پہاڑ ہی کے پیٹ سے پیدا ہوئی اور ماشاء اللہ چشم بد دور ہیولائی مبارک کا محمل اور حسن ظاہری کا شفدت دیکھئے کہ ایک پہلو پر لیلائے تناسب کی سواری اور دوسرے پر ندرت کا شلیطہ ہر کچھ خلاف قیاس نیچری نہین معلوم ہوتا بلکہ مسلمان اور غیر مسلمان سب کی زبان سے بیساختہ "افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت" کا کلمہ نکل جاتا ہے۔

اسی طرح ہماری تعلیمی کانفرنس صاحبہ بھی نور کے سانچے مین ڈھلی ہین۔ نیچر کی دستکاری خاص سے تمام کائنات کے مختلف تناسب اور لوازم حسن ٹھونس ٹھونس کے اسطرح بھر دیے گئے ہین جیسے روئی دار ہٹھنے کے اندر روئی دھوتی

یون تعفونت الا رکھے (نرام مار دار ہے) کا اسفل سافلین تک پہونچ۔

خیر یون تو لطافت بھی دقیقہ شناسی کیواسطے۔
فہرست کارخانہ نمائے ہستی

کہنا ہی پڑتا ہو مگر موٹی سی بات ہو کہ اس سال کانفرنس لکھنؤ کی خواہ مخواہ اور پادر ہوا تعمیر کی چوٹی کی اینٹ (کی اینٹون) یعنے پریسیڈنٹ کا انتخاب معمارون اور انکے ریزون مین عجب مخمخ پیدا کئے ہے اخبارات سے معلوم ہوا کہ برادے کے نزدیکین یکی اینٹ اور پتھرے کی پہچان مین مین اینٹ کی عینکین دو بنجون صرف ہوگئین اور بعد بڑی دقت سے حسن ازل نظر جا بجگہ ٹھہری کیا معنی ٹھہرائی گئی۔

یعنی اول راجہ علی محمد خان صاحب بہادر جوان بخت جوان سال پیرانہ عقل والی ریاست محمود آباد سیتاپور
دوسرے راجہ نوشاد علی خان بہادر تعلقدار میلا رائے گنج بارہ بنکی۔
تیسرے عالیجناب راجہ تصدق رسول خان صاحب بالقابہ تعلقدار جہانگیر آباد
چوتھے ذوالخطاب مسٹر رفیق بیرسٹرایٹ لا درج لکھنؤ۔

اب ان ارکان یا اخلاط اربع مین ایک کے چھانٹنے مین لوہے لگ رہے ہین اور ایک ایسی گتھی پڑی ہو کہ سوائے اسکے کہ "کوئی اللہ کا بندہ چھوڑا دے" کہکے زچ ہو جائین کچھ بن نہین پڑتی حالانکہ صاف و ملخ مصالح مین نظر یہی ڈنکے کی چوٹ کہے گی کہ اول الذکر حضرت کو تو اس بازیچہ اطفال سے معاف رکھئے۔ اس کام سے اہم تر اور زیادہ وقیع مواقع کیواسطے عید بکرید کے جوڑے کی طرح سینت رکھئے۔ اور اسوقت ہر طرح کی مدد اور کام مین جوہر دیکھئے۔
اور دوسرے صاحب استقبالی کمیٹی کے پریسیڈنٹ ہی ہین۔
اور چوتھے صاحب نمبر تین کے ہوتے ہوئے کم استحقاق رکھتے ہین پس لے جائی

نہ تلاش شیشہ نہ شیشہ گر کہ بجرم شیشہ شود نظر

کہتے ہوئے انھین حضرت راجہ تصدق رسول خان کو اٹھا لیجئے۔ اور کام چلائیے۔ اگر تمکو سلیقہ اور قرینہ معماری ہو تو اس سے بڑھکے قابل اطمینان و استقرار اور مستحکم ذات ملنا سردست ممکن نہین۔
تفرق الاتصال

زنانہ ریاست مین نسائیت کا زور

چند روز ہوئے ایک ہمعصر نے زنانہ ریاست بھوپال سے متعلق اسٹارح گل ریزی کی تھی جس سے پتا چلتا تھا کہ وہان نسائیت نے زور شور پر دبی زبان سے کسی قدر رسا کی ہین

الا کہ سرزمین کا اثر دیکھئے جہان والی ذکر یا ستہ نہین۔ اول تو اسی طبقے سے تین والیان ملک کاتھے اور پر گدی پر بیٹھنا گیتی کا جانب اول بچان۔ اور بڑی انتہا یہ کہ زن تہذیب اور شائستگی کے عہد مین اس برگزیدہ جنس جوا کا ابھار۔ اور ہندوستان کی کٹی پٹی سرزمین کا نسوانی ترقی کا مصالحے ڈگمگاتے قدم سے ڈھونڈھو کی طرح رحم الٰہی کھڑے ہونا شرف نگہ اسی طرح کی کروتین بقول نسیم نیادی ہی ذرے کا بھی چمکے گا ستارہ قائم جو زمین و آسمان ہے

چنانچہ ایک بجنوری ہمعصر کے نامہ نگار کی شکایت ہے کہ وہاں کی اخلاقی حالت خراب ہو لڑکی سی ہے جو سنگار کرتے ہین جنپر گمان ہوتا ہو عورت ہین۔

اسیر نیر اعظم کے نامہ نگار بجلال مین آکے فرماتے ہین۔
"نامہ نگار صاحب نے خدا جانے کونسی عینک لگا کے دیکھی ہے جو مردون پر عورتون کا گمان کر لیا"

ہم کہتے ہین کوئی عینک کسی نے لگائی ہو مگر اسمین کلام نہین کہ جو عینک کسی نے نہین لگائی اسکی ایک تال تو الا ولد للنسا اور دوسری تال فی الکثر واکرکا یہ قول کہ سات آٹھ سال تک از روئے حکمت لڑکے اور لڑکیان یکسان شکل بخشی ہوتی ہین۔ علاوہ اسکے اگر لڑکے عورت سے مشابہ ہونگے اور نظر بازونکو انپر عورت کا دھوکا ہوگا تو لڑکے بڑھکے جب زمانہ اور ترقی کرینگا تب پوری عورت کیونکر ہو سکینگے یہی اس ریاست زنانے نامیہ کا زور ہو کہ اس تبدیل جنس استغراق الرجل کا انکا مناسبت ریاست انکا ہو ورنہ وہ زمانہ کچھ دور نہ سمجھنا چاہئے کہ امین آباد کی ٹھیکہ یا تندھن کسطرح داڑھی مونچھ والی قوم پیدا ہوتی نکلین اور مرد اس جامہ جہان کا رسم سبکدوش ہوکے بقول نظیر الہ آبادی سہ ظاہر بھی انکا صاف ہو باطن بھی صاف ہے
جب ایسے صاف دل ہون تو آہا ہا ئین ہیچ ہے
کاتر انہ ہے تال سر کی ڈھولک پر گلاب جان شتاب جان رحیم کے پیٹ مین نقطہ رخ کے اوپر نقطہ نہین، بن کے الا پتے پھرین تو کچھ عجب نہین شب ماہ کا لطف اٹھانے کی جگہ آنکی زحمت ہو سکے تارے دیکھتے پھرین۔
اتحاد زمان

تماشاگاہ قدرت

بقیہ مضمون ۲۴ - نومبر ۱۹۱۲ء

ہم پہلے بیان کر چکے ہین جب انسان کا ایک گروہ باختر مین رہا اور رفتہ رفتہ پھیل گیا اُسوقت دوسرا گروہ بابل پہونچا اور اسطرح دریاے اندس ان مشرقی و مغربی اقوام مین حد فاصل تھا۔ اور یہ حملہ اُن دو اقوام اولین کی پہلی مدبھیڑ تھی اسلیے ہندوون کا یہ خیال کہ جنگ دیوتاون اور دیوون مین ہوئی مضحکہ خیز نہین کیونکہ اہل بابل نہایت قدآور تھے اور چونکہ جنگ نہایت ہی خونخوار تھی اور ایسے لوگون پر فتح پانے کے لیے بھی بظاہر اعلیٰ درجہ کے قوی لوگون کی ضرورت تھی جنکو سادہ مزاج لوگون نے اگر دیوتا کہدیا تو بیجا نہ تھا۔

ممیراس کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا نینا س تخت نشین ہوا اسکے بعد بہت سے بادشاہ ہوے لیکن انکے عہد ہاے حکومت کی تواریخ نہایت ہی نامکمل ہے اس نسل کا آخری بادشاہ سردنیپالس تھا جو اپنے دشمنون سے ہار کر ایک چتا بنا کر مع اپنے کل خاندان اور نقد و جنس کے جلکر خاکستر ہو گیا۔

شہر بابل سے سنہ ... قبل مسیح مین جو گروہ نکلے تھے انمین کا ایک گروہ بسر کردگی مصرائم کے سرزمین مصر مین پہونچا جہان انھون نے نمرود کے پندرہ برس بعد جبکہ اسنے سلطنت بابل قائم کی - بولی بولنے کے بعد سلطنت مصریہ کی بنا ڈالی - اور چونکہ ملک نہایت زرخیز تھا اسلیے یہ شخص بہت جلد بڑا بادشاہ بن گیا اور چند عرصہ کے بعد لوگون نے اسکا نام دیوتا اوسیرسیز رکھا اور اسکی پرستش کرنے لگے - اسکے بیٹے تھے جو ملک کے سات حصون مین حکمران تھے - انمین کا سب سے مشہور تیوتھ تھا جو اپنے باپ کا سکرٹری ہو گیا تھا اسنے بڑی کوشش کیساتھ علم اور سائنس کی ایجاد کی اور قدیم مصری حروف اسی کے ایجاد کردہ ہین - اسنے علم نجوم اور قدیم مذہب مصریہ کو بھی بہت بڑا رواج دیا - قصہ مختصر کل علمی اور صنعتی چیزین کہا جاتا ہے کہ اسی نے ایجاد کین اور یہی وجہ تھی کہ بعض مورخین بتاتے ہین اس نام کے کئی آدمی گزرے ہین - یونانیون نے اسکا نام ہرمیز رکھا ہے اور زمانہ موجودہ کے لوگ اسکو ہرمیز ٹرسیمگسٹس کے نام سے یاد کرتے ہین۔

اسی زمانہ مین بابل سے نکلے ہوے لوگون سے الگ الگ قومین قائم ہوئین - کچھ کنعان مین آباد ہوے کچھ عرب مین - کچھ ایران مین اور کچھ لوگ ایشیاے کوچک مین لنگر - یہ گروہ مشرق کی طرف گئے انکا حال ہم ابھی یہان نہ لکھینگے -

بابل کے تارکان وطن کا ایک گروہ آخر کار ساحل بحر کسپین پہونچ گئے اور وہان سے یہ لوگ اپنی بھدی وضع کی کشتیون مین بیٹھکر دوسری سمت سے ساحل کی طرف روانہ ہوے اور جاتے ہی جزیرہ نماے یونان پر قبضہ جما لیا ان لوگون نے اس ملک کو جنگل سے ڈھکا ہوا پایا اسکو صاف کر کے آباد ہونے لگے ان مین سے جو شمال مین آباد ہو گئے تھے وہ ہیلن کہلانے لگے اور جو جنوب مین رہے وہ پلاسگی کے نام سے موسوم ہوئے قوم پلاسگی کا پہلا دار السلطنت اناکس نے ارگوس قائم کیا لیکن چند دنون کے بعد ہیلن لوگ سپر چیرہ دست ہوے اور کل ملک پر قبضہ کر کے اسکے سب نام نکالے اب ہیلن فرقہ کی چار شاخین ہوئین - ڈوری - آئیونی ایولی - اکی ٹی - اور گو کہ ملک کی گورنمنٹ مین بہت تبدیلیان ہوئین لیکن ان چار فرقون کا حال وہی رہا - آخر کار ان سے زیادہ مہذب تارکان وطن نے اس ملک مین آکر انکی بھی سلطنت چھین لی -

مصر کی بابت ہم یہ کہنے کو مجبور ہین کہ اسکی قدیم تاریخ پر بالکل تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے لیکن ہمارے پاس اس امر کا کافی ثبوت موجود ہے کہ یہی پہلا ملک تھا جہان سے علم و صنعت نے ترقی پکڑی ہے اور جہان ان چیزون کے قدردان پیدا ہوے وہ چیزین جو آجکل دنیا مین انسانی زندگی کو خوشگوار بنائی ہوئی ہین وہ ان دنون جبکہ دنیا کا شروع زمانہ تھا تو انکا گہوارہ یہی ملک تھا - مصر کی شروع زمانہ کی تہذیب اس ملک کے قدرتی اوصاف کی وجہ سے اور بھی بڑھ گئی تھی - افریقہ بھر مین یہی ایک ایسا ملک ہے جسمین اسقدر بڑا دریا جہازرانی کے قابل موجود ہے - یہ دریا بھی مثل گنگا کے جب طغیانی کے بعد پھر اپنی اصلی حالت مین ہو جاتا ہے تو کنارون پر ایک ایسی مٹی چھوڑ جاتا ہے جس سے زمین کو بہت بڑا فائدہ پہونچتا ہے ایشیا اور افریقہ کے درمیان یہی ملک آمد و رفت کا ذریعہ تھا اگلے زمانہ مین اسکی تجارت بہی ترقی پر تھی اور اسی تجارت کی وجہ سے اسکو تہذیب حاصل کرنے مین بڑی مدد ملی مصر کی آبادی شمال سے جنوب کی طرف بڑھتی گئی اور یہ وہ بہت لوگ جنکی سب سے زیادہ عزت کیجاتی تھی ان تارکان وطن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ رہنمائی کر کے لیے جاتے تھے - اس ملک کا شمالی حصہ جنوبی سے زیادہ زرخیز ہے کیونکہ دریاے نیل اسی جگہ سے سمندر مین داخل ہوتا ہے - شاہ مصرائم کے بعد سنہ ... قبل مسیح تک ۹۶ بادشاہ گزرے تھے کہ اسی زمانہ مین عربون کا ایک گروہ اسکے شمالی صوبہ پر لوٹ پڑا اور گانون اور مکانات جلا دئے اور باشندون کو قتل کر کے ملک کو خاک سیاہ کر دیا ان نئے فاتحون کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو بھی جو ملک مصر کے ایک گوشہ مین آباد تھے روز بد دیکھنا پڑا اور آخر کار یہ قوم بر ہنمائی حضرت موسیٰ مصریون کی جبر و تعدی سے چھٹکر کنعان مین جا بسی - اسی لیے ہمکو کنعان کا ذکر کرنا ہے اور چونکہ کنعان ملک فونیشیا کا ایک ٹکڑا ہے اسلیے ہم یہان فونیشیا کا ذکر بھی کیے دیتے ہین - فونیشیا اس زمانہ کے مہذب ملکون مین مصر کے بعد سربرآوردہ خیال کیا جاتا تھا پہلے پہل اسمین بابل کے تارکان وطن نے قیام کیا۔

یہ ملک بحر روم کے مشرقی سواحل سے شروع ہوتا تھا اور اسکی جنوبی حد مصر تھی - اسی کو موجودہ زمانہ مین فلسطین و شام کہتے ہین - مصر کی تمام ایجادین اس ملک مین صرف پھیل ہی نہین گئین بلکہ یہان کے لوگون نے اپنی عقلمندی سے انکو اور جلا دیدی - فن تحریر یہین اپنے معراج کمال کو پہونچا اسکی وجہ یہ تھی کہ یہان کے لوگون کو بڑی عظیم الشان تجارت مین جو وہ مصر کے ساتھ کرتے تھے دستاویزات کی ضرورت پڑتی تھی - اور چونکہ انکے مقبوضہ سواحل نہایت ہی طویل تھے اسلیے انکو زیادہ تر بحری تجارت سے بھی سابقہ پڑتا تھا اسلیے وہ بے انتہا دولتمند ہو گئے اور دوسری قومون کے عادات و اطوار سے بھی خوب واقف تھے۔

وجوہات بالا نے فونیشیا کو اس مرتبہ کو پہونچا یا جو اور دونی ممالک کو کبھی خواب مین ہی نہ نصیب ہوا تھا - اس ملک کا دار السلطنت ٹائر ملکہ بحر کے نام سے مشہور تھا

اب ہم اسکو یہین چھوڑ کر مصر کے اس زمانہ کی طرف پھر متوجہ ہوتے ہین - جب عرب لٹیرون نے اسپر حملہ کیا تھا کیونکہ چند ہی دنون کے بعد جنوبی مصر کے بادشاہ نے جسکا دار الملک تھیبس تھا - انکو شکست دیکر ملک بدر کر دیا اور پھر چند ہی دنون کے بعد شاہ سیسا سٹرس جو قدیم مصری بادشاہون مین سب سے زیادہ عالیشان گزرا ہے سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا - گو کہ جو کچھ اسکی بابت لکھا گیا ہے وہ کل قابل وثوق نہین - لیکن اسمین بھی کوئی شبہ نہین کہ اسکا زمانہ ملک مصر کی تواریخ کے لیے سرمایہ ناز کہا جا سکتا ہے اسنے اپنی بحری اور بری حملون سے اس زمانہ کے کل موجودہ ممالک کو تزلزل مین ڈال رکھا تھا اور اپنے ملک مین نہایت اعلیٰ درجہ کی یادگارین تعمیر کرائین - اسنے ملک بھر مین وہ قومیت کی روح پیدا کی جو اسکے مرنے کے بعد سالہا سے دراز تک موجود رہی لیکن باایں ہمہ عرب جب ملک سے خارج کیے گئے تو وہ ہزارہا مصری طبقہ اعلیٰ کے لوگون کو خود جلا وطن کر چکے تھے اور چونکہ ان اعلیٰ درجہ کے لوگون کے ساتھ عوام بھی گروہ در گروہ نکل گئے اسلیے انکو کسی دوسرے خطہ زمین مین آباد ہونا ضرور ہوا اسطرح ان ممالک مین جو اس سے پہلے تہذیب سے بے بہرہ تھے تہذیب نے ترقی پکڑنا شروع کی اور ان مقلد ممالک نے اسکو اس درجہ بڑھایا کہ خود ملک مصر کو مات کر دیا

(باقی)

گرگ تہذیب

MAHMOOD-UL-HASAN

بکرے کی ماں کبتک خیر منائیگی

تماشاگاہ قدرت

تتمہ ۸ دسمبر ۱۹۰۴ع

اس جگہ سے ہم مصر چھوڑ کر آسانی سے اٹلی کی پیٹھ اس تماشا تک لکھیں ہے جو وقت بہت سلطنتیں قیصر کی عظیم الشان سلطنت میں شامل ہو گئیں اور سوائے تذکرۂ بالا تو یہیں کے یونانی طوائف الملوکیوں کی تہذیب و طاقت فارس کا پہلا عروج اور روم۔ کارتھج سسلی اور ہسپانیہ کا پہلے پہل دنیا میں نمودار ہونا بھی دکھلاتے ہیں گے۔

ایشیائے کوچک یا مغربی ایشیا کا وہ حصہ جو یونان کے مقابل واقع ہے وہاں ایک قوم آباد تھی جو اصل میں یونانی نسل سے تھی اور ... سے زمین پر سب زیادہ فرحت بخش ... دانس نے پہلے پہل شہر ٹرائے کوہ ایڈا کی ایک پہاڑی پر آباد کیا۔ اسکے بعد اسکے گرد شہر پناہ تعمیر کی گئی جسکی نسبت عام طور سے یہ خیال تھا کہ ایسی مضبوط دیوار سوائے دیوتاؤں کے کوئی نہیں بنا سکتا۔

... کی پانچ پشتوں کے بعد تخت شاہی پر پرائم کو ملا جسکا بیٹا پیرس ... کی غرض سے چند جہاز اپنے ہمراہ لیکر سمندر میں گھومنے لگا۔ قضا کار اسکا گذر ایک یونانی ریاست سپارٹا نامے کے پایہ تخت میں ہوا جہاں کے بادشاہ مینلاس نامے نے اسکی بڑی خاطر مدارات کی لیکن یہ ... کے بدلے میں کثیر التعداد روپیہ اور بادشاہ کی خوبصورت بی بی ہیلن کو بھگا لے گیا۔ مینلاس اور اسکے بھائی آگ میمنن نے اپنے بہادر اہل ملک سے اس کا بدلہ لینے کی درخواست کی انھوں نے اس درخواست کو بلا مخالفت منظور کر لیا۔ اور آگ میمنن مع ایک لشکر جرار کے یونانیوں کے شہر ٹرائے کا محاصرہ کرنیکو روانہ ہو گیا۔ یہ محاصرہ دس برس تک رہا اور ہیکٹر پرائم کا ایک نیک لڑکا بڑی بہادری سے محاصرین کا مقابلہ کرتا رہا۔ یونانی افواج کا سردار ایک شخص اکیلیز نامی بڑا مضبوط اور دلیر تھا اسکی نسبت لوگوں کا یہ گمان تھا کہ یہ ایک سمندری پری کے بطن سے پیدا ہوا ہے لیکن وہ بیچارہ محاصرہ ختم ہونے سے پیشتر ہی مر گیا اور یہ اسطرح واقع ہوا کہ محاصرہ کے دسویں سال اکیلیز نے ہیکٹر کو جنگ میں ہلاک کیا لیکن پیرس نے دغا بازی سے اکیلیز کو ایک تیر مارا جو اسکی موت کا سبب ہوا۔ آخر کار یونانی ریاست اتھاکا کے عقلمند بادشاہ نے شہر میں داخل ہونیکی ایک ترکیب نکالی۔

اسنے ایک بہت بڑا لکڑی کا گھوڑا بنایا جسکے پیٹ میں اور تمام حصوں میں جوف رکھا گیا جسمیں ہتھیار بند سپاہی چھپ سکتے۔ اور اس عجیب الخلقت چیز کو شہر کی فصیل کے سامنے رکھکر کل یونانی اپنے بیڑہ جہازات میں سوار ہو کر ایک طرف کو چلے گئے اور ایک جاسوس جو اسی غرض سے وہاں چھوڑ دیا گیا تھا اسنے اپنے تئیں اہل ٹرائے کے ہاتھ میں گرفتار کرا دیا۔ لوگ اسکو شہر میں لائے تو اسنے بیان کیا کہ یونانیوں کے منجموں نے یہ پیشین گوئی کی ہے کہ اگر یونانی اس گھوڑے کو اپنے ہمراہ لے جائیں گے تو انپر تباہی آئیگی لیکن اہل ٹرائے اسکو اپنے شہر میں لیجائیں گے تو انکو فلاح نصیب ہوگی۔

بیوقوف اہل شہر طمع میں آگئے اس عجیب الخلقت گھوڑے کو گھسیٹ لائے اسی رات کو دشمن اپنی کمینگاہ سے نکل پڑا اور شہر کے عالم ... ہمراہیوں کے لیے جو باہر تھے پھاٹک کھول دیے شہر میں آگ لگا دی پرائم کو مع باقیماندہ لڑکوں کے ہلاک کر ڈالا۔ اور شہر والوں کو غلام بنایا اور صرف معدودے چند اہل شہر شاہزادہ اینیاس کے ہمراہ اپنی جان لیکر بھاگ سکے

اس فتح کے بعد یونانی اپنے گھروں کو واپس ہونا شروع ہوئے لیکن انکے خیال کے بموجب چونکہ انھوں نے ٹرائے کے دیوتاؤں کے ساتھ بدتمیزی کی تھی۔ انکو راستے میں بڑے بڑے مصائب اٹھانا پڑے۔

آگ میمنن کو اسکی بی بی نے مار ڈالا لیکن اسکے بیٹے نے خود اسکو بھی مار ڈالا اور اس خاندان کی تباہی جسکا سبب انکے آباو اجداد کی شرارت کہی جاتی ہے یونان میں ضرب المثل ہو گئی۔

اب رہا اتھاکا کا بادشاہ وہ بھی وطن پہونچنے پر دس برس تک آوارہ و سرگردان پھرا کیا اور بڑی سخت لڑائیوں کے بعد اپنے رقیبوں سے اپنا تخت و تاج پھر چھین سکا اسکے حالات یونان کے پہلے شاعر ہومر نے نظم کیے تھے جو پشت بہ پشت حفظ کیے جاتے تھے یہاں تک کہ ایتھنس کے بادشاہ پیسسٹرس نے اسکو دو جلدوں میں الگ الگ جمع کر دیا۔ ایک کا نام ایلیڈ رکھا جو یونانی ٹرائے کو کہا کرتے تھے اور دوسرے کا نام اوڈیسی رکھا جسمیں بادشاہ اتھاکا کا ذکر ہے اور یہ نظمیں آجتک اپنی آپ ہی نظیر چلی آتی ہیں۔

فتح ٹرائے کے اسی برس بعد ہرقلوس کی اولاد کا واقعہ ہوا۔ یہ لوگ مدت مدید سے اپنے وطن آرگوس سے زبردستی باہر کیے گئے تھے اور وہاں سے بھاگ کر خلیج کارنتھ کے شمالی ساحل ڈورس کے بہادر پہاڑی لوگوں کے یہاں مہمان کے طور پر مقیم رہے۔ اور چند دنوں کے بعد جب اس قبیلہ کے سردار نے ڈورس کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی اور اسکو اسطرح پر ایک قسم طاقت نصیب ہوئی تو اسنے اپنی آبائی زمین پھر غاصبوں کے پنجہ سے چھڑانا چاہی اور یہ کل قطعہ جنوبی یونان پر ٹوٹ پڑا اور سوائے دو شہروں ارکیڈیا اور ایلیڈیا کے کل ملک فتح کر لیا اس فتح سے یونان جنوبی کی کایا پلٹ ہو گئی۔ پھر اپنے بادشاہ اور کثیر التعداد رعایا کے ہمراہ بھاگ کر جلاوطن ہو گئے اور جو باقی رہ گئے انکو فاتحوں نے لونڈی غلام بنا ڈالا اور گو کہ یہ حملہ ایک وقت میں نہایت تباہی خیز تھا لیکن اصل میں اسکا نتیجہ نہایت ہی عمدہ ثابت ہوا کیونکہ اس ملک کے پناہ گزین بھاگ کر ایشیائے کوچک کے ان مقامات پر آئے جنسے بسبب جنگ ٹرائے کے واقف ہو گئے تھے اور اسطرح سے کثیر التعداد شہر نئے آباد ہو گئے جو اس زمانہ کے بعد بہت مشہور ہوئے۔

اسی اثنا میں پیلوپونیسس میں وحشت دن بدن ترقی کرتی جاتی تھی اور وہ قومیں جنکو حملہ آوروں نے غلام بنا ڈالا تھا بار بار بغاوت کرتی تھیں دوسری مصیبت یہ تھی کہ خود فاتح لوگوں کی مقبوضات کی سرحدیں چونکہ ٹھیک طور پر قائم نہ ہوئی تھیں اسلیے آپس میں ہی جنگ و جدل شروع ہو گئی۔ لیکن عین اسوقت افائٹس نے (جو ایک چھوٹی ریاست کا مالک تھا) ارادہ کر لیا کہ ملک میں کسی نہ کسی طرح امن ضرور پیدا کرنا چاہیے اسلیے ڈلفی کے مندر میں ایک آدمی بھیجا گیا کہ حکم لائے کہ دیوتاؤں کا غصہ کسطرح فرو ہو سکتا ہے۔ اسپر وہاں سے جواب ملا کہ ٹرائے کے قومی تہوار کو پھر جاری کرنا چاہیے۔ اسمیں شریک ہونے کے لیے سب کو کل قومی شر و فساد بالائے طاق رکھدینا ہونگے۔ اس حکم کے قابل تحسین نتائج فوراً ظاہر ہو گئے اور کل قوم ایک ہو کر پھر تہذیب و ہنر میں ترقی کرنے لگی۔ شکارگاہ الم‍پیا کل قوم کا دار السلطنت ہو گیا اور وہاں چار برس کے بعد ایک قومی مجلس جمع ہوتی تھی جسمیں ضروری امور کا فیصلہ ہوتا تھا اور عہد ناموں کا اعلان کیا جاتا تھا۔ اور اسطرح ریاستہائے یونانیہ کے اوراق پریشان کا شیرازہ پھر بندھ گیا۔

چین جاپان کا من سمجھوتا

ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

روس اور کرسمس

روس معاف کیجئے پھر کبھی